۷۸۶

تذکرہ

مسلمان مہارانا

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

کارکن حلقہ مشائخ دہلی نے

مئی ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

ٹائیٹل دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہوا

تعداد ۵۰۰۰ — قیمت ۴ر

فہرست مضامین کتاب مسلمان مہارانا

(اندر کی کتاب محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپی)

طبع ثانی کی اطلاع

چونکہ اس اڈیشن کی ضخامت بڑھ گئی ہے اور لاگت زیادہ آئی ہے اور قیمت صرف ۲ رکھی گئی اسواسطے ہزارہا بقیہ درخواستوں کی تعمیل نہیں ہوسکی۔ کتاب ہذا کے مضامین کا خلاصہ کیا جارہا ہے اور ترتیب مضامین بھی درست ہورہی ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد اسکا دوسرا اڈیشن شائع کیا جائے گا۔ تقریریں اور اڈریس اور مہارانا کے حالات مکمل شائع ہوں گے۔ صرف اخباری مضامین اور آریہ اخبارات کے مخالفانہ مضامین کا خلاصہ کردیا جائیگا تاکہ ضخامت کم ہوجائے۔ تصویریں بھی سب باقی رکھی جائیں گی قیمت کا اندازہ ابھی نہیں ہوسکتا۔ جو لاگت ہوگی وہی قیمت مقرر کیجائیگی ۔ انشاءاللہ ڈیڑھ دو مہینے کے اندر دوسرا اڈیشن شائع ہوجائیگا۔ حسن نظامی

بقیہ مضامین رسالہ پیشوا دہلی کا ایک ضروری مضمون اور دوسہرہ ضلع ہوشیارپور کا خط اور دہلی کی ایک مختصر کیفیت باقی رہ گئی تھی جسکو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ حسن نظامی

آریہ سماجی اور اُنکے ساتھیونکی امیدونکا قبرستان

دہلی کے مشہور آزاد نویس رسالہ پیشوا نے ۸۔ مئی ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں یہ شائع کیا

انجمن حمایت اسلام کا سالانہ اجتماع ایسٹر کی تعطیلات میں لاہور میں ہوا۔ یہ انجمن خانبہادر میاں سر محمد شفیع کی رہنمائی

میں کم سے کم خلافت کمیٹی سے زیادہ مفید خدمات اسلام بجا لا رہی ہے اور اسکا کام زندہ ہے یہی خلافت کمیٹی سو جس نے جمع تو ایک کروڑ روپیہ کیا اور کام ایک لاکھ کیا ایک ہزار کا بھی نہیں کیا۔ وہ نہ خود زندہ ہے اور نہ اسکا کوئی کام زندہ ہے! اس انجمن کے جلسے کے ساتھ سال گزشتہ کی طرح امسال بھی ایک نو مسلم کانفرنس کی گئی تھی جس کے صدر گجرات کے مشہور راجپوت مہارانا ناہر سنگھ مقرر کئے گئے تھے جو ریاست آمود کے والی اور بمبئی کونسل کے ممبر ہیں اور ساڑھے پانچ لاکھ مولیٰ اسلام گراسیہ راجپوتوں کے سردار ہیں اور جن پر سے ان کی قوم کے کئی سال سے بڑودہ کی سنٹرل شدھی سبھا کے کارکن مہاراجہ بڑودہ کی زیر حمایت ڈورے ڈال رہے تھے' اور جن کی جماعت کے بعض افراد مرتد ہو چکے تھے اور جن کی صدارت میں سات ہزار راجپوت سرداروں نے تاپا کے مشہور مقام پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کے ایما سے ان کی موجودگی میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم آئندہ مسلمان رہیں گے۔ اور اپنے نام بھی مسلمانوں ہی کے سے رکھیں گے اور اب تمام ہندوانہ رسمیں اور ہندوانہ معاشرت کو ترک کر کے اسلامی معاشرت اختیار کرتے ہیں" اور جس قدر مولیٰ اسلام گراسیہ راجپوت مرتد ہو گئے تھے انہوں نے بھی اس عظیم الشان پنچایت کے فیصلہ کے مطابق آریہ سماجی عقائد سے توبہ کر کے پھر حلقۂ اسلام اپنی گردن میں ڈالا تھا۔

جس طرح مسلمانوں کی غفلت سے ملکانے راجپوت اسلام کی آغوش سے نکلکر کفر کے دامن میں چلے گئے' اسی طرح یہ بہادر راجپوت بھی جن کے آباؤاجداد سلطان محمود بیگڑہ کے زمانہ میں ملکانوں کے بزرگوں کی طرح مسلمان ہوئے تھے اور جن کے اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نام تک انہوں نے نہیں رکھے تھے۔ معاشرت ساری ہندوانہ تھی۔ چونکہ ملکانوں کی طرح یہ لوگ مفلس نہیں تھے بلکہ ان میں سے ہر شخص بجائے خود ایک بہت بڑا جاگیردار تھا جن کا ایک حصہ اسلام کی آغوش سے ملکانوں کی طرح نکل چکا تھا اور بڑا حصہ اگر مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ اور حضرت خواجہ حسن نظامی کوشش نہ کرتے تو تاپا کانفرنس کے موقع پر یقیناً مرتد ہو جاتا' اور ملکانوں کی طرح یہ بہادر راجپوت بھی اسلام کے سایہ سے نکل جاتے۔ مگر اس موقع پر حضرت خواجہ صاحب کی مشہور دانشمندی اور حکمت عملی کام آئی۔

امسال لاہور کی نو مسلم کانفرنس کی صدارت حضرت خواجہ صاحب کے ایما پر جب رانا صاحب نے منظور فرمائی جلسہ میں شرکت کیلئے

جب وہ اپنے وطن مالوف سے روانہ ہوئے تو حضرت نے سب سے پہلے دہلی میں اس نومسلم راجپوت سردار کے خیر مقدم کی تیاری کی اور ان تمام مقامات کے محب اسلام اور عاشقان تبلیغ مسلمان بھائیوں کو مہارانا صاحب کے پرجوش خیر مقدم پر آمادہ کیا کہ اس سے آئندہ تبلیغ کے متعلق نہایت مفید نتائج مرتب ہونیکی توقع تھی۔

مگر وہ لوگ جو نہیں چاہتے کہ حضرت خواجہ صاحب ان کے مفروضہ "ختم خواجگی" کے بعد زندہ رہیں چین سے نہ بیٹھے۔ اور "حاجی" محمد علی اور ان کے حواری اُمراؤ مرزا حیرت ایڈیٹر درۂ عمر اور شمبھو ناتھ چوپڑا ایڈیٹر سوراجیہ اور ایڈیٹر تیج اور ایڈیٹر ہندوستان ٹائمز وغیرہ کے پیٹوں میں تو لنج کے دَرد کا دورہ پڑا اور سب کے سب بے اختیار مسلمانوں کی ہمدردی میں چیخنا شروع کیا کہ کوئی "مہارانا مسلمان نہیں ہوئے"۔ "مسلمانو دھوکہ سے بچو" "مسلمانوں کو اُلو بنایا جا رہا ہے" غرضکہ پوری قوت کے ساتھ ان سنگھٹنیوں اور خلافتیوں کا سنجوگ ہو گیا۔ اور خفیہ اور علانیہ پوری قوت اور سرگرمی کیساتھ کوششیں کی گئیں کہ مسلمانان دہلی سٹیشن پر جمع نہ ہوں۔ مضامین لکھے گئے۔ پوسٹر شائع کئے گئے۔ مگر آریہ سماجی اور ان کے دوستوں اور انکے شرکاءکار۔ اور رفقاءکار اُمراؤ مرزا حیرت اور "حاجی" محمد علی کی امیدوں کا قبرستان ۱۹ اپریل کی صبح کو دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر نظر آیا جبکہ ہزارہا مسلمانوں نے اپنے اس نومسلم بھائی کا تکبیر کے فلک شگاف نعروں اور پھولوں کی لگاتار بارش سے نہایت والہانہ اور مضطربانہ خیر مقدم کر کے ان تمام ہفوات و خرافات کا خاتمہ کر دیا، جو شیطان لعین کی ذریات نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مشہور کر رکھی تھیں۔

اس کے بعد غازی آباد، میرٹھ وغیرہ اور تمام ان مقامات کے ریلوے اسٹیشنوں پر جو لاہور تک راستہ میں تھے ایسا پرجوش اور تاریخی خیر مقدم مہارانا صاحب کا ہوا کہ اسکی نظیر مسٹر گاندھی اور انکی ذریات کے عروج کے زمانہ میں بھی نہیں ملتی اور اس کے بعد لاہور میں تو ایسا شاہانہ اور عاشقانہ جلوس نکلا کہ پنجاب کی تاریخ میں ایسا کامیاب اور ولولہ انگیز جلوس نہیں نکلا۔

ایک نومسلم کے ایسے کامیاب جلوس کو جو حضرت خواجہ صاحب کے اثر کا نتیجہ تھا دیکھکر "حاجی" "محمد علی" کلالی کو اپنا گزرا ہوا زمانہ یاد آیا اور انجمن کے جلسہ کی کامیابی سے جسطرح آریہ سماجیوں کے کلیجہ پر سانپ لوٹا اسی طرح ایڈیٹر تیج کے اس فرضی عاشق اسلام کے کلیجہ پر بھی سانپ لوٹ گیا۔ اور آریہ اخبارات کی ہمنوائی (یا پیشوائی) کیلئے ۱۲ اپریل کے ہمدرد میں سخی اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ انجام دی کہ "تحریری تبلیغ کا نیا کرشمہ" کے نام سے ایک لیڈنگ آرٹیکل ۲ صفحوں کا لکھکر اپنی مفروضہ خدمات اسلام کا اس شریف بدمعاش اور جعلی لیڈر نے اعلان کرتے ہوئے کوئی گالی ایسی نہ تھی جو خواجہ صاحب اور مہارانا صاحب کو نہ دی ہو اور لگے ہاتھوں مجھے بھی اپنی مقدس بارگاہ سے لُچا، لفنگا وغیرہ جیسے خطابات عنایت کیئے۔ میں نے طے کر لیا ہے کہ اب اس مجنون الحواس کی بکواس کا کوئی جواب اس وقت تک نہ دونگا جب تک پانی سر سے نہ گزر جائے اور سچ یہ ہے کہ چونکہ

کوئی نئی گالی نہیں دی گئی اس لیئے میں کوئی نیا جواب بھی نہیں دے سکتا۔ لہٰذا ان پرانی گالیوں کے جواب کے لیئے ان کو اور ان کے دوستوں کو "پیشوا" کا گزشتہ پرچہ دیکھنا چاہیئے۔

اس دو صفحہ کے لیڈر میں وہی خرافات ہے جو پنجاب اور دہلی کے آریہ سماجی اخبارات میں شائع ہوئی تھی، اور جس کو دوبارہ اس فرضی ہمدرد نے تمام آریہ سماجی اخبارات بصد عزت و افتخار یہ کہکر نقل کر رہے ہیں کہ خواجہ حسن نظامی کے متعلق ایک بڑے مسلمان لیڈر کا فیصلہ۔ اور یہی حاجی "صاحب" چاہتے بھی تھے کہ ان کو کم از کم اس گئی گزری حالت میں اخبار ہی لیڈر لکھدیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ امراؤ مرزا عرف مرزا حیرت بھاٹی، اور محمد علی عرف "حاجی" محمد علی کلالی دونوں کے دونوں "تیری میری جوڑی بنی مزیدار" لکھکر، تحریری تبلیغ کے شاندار نتائج سے خوفزدہ ہو کر اور اپنی اپنی ڈفلی کی خیر مناتے ہوئے آریہ سماجی کیمپ میں بیٹھکر گولہ باری کر رہے ہیں۔ جہاں انکو ساہان رسد ملاپ، بندے ماترم، تیج، ہندوستان ٹائمز، پیلپ، گرو گھنٹال، پارس، کرم دیر، ارجن وغیرہ تمام سماجی اخبارات کے لیڈر اور ایڈیٹر مہیا کر رہے ہیں۔

یہ قلمی جہاد خواجہ صاحب کے اثر کو دیکھکر اور اپنے رسرخ کی لاش پر فاتحہ پڑھنے کے بعد نہایت ابلیسانہ مکر و فریب کیساتھ اس وقت شروع کیا گیا جبکہ جلوس نکلنے سے ۴ روز پہلے حضرت خواجہ صاحب نے مہارانا اور ان کی قوم کے متعلق تمام تاریخی حالات اردو زبان کے تمام مقتدر اخبارات میں شائع کرا دئے تھے۔ اور جن میں صاف صاف تمام واقعات لکھدئے تھے۔ جن میں ایک لفظ بھی کہیں۔ یہ نہیں لکھا تھا کہ میں نے ان کو مسلمان کیا ہے۔ یا وہ حال میں مسلمان ہوئے ہیں۔ حالانکہ خود مہارانا صاحب نے ایک آریہ اخبار کے جواب میں فرمایا کہ "ہم اور ہماری قوم حقیقی معنوں میں سال گزشتہ ناپاکانفرنس میں مسلمان ہوئے ہیں۔ اور ہمیں نومسلم کہنا ٹھیک ہے"۔

اتنی بڑی اور جاگیردار اور اسلام سے بے خبر قوم کو ارتداد سے بچانا اور انکے اکثر افراد کو جو مرتد ہو گئے تھے واپس اسلام میں لانا ہی خواجہ صاحب کا اتنا بڑا اور شاندار اور اہم تبلیغی کارنامہ ہے کہ اگر آئندہ وہ کچھ بھی کام نہ کریں تو ان کو مطلق پروا نہ ہونی چاہیئے کہ یہ کام حریفوں کے مٹائے نہیں مٹ سکتا۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ یہ بہادر راجپوت اب ملکانوں کی طرح آسانی سے اشدھی بازوں کے قبضہ میں نہیں آئیں گے۔ اور یہ شاندار کامیابی اسی "تحریری تبلیغ" کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے جس پر "حاجی" محمد علی معترض تو ہوتے ہیں مگر خود "تحریری تبلیغ" کرتے ہیں نہ "جھوٹی تبلیغ" کی بجائے اصلی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کا آجکل سب سے بڑا کارنامہ افتراق بین المسلمین ہے۔ جس کا تازہ سرٹیفکٹ موتمر اسلامی کے صدر نے حال میں دیا ہے۔

مشہور رسالہ دین و دنیا دہلی ۲۰ مئی ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

۸ لاکھ مسلمانوں کی مخالفت

۱۲ راپریل کے ہمدرد کے مقالہ افتتاحیہ کے پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ آیا یہ محمد علی کے اخبار کی تحریر ہے یا آریوں کے بدتمیز اخبار گرد گھنٹال کی۔ محمد علی نے مہارانا ناہر سنگھ کے جلوس پر اور ان کے خیر مقدم پر آریہ اخبارات کی طرح بے تکی باتیں لکھی ہیں۔ جن سے خواجہ صاحب کو تو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ لیکن اسلام کو ضرور نقصان پہنچ جائے گا محمد علی اگر خانہ جنگی پسند کرتے ہیں تو ضرور خواجہ صاحب کی مخالفت کریں۔ لیکن اس طرح نہیں کہ اسلام کی مخالفت ہونے لگے۔ محمد علی کو آٹھ لاکھ مسلمانوں سے سخت شکایت ہے کہ وہ خواجہ صاحب کے کہنے پر مہارانا کے استقبال میں کیوں شریک ہوئے۔ یہ شکایت محمد علی صاحب ہی کو نہیں بلکہ تمام آریہ اور ہندو اخبارات کو ہے۔ خواجہ صاحب مہارانا ناہر سنگھ جی کو مہارانا نصر اللہ خاں بنانے کے جرم میں آریوں اور سنگھٹنیوں کے شکار تو ہو ہی رہے تھے۔ کہ محمد علی نے بھی ان ہی سنگھٹنیوں کی صف میں کھڑے ہو کر خواجہ صاحب پر حملے شروع کر دئے اور سنگھٹنی شہیدوں میں شامل ہو گئے۔ اگر چھپن سال عمر سے عزیزت گزشت کے بعد طفلی انداز اور بال ہٹ کسی میں دیکھنی ہو تو وہ ہمدرد کے دفتر میں جا کر محمد علی کی زیارت کرے۔

مسلمان مہارانا ایک مسلمان مہارانا جو کبھی ناہر سنگھ اور اب نواب نصر اللہ خاں ہیں۔ جب دلی اسٹیشن پر آئے تو دلی کے توحید پرستوں نے کہا یہ ہمارا پیارا ہے۔ یہ ہمارا من موہن ہے۔ اس محبوب کے دیکھنے کے لئے لوگ پروانہ وار گر رہے تھے۔ ہمارے مسلمان مہارانا انجمن حمایت اسلام کے جلسہ کی صدارت کے لئے لاہور جا رہے تھے۔ جس اسٹیشن سے یہ گزرے ہجوم عاشقاں اتنا تھا گھبرانے لگے۔ پھولوں کے ہار مہارانا کے قدموں پر لوٹ لوٹ کر کہہ رہے تھے کہ اے توحید کے پرستار ہمیں اپنے قدم چھونے دو۔ ہم میں بھی وحدت کی بو ہے۔ تبلیغ کا سب سے بڑا علمبردار مسلمانوں کا سچا مخلص یہ دگانہ حسن نظامی بھی ساتھ تھا۔ اور ان ہی کے اعلانات نے لوگوں کو غفلت سے جگایا تھا۔ ہندو پرچوں نے ہندو لیڈروں نے اخباروں سے زبان سے مسلمانوں کو روکا۔ طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر دیں

جن میں ملی کے کوئی جو پڑا ہی ہیں۔ بس جیسا ان کا عبد انام ہے ویسا ہی ان کا عبد اکام بھی تھا۔ انہوں نے حضرت خواجہ صاحب اور مہارانا صاحب کی سخت مخالفت کی۔ لیکن چاروں طرف سے یہی صدائیں آئیں پیا پیارے کو آنے دو۔ صبح چھ بجے مہارانا صاحب بڑودہ ایکسپریس پر دہلی پہنچ گئے۔ اور وہاں سے پھر لاہور روانہ ہوئے۔ لاہور میں نہایت شاندار خیر مقدم کیا گیا۔ جب لاہور میں مہارانا کا خیر مقدم ہو رہا تھا تو مسلمانوں کا پر شکوہ جلوس اشاروں ہی اشاروں میں کافروں سے کہہ رہا تھا "ممکن نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا"

انجمن اسلامیہ دسوہہ دکا تھال کا خیر مقدم

(۱) حکیم عبد اللطیف شادانی آنریری جنرل سکریٹری انجمن اسلامیہ دسوہہ و مسلم ہائی اسکول دسوہہ ضلع ہوشیار پور۔ اور

(۲) مرزا محمد بیگ صاحب۔ بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول دسوہہ نے جان سے جالندھر چھاؤنی پہنچ کر مہارانا صاحب کی زیارت کا فخر حاصل کیا۔ اور مسلم ہائی اسکول دسوہہ کی طرف سے ایک قرآن مجید بطور نذرانہ پیش کیا۔ اس سے بہتر نذرانہ ہمارے نزدیک کوئی نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ چوہدری عبد الکریم صاحب رئیس بنجدیرہ علاقہ مکیریاں پندرہ بیس ہمراہیوں کے ساتھ جالندھر پہنچے تھے۔ اور دسوہہ سے تقریباً اسی قدر مسلمان جالندھر اسٹیشن پر پہنچے تھے

سقوں کا تحفہ

دہلی کی سقہ برادری کے چودھری صاحب نے دہلی اسٹیشن پر جب مہارانا کو اپنی برادری کی طرف سے پھولوں کا ہار پہنایا۔ تو حاضرین میں بڑا جوش پیدا ہوا۔ اور مہارانا اسلامی اُخوت کے اس نظارہ سے از حد متاثر ہوئے

زردوز برادری

جناب مولانا حفیظ الدین صاحب صدر جماعت زردوزان دہلی بھی اپنی جماعت کے ساتھ دہلی اسٹیشن پر تشریف لائے تھے۔ مہارانا پر اس مسلمان جماعت کے جوش و خلوص کا بہت اثر ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

مسلمان مہارانا
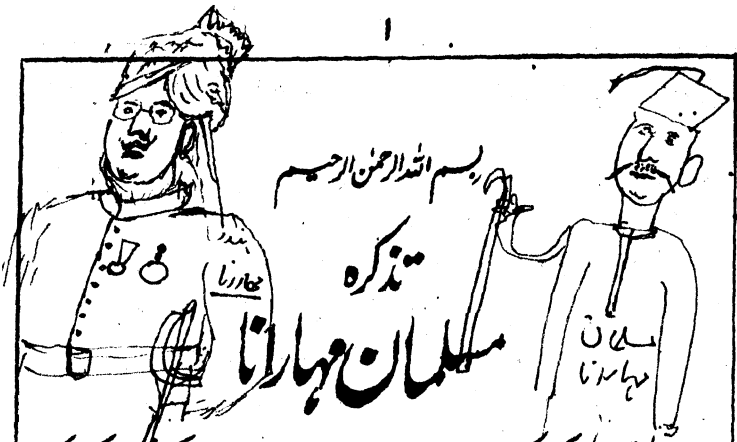
اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے اور عاجز بندہ حسن نظامی اُس کے فضل و کرم کی حمد و ثنا بجا لاتا ہے کہ اس نے مجھ ناچیز کے دیکھنے کو آنکھیں اور سمجھنے کو دماغ اور بولنے کو زبان اور لکھنے کو قلم عطا فرمایا۔ اور سب سے بڑا شکر اس بات کا ہے کہ محض اپنے فضل و رحم سے اس نے مجھے یہ توفیق بھی دی کہ اپنے جسم کے اعضا کو اور قدرت کے عطیہ لیاقتِ تحریر کو دینِ اسلام اور مسلمان قوم کی خدمت اور تائید و حمایت میں خرچ کروں۔

اور درود و سلام سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو جنکی تبلیغ و ہدایت سے مجھ کو اور سب مسلمانوں کو ہدایت کا راستہ میسر آیا۔

اس کے بعد مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۸ء کو حامیِ اسلام مہارانا ناہر سنگھ خلف مہارانا ایشور سنگھ والیِ ریاستِ آمود ملک گجرات دہلی کے راستہ لاہور تشریف لے گئے تھے، اور ۱۵ اپریل کو لاہور میں اُن کا جلوس نکلا تھا، اور اُسی تاریخ مہارانا صاحب نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے اکتالیسویں سالانہ جلسے کی صدارت کی تھی اور ۱۶ اپریل کو بھی انجمنِ مذکور کا مہارانا کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں مہارانا موصوف کی اور حسن نظامی کی تقریر ہوئی تھی اور ۱۴ اپریل کی صبح سے رات کے دس بجے تک دہلی سے لاہور تک جن اسٹیشنوں پر ریل ٹھہری وہاں ہزارہا مسلمانوں نے مہارانا کا خیر مقدم کیا تھا اور بہت احتیاط کے ساتھ بلا مبالغہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دہلی سے لاہور

تک جتنے مسلمان خیر مقدم کے لیئے آئے اُن کی مجموعی تعداد کم از کم پانچ لاکھ تک پہنچی ہے۔

آریہ شورش جب سے مہارانا کی آمد کے اشتہارات دہلی سے لاہور تک مختلف مقامات میں میری طرف سے شائع ہوئے اُسی وقت سے آریہ اخبارات اور آریہ سماجوں اور ہندو سبھاؤں اور بعض ناسمجھ مسلمانوں کی طرف سے پوسٹر اور مضامین میری اور مہارانا کی مخالفت میں شائع ہونے شروع ہو گئے تھے جن میں مسلمانوں کو تاکید کی جاتی تھی کہ وہ حسن نظامی کے دھوکے میں نہ آئیں اور مہارانا کا خیر مقدم نہ کریں، کوئی مسلمان مہارانا نہیں ہے نہ آمود نام کی کوئی ریاست ہے حسن نظامی نے یہ اعلان محض تمسخر جھوٹی اور جھوٹا کر دیا ہے۔ بعض اخباروں نے یہ لکھدیا کہ حسن نظامی نے اپریل فول پر عمل کیا ہے جیسا کہ یورپ والے اپریل کی پہلی تاریخ کو جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنایا کرتے ہیں اسی طرح حسن نظامی نے بھی مسلمانوں کو بے وقوف بناتے اور ریل پر حیران کرنے کے لیئے یہ اعلان شائع کیا ہے۔

چونکہ دو چار دن پہلے مرزا حیرت نے روسی قوم کے اور روسی گورنمنٹ کے مسلمان ہو جانے کی خبر شائع کی تھی اور ایک اخبار نے مہاراجہ بھرت پور کے مسلمان ہو جانے کی اطلاع چھاپی تھی اور آخر میں وہ دونوں اپریل فول ثابت ہوئی تھیں۔ اس واسطے بہت سے مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ حسن نظامی نے بھی اپریل فول کا مذاق کرنے کے لیئے مسلمان مہارانا کی آمد مشہور کر دی ہے۔

یہ سب باتیں تو مہارانا کی آمد سے پہلے پیش آئی تھیں اس کے بعد جب مہارانا دہلی سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچ گئے اور ہر اسٹیشن پر ہزارہا مسلمانوں نے ان کا استقبال کر لیا اور لاہور میں اُن کا جلوس بھی نکل چکا تو ایک دم تمام آریہ پریس اور آریہ اسٹیج بھر ملک اُٹھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بارود میں آگ گر پڑی۔ ہر چھوٹا بڑا آریہ اخبار اور آریہ لیڈر رنجھ کو اور مہارانا صاحب کو جھوٹا اور ذلیل اور کم حیثیت ثابت اور مشہور کرنے میں اپنا فرض ادا کر رہا تھا اور اس وقت سے لیکے آج تک کوئی روزانہ اور ہفتہ وار اخبار آریہ سماج کا

ایسا نہیں ہے جس میں میرے اور مہارانا صاحب کے خلاف مضامین شائع نہ ہوئے ہوں اور نہ ہوتے ہوں، معلوم نہیں آریہ شورشش کا یہ طوفان کب تک قائم رہے گا؟ اور کب تک آریہ سماجی اخبار اور آریہ سماجی لیڈر میرے خلاف اور مہارانا کے خلاف جلے پھپھولے پھوڑتے رہیں گے؟

کتاب کی ضرورت

یہ حالات دیکھکر مجھ کو ضروری معلوم ہوا کہ ایک کتاب شائع کی جائے جس میں دشمنوں کے تمام مخالفانہ مضامین ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں اور ہر الزام و بہتان کا جواب بھی مختصر الفاظ میں اُس کے ساتھ ہی درج ہو جائے تاکہ تمام مسلمانان ہند اور انصاف پسند ہندؤں اور عیسائیوں اور خود گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے کہ آریہ اخبارات جھوٹ بولنے میں اور غل مچانے میں کیسے دیدہ دلیر ہیں اور فرضی اور محض بے اصل باتیں تصنیف کرنے اور اُن کو شائع کرنے میں اُن کو کتنی جرأت ہے کہ سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید اور دن کو رات اور رات کو دن کہدینا اور لکھدینا اُن کو کچھ بھی مشکل معلوم نہیں ہوتا۔

یہ کتاب ہندوستان کی آئندہ نسلوں کے واسطے بھی ایک تاریخی سند ہو جائیگی اور آئندہ زمانہ کے ہندوستانی لوگ آریہ اخبارات کے دلیرانہ جھوٹ پر ہمیشہ ہمیشہ تعجب کیا کریں گے۔

دوسری وجہ اس کتاب کے لکھنے کی یہ بھی معلوم ہوئی کہ ہندوستان کے مسلمان مہارانا نصر اللہ خاں صاحب اور اُن کی قوم سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں اس واسطے اس کتاب میں مہارانا صاحب کے تمام تاریخی حالات تفصیل کے ساتھ لکھدیئے جائیں تاکہ ہندوستان کا ہر مسلمان مہارانا صاحب اور ان کی قوم سے واقف ہو جائے اسی واسطے یہ خیال ہوا کہ یہ کتاب باوجود مکمل اور مفصل ہونے کے بہت کم قیمت پر فروخت کی جائے۔

چنانچہ باوجود عکسی تصاویر کے خرچ اور اتنے زیادہ صفحات کے صرفہ کے اس کتاب کی قیمت محض ۴ر (چار آنے) مقرر کی گئی۔ حالانکہ جو لوگ چھپائی کے فن سے

واقف ہیں وہ اس کتاب کو دیکھتے ہی حساب کرکے سمجھ لیں گے کہ ایسی کتاب کی تیاری میں فی کتاب بارہ آنے یا ایک روپیہ لاگت آئی ہوگی پھر چھ بارہ آنے فی کتاب کا نقصان برداشت کرکے اتنی بڑی کتاب چار آنے میں دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ محض یہی ہے کہ تمام ہندوستان کے امیر غریب مسلمان اس کو خرید سکیں اور ہر عورت مرد مسلمان اس کتاب کا مطالعہ کر سکے۔

ترتیب اگرچہ میں ایک سو سے زیادہ چھوٹی بڑی کتابوں کا مصنف ہوں اور کتابوں کو موزوں ترتیب کے ساتھ لکھنا جانتا ہوں مگر یہ کتاب صرف دو ہفتے میں، لکھی بھی گئی چھپی بھی اور شائع بھی ہوگئی اس واسطے اس کتاب کی ترتیب موزوں اور درست حالت میں نہیں ہے جلدی میں جو کچھ مہارانا کی نسبت موافق و مخالف ملا بلا کم و کاست ایک جگہ جمع کر دیا گیا۔ مہارانا کے تاریخی حالات آخر میں رکھے گئے کیونکہ اُن کی تلاش و جستجو کے لیئے انگریزی اور گجراتی زبان کی کتابوں کا ترجمہ کرانے میں دیر ہوئی۔

بہرحال میں اس کا خوف نہیں کرتا کہ لوگ مجکو نالایق کہیں گے اور موزوں ترتیب کے معاملہ میں ناقابل سمجھیں گے کیونکہ مجھے اپنی قابلیت دکھانے کے لیئے یہ کتاب بطور نمونہ کے پیش کرنی نہیں ہے۔ میں تو مہارانا کا تذکرہ قلمبند کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو یہ کتاب ہر مسلمان کے پاس پہنچ جائے تاکہ آریہ اخبارات اور آریہ لیڈروں کے بہتانوں اور الزامات کی قلعی کھل جائے اور مسلمانوں کو جس قدر مغالطے دیئے جارہے ہیں اُن سے مسلمان قوم آگاہ ہو جائے۔ بس اس سے زیادہ مجھے کسی طول طویل تمہید کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں کتاب شروع کرتا ہوں

سنہ ۱۹۲۶ء سب سے پہلے تو میں نابا کانفرنس کی کیفیت درج کرنی چاہتا ہوں۔ جو ۱۶ صفحے کے ایک پمفلٹ میں ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو نابا کانفرنس سے دس روز کے بعد شائع ہوئی۔ اور اس کے دو مہینے بعد پھر یکم جون سنہ ۱۹۲۶ء کو اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ کر تقسیم ہوا۔ یہ پمفلٹ شروع سے آخر تک پورا نقل کیا

جاتا ہے تاکہ میرے حریف غور کر سکیں کہ میں نے ایک سال پہلے کس صفائی اور سچائی سے ساری کیفیت شائع کر دی تھی۔ اور آج جو مجھ پر بہتان لگایا جاتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کو دھوکا دیا اس کی قلعی کھل جائے اور مسلمان سمجھ لیں کہ حسن نظامی نے تو ایک برس پہلے سب حالات بغیر کسی مبالغہ کے شائع کر دیئے تھے۔

اس پمفلٹ کا پہلا ایڈیشن پانچ ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم ہوا تھا۔ اور دوسرا ایڈیشن بھی کئی ہزار چھپا تھا اور غالباً ہر پمفلٹ کو کم از کم دس بیس مسلمانوں نے ضرور پڑھا ہوگا۔ اور اس طرح لاکھوں مسلمان اس پمفلٹ کے مضامین سے آگاہ ہو گئے ہوں گے۔ پھر جو مجھ پر دھوکا دینے کا الزام لگایا جاتا ہے وہ محض عناد ہے ورنہ اس کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔

یہ پمفلٹ اخبار الامان وغیرہ اسلامی پرچوں میں بھی شائع ہوا تھا اور تمام مقامات پر مسلمان قوم ایک حد تک مہارانا صاحب کے اصلی حالات سے خبردار ہو گئی تھی۔

میں نے یہ پمفلٹ اس طرح نقل کیا ہے کہ نقل مطابق اصل ہو جائے صرف خاص خاص الفاظ کو ذرا جلی قلم سے لکھوا دیا ہے تاکہ ناظرین اس موقع کو ذہن میں رکھ کر حریفوں کے الزامات پر غور کریں اور انصاف کر سکیں کہ یہ آریہ اخبار اور بعض مسلمان اخبار اسلام کی دشمنی میں کس قدر اندھے ہو کر مضامین لکھ رہے ہیں اور ان کو خدا کا خوف نہیں آتا۔

خصوصاً مسٹر محمد علی کا مضمون دیکھنے کے بعد جب میرے اس پمفلٹ کو دیکھا جائیگا تو جناب محمد علی کا مضمون صریح عداوت آمیز اور ظالمانہ ثابت ہو جائے گا۔ اسلیئے دونوں کو ملا کر پڑھنا چاہیئے۔

حسن نظامی

مسٹر محمد علی غالباً مسلمانوں میں سوائے میرزا حیرت کے اور کسی مسلمان نے مہارانا کی مخالفت میں حصّہ نہ لیا تھا اور چونکہ میرزا حیرت کو مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا انکار کر چکے ہیں اسلیئے انکی مخالفت بے معنی اور بے فائدہ تھی اور کسی مسلمان نے اس مخالفت کی پروا نہ کی۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ مرزا حیرت کے بعد مسٹر محمد علی نے بھی قلم سے لکھ کر ایک سخت مضمون میرے اور مہارانا کے خلاف اخبار ہمدرد میں شائع کیا جسکو دوسرے ہی دن تمام آریہ اخبارات نے شاندار عنوانوں کے ساتھ اپنے اخباروں میں نقل کر کے شائع کیا۔

مسٹر محمد علی کے اس مضمون کی نسبت میں اس وقت کچھ لکھنا نہیں چاہتا بلکہ جب وہ مضمون اس کتاب میں نقل کیا جائیگا اُس وقت ضرورت ہوگی تو اس پر اپنی رائے ظاہر کرونگا۔ مگر اس قدر لکھنا اب بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ موقع مسٹر محمد علی کی مخالفت کا نہ تھا۔ اگر مسٹر محمد علی کو میری مخالفت ضروری معلوم ہوتی تھی تو وہ کسی اور موقع پر مخالفت کر سکتے تھے۔ اس موقع پر ایسے طریقہ سے مخالفانہ مضمون شائع کرنا ان کی اسلامی شان سے بعید تھا۔

جوں ہی یہ مضمون شائع ہوا فوراً سوامی شردھانند کے اخبار تیج نے اس کی نقل اپنے اخبار میں درج کردی اور اس کے بعد تمام ہندوستان کے آریہ اخبارات میں اس کی نقلیں چھپنے لگیں۔

گویا آریہ اخبارات کے ہاتھ میں مسٹر محمد علی نے ایک تلوار دیدی کہ حسن نظامی کو اس سے زخمی کیا جاسکتا ہے۔ اور کوئی ہتھیار کام نہ دیگا۔

بہرحال میں صبر کرتا ہوں اور مسٹر محمد علی کو دعا دیتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کی موجودہ ضروریات کو آریہ سماج کی ضروریات کے مقابلہ میں اسے پس پشت نہ ڈالیں

حسن نظامی

۷۸۶ ہوالکل یامعین

بسلسلہ حفاظت مسلمین

مسلمان مہارانا کی تقریر

یعنی آنریبل مہارانا ہرسنگھ جی ایشور سنگھ جی رئیس ریاست آمود
ملک گجرات کا خطبۂ صدارت جو ۷ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو ناپا ضلع کھیڑا
میں سات ہزار راجپوت سرداروں کے سامنے ہوا

اور جسکے آخر میں

خواجہ حسن نظامی کی تقریر بھی درج ہے

دفتر نظامیہ تبلیغ دہلی نے یکم جون سنہ ۱۹۲۶ء کو دوسری بار
شائع کیا

مطبع محبوب المطابع برقی پریس دہلی

دوسری بار قیمت ۱ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دو سال گزر گئے کسی رات نے حسن نظامی کو مولے اسلام گراسیہ راجپوت بھائیوں کے خیال سے بے فکر نہ دیکھا ہوگا۔ اگرچہ یہ راجپوت بھائی دہلی سے سینکڑوں کوس دور گجرات کے ملک میں آباد ہیں مگر اسلامی رشتہ تو لاکھوں کوس کی دوری میں بھی قائم رہتا ہے۔ جب میں سنتا تھا کہ ہندوؤں کی بڑی بڑی ریاستیں لاکھوں روپیہ خرچ کرکے ان ساڑھے پانچ لاکھ مسلمان راجپوتوں کو آریہ مرتد بنانا چاہتی ہیں اور خاص ریاست بڑودہ میں سنٹرل شدھی سبھا ایک مشہور روشن خیال اور بے تعصب ہندو راجہ کے اشارہ سے بن گئی ہے اور شدھی سبھا نے بہت زور شور کے ساتھ ان مولے اسلام گراسیہ بھائی مسلمانوں کو مرتد کرنے کا کام شروع کردیا ہے تو میری نیند اُڑ جاتی تھی اور بھوک بند ہو جاتی تھی اور میں کہتا تھا کہ کل قیامت کے دن ہم مسلمان خدا رسول کو کیا جواب دیں گے۔ جب ہم سے یہ سوال کیا جائے گا کہ یہ لاکھوں مسلمان دھوکہ اور فریب سے مرتد بنا دیے گئے اور تم نے ان کے بچاؤ کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ مشہور تو یہ ہے کہ میں لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کر رہا ہوں اور حالت یہ ہے کہ مجھ سے اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی حفاظت کا کام بھی اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔

میرے پاس نہ روپیہ تھا، نہ آدمی تھے، نہ رسوخ تھا، میں کیونکر بڑودہ سنٹرل شدھی سبھا کے خطرناک منصوبوں کی روک تھام کر سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اپنے ناتواں ہاتھوں سے کام شروع کیا۔ اگرچہ وہ دو سال سے جاری ہے۔ لیکن اس کام کو کام کہنا شرم کی بات ہے کیونکہ اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔

میرے احمد آباد کے تبلیغی رفیقوں اور نظامیہ جماعت کے بھائیوں نے بھی مستعدی سے کام شروع کردیا جنہیں سب سے زیادہ مولوی حاجی علی میاں قربتی شاہ نظامی ناظم جماعت نظامیہ گجرات وکاٹھیاواڑ اور بھائی غلام رسول نظامی اور مرادی نظامی اور حکیم سید سلیم وارثی نظامی اور بدراحتی نظامی مسلم قلم اور خاصکر پریمی نظامی کے اخبار "دین" سے جو گجراتی زبان میں شائع ہوتا ہے اور تبلیغ کے بڑے بڑے کام کر رہا ہے اور گجراتی اخبار پولیٹیکل بھومیواد مولوی تاج محمد صاحب وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں۔ میں فخر کرتا ہوں کہ نظامیہ جماعت کا کام بہت محنت کا تھا اور قربتی شاہ نظامی اور بھائی غلام رسول نظامی اور مرادی نظامی دور دور تک دیہات میں دورے کرتے رہتے تھے پھر بھی سنٹرل شدھی سبھا کا اثر ہوا اور احمد آباد کے ضلع میں کئی مقام پر چند گھر مسلمان راجپوتوں کے مرتد ہو گئے جن میں سے بعض باقی رہ گئے ورنہ سب مرتدین نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

آلِ رسول اللہ کا کارنامہ

اسی سلسلہ میں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ آریہ سماجی جماعت اور ان کے حامی ہندو راجہ ان نومسلم راجپوتوں کو یہ کہکر مرتد کرتے ہیں کہ ہم تم کو اپنی برادری میں شریک کرتے ہیں مگر کوئی راجہ ان نومسلم راجپوتوں کو اپنی بیٹی نہیں دیتا۔ اس واسطے یہ نومسلم راجپوت دن بدن شدھی کی تحریک سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن آفرین ہے ایک سید آل رسولؐ کو جن کا نام نامی نواب میر حفیظ الدین خان صاحب ہے اور جو سورت شہر کے بہت نامور رئیس اعظم ہیں۔ محض اسلامی اخوت کی مساوات کے لئے کیرواڑہ ریاست کے نومسلم ٹھاکر صاحب کے ولی عہد سے اپنی لڑکی کا رشتہ منظور کر لیا۔

اس واقعہ کا بہت بڑا اثر ہوا۔ اور تمام مولے اسلام گراسیہ جماعت میں اسلام کا سکہ چل گیا کہ یہ ہے اسلام کی سچی مساوات کہ ایک سید زادہ نے اپنی لڑکی کا رشتہ راجپوت سے کر دیا۔

فرزند صدیق اکبرؓ کا کارنامہ

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نواب شیخ جہانگیر میاں صاحب والی ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ نے بھی اپنی صاحبزادی کا رشتہ مہاراناہر سنگھ جی ایشور سنگھ جی کے صاحبزادہ سے قبول کر لیا۔ اور یہ دونوں شادیاں ہو گئیں۔ ان دونوں واقعات نے اسلام کو ملک گجرات میں بلند کر دیا۔ اور اسلامی تعلیم کا سچا نقش ہر غیر مسلم اور ہر گراسیہ راجپوت کے دل پر ہو گیا۔ آئندہ جب شدھی کی ناکامیاں تاریخ میں لکھی جائیں گی تو رشتہ کے یہ دونوں واقعات بھی موٹے قلم سے درج ہوں گے۔ کہ اصلی شکست ایک سید زادہ اور ایک فرزند حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اشدھی کو دی۔

ناپا کانفرنس

اب مجھے ناپا کانفرنس کے ذکر سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ مولے اسلام گراسیہ راجپوت کئی سو برس پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ مگر ان کے نام اور ہندوانہ رسم و رواج نہیں بدلے کیونکہ لوگوں نے اُن کی اصلاح کا کچھ خیال نہ کیا اس لئے تمام مولے اسلام گراسیہ بھائیوں کے نام قطعی ہندوانہ ہیں۔ مثلاً فتح سنگھ۔ پرتاپ سنگھ وغیرہ۔ ان کی صورتیں اسلامی ہوتی ہیں۔ لبیں کترواتے ہیں۔ بعض لوگ ڈاڑھی رکھتے ہیں۔

بعض نہیں رکھتے۔ ان میں سے بعض نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور اسلام کے تمام احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ مگر گاؤں کے رہنے والے بھائی اسلامی تعلیم سے بے خبر ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ آریہ سماج کے دہوکہ میں آجاتے ہیں۔ یہ سب بھائی زمیندار۔ جاگیردار اور خوشحال ہیں۔ اور اسلامی شان کے بموجب بڑے نیک خصلت اور مہمان نواز ہوتے ہیں۔ ریاست آمود کے ٹھاکر مہارانا ناہر سنگھہ جی ایشور سنگھہ جی نے اپنا نام نصر اللہ خاں رکھا ہے۔ اور وہ بھی اسی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایک معقول ریاست کے مالک ہیں ان کا قد چھوٹا ہے۔ رنگ اچھا سا ہے۔ چہرہ رعب دار اور نورانی ہے۔ عمر چالیس سال سے زیادہ ہے۔ انگریزی خوب جانتے ہیں۔ کونسل میں ممبر ہیں۔ مگر سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے عربی تعلیم بھی خاص شوق سے حاصل کی ہے۔ ان کی تقریر بہت موثر اور بہت مسلسل اور بہت مدلل ہوتی ہے۔ ناپا کھیڑا ضلع میں ایک بڑا گاؤں ہے جہاں انند جنکشن سے جاتے ہیں۔ انند سے سات میل کے فاصلہ پر یہ مقام ہے۔ ناپا کانفرنس ٹھاکر پرتاپ سنگھہ جی اور مہارانا کی سخت محنت و سعی سے ہوئی تھی جس میں مولے اسلام گراسیہ قوم کے بڑے بڑے سردار سات ہزار کی تعداد میں جمع ہوئے تھے۔ اگرچہ مشہور تو یہ ہے کہ اس کانفرنس کا وجود میری درپردہ کوشش اور میری نظامیہ جماعت اور تبلیغی رفیقوں کی سعی سے عالم ظہور میں آیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خود مولے اسلام گراسیہ قوم میں احساس پیدا ہوا اور مہارانا ناہر سنگھہ جی ایشور سنگھہ جی رئیس ریاست آمود اور ٹھاکر پرتاپ سنگھہ جی سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کے رسوخ و اثر سے یہ سب کام ہوا۔ میں ۲ مارچ کو دس بجے اپنی جماعت کے ساتھ ناپا پہنچا۔ میرے مرید اور فرزند معنوی سردار شیر میاں نظامی رئیس ریاست دہولقہ بھی اسی راجپوت قوم میں ہیں۔ اور مہارانا آمود کے بھانجہ ہیں۔ ناپا کانفرنس میں انہوں نے بھی بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور رات دن کام میں مصروف رہے۔ چنانچہ میں انہی کے ہمراہ انند سے جلسہ میں پہنچا۔ اجمیر شریف سے مولانا معین الدین صاحب اور لاہور سے مولانا عصمت اللہ صاحب اور دہلی سے مولانا عبد الکبیر صاحب سابق دہرم دیر اور مانگرول سے ڈاکٹر غلام محمد صاحب قادری سابق سوامی انند پرکاش

بھی تشریف لائے تھے۔ اور بھی صدہا علماء و مشائخ و عمائد جمع ہوئے تھے۔

جلسہ میں پہلے ٹھاکر پرتاپ سنگھ جی نے گجراتی زبان میں استقبالیہ خطبہ پڑھا۔ پھر مہارانا ہرسنگھ جی ایڈیٹور سنگھ جی نصراللہ خاں نے اپنی صدارتی تقریر گجراتی زبان میں پڑھی جو آگے درج ہے۔ اس کے بعد میں نے زبانی تقریر کی جس کا خلاصہ آگے لکھدیا ہے۔

اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ اور پھر ظہر کے بعد سے شروع ہوا۔ مغرب تک رہا۔ جس میں نہایت عمدہ تقریریں ہوئیں۔ پھر مغرب کے بعد سے رات کے بارہ بجے تک جلسہ ہوا۔ اور نہایت موثر وعظ ہوتے رہے۔ دوسرے دن مہارانا صاحب نے قومی تنظیم کی قراردادیں پیش کیں۔ اور ان پر گراسیہ قوم کے بھائیوں نے ایسی عمدہ تقریریں کیں کہ سب حیران ہو گئے کہ ظاہری صورتوں سے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایسی عمدہ تقریریں کریں گے۔ بارہ بجے تک بہت سی اصلاحی تجاویز رسومات وغیرہ کی نسبت جو نہایت اہم اور ضروری تھیں علم اتفاق سے پاس ہوئیں۔

دولاکھ روپے سالانہ

اور سب سے بڑی کامیابی تو یہ ہوئی کہ مولے اسلام گراسیہ بھائیوں نے اپنی آمدنی پر ایک آنہ روپیہ اسلامی تعلیم وغیرہ ضروریات قومی کے لیے ٹیکس قبول کر لیا۔ جس سے اندازاً دولاکھ روپے سال کی آمدنی ہو گی۔ اور اس روپے سے تمام علاقوں میں گراسیہ بھائیوں کے بچوں کو اسلامی اور دنیاوی تعلیم دی جائے گی۔

الغرض مہارانا اور سب گراسیہ بھائیوں کی نیک نیتی سے جلسہ خوب ہی کامیاب ہوا۔ اور جس بات کی خواہش تھی وہ پوری ہو گئی الحمدللہ۔

اب مہارانا صاحب کی تقریر پڑھنی چاہیئے۔ جو انہوں نے ناپا کانفرنس کے صدر کی حیثیت میں فرمائی تھی۔ یہ تقریر گجراتی میں تھی۔ عزیزم بدر راحتی مسلم قلم نظامی نے اس کا ترجمہ مجھے بھیجا ہے۔ جو مہارانا کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ مگر جو زور اصل گجراتی زبان میں تھا وہ اس ترجمہ میں نہیں ہے۔

حسن نظامی

۱۷ مارچ ۱۹۲۶ء

جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کل جہانوں کا رب ہے تو اس کا بھیجا ہوا مذہب بھی کل جہانوں کے لئے ہو سکتا ہے اور اس میں تنگ نظری اور قومی اختلافات کی گنجائش ممکن نہیں ہے۔ ایسے مقدس اسلام سے ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش آج کل زیر عمل ہیں۔ اس لئے اس کا تدارک کس طرح کیا جائے۔ اس پر غور کرنا کانفرنس کا اولین مقصد ہے۔ قدرت الٰہی نے انسان کو اپنے مذہب۔ اپنی عزت۔ آبرو اور دولت کے تحفظ کا حق عطا فرمایا ہے۔ بلکہ یہ حق تو حیوانات کو بھی دیا گیا ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ اس کانفرنس کا مقصد تو ضرور اگر یہ نہ ٹھہرایا جائے گا کہ غیر مذاہب کو نقصان پہنچانے یا دیگر مذاہب والوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے خیال سے کانفرنس منعقد کی گئی ہے۔ ہمارے جو بھائی اسلام سے غافل ہیں ان کو اسلام سے واقف کرنا اور موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے اسلامی تعلیم کا انتظام کرنا یہ ضروری باتیں ہیں۔ مناسب مقامات میں مدارس اور اسکولیں جاری کریں۔ تاکہ کل قوم علم سے مستفیض ہو۔ شاہ پورہ علاقہ راجپوتانہ کے مہارانا نے میرے نام ۱۷ اگست سنہ ۱۹۲۴ء کا لکھا ہوا خط بھیجا جس میں شدھی سبھا کا وفد میرے علاقہ میں بھیجنے کا لکھا تھا۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ آریہ سماجیوں نے جن کا مذہب ابھی سو سال کی زندگی بھی نہیں گزار سکا انہوں نے گراسیوں کو دوبارہ ہندو راجپوت بنانے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور اس کا نام شدھی رکھا گیا ہے۔ میں نے جواب لکھ دیا کہ میں نے اس معاملہ میں کامل غور کیا اور صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس بات کو قبول کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ ہندوستان کی بہتری کے لئے ایسے معاملات حتی الامکان بالائے طاق رکھنے چاہئیں۔ اس لئے آپ اس طرف وفد بھیجنے کی تکلیف نہ اٹھائیں۔ اس کے بعد سے شدھی کی تحریک چاروں طرف پھیل گئی۔ اس لئے اب ہمارا فرض ہے کہ اپنے تحفظ کی کوشش میں مصروف ہو جائیں (جلسہ میں اس فقرہ سے بڑی خوشی ظاہر ہوئی) اگر ہم اسلام پر پوری طرح کاربند ہو جائیں تو ہمارے لئے کسی قسم کی مشکل باقی نہ رہے گی۔ گراسیوں پر یہ الزام رکھا جاتا ہے کہ ان کو بجبر مسلمان بنایا گیا میرے

خیال میں یہ الزام سراسر جھوٹ ہے۔ راجپوت تلوار سے ڈرنے والے نہ تھے۔ اگر ہندوستان کی گزشتہ تاریخ پر نظر عبور ڈالی جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ راجپوتوں نے کسی وقت بھی بزدلی کا ثبوت نہیں دیا اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا تو مسلمانوں کی تعداد اس قدر قلیل نہ ہوتی ہندوستان میں ایسی کئی قومیں آباد تھیں اور ہیں جن کو مطیع بنانے کے لئے تلوار کی بھی ضرورت نہیں۔ پھر ان کو کیوں جبراً مسلمان نہ بنایا گیا۔ دوسرا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ ٹھاکر بیٹ کریاں بننا چاہتے ہیں۔ یہ صرف کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے۔ یہاں ٹھاکر کے معنی سردار یا بزرگ کے ہیں۔ اس لئے یہ لفظ ٹھاکر سے کسی طرح علاحدہ رہنے کا نہیں ہے۔ تیسرا الزام یہ ہے کہ کرلوچی (چمار) ڈھیر بھنگی وغیرہ نیچ قوم سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ سوال نہایت اہم سوال ہے۔ اسلامی نقطہ خیال سے نہ کوئی اونچ ہے نہ کوئی نیچ ہے۔ کل انسان آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ گویا سب ایک ہی ماں باپ کے بچے ہیں۔ یہ اونچ نیچ کا اختلاف تو صرف ہندوستان میں ہی ہے۔ کسی اور جگہ نہیں ہے۔ اور دیگر ممالک میں جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ صرف سوسائٹی کے نظام سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور وہ اختلافات زیادہ تر انسانی کیرکٹر اور چال چلن کے اعتبار پر مقرر رکھے گئے ہیں۔ ایسے الزامات لگانا بے سود ہیں۔ اور ہم کو بھی ایسی باتوں کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ جھگڑے کو بڑھانا اپنا کام نہیں ہے ہم کو تو صرف اپنے تحفظ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس معاملہ میں جو جو مشکلات پیش آئیں ان کو دور کرنے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اسلام کی خوبیوں پر بہت سے حضرات تقریر فرمائیں گے اس لئے میں صرف قومی تنظیم کے متعلق چند الفاظ کہوں گا۔ اس تنظیم کے لئے اسلامی قوانین کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ بغیر اس کے قومی تنظیم ممکن نہیں۔ سب سے پہلے ہمیں شادی غمی کے موقعوں پر کفایت شعاری اختیار کرنی چاہیئے۔ اور جب تک ہم اپنے نفس کو مغلوب نہ کریں گے وہاں تک ہمارے لئے بہت سی مشکلات پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ہر شخص اپنی حالت کا اندازہ خود کر لے تو یہ کام بہت آسان ہو جائے گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ مخلوق کی پیدائش کے لئے جو جو قوانین اور اسباب مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کو اگر اچھی طور پر معلوم کر لیا جائے اور ان پر مناسب طریقے سے عمل کیا جائے تو قومی تنظیم کا کام حسب منشا پورا ہو سکتا ہے۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پیشتر ایک نہایت ضروری بات عرض کروں گا کہ غربا کا طبقہ آج کل زیادہ جہالت میں پھنسا ہوا ہے اس لئے اس

جہالت کو مٹانے کی کوشش لازمی ہے اور اس کام کے لئے اہل علم حضرات کو چاہیئے کہ وہ علم کی روشنی چاروں طرف حتی الامکان پھیلائیں۔ ادر میں بھی اس کے لئے اپنے مال اور اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ صرف کرنے کو تیار ہوں۔

اگر ہم نے اس مشکل کام کو انجام دیدیا تو سیاسی معاملات میں بھی جو کچھ پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں اور ہمارے حقوق پامال کئے جارہے ہیں ان کا بھی کافی انتظام ہو جائے گا اس لئے میری صلاح تو یہ ہے کہ نڑیاد کی جو ہوسٹل (طلبہ کے رہنے کا مکان) تمہارے بچوں کے لئے کھولی گئی ہے اور آج وہ ویران نظر آرہی ہے اس کی حالت درست کرو اگر اس میں خرچ زیادہ ہوتا ہو تو چندہ کرو اور اس میں سے بھی خرچ کی رقم وصول کرو ہر کام میں علم کی ضرورت ہے اور جب تک علم نہ ہو گا وہاں تک قومی فلاح و بہبود ممکن نہیں۔ آخر میں میں اسلام کے متعلق چند الفاظ عرض کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا۔

اسلام کا مفہوم یہ ہے کہ ابتدا میں انسان کل باتوں کا خیال کرتا ہے۔ اپنی ضروریات اور ان ضروریات کے پورا ہونے کا خیال کرتا ہے اور اپنی فطری خواہشات کا پابند ہونا چاہتا ہے اور جب اس کو یہ خیال آتا ہے کہ میں کون ہوں۔ یہ جہان کیسا ہے میں کہاں سے آیا۔ اور مجھے کہاں جانا ہے۔ اس قسم کے بہت سے خیالات پیدا ہوتے ہیں اس کے بعد وہ اپنا ایمان اور یقین قائم کرتا ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی قدرت نے اجازت دی ہے۔ اس میں کسی کا دخل نہیں اور اگر کچھ پیچیدگیاں اس میں واقع ہو جاتی ہیں تو وہ صرف انسان کی اخلاقی کمزوری اور سینکڑوں برس کے رواجات کی پابندی کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ میری ذاتی رائے کے مطابق میں صرف ایک ہی مذہب کو پسند کرتا ہوں اور ہندوستان کے لئے بھی ایک ہی مذہب کی ضرورت ہے اور اسی صورت میں ہندوستان کی ترقی ہو سکتی ہے۔ اور یہ آئے دن کے جھگڑے بھی مٹ سکتے ہیں اور میرے خیال میں وہ مذہب اسلام ہے کئی لوگ یہ کہتے ہیں کہ میل جول اور سیاسی معاملات میں مذاہب کے اختلاف سے کیا نقص واقع ہوتا ہے اس کے متعلق میرا جواب صرف یہ ہے کہ دل میں جذبات پیدا ہوتے ہیں ان کا اثر عالم اور جاہل ہر دو پر یکساں ہوتا ہے۔ عالم ایک حد تک ان پر قابو رکھ سکتا ہے اور جاہل فوراً جذبات کی رو میں بہنے لگتا ہے

اگر آریہ سماجی اپنے مذہب کو اچھا سمجھتے ہون تو انکو مبارک۔ مگر ان کو خیال کرنا چاہئے کہ انکا مذہب اسلام سے تعلق نہین رکھتا۔ اگر اس کو کسی قدر تعلق ہے تو ہندو دہرم کیساتھہ ہی اسلئے بہتر تو یہ ہے کہ ہندو دہرم مین جو تفرق پیدا ہو گئی ہے اس کو وہ دور کرین۔ اسلام سے تعلق رکھنے والے اہل کتاب ہین۔ ان کے ساتھہ اسلام کی جسقدر باتین میل کھاتی ہین ایسا تعلق اور میل ہندو مذہب کے فرقون مین نظر نہین آتا۔

میرے پیارے کلمہ گو بھائیو! اسلام اور قومی تنظیم کے متعلق جس قدر کہا جائے کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کانفرنس کا مقصد صرف تقاریر کرنا ہی نہین ہے۔ ہم کو نتائج اور انجام کا خیال ہے۔ اور جب تک یہ بات حاصل نہ ہو وہان تک کانفرنس کا انعقاد فضول ہے۔ اس لئے زیادہ تر مین اس بات پر زور دونگا کہ ہر کام مین ایمانداری دیانت داری۔ اور محنت کی ضرورت ہو اور یہ چیزین انسان کے لئے مشکل نہین ہین۔ مشکل صرف روپے کے معاملہ مین ہے۔ اور زر کو اللہ تعالے نے عجیب رتبہ بخشا ہے۔ ہر کام مین اور ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔ اور جہان مناسب طریقہ پر زر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہین کامیابی بھی نظر آتی ہے۔ ورنہ ہرگز کامیابی نہین ملتی۔ ہم کو چاہئے کہ چندہ فراہم کرنے کا انتظام کرین۔ ز کی محبت ہر ادنی اعلے کو ہوتی ہی اور جب تک چندہ کا انتظام عمدہ طریقہ پر نہ ہو وہان تک اس کا بجا مصرف بھی ممکن نہین ادنے اعلے ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق چندہ نہ دے وہان تک معقول چندہ نہین ہو سکتا اس لئے میرا خیال تو یہ ہے کہ گورنمنٹ مین جس طرح لوکل فنڈ وصول کیا جاتا ہے اسی کے مطابق یہ قومی فنڈ بھی وصول کیا جائے تو مناسب ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح کوآپریٹیو سوسائٹی چلتی ہین اسی طریقہ سے اپنی سوسائٹی یا بنک کھولا جائے تاکہ اتفاقی مجبوریان۔ خوشامد اور غلامی سے بچا جائے جب تک یہ انتظام نہ ہوگا وہانتک کوئی کام بھی بن نہ سکیگا۔ اخیر مین اللہ تعالے سے دعا کرتا ہون کہ وہ ہر کلمہ گو بھائی کو نیک ہدایت دے۔ دولت ایمان بخشے۔ اور اسلام کی خدمت کے لئے اس کو مستعد بنائے آمین۔

چھتری گیان

انریبل مہارانا ناہر سنگہ جی ایشور سنگہ جی کی تقریر صدارت کے بعد

حسن نظامی نے حسب ذیل تقریر کی جس کا عنوان چھتری گیان تھا۔

صدر المسلمین بہارانا صاحب!

اور حضرات مشائخ و علما، اور ہوئے اسلام گراسیہ راجپوت بھائیو! بہارانا صاحب کی تقریر گجراتی زبان مین تھی۔ اور مین گجراتی زبان نہین جانتا۔

زبان یار من گجراتی ؛ و من گجراتی نمی دانم

لیکن جب بہارانا صاحب نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہی اور حمد و ثنا عربی زبان مین ادا کی تو ایسا معلوم ہوا کہ ہوئے اسلام گراسیہ بھائیون کے کوئی بڑے مولوی صاحب تقریر کر رہے ہین۔ جتنا مطلب مین اس تقریر کا سمجھہ سکا اس کا میرے دل پر از حد اثر ہوا۔ اور میرا دل کہہ رہا ہے کہ اب ہوئے اسلام گراسیہ راجپوت بھائیون کے اوپر آریہ سماج کا حملہ آسانی سے نہ ہو سکے گا۔ بھائیو کہا جاتا ہے اور تم سب نے سنا ہو گا کیونکہ اس وقت ہوئے اسلام گراسیہ بھائیون کے ہزار دن ہزار یہان موجود ہین اور ان سب سے بھی آریہ سماجیون نے کہا ہو گا کہ تمہارے بڑے مسلمانون کی تلوار سے ڈر کر مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن آریہ سماج کی یہ بات آپ راجپوت بھائیون کی بڑی دلشکنی کرنے والی بات ہے۔ اور اس سے آپکے بزرگونکی ایسی توہین اور تحقیر ہوتی ہے کہ اگر آپ چاہین تو آریہ سماج پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے کر سکتے ہین۔ کیونکہ راجپوت بہادرون کو یہ کہنا کہ وہ تلوار کے زور سے ڈر گئے۔ اور خوف کے مارے اپنا دھرم چھوڑ دیا ایسا سخت کلام ہے کہ کوئی غیرت والا راجپوت اسکو سن بھی نہین سکتا۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ بات سنکر کوئی راجپوت آریہ سماجیون سے مرنے مارنے کو تیار نہ ہو جائے۔

ذرا خیال تو کرو کہ دان مانگنے والے اور راجپوت چھتریون کے سامنے خیرات کے لئے ہاتھ پھیلانے والے برہمن تو مسلمانون کی تلوار سے نہ ڈرے۔ اور ویش یعنی بنیہ قوم بھی مسلمانون کی تلوار سے نہ ڈری۔ حالانکہ وہ اتنی کمزور ہے کہ اگر کہین کہلا ہوا چاقو دیکھہ لے تو غش کہا کر گر پڑے۔ اور شودر جاتی یعنی حلال خور چمار وغیرہ بھی مسلمانون کی تلوار سے نہ ڈرے

مگر صرف راجپوت بہادر مسلمانوں کی تلوار سے ڈر گئے اور اپنا دہرم چھوڑ دیا - یہ بات کہہ کر آریہ سماجی لوگ آپ کے بزرگوں کو بنیوں - برہمنوں - یہان تک کہ چوڑہے چمار اور ڈہیروں سے بھی کمزور ثابت کرنا چاہتے ہین - اور میرا دل آپ کے بزرگوں کی اس توہین سے پاش پاش ہوا جاتا ہے - کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ ہندوستان کے ہر صوبہ مین لاکھوں راجپوت مسلمان ہوئے ہین - برہمن - ویش - اور شودر بہت کمی کیساتھ اسلام مین آئے ہین - اس کی وجہ یہ ہے کہ راجپوت لوگ بڑے بہادر ہوتے ہین اور سچے ہوتے ہین انہون نے جب اسلام کی سچائی اور بہادری کو دیکھا تو سب سے آگے دوڑ کر اسلام قبول کر لیا -

بھائیو چھتری راجپوتون مین بڑے بڑے اوتار ہو چکے ہین - دیکھو رام چندر جی چھتری راجپوت تھے - اور ان کو اوتار مانا جاتا ہے - اور کرشن جی بھی چھتری ہی راجپوت تھے - ان کو بھی اوتار مانا جاتا ہے - اور ساکیہ منی گوتم بدھ بھی بہت بڑے مذہب کے بانی ہوئے ہین - چین وجاپان اور برہما مین کروڑون آدمی ان کی پیروی کرتے ہین - وہ بھی ایک راجہ کے فرزند تھے - راجہ ہریشچندر جی کی سچائی اور حق پرستی کے قصے بھی سنے ہونگے - وہ چھتری تھے - غرض جتنے اوتار جتنے اچھے اور بڑے بڑے آدمی ہوئے ہین وہ سب چھتری راجپوتون مین ہوئے ہین - برہمنوں اور ویشں - بنیون - اور شودرون مین کوئی اوتار نہین ہوا - البتہ برہمنون مین راون ضرور ہوا ہے - جو ایک چھتری راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا - اور جس کا سر گدہے کا سر مانا گیا -

سنو اسنو! راجپوت بھائیو! تمہارے بزرگوں نے اسلام کو سمجھ کر اور اچھا دیکھ کر قبول کیا تھا - اگر مسلمانون کا دباؤ ان پر ہوتا تو سب سے زیادہ دہلی اور آگرہ مین جو مسلمانون کے پایہ تخت تھے مسلمانون کی کثرت ہوتی - مگر مردم شماری کے کاغذات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آگرہ اور دہلی مین ہندوؤں کی آبادی مسلمانون سے بہت زیادہ ہے - اور دہلی اور آگرہ کے آس پاس کی بستیون مین تو صرف ہندو ہی ہندو نظر آتے ہین -

اور دیکھو اگر تمہارے باپ دادا کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا جاتا تو آج تمام

ہندوستان مین مسلمان راجپوتون کی ریاستین زیادہ ہوتین۔ مگر مسلمان راجپوتونکی ریاستین صرف دو چار ہین اور ہندو راجپوتون کی ریاستین سیکڑون ہین۔

تم سے کہا جاتا ہے کہ آؤ نو مسلم راجپوتو تم کو ہندو برادری مین شریک کرلیا جائے مگر تم جواب دے سکتے ہو کہ ہم اس برادری مین آنا نہین چاہتے جس کا راج دنیا مین کہین نہین ہے۔ اور جو باہر کی ایک قوم کی غلام ہے۔ ہم انھین مسلمانون مین رہینگے۔ جن کی افغانستان مین بادشاہی ہے۔ اور ایران مین بادشاہی ہے۔ اور ترکستان مین بادشاہی ہے۔ اور مصر اور عرب مین بادشاہی ہے۔ اور جن کی برادری تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے۔ اور جو اسلامی بھائیون کے ہر دکھہ درد مین ہزارون کوس دور بیٹھے شریک رہتے ہین۔

تم غازی امان اللہ خان جیسے بادشاہ کی برادری مین ہو۔ تم غازی مصطفٰے کمال پاشا بادشاہ ٹرکی کے بھائی ہو۔ تم غازی محمد ابن عبد الکریم شاہ مراکو کی قوم مین ہو۔ تم غازی رضا خان بادشاہ ایران کے بھائی ہو۔ تم سلطان ابن سعود بادشاہ عرب کے ہم قوم ہو ہم کو یہ بناوٹی اور فرضی برادری کا بلاوا دینے والے دہوکا دیتے ہین۔ اور اس برادری مین جانے سے تمہین کچھہ بھی عزت نہین ملے گی۔ تمہاری شان اور عزت تو مسلمان رہنے مین ہے۔ کیونکہ مسلمان بادشاہون کی عزت اور شان کے سامنے آج تمام دنیا کانپتی اور لرزتی ہے۔ تم بادشاہ بھائیون کو چھوڑکر غلام برادریون مین جانا کبھی بھی پسند نہ کروگے۔

بس مین اس سے زیادہ اس بارہ مین اور کوئی بات تم جیسے شیر دل اور سچے مسلمانون سے اور کچھہ نہین کہنا چاہتا۔ یہ جو کچھہ کہا یہی کافی ہے۔

مین نے جو تقریر کی تھی۔ وہ ذرا بڑی تھی۔ مگر مجھے وہ یاد نہین رہی۔ بدر راحتی مسلم قسلم نظامی اور اخبارات کے دوسرے نامہ نگارون نے اس کو لکھہ لیا تھا۔ جو گجراتی اخبارات مین شائع ہوئی ہوگی۔

مگر وہ اب تک میرے پاس نہین آئی اس لیۓ یادداشت مین جو الفاظ باقی رہ گئے

تھے ابھی کو مین نے قلم بند کر دیا ہے۔ سب واقعات جو بیان کئے تھے نہین آسکے۔

حسن نظامی۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

دوسری اشاعت

یہ رسالہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو کئی ہزار تعداد مین چھپا تھا جو مفت تقسیم ہوگیا۔ اب دوبارہ چھپوایا جاتا ہے۔ اور اس کی ایک آنہ قیمت مقرر کی جاتی ہے۔

حسن نظامی۔ یکم جون سنہ ۱۹۲۶ء

یہ پمفلٹ دیکھ کر ہر مسلمان انصاف کر سکتا ہے کہ مین نے ایک سال پہلے کیسی صفائی سے اور کتنی سچائی سے تمام حالات اور واقعات شائع کر دئے تھے۔ اور اب آریہ اخبارات اور ان کے دوست مسٹر محمد علی کا مجھ پر یہ الزام لگانا کہ مین نے مسلمانون کو دھوکہ دیا ظلم و ستم ہے یا نہین۔

اور بالفرض اگر مسلمانون نے یہ سمجھا کہ مہارانا صاحب ابھی حال مین مسلمان ہوئے ہین۔ اور محض اس خوشی کی وجہ سے وہ خیر مقدم کے لئے آئے تب بھی اعتراض نہین ہو سکتا۔ کیونکہ لاہور کے آریہ اخبارات نے جب مہارانا سے سوال کیا کہ جب آپ کے بزرگ چارسو برس پہلے مسلمان ہو چکے تھے تو اسلامی اخبارات آپ کو نو مسلم کیون لکھ رہے ہین تو مہارانا نے جواب مین فرمایا۔

ان کا یہ کہنا بالکل درست ہے کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ مین اور میری برادری کے لوگ صحیح معنی مین گذشتہ سال مسلمان ہوئے جبکہ آٹھ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو تمام برادری کا ایک جلسہ میری صدارت مین ہوا۔ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مسلمان ہی رہین گے اور ہرگز دوبارہ ہندؤن مین شامل نہ ہون گے۔

پس جب خود مہارانا یہ فرماتے ہین کہ اصلی معنون مین وہ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء مین مسلمان ہوئے تو خیر مقدم کرنے والے مسلمانون کی خوشی بالکل حق بجانب تھی۔

بوجہ ناراضی ۔ مگر ایک اصولی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آریہ اخبارات اور مسٹر محمد علی کو مجھ اور مسلمانون پر ناراض ہونے کا حق ہی کیا ہے۔ اگر مین نے مسلمانون کو دہوکا دیا۔ تو وہ مسلمان اعتراض کرین گے جن کو میرے دہوکہ سے تکلیف ہوئی اور وہ ریل پر آئے ۔ آریہ اخبارات اور مسٹر محمد علی کو تو مین نے دہوکہ نہین دیا۔ ان کو تو ریل پر نہین بلایا۔ وہ تو ریل پر آکر حیران نہین ہوئے پھر وہ کیون آپ ہی آپ خفا ہو رہے ہین ۔

مسلمان جانتے ہین کہ مین نے ان کو دہوکہ نہین دیا۔ اور مسلمان مانتے ہین کہ میرا ذاتی فائدہ اس اطلاع سے کچھ نہ تھا۔ مین نے اشتہارات کی تیاری و روانگی مین جو روپیہ اور وقت خرچ کیا اس کا بل آریہ اخبارات کو اور مسٹر محمد علی کو نہین دیا۔ نہ مسلمانون سے اسکے عوض چندہ مانگا۔ سوائے میرزا محبوب بیگ صاحب مالک محبوب المطابع برقی پریس دہلی کے اور کسی مسلمان نے ایک پیسہ بھی خیر مقدم کے اخراجات کے لئے مجھے نہین دیا۔ اور میرزا صاحب نے بھی بلا طلب محض اسلامی محبت سے پچیس روپے اس خرچ کے لئے دئے تھے۔ اور مین نے ہر چند انکار کیا وہ نہ مانے اور مجبور کر کے روپے دے دئے ۔

شکایت کرتے تو مسلمان کرتے اگر مجھ سے شکایت کرتے تو مسلمان کرتے آریہ اخبارات کو اور مسٹر محمد علی کو شکایت کا کچھ حق نہین ہے۔ معاملہ میرا اور مسلمانون کا تھا ہم دونو آپس مین خود فیصلہ کر لین گے دوسرون کو دخل در معقولات کا کچھ حق نہین ہے ۔

آریہ اخبارات کو تو یہ صدمہ ہے کہ پنجاب کے مسلمانون پر انہون نے اپنے پروپگنڈہ سے جو رعب قائم کر دیا تھا وہ ایک دن مین کافور ہو گیا۔ آریہ اخبارات روزانہ اشدہی کی خبرین شائع کر کے مسلمانون کے دلون کو مغلوب و مرعوب کر رہے تھے۔ آریہ لیڈرون اور اخبارون نے طرح طرح کی شورشون سے مسلمانون کے دلون پر اپنی ہیبت جادی تھی۔ اور وہ جانتے تھے کہ جب ایک قوم کے دل افسردہ ہو جائین تو اس کو مغلوب کر لینا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔

مگر مہاتما کی آمد نے ایک ہی دن مین آریہ سماج کا سارا جال توڑ پھوڑ کر رکھدیا۔ اور ہر مسلمان کے دل سے آریہ سماج کی ہیبت دور ہو گئی اور ہر ایک کے دل مین ایک نئی اسلامی جرأت و حرارت

پیدا ہوگئی۔

پس آریہ اخبارات اس واقعہ پر جس قدر غم و غصہ کا اظہار کرین تعجب نہین۔
تعجب تو مسٹر محمد علی پر ہے کہ انہون نے مسلمان ہوکر ویسا سخت مضمون لکہا۔
مسٹر محمد علی کا مضمون آگے کسی مقام پر درج کردیا جائے گا۔ تاکہ مسلمان اندازہ کرسکین کہ انکا یہ مضمون آریہ اخبارات کی تائید مین شائع کرنا مناسب تھا یا نہین

اب مین وہ مضامین اور پوسٹر درج کرتا ہون جو آریہ سماج اور ہندو بھائیون اور آریہ لیڈرون کی طرف سے مہارانا کے خیر مقدم کو بے اثر اور ناکام بنانے کے لئے مہارانا کی آمد سے پہلے شائع اور چسپان کرائے گئے تھے۔ اور کوئی دقیقہ مسلمانون کو دہوکہ دینے کا باقی نہ رکہا گیا تھا۔ یہانتک کہ مہارانا کے وجود اور انکی ریاست آمود کے وجود ہی سے انکار کردیا گیا تھا۔

مگر خدا کی شان ہے کہ ان کی ساری کوششین خاک مین مل گئین۔ اور اگرچہ مین نے ان کے پوسٹرون اور مضامین کی کچھ تردید نہ کی تھی اور سوائے ایک اعلان کے دوسرا اعلان بھی شائع نہ کیا تھا۔ پھر بھی خیر مقدم ایسا کامیاب ہوا کہ دہلی سے لاہور تک پانچ لاکھ مسلمان شریک استقبال ہوئے۔ اس کو کہتے ہین اسلام کی روحانی طاقت۔

دہلی مین اس مضمون کا پوسٹر چسپان اور تقسیم کیا گیا تھا

نومسلم مہارانا کی

دہلی مین آمد

دہلی کے سب مسلمان بھائیون کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ ملک گجرات کے مشہور نومسلم مہارانا ناہر سنگہ ایشور سنگہ جی جن کا اسلامی نام **نواب نصر اللہ خان** رکھا گیا ہے اور جو ریاست آمود ملک گجرات کے حکمران ہین اور ساڑہے پانچ لاکہ راجپوتون سمیت

اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہین۔ انجمن حمایت الاسلام لاہور کی نومسلم کانفرنس کی صدارت کے لئے لاہور جانے کے لئے۔

۱۴ اراپریل ۱۹۲۶ء کو صبح چھٹی بجے ٹرودہ اکسپریس سے

دہلی اسٹیشن پر اترین گے اور سوا آٹھ بجے صبح کی ٹرین سے براستہ میرٹھ لاہور تشریف لیجائین گے دہلی کے سب مسلمان بھائی پھولون کے ہار لیکر ریل پر چلین اور اپنے نومسلم مہارانا بھائی کی زیارت سے آنکھون کو ٹھنڈا کرین۔ ریل پر گڑبڑ نہ ہونی چاہئے۔ دہلی کی شریفانہ شان کے ساتھ مہارانہ صاحب سے ملنا چاہئے۔ مصافحہ کرنے کی یورش نہ ہو۔ دور سے دیکھہ لیا جائے ورنہ انتظام بھی خراب ہوجائیگا۔ اور سب لوگ مصافحہ بھی نہ کرسکین گے۔

صبح کی نماز پڑھتے ہی ریل پر آجائیے۔ اگر غیرمسلم بھائی بھی مہارانا کو دیکھنے آئین تو ان کو مہارانا کے دیکھنے کا آرام کے ساتھ موقع دینا چاہئے۔

حسن نظامی۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ، دہلی

مضمون ذیل کے آٹھ ہزار پوسٹر آٹھ بڑے بڑے مقامات کیلئے علیحدہ علیحدہ چھپواکر ان مقامات مین تقسیم کے لئے بھیجے گئے تھے۔

مسلمان مہارانا کا خیرمقدم

ریل پر چلئے

مسلمانان ..... کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ۱۴ اراپریل ۱۹۲۶ء کو مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ جی والی ریاست آمود ملک گجرات جنکا اسلامی نام نواب نصراللہ خان رکھا گیا ہے اور جو ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتون کے سردار ہین اور اپنی تمام قوم سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہین انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ نومسلم کانفرنس کی صدارت کیلئے دہلی سے لاہور جائینگے اور انکی گاڑی آپکے اسٹیشن سے بوقت ..... منٹ دن کے گذر کر لاہور جائیگی۔ لہذا ہر اسلامی انجمن اور تمام علماء و مشائخ و رؤسا کا اسلامی فرض ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۶ء یوم جمعرات کو ریل کے وقت مقررہ سے کچھہ پہلے اسٹیشن پر جمع ہو جائین اور نئے اسلامی بھائی مہارانا صاحب کا تکبیر کے نعرون سے خیرمقدم کرین اور ممکن ہو تو پھولونکے ہار گلے مین ڈالین اور اپنی اسلامی محبت کا ثبوت دین

ہر مقام پر اس بات کا اچھی طرح انتظام رکھا جائے کہ مسلمان صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ مصافحہ کے لئے گڑبڑ نہ کریں مہارانا خود سب کو سلام علیکم کہتے ریل کے دروازہ پر کھڑے نظر آئینگے چلتی گاڑی سے ہر ایک کو الگ رہنا چاہیئے۔ اگر مسلمان باجے والے اسٹیشن ماسٹر سے اجازت لیکر بینڈ باجہ کا اسٹیشن پر انتظام کریں تو اُن کی اسلامی محبت ہے۔ غیر مسلم بھائی بھی اگر مہارانا کو دیکھنے آئیں تو ان کو خندہ پیشانی سے اجازت دینی چاہیئے۔ اسٹیشن پر سوائے نعرۂ تکبیر کے اور کسی قسم کی گڑبڑ اور ہلچل نہ کرنی چاہیئے۔

حسن نظامی ساکن درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا۔ دہلی۔

ہر مقام کے اشتہار کا مضمون ایک ہی تھا۔ صرف مقام کا نام اور ٹرین پہنچنے کا وقت علیحدہ علیحدہ تھا۔

اس اعلان میں جو ہدایات تھیں ان پر بہت کم عمل کیا گیا۔ یعنی مصافحہ کی یورش بھی ہوئی۔ اور چلتی ریل کے ساتھ بھی لوگ دوڑے۔ بعض مقامات پر شروع میں اچھا انتظام تھا۔ مگر ٹرین آنے کے بعد گڑبڑ ہو گئی۔

(حسن نظامی)

مہارانا نصر اللہ خاں کون ہیں

"مہارانا کی آمد پنجاب سے کئی روز پہلے اخبار زمیندار لاہور اور اخبار سیاست لاہور اور اخبار انقلاب لاہور میں یہ مضمون میری طرف سے شائع ہوا تھا"

مہارانا ناہر سنگھ خلف مہارانا ایشور سنگھ حال نواب نصر اللہ خاں صاحب والی آمود ملک گجرات انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ نومسلم کانفرنس کے صدر مقرر ہوئے ہیں اور ۲۸ اپریل کی رات کو پونے دس بجے لاہور پہنچینگے۔ پنجاب کے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے مہارانا صاحب کے مختصر حالات لکھے جاتے ہیں۔

آپ مولے اسلام گراسیہ راجپوت ہیں۔ آپ کی ریاست ملک گجرات کے ضلع بھڑوچ میں واقع ہے آپ بمبئی کونسل میں ممبر بھی ہیں۔ آپ کی برادری یعنی گراسیہ مولے اسلام راجپوت ساڑھے پانچ لاکھ

کی تعداد میں ہے۔ یہ قوم ضلع احمد آباد ضلع کھیڑا۔ ریاست بڑودہ ضلع بھڑوچ میں آباد ہے۔ اور اس قوم کی بڑی بڑی جاگیریں ہیں۔

یہ قوم سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے زمانہ میں اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی تھی۔ اور بادشاہ مذکور نے اس کے سرداروں کو جاگیریں دی تھیں۔ اس قوم میں دو لاکھ ایک لاکھ پچاس ہزار چالیس ہزار پچیس ہزار۔ دس ہزار۔ پانچ ہزار سالانہ آمدنی کے صدہا جاگیردار ہیں۔ اس قوم کی اسلامی تعلیم و تربیت کا شاید گذشتہ زمانہ میں کچھ بندوبست نہ ہوا ہوگا۔ اس لیئے اس قوم کے نام ہندوانہ رہے اور کام بھی ہندوانہ رہے۔ اسلیئے بڑودہ ریاست میں سنٹرل شدھی سبھا آریہ سماج نے قائم کر کے ساڑھے پانچ لاکھ کی اس جماعت کو مرتد کرنا چاہا اور ہندو ریاستوں نے بھی اس قوم کے سرداروں پر زور ڈالنا شروع کیا کہ اگر آپ لوگ شدھ ہو جائینگے۔ تو ہم آپ سے رشتہ داریاں شروع کر دینگے۔

سنٹرل شدھی سبھا بڑودہ نے دو سال تک بے شمار روپیہ خرچ کیا۔ اور بکثرت کام کرنے والے آدمیوں کو مسلسل اس قوم کے پاس بھیجتے رہے۔ میں بھی اس قوم کے بچاؤ کا کام کرتا رہا۔ مگر میرا کام شدھی سبھا کے مقابلہ میں بہت ہی کمزور تھا۔ سوامی شردھانند جی اس قوم کے لیئے دو بار بڑودہ اور گجرات تشریف لے گئے۔ اور میں بھی اسی قوم کی حفاظت کے لیئے بار بار گجرات جاتا تھا۔ جناب نواب جہانگیر میاں صاحب والیئے ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ نے جو صدیقی شیخ ہیں اپنی صاحبزادی کا عقد مہارانا صاحب آمود کے ولیعہد سے کر دیا۔ اور اس قرابت کا گراسیہ راجپوت برادری پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اسی طرح سورت کے نواب صاحب نے جو سید ہیں اس قوم کے ایک بڑے سردار ٹھاکر صاحب کیسر واڑہ کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔ اس قرابت کا بھی بہت اچھا اثر ہوا۔

آخر ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو میری اور سنٹرل شدھی سبھا بڑودہ کی دماغی کشمکش کا ایک نتیجہ ظاہر ہوا۔ اور نایا ضلع کھیڑا مقام پر گراسیہ قوم کے سات ہزار سردار جمع ہوئے۔ اور انہی مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خاں جی کی صدارت میں اس قوم کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا میں بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔ یہ جلسہ دو روز تک ہوتا رہا۔ جس میں اس قوم کے سردار نے

نے اپنی آمدنی پر ایک آنہ روپیہ ٹیکس لگا کر دو لاکھ روپیہ سالانہ چندہ کر لیا جس سے اسلامی درسگاہیں قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔

اس جلسہ میں سنٹرل شدھی سبھا بڑودہ کے ارکین بھی آئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے پوری کوشش اس قوم کے مرتد کرنے کی جلسہ میں کی تھی۔ مگر مہارانا نصر اللہ خاں جی اور دوسرے با اثر سرداروں کے سبب آریہ سماج کو کامیابی نہ ہوئی۔ مگر اس جلسہ کے بعد تین ریاستوں کو جن کے سردار جلسہ میں نہ آئے تھے شدھی سبھا بڑودہ نے مرتد کر لیا۔

اس قوم کے نام اب بھی ہندوانہ ہیں۔ اور صرف مہارانا صاحب ممدوح نے اپنا نام بدلا ہے۔ لیکن اب ساری قوم میں نام بدلنے اور اسلامی تعلیم حاصل کرنے کا جوش پیدا ہو گیا ہے چونکہ یہ قوم جاگیردار ہے اور جاگیروں میں اس کے ہندوانہ نام درج ہیں اس لئے موجودہ نسل کے نام بدلنے دشوار ہیں۔ آئندہ نسل کے نام بدلے جائینگے۔

مہارانا نصر اللہ خاں جی نے عربی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ انگریزی بھی جانتے ہیں مگر ان کی مادری زبان گجراتی ہے۔ مہارانا صاحب میں اسلامی جوش بہت زیادہ ہے اور بڑے دانشمند اور صلح کل رئیس ہیں۔ اور اپنی قوم کی ترقی و اصلاح و حفاظت میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔ امید ہے کہ پنجاب کی راجپوت قوم مہارانا سے مل کر بہت خوش ہوگی۔

حسن نظامی

مسٹر محمد علی و آریہ اخبارات کو شرمانا چاہئیے کہ مجھ پر دھوکہ دہی کا الزام کسقدر غلط ہے کیونکہ میں نے مہارانا کی آمد سے کئی روز پہلے تمام اسلامی اخبارات میں یہ مضمون شائع کرا دیا تھا۔

سوامی شردہانند کے اخبار تیج نے مہارانا کی آمد سے ایک دن پہلے یہ لیڈر اپنے اخبار میں شائع کیا تھا۔ اور اسی کی نقلیں سب آریہ اخبارات نے شائع کی تھیں۔

حسن نظامی

روزانہ تیج دہلی

مورخہ ۱۴؍اپریل ۱۹۲۶ء

"مسلمان مہارانا"

یادش بخیر خواجہ حسن نظامی بھی ایک معنی سے وجود ہیں ہزارہا گوناگوں دلچسپیوں کا مجموعہ ہیں۔ ظاہر و باطن یکساں بنانا آپ کے مشرب میں گناہ عظیم ہے۔ جتنے آپ ظاہر میں نظر آتے ہیں اس سے لاکھ گنا باطن میں بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا "چھپے رستم" ہیں۔ پوشیدہ چالوں اور خفیہ سرگرمیوں میں آپ کو اسقدر شہرت حاصل ہے کہ جبوقت آپ کی کسی خفیہ کارروائی کا عام پبلک پر اظہار ہو جاتا ہے۔ ملک کے طول و عرض میں سنسنی پھیل جاتی ہے اور قصر امن وسکون کی مضبوط دیواریں متزلزل ہو جاتی ہیں۔ تین چار سال ہوئے "داعی اسلام" کے افشائے راز نے ہندوؤں میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اب پچھلے دنوں نظام کے خلاف مخبری و جاسوسی کرنے کا بھانڈا پھوٹنے سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہو گیا اور خواجہ باکمال پر وہ لے دے ہوئی کہ جامع مسجد میں منہ چھپا کر معافی مانگنے کے سوائے ان کے پاس کوئی اور چارہ کار نہ رہا۔ لیکن ان حضرت کو پبلک میں سنسنی پیدا کرنے و پھیلانے کا کچھ ایسا شوق چرایا ہے کہ کسی طرح کم ہونے میں نہیں آتا۔ چنانچہ آج اور کل کی ڈاک سے ہمیں مختلف مقامات سے متعدد ہینڈ بل و پوسٹر موصول ہوئے ہیں۔ جنہوں نے ہندوؤں میں ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ اشتہارات پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ریلوے ٹائم ٹیبل دیکھ کر اشتہارات کو اس خوبی سے بنایا گیا ہے کہ ایک شہر کے پڑھنے والوں کو ایسا معلوم ہو کہ خواجہ صاحب نے اشتہار محض اس شہر کے مسلمانوں کے لئے ہی جاری کیا ہے۔ لیکن معلوم

ایسا ہوتا ہے کہ مقام اور وقت کی تبدیلی کے سوائے ان اشتہارات میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے اور ان کا نفس مضمون ایک ہی ہے اشتہار مندرجہ ذیل ہے۔

مسلمان مہارانا کا خیر مقدم

ریل پر چلیئے

مسلمانان .... کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء کو مہارانا ہر سنگھ ایشور سنگھ جی والیئے ریاست آمود ملک گجرات جن کا اسلامی نام نواب نصر اللہ خاں رکھا گیا ہے اور جو ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے سردار ہیں اور اپنی تمام قوم سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ نومسلم کانفرنس کی صدارت کے لیئے دہلی سے لاہور جائینگے اور ان کی گاڑی آپ کے .... اسٹیشن سے .... بجکر ...... منٹ پر گزر کر لاہور جائے گی۔ لہذا ہر اسلامی انجمن اور تمام علماء اور مشائخ و روساء کا اسلامی فرض ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء یوم جمعرات کو ریل کے مقررہ وقت سے کچھ پہلے اسٹیشن پر جمع ہو جائیں اور اپنے اسلامی بھائی مہارانا صاحب کا تکبیر کے نعروں سے خیر مقدم کریں اور ممکن ہو تو پھولوں کے ہار گلے میں ڈالیں اور اپنی اسلامی محبت کا ثبوت دیں۔

حسن نظامی ساکن درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ۔ دہلی

خواجہ تبلیغ کے راجہ کو پورا حق حاصل ہے کہ جتنا مزاج چاہے مہارانا ناہر سنگھ کی تواضع و مدح سرائی کریں۔ اس پر کسی شخص کو کوئی جائز اعتراض نہیں ہوسکتا۔ لیکن ان کا یہ فقرہ کہ

"جو ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے سردار ہیں اور اپنی تمام قوم سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں"

ہر جگہ غلط فہمی و سنسنی پھیلانے کا موجب ہوا ہے۔ پہلے پہل جب ہماری نظر اس اشتہار پر پڑی تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی ایک چانڈو خانے کی غپ ہے۔ جیسی کہ کچھ عرصہ پیشتر گجرات کے اڑہائی لاکھ ہندوؤں کے مسلمان ہوجانے کا جھوٹ بول کر ملک میں سنسنی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

لیکن آج خوش قسمتی سے لاہور کے ایک اخبار میں اسی سلسلہ میں خواجہ صاحب کا ایک مضمون نظر پڑ گیا۔ جس سے خواجہ صاحب کی۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور اُن کے ہزارہا اشتہاروں کی ایک ساتھ قلعی کھُل گئی اس مضمون میں ناہر سنگھ کے حالات بیان کرتے ہوئے خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں۔

"یہ قوم سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے زمانہ میں اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی تھی .... اس قوم کی اسلامی تعلیم و تربیت کا شاید گذشتہ زمانہ میں کچھ بندوبست نہ ہوا ہوگا اس لئے اس قوم کے نام ہندوانہ رہے اور کام بھی اکثر ہندوانہ رہے۔

اسی مضمون میں آگے چل کر خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ اب فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں آریوں نے اس قوم کو آریہ بنانے کی کوشش کی۔ مگر مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خاں کے اثر و رسوخ

سے ایک جلسہ میں اس قوم کے سرداروں نے عہد کیا کہ وہ مسلمان رہینگے"
"مگر اس جلسہ کے بعد تین ریاستوں کو جن کے سردار جلسہ میں نہ آئے
تھے شدھی سبھا بڑودہ نے مرتد کر لیا"
خواجہ صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ:
"اس قوم کے نام اب بھی ہندوانہ ہیں اور صرف مہارانا صاحب
نے اپنا نام بدلا ہے"
اب تو ناظرین کرام خوب سمجھ گئے ہونگے کہ خواجہ باکمال نے "پانچ
لاکھ راجپوتوں سمیت حلقہ بگوش اسلام" ہونے والا فقرہ کس
چالاکی و عیاری سے رکھا ہے۔
فقرہ مذکور کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے مہارانا ناہر سنگھ
اور پانچ لاکھ راجپوت حال میں ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت
اس سے کوسوں دور ہے۔ یہ لوگ ملکانے راجپوتوں سے بھی کم
مسلمان ہیں۔ اور اگر ان برائے نام مسلمانوں کو حلقہ بگوش
اسلام کہا جاسکتا ہے۔ تو وہ آج مسلمان نہیں ہوئے بلکہ آج
سے سینکڑوں برس پیشتر ہوئے تھے۔ شاید خواجہ حسن نظامی
یہ کہہ کر اپنی ہوشیاری کا ثبوت دیں کہ "میں نے کہاں لکھا ہے کہ
وہ اب مسلمان ہوئے ہیں" لیکن ان کی عبارت کا سوائے اس کے
اور کوئی مطلب نہیں نکل سکتا۔
یہ کہنا قطعی غلط۔ سفید جھوٹ اور افسوسناک افترا پردازی
ہے کہ مہارانا ناہر سنگھ پانچ لاکھ راجپوتوں سمیت "اسلام کے
حلقہ بگوش ہو چکے ہیں"
مہارانا پانچ لاکھ راجپوت سمیت اسلام کے حلقہ بگوش نہیں ہوئے
اگر ہوئے تھے تو ان کے پشت با پشت کے بزرگ ہوئے تھے۔ یہ امر

حقیقت یہی کہ ان کے نام و رسومات وغیرہ اُس وقت تک ہندوانہ ہیں۔ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ نہ تو یہ قوم اپنی مرضی و اپنی خوشی" سے مسلمان ہوئی اور نہ اب حلقہ بگوشِ اسلام ہے۔ اگر مندرجہ بالا جملہ سے خواجہ صاحب کا یہ منشار ہے کہ وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں خواہ آج ہوئے ہوں یا آٹھ نو سال پیشتر۔ تو ہم ان اولیار کو مشورہ دینگے کہ ایک پوسٹر میں لکھ دیں کہ "بنگال میں ایک کروڑ ہندو حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے ہیں"

اشتہار میں اس قسم کا گمراہ کن جملہ رکھنے سے غالباً خواجہ صاحب کا مقصد یہ ہوگا کہ بے شمار مسلمان مہارانا ناہر سنگھ کے استقبال کے لیئے کھچے چلے آئیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو بیچارے ناہر سنگھ کے استقبال کے لیئے کون آتا تھا۔ خواجہ حسن نظامی جیسوں کے استقبال کے لیئے تو کوئی جاتا ہی نہیں ہے جو تبلیغ کے راجہ کہلاتے ہیں۔

اس طرح کی چالاکیوں سے مہارانا ناہر سنگھ کا شاندار استقبال کرانا بھی خالی از علت نہیں ہے۔

خواجہ صاحب نہایت ہوشیار و چالاک آدمی ہیں۔ اُن کی دو دھاری ہی نہیں بلکہ چار دھاری تلوار چلتی ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ بھولے بھالے مسلمانوں کو اُلّو بنا کے ایک طرف وہ مہارانا ناہر سنگھ کو شیشے میں اتارینگے۔ دوسری طرف ہندوؤں پر دہشت طاری کرینگے کہ دیکھو ہم نے ساڑھے پانچ لاکھ ہندوؤں کو مسلمان بنا ڈالا۔

تیسری طرف مسلمانوں میں اپنی شان گانٹھیں گے کہ کام کرنے والے تو بس خواجہ حسن نظامی ہیں واہ واہ دیکھئے کیا کام کیا ہے کہ ساڑھے

پانچ لاکھ راجپوتوں کو حلقہ بگوش اسلام کر لیا۔ چوتھی طرف اس دو لاکھ روپیہ کے بیشتر حصہ کو اپنے خزانہ میں داخل کر لینگے۔ جسکو بقول ان کے ان پانچ لاکھ حلقہ بگوشان اسلام نے جمع کیا ہے۔ پھر تبلایئے کہ ان کا کیا بگڑتا ہے وہ کیوں نہ عام ہندو مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کریں۔

ہندوؤں کو چاہیئے کہ خواجہ صاحب کے اشتہارات سے جو جگہ جگہ چھپان کئے گئے ہیں اثر پذیر نہ ہوں اور انہیں بحسب معمول خواجہ حسن نظامی کی چالاکیوں پر محمول کریں۔

لاہور کے ملاپ اخبار نے مہارانا کی آمد سے پہلے یہ لیڈر اپنے اخبار میں شایع کیا تھا۔ اور آخر میں دہلی کے مرزا حیرت کا ایک مضمون بھی نقل کیا ہے۔ جو مرزا حیرت نے میری مخالفت میں اپنے اخبار میں شایع کیا تھا۔

حسن نظامی

روزآنہ ملاپ ۱۵ اپریل کا مضمون

خواجہ حسن نظامی کا مسلمان "مہارانا"

دہلی۔ سہارنپور۔ امرتسر اور دیگر شہروں سے خواجہ حسن نظامی کا ایک نیا اشتہار ہمارے پاس مختلف بھائیوں نے بھیجا ہے اس کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ حسن نظامی کے اس اشتہار نے کچھ زیادہ غلط فہمی پھیلا دی ہے کیونکہ اس اشتہار کی عبارت اس ڈھنگ کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست آسود ملک گجرات کے مہارانا ہرسنگھ ایشور سنگھ کا اسلامی نام نواب نصراللہ خاں رکھا گیا۔ اور وہ ۱/۲ ۵ لاکھ راجپوتوں سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں اس خبر سے تشویش کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ لیکن اس تشویش کو خواجہ حسن نظامی کے ایک مضمون ہی نے دور کر دیا۔

جس کے مندرجہ ذیل اقتباس بہت فرودی ہیں۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔

مہارانا ناہر سنگھ خلف مہارانا ایشور سنگھ حال نواب نصر اللہ خان صاحب والی آمود ملک گجرات مولی اسلام گراسیہ راجپوت ہیں۔ آپ کی ریاست ضلع بھڑوچ میں ہے گراسیہ مولی اسلام راجپوت ضلع احمد آباد۔ کھیڑا۔ بھڑوچ سورت اور ریاست بڑودہ میں آباد ہیں۔ یہ قوم سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے زمانہ میں اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی تھی۔ اور بادشاہ مذکور نے اس کے سرداروں کو جاگیریں دی تھیں۔ اس قوم کی اسلامی تعلیم اور تربیت کا شاید گزشتہ زمانہ میں کچھ بندوبست نہ ہوا ہوگا۔ اس لئے اس قوم کے نام ہندوانہ رہے۔ اور کام بھی ہندوانہ رہے۔ اس لئے ریاست بڑودہ میں سنٹرل شدھی سبھا آریہ سماج نے قائم کر کے ساڑھے ۵ لاکھ کی اس جماعت کو مرتد کرنا چاہا۔ میں بھی اس قوم کے بچاؤ کا کام کرتا رہا۔ جناب نواب جہانگیر میاں صاحب والی ریاست مانگرول کاٹھیاوار نے اپنی صاحبزادی کا عقد مہارانا صاحب آمود کے ولی عہد سے کر دیا۔ اسی طرح سورت کے نواب صاحب نے جو سید ہیں اس قوم کے بڑے سردار ٹھاکر صاحب کیرواڑہ کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی اس کا اثر اس قوم پر بہت اچھا ہوا۔ آخر ۸ مارچ ۱۹۲۶ء میں مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خان جی کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں اس قوم کے سرداروں نے عہد کیا کہ وہ مسلمان

رہیں گے۔ اس جلسہ کے بعد تین ریاستوں کو جن
کے سردار اس جلسہ میں نہ آئے تھے۔ شدھی سبھا
بڑودہ نے مرتد کیا۔

یہ ہے خواجہ حسن نظامی کے نومسلم مہارانا صاحب کی داستان۔ جو خود خواجہ صاحب نے بیان کی ہے۔ اس تحریر سے یہ تو ظاہر ہو گیا کہ مہارانا نصراللہ خان صاحب واقعی جاگیردار ہیں اور وہ بناوٹی مہارانا نہیں ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب کی تحریر نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ آج مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ خواجہ حسن نظامی کے بزرگوں کے وقت کے مسلمان ہوئے ہوئے ہیں اس مہارانا کو لوگوں کے سامنے ایسے پیش کرنا جیسے وہ آج مسلمان ہوئے ہیں۔ ٹھیک ایسے ہی ہے جیسے کل خواجہ صاحب ایک یہ اشتہار دیدیں کہ سات کروڑ ہندو مسلمان بن گئے۔ اب بات تو درست ہے کہ ہندوستان میں آج سے نوسو برس پہلے ایک مسلمان بھی نہ تھا۔ اور اب سات کروڑ ہیں لیکن واقعات کی رُو سے یہ غلط ہے کیونکہ یہ سات کروڑ آج مسلمان نہیں بنے۔ بلکہ نو صدیوں کے ظلم و تشدد اور ترغیبوں سے مسلمان ہوئے ہیں۔

ظلم و تشدد کی داستانیں تو روز سنتے ہی ہو لیکن متذکرہ مضمون میں خواجہ حسن نظامی نے ترغیبوں کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب نے صاف لکھا ہے کہ سلطان محمود نے اس قوم کے سرداروں کو جاگیریں دیں۔ پھر اب جب ان کے اندر از سر نو ہندو بننے کی تحریک ہونے لگی۔ تو نواب مانگرول اور نواب سورت نے اپنی لڑکیاں دیکر ان کو مرتد ہونے سے بچایا۔

ان تمام واقعات کے معلوم ہو جانے کے بعد کسی ہندو کو کوئی زیادہ تشویش نہیں رہنی چاہئے اگرچہ سچی تشویش تو اسوقت تک جاری رہے گی جب تک سات کروڑ مسلمان بھائیوں کو ہم اپنی چھاتی سے لگا نہ لیں گے۔ لیکن وہ تشویش تو سب کے لئے ہے صرف مہارانا ہرسنگھ کے لئے نہیں، وہ تشویش تو خواجہ حسن نظامی اور مولانا

محمد علی اور دوسرے مسلمان دوستوں اور بھائیوں کے لئے بھی ہے ہم اس تشویش کے ہٹانے کی بات نہیں کہتے۔ وہ تو ہوتی ہی رہی تو اچھا۔ لیکن ایک سنسنی خیز غلط خبر سے جو ہیجان پیدا ہو رہا ہے وہ دور ہو جانا چاہیئے۔ (یہ آریہ اخبار ملاپ کا مضمون تھا)

مہارانا کے متعلق ایک اور راز

(ملاپ لکھتا ہے)

متذکرہ بالا سطور لکھی جا چکی تھیں کہ دہلی کا مسلمان اخبار ۱۳ اپریل ہماری نظر سے گذرا۔ اس کے صفحہ ۳ پر ایک خبر بعنوان علی حسن صاحب کا پوشیدہ پروگرام" درج ہے اس کے نیچے یہ سطور لکھی ہیں۔

رین بسیرے میں آج تین چار روز کا ذکر ہے جیسا کہ شوخ چشم صاحب نے ہمیں لکھ بھیجا ہے۔ میاں علی حسن عرف خواجہ حسن نظامی نے اپنے خاص مصاحبین کی ایک میٹنگ کال کی اور مشورہ ہوا کہ عرس کے جو مضامین لکھے جا رہے ہیں ان کا توڑ کیا کیا جائے۔ چنانچہ بڑی بحث بحثا کے بعد یہ پروگرام تیار ہوا۔ اول فرضی اشخاص کی آمد کا اشتہار دیا جائے۔ اور ان کی شخصیت کو بے انتہا بڑھا دیا جائے۔ مثلاً ایک اشتہار دیا جائے کہ نو مسلم مہارانا صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ پھر دوسرا اشتہار دیا جائے کہ فلاں نو مسلم مہاراجہ صاحب نزول اجلال فرما رہے ہیں وغیرہ اس سے اگلی باتوں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں لیکن یہ سطور قابل غور ہیں خواجہ صاحب کے اسلامی دنیا میں کافی دشمن پیدا ہو چکے ہیں اس لئے وہ ان سے چھٹکارا پانے اور عزت از سر نو قائم کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی اودھم رچتے رہنا ضروری سمجھتے ہیں کیا عجب ہے اڑتی بات اور پوشیدہ پروگرام کی بات سچ ہو امید ہے خواجہ صاحب اس پر

روشنی ڈالیں گے۔

اخبار انیس لودیانہ کی شہادت

لودیانہ کا اخبار انیس جو ایک ہندو اسلام آرگن ہے اپنی ۱۱ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ مہارانا جس کا علاقہ کاٹھیاوار گجرات کے راجپوت خاندان سے ہیں جنکے افراد محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے

مسلمان مہارانا

کی

حقیقت

ہندوؤن میں سنسنی پھیلانے

اور

غریب مسلمانوں کو دہوکا اور گمراہ کرنے کی

عجیب غریب شرارت

یہ پوسٹر لودھیانہ میں آریہ سماج اور ہندو سبھا نے شایع کیا تہا اور اسلامی اخبار انیس کی شہادت حاشیہ پر لکھ کر خواہ مخواہ مسلمان اخبار کو مسلمانوں کی نظر میں مشتبہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی کیونکہ اخبار مذکور نے تو یہ فقرہ شایع کیا تہا (حسن نظامی)

لودیانہ میں کئی روز سے مسلمان مہارانا کا خیر مقدم "ریل پر چلئے" ہیڈ نگ والے اشتہارات کثرت سے تقسیم ہو رہے ہیں یہ اشتہارات خواجہ حسن نظامی دہلی نے چھاپ کر اور اس میں ریلوے ٹائم ٹیبل کی مطابق مناسب تبدیلیاں کر کے دہلی سے لاہور تک مختلف شہروں میں تقسیم کرائے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ان شہروں میں بھولے بھالے مسلمان خواجہ صاحب کے چکمہ میں آگئے ہیں۔ اور یہ سمجھ کر کہ یہ مہارانا حال ہی میں ساڑھے پانچ لاکھ ہندوؤں سمیت مسلمان ہوا ہے بڑی دہوم دہام سے اس نو مسلم مہارانا کے استقبال کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بعض خود غرض اور پیسہ بٹورنے والے ملانوں کو یہ موقعہ غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی لوٹنے اور اپنے رعب داب جمانے کا مل گیا ہے اور تو اور انجمن اسلامیہ کے ذمہ وار رکن بھی اس دہوکہ میں آگئے ہیں اور بڑی سرگرمی سے اس مسلمان مہارانا

کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اس کے علاوہ ہندوؤں میں بھی قدرتی طور پر اس ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے سردار کا اپنی تمام قوم سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکنے کا حال پڑھ کر عجب سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔

اصل معاملہ کیا ہے؟

اشتہار میں ایک فقرہ ہے جو نہایت چالاکی سے لکھا گیا ہے اور جو اس دھوکہ کا باعث ہوا ہے اور وہ یہ ہے جو ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے سردار ہیں اپنی تمام قوم سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں"۔ شروع سے ہم اسکو چنڈو خانہ کی گپ جا سمجھتے رہے ہیں جیسا کہ پیشتر گجرات میں اڑہائی لاکھ ہندوؤں کے مسلمان ہو جانے کا جھوٹ بول کر محض ملک میں سنسنی پھیلانے کی غرض سے اڑائی گئی تھی خوش قسمتی سے ہمارے اس خیال کی تائید لاہور کے ایک اخبار میں (جس کا حوالہ اخبار تیج دہلی نے اپنی اشاعت ۲۰ ار اپریل میں دیا ہے) اسی سلسلہ میں خواجہ صاحب کے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہوا ایک مضمون نظر پڑا جس سے خواجہ صاحب کی ان تبلیغی سرگرمیوں اور ان ہزارہا اشتہاروں کی ایک ساتھ قلعی کھل گئی۔ اس مضمون میں دھار انا ناہر سنگھ کے حالات بیان کرتے ہوئے خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں کہ یہ قوم سلطان محمود بیگڑھ بادشاہ گجرات کے زمانہ میں اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی تھی۔ اس قوم میں اسلامی تعلیم و تربیت کا شاید گذشتہ زمانہ میں کچھ بند و بست نہ ہوا ہوگا۔ اس لئے اس قوم کے نام ہندوانہ رہے اور کام بھی اکثر ہندوانہ رہے۔ اسی مضمون میں آگے چل کر خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ اب فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں اس قوم کو آریوں نے آریہ بنانے کی کوشش کی مگر رانا ناہر سنگھ نصر اللہ خان کے اثر اور رسوخ سے ایک جلسہ میں اس قوم کے سرداروں نے عہد کیا کہ وہ مسلمان رہیں گے۔ مگر اس جلسہ کے بعد تین ریاستوں کو جیسے سردار جلسہ میں نہ آئے تھے شدھی سبھا بڑودہ نے مرتد کر لیا اب تو ناظرین کرام خوب سمجھ گئے ہونگے کہ خواجہ باکمال نے "پانچ لاکھ راجپوتوں سمیت حلقہ بگوش اسلام" ہونے

والا فقرہ کس چالاکی وعیاری سے رکھا ہے فقرہ مذکور کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہارانا ناہرسنگھ پانچ لاکھ سمیت حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں لیکن حقیقت اس سے کوسون دور ہے یہ لوگ ملکانہ راجپوتون سے بھی کم راجپوت ہیں ور اگران براۓ نام مسلمانون کو حلقہ بگوش اسلام کہا جا سکتا ہے تو وہ آج مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ آج سے سینکڑون برس پیشتر ہوئے تھے۔ شاید خواجہ حسن نظامی یہ کہکر اپنی ہوشیاری کا ثبوت دیں کہ میں نے کہان لکھا ہے کہ وہ اب مسلمان ہوئے ہیں لیکن ان کی عبارت کا سوائے اسکے کوئی اور مطلب نہیں نکل سکتا۔ یہ کہنا قطعی غلط ہے سفید جھوٹ اور افسوسناک افترا پردازی ہے کہ مہارانا ناہرسنگھ پانچ لاکھ راجپوتون "سمیت" اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں۔ مہارانا پانچ لاکھ راجپوت سمیت اسلام کے حلقہ بگوش نہیں ہوئے اگر ہوئے تھے تو ان کی پشت ہا پشت کے بزرگ ہوئے تھے۔ یہ امر حقیقت ہے کہ ان کے نام ورسومات وغیرہ اسوقت تک ہندوانہ ہیں اور اس بات کی روشن دلیل ہے کہ نہ تو یہ قوم اپنی مرضی واپنی خوشی سے مسلمان ہوئی اور نہ اب حلقہ بگوش اسلام ہے اگر مندرجہ بالا جملون سے خواجہ صاحب کا یہ منشا ہے کہ وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں خواہ آج ہوئے ہون یا آٹھ نوسَو سال پیشتر تو ہم ان اولیا کو مشورہ دینگے کہ ایک پوسٹر میں لکھدیں کہ بنگال میں ایک کروڑ ہندو حلقہ بگوش ہو چکے ہیں۔ اشتہار میں اس قسم کا گمراہ کن جملہ رکھنے سے غالباً خواجہ صاحب کا مقصد یہ ہوگا کہ بے شمار مسلمان مہارانا ناہرسنگھ کے استقبال کے لئے کھچے چلے آئیں گے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو بیچارے ناہرسنگھ کے استقبال کے لئے کون آتا۔ خواجہ حسن نظامی جیسون کے استقبال کے لئے تو کوئی جاتا ہی نہیں ہے۔ جو تبلیغ کے راجہ کہلاتے ہیں۔ اس طرح کی چالاکیون سے مہارانا ناہرسنگھ کا شاندار استقبال کرانا بھی خالی از علت نہیں ہے۔ خواجہ صاحب نہایت ہوشیار و چالاک آدمی ہیں ان کی دو دھاری ہی نہیں۔ بلکہ چار دھاری

تلوار چلتی ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ بھولے بھالے مسلمانون کو اُتو بنا کے ایک طرف وہ مہارانا ناہر سنگھ کو شیشہ مین اتارین گے دوسری طرف ہندوؤن پر دہشت طاری کرین گے کہ دیکھو۔ ہم نے ساڑھے پانچ لاکھ ہندوؤن کو مسلمان بنا ڈالا۔ تیسری طرف مسلمانون مین اپنی شان گانٹھین گے کہ کام کرنے والے تو بس خواجہ حسن نظامی ہین واہ واہ دیکھئے کیا کام کیا ہے کہ ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتون کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ چوتھی طرف اس دو لاکھ روپے کے بیشتر حصہ کو اپنے خزانہ مین داخل کرین گے۔ جس کو بقول اُن کے ان پانچ لاکھ حلقہ بگوشان اسلام نے جمع کیا ہے۔ پھر بتلائیے ان کا کیا بگڑتا ہے۔ وہ کیون نہ عام ہندو مسلمانون کی آنکھون مین خاک جھونکنے کی کوشش کرین۔ ہندو مسلمانون کو چاہئے کہ خواجہ صاحب کے اشتہارات سے جو جگہ جگہ چسپان کئے گئے ہیں اثر پذیر نہ ہون اور انہیں حسب معمول خواجہ حسن نظامی کی چالاکیون پر محمول کرین۔

خادم

کارپردازان سیوک سٹیم پریس

لودیانہ

یہ پوسٹر ۳۰ اپریل ۱۹۲۷ء کو دہلی میں چھپایا گیا تھا۔ مگر میں نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔

مہارانا مسلمان نہیں ہوئے

مسلمانو! دہوکہ نہ کھاؤ

خواجہ حسن نظامی نے نو مسلم نامہ سنگہہ ایشور سنگھ حال نصراللہ کے فرضی ۵ لاکہہ مسلمانوں سمیت اسلام قبول کرکے صدارت کانفرنس کے لئے لاہور جاتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پر ۱۴ اپریل کو مسلمانوں کو بلایا ہے۔ جوش عقیدت کے لئے مہارانا کا لفظ لکہہ کر نہ صرف ہمسایہ ہندوؤں کے دل دکہائے ہیں بلکہ

مسلمانوں کو دہوکہ دے کر اُلو بنانے کا نیا ڈہونگ رچا ہے

ہمارے گزشتہ تمام چیلنجوں کا ابتک خواجہ پارٹی کوئی جواب نہیں دے سکی ہے۔ اور آج ہم پھر چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اس نام کا کوئی مہارانا دنیا کے پردے پر نہیں ہے۔ اور ۵ لاکہہ راجپوتوں پر اقتدار رکہنا تو بات ہی دوسری ہے۔ ریاست آمود سے بھی صرف خواجہ ہی واقف ہیں۔

یہ محض گپ اور چندہ جمع کرنے کی ایک چال ہے

ہندوستانی ریاستوں کے متعلق مصدقہ کتاب ہمارے یہاں دیکہہ کر ہر شخص اپنا اطمینان کر سکتا ہے۔

سیوک شمبھوناتھ چوپڑہ ایڈیٹر سوراجیہ۔ نائی واڑہ دہلی

آج چوپڑہ صاحب سے مسلمان سوال کر سکتے ہیں کہ مسلمان مہارانا آئے یا نہیں۔ اور ریاست آمود ہندوستان میں ہے یا نہیں۔ مگر یہ سوال غیرت دار کو شرما سکتا ہے۔ چوپڑہ صاحب اب بھی نادم نہ ہوں گے۔ (حسن نظامی)

ایک "نو مسلم" راجہ کا استقبال

لاہور کے مسلمان اپنے "نو مسلم" راجہ کے استقبال میں مصروف ہیں۔ بازاروں میں کئی جگہ محراب

بنائے گئے ہیں۔ اسلام پر یہ ایک نئی شان آئی ہے۔ ایک ہندو تپست ہو کر (بشرطیکہ کوئی ہندو راجہ مسلمان ہوا ہے) اس قدر عزت حاصل کرتا ہے۔ یہ اس کی عزت نہیں بلکہ تحریک شدھی کی عزت ہے۔ مسلمان آج کل ہندوؤں سے بہت بگڑے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں پر ناراضگی ظاہر کرنے کا ایک ڈھنگ یہ بھی ہے۔ کہ جو ہندو تپست ہو اس کی خوب عزت کی جائے۔ عام مسلمانوں کا کیا ہے۔ ان کی یہ خوبی ہے کہ انہیں ان کے لیڈر جس کام میں لگادیں وہ لگ جاتے ہیں۔ (پرتاپ۔ ۱۶ر اپریل ۱۹۲۶ء)

آریہ اخبار تیج نے مہارانا کی خبر اس طرح شائع کی ہے اور دس ہزار کے ہجوم کو صرف چار پانسو لکھ کر دل ٹھنڈا کیا ہے۔ (حسن نظامی)

نواب نصر اللہ خاں کی دہلی میں آمد

دہلی ۱۴ر اپریل۔ خواجہ حسن نظامی نے جن نواب نصر اللہ خاں صاحب کے متعلق اشتہار دیا تھا کہ ان کے ساڑھے پانچ لاکھ راجپوت بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ اور کہ وہ نومسلم کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لاہور جاتے ہوئے دہلی اتریں گے۔ اس لئے مسلمانوں کو ان کا استقبال اسٹیشن پر چل کر کرنا چاہیئے۔ وہ آج صبح دہلی ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ گاڑی آنے سے قبل ہی خواجہ حسن نظامی ایڈیٹر صاحب تبلیغ و پیشوا اور امام صاحب جامع مسجد کے علاوہ تقریباً چار پانچ سو مسلمان بھی استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ نواب صاحب کے آنے پر ان کو ہار پہنائے گئے۔ اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔ پلیٹ فارم سے باہر آنے پر خواجہ حسن نظامی نے نواب صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں مسلمانوں کو ایک ہو جانے قرآن شریف پر ایمان رکھنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی تلقین کی گئی۔

اسلامی اخبار الامان لکھتا ہے۔

دہلی میں مسلمان مہارانا کی تشریف آوری

حسب اطلاع آج صبح کو ساڑھے ۶ بجے بڑودہ ایکسپرس سے گجرات کے مشہور مسلمان مہارانا نواب نصر اللہ خاں والی ریاست آمود دہلی تشریف لائے۔ مسلمانوں کا

استقبال کیلئے ہجوم تھا۔ پلیٹ فارم پر جانے کی عام اجازت نہ تھی۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ مہاراناصاحب باہر تشریف لائیں۔ تاکہ تمام مسلمان آپ کو دیکھ سکیں۔ اس کے باوجود بہت سے مسلمان پلیٹ فارم ٹکٹ خرید کر اندر چلے گئے۔

جب مہارانا صاحب اترے تو پلیٹ فارم پر خواجہ حسن نظامی صاحب۔ امام صاحب جامع مسجد اور بعض دیگر عائدین نے استقبال کیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال ہوا۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ اس لئے اس احتیاط کے باوجود کہ پہلے سے صفیں قائم کردی گئی تھیں اور مہارانا صاحب کے چاروں طرف چند خاص حضرات حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ بہت کشمکش بڑھ گئی۔ بالآخر برساتی کے سامنے تمام مسلمان جمع ہو گئے۔ اور خواجہ حسن نظامی صاحب نے مہارانا صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں توحید و تعلیم قرآن و سنت پر قایم رہنے کی تاکید کی تھی اور یہ بھی مذکور تھا کہ مسلمان ہمسایہ اقوام بالخصوص ہنود سے اتحاد قائم رکھیں۔ اور فتنہ و فساد سے گریز کریں۔ اس کے بعد مہاراجہ صاحب نے تمام مجمع کے پرجوش خیر مقدم کا شکریہ ادا کیا اور امام صاحب نے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں میں پابندی شریعت کے پیدا ہونے کی دعا مانگی۔ اس عرصہ میں اکثر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے رہے۔ اس کے بعد مہارانا صاحب اندر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کی چارنوشی کا انتظام کیا گیا تھا۔

آریہ اخبارات کے مضامین کیوں درج ہوئے

میں اس کتاب میں تمام آریہ اخبارات کے مضامین محض اس وجہ سے درج کرتا ہوں کہ مہارانا نصراللہ خاں صاحب اور ان کی راجپوت قوم اور پنجاب کے اسی لاکھ مسلمان راجپوتوں کو خصوصاً اور مسلمانان ہند کو عموماً اور گورنمنٹ ہند کو خاصکر معلوم ہو جائے کہ آریہ اخبارات ہی ملک کی فضا خراب کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اور آریہ گروہ نے ہندو مسلمانوں میں نفاق ڈلوایا ہے۔

آریہ اخبارات کی عادت ہے کہ جب ایک آریہ اخبار مسلمانوں کے خلاف کوئی شرارت شروع کرتا ہے۔ پھر تمام اخبارات اس شرارت کی اپنی اپنی عقل اور اپنی اپنی لیاقت سے

اشاعت شروع کر دیتے ہیں۔ اور ایسے زور شور سے اور ایسے نئے نئے خوفناک عنوانوں سے اس شرارت کو شائع کرتے ہیں کہ بچارے عوام کو یقین آجاتا ہے اور گورنمنٹ بھی خیال کرنے لگتی ہے کہ واقعی قصور مسلمانوں کا ہوگا۔ کیونکہ تمام آریہ پریس ایک زبان ہو کر جس بات کی تائید کرے اس میں کچھ نہ کچھ صداقت تو ضرور ہوگی۔

ایک ہی بات کو آریہ اخبارات مختلف طریقوں اور مختلف عنوانوں سے لکھتے ہیں اور پبلک و گورنمنٹ کے دل پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ دھوکہ اور فریب دلوں پر اثر کر جائے۔

یہ چالبازی یورپ کے اخبارات سے ان لوگوں نے سیکھی ہے۔ یورپ کے اخبارات بھی اپنی تحریر کے زور سے جب چاہیں اقوام یورپ میں جنگ کرا دیتے ہیں اور جب چاہیں صلح کرا دیتے ہیں۔ اور یورپ کے ہر ملک کی گورنمنٹ ان اخباروں سے ڈرتی رہتی ہے۔

مگر میں آریہ اخبارات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگرچہ مسلمان قوم سچی اور سپاہی قوم ہے اور آریہ اخبارات کی طرح اس کو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔ مگر مسلمان قوم آریہ اخبارات کے طوفان بے تمیزی سے ڈرنے والی بھی نہیں ہے۔

مہاراناصر اللہ خاں صاحب کے خلاف آریہ اخبارات نے اپنی مذکورہ عادت کی موافق جیسی شرارت آمیز خبریں شائع کیں اور جیسے جھوٹے اور گمراہ کرنے والے مضامین لکھے ان سے مسلمان قوم کے خیالات میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ آریہ اخبارات کے مضامین دانستہ شرارت سے لکھے گئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر اخبار ایک ہی بات کو عجیب و غریب نئے نئے عنوانوں سے شائع کر رہا ہے۔

اسی لئے میں نے ان تمام مضامین کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اب تو گورنمنٹ کی آنکھیں کھلیں گی۔ اب تو گورنمنٹ کو اندازہ ہوگا کہ مسلمانوں کے خلاف کیسے دلیرانہ جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ اور اب تو مسلمان راجپوت سمجھیں گے کہ ان کے بزرگوں نے ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام اس واسطے قبول کیا تھا کہ ہندو مذہب کیسے

جھوٹ بولنے والے آدمی پیدا کرتا ہے۔

بے شک ایک ہی بات کو بار بار لکھنا ایک اثر پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن میں نے بھی آریہ اخبارات کے تکرارات کو اسی نیت سے درج کیا ہے کہ مسلمان قوم اور مسلمان اخبارات اپنی ہمسایہ قوم کے طریق فتنہ گری پر غور کریں۔ اور اور اس کے بچاؤ کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش ہونے لگے۔

ناظرین ملاحظہ کریں گے کہ ہر آریہ اخبار بار بار بس اس ایک بات کو لکھتا اور دوہراتا ہے۔ کہ مہارانا نصر اللہ خاں نئے مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے بزرگ چار سو برس پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ اور حسن نظامی نے ان کو نیا مسلمان لکھ کر مسلمانوں کو فریب دیا۔

اس کا مقصد محض یہ ہے کہ مسلمانوں کی خوشی کو مٹائیں اور ہندوؤں کو ان کی مایوسی اور صدمہ میں تسلی دیں۔

لیکن یہ ناسمجھ اخبارات اتنا نہیں سمجھتے کہ نئے مسلمان ہوں یا پرانے یہ بات تو وہ بھی مانتے ہیں کہ اعلیٰ نسل کے راجپوت راجہ اور ان کی قوم نے ہندو مذہب ترک کر دیا۔ چاہے اب ترک کیا ہو چاہے پہلے ترک کیا ہو۔ اور کوئی خرابی تو ہندو مذہب میں ہوگی جس کے سبب ایک کروڑ سے زیادہ راجپوت ہندو مذہب سے منحرف ہو گئے ہیں۔

کیونکہ اسی لاکھ مسلمان راجپوت تو صرف پنجاب میں آباد ہیں باقی صوبوں کے راجپوت علیحدہ رہے۔

معلوم ہوتا ہے آریہ اخبارات اپنے مذہب کی کمزوری کو پردہ میں چھپانا چاہتے ہیں۔ اور اس واسطے فریب کے مضامین شائع کر رہے ہیں۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کاٹ کی ہنڈیا بار بار چولہے پر نہیں چڑھ سکتی۔ وہ کتنے ہی چیخیں چلائیں جو ہونا تھا ہو گیا۔ اور مسلمان مہاراناکو انہوں نے بھی با دلِ ناخواستہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اب چاہے جو کچھ کہیں اور لکھیں کہ مہارانا ایسے نہیں اور ویسے ہیں اور ان میں یہ خرابی ہے اور وہ نقص ہے۔ اس لکھنے اور کہنے سے مسلمانوں کے دل مہارانا کی عزت سے خالی نہیں ہو سکتے۔

اب میں پھر آریہ اخبارات کے شرارت آمیز مضامین درج کرنے شروع کرتا ہوں۔ مسلمان ذرا آریہ اخبارات کی گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ کریں۔

(حسن نظامی)

آریہ جلسہ

لالہ لاجپت رائے کے اخبار بندے ماترم مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۶ء میں ایک آریہ جلسہ کی خبر حسب ذیل سرخیوں سے شائع ہوئی ہے۔

اس جلسہ میں بھی ملاپ کے ایڈیٹر خوشحال چند صاحب نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بس یہی کہا کہ مہارانا پرانے مسلمان ہیں۔

البتہ یہ ضرور کہا کہ حسن نظامی مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔

مگر گورنمنٹ جانتی ہے کہ اس میں ہندوؤں کے خلاف بھڑکانے کی کونسی بات ہے۔

آج تو انجمن حمایت اسلام کا جلسہ ہندوؤں کے خلاف بھڑکانا کہا جاتا ہے کل جامع مسجد کی نماز کی نسبت کہا جائے گا۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے خلاف مشورہ کرنے کو جمع ہوئے تھے۔ پرسوں حج کے سفر کی بابت جلسہ ہوگا کہ مسلمان ہندوستان کے ہندوؤں کے خلاف مسلمانان عالم کو برانگیختہ کرنے کے لئے مکہ کو جارہے ہیں۔

سچ کہا تھا گاندھی صاحب نے کہ کمزوری سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور خوف سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ پس ان ہندوؤں کا خوف اور نفرت ان کے دل کی کمزوری کا ثبوت ہے۔

(حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف انگیخت کر رہے ہیں

آپ کے مہارانا سے رائے بہادر لالہ رام سرنداس اور لالہ مولچند مرحوم زیادہ دولت مند اور بارسوخ ہیں

پری محل میں ہندوؤں کے جلسہ میں لالہ خوشحال چند۔ مہاشہ شیار کھتی جی اور دیگر اصحاب کی تقریریں

لاہور، ۷ اپریل۔ کل رات کو آریہ سوراجیہ سبھا کے زیر اہتمام مقامی ہندوؤں کا ایک پبلک جلسہ لالہ سیتارام مالک جہلم ہاؤس کی صدارت میں منعقد ہوا۔

لالہ خوشحال چند خورسند نے خواجہ حسن نظامی کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کی جس نے آمود کے ایک جاگیردار کو مہارانا ظاہر کیا ہے۔ آپ نے کہا

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ خواجہ حسن نظامی کی اس پالیسی کی تہ میں کیا بات ہے۔ خواجہ صاحب درحقیقت مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں خواجہ حسن نظامی نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مہارانا صاحب ساڑھے چار سو سال سے مسلمان ہوئے ہیں۔ مہارانا صاحب محض ایک جاگیردار ہے۔ اور آنریری مجسٹریٹ و ممبر لیجسلیٹو کونسل ہیں۔

۴۵۰ سال کا عرصہ ہوا کہ حسن نظامی کے مہارانا اور آپ کے ساتھی مسلمان ہو گئے تھے۔ سول لسٹ کے مطابق ہندوستان میں صرف دو مہارانا ہیں۔ اور حسن نظامی کا مہارانا ان میں سے نہیں ہے۔

تمام جماعتیں حتیٰ کہ مسلمان بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہندو ایک ایسی جماعت ہیں

جنہیں پرماتما نے صحت۔ دولت اور عقل عطا کر رکھی ہے۔ انسانی زندگی کے لئے یہی تینوں ضروریات ہیں۔ (یہ آریہ اخبار بندے ماترم کا مضمون تھا)

مہارانا اور خواجہ حسن نظامی پکڑے گئے

تمام آریہ اخبارات نے توہین آمیز عنوانوں سے یہ خبریں شائع کی ہیں کہ خواجہ حسن نظامی نظامی اور مہارانا پکڑے گئے۔

اس خبر کو اخبار تیج سے نقل کیا جاتا ہے۔ ناظرین ذرا عنوان کے لفظ "پکڑے گئے" کو دیکھیں۔ پھر اصل مضمون پر غور کریں۔ کہ کتنی شرارت اس خبر میں ہے۔

اصل واقعہ صرف اتنا ہے کہ مہارانا کے نوکر اور مصاحب مظفر نگر پر مہارانا کو کھانا کھلانے آئے تھے۔ مگر کھانے کے بعد ہر اسٹیشن پر خیر مقدم کرنے والے مسلمانوں کا اس قدر ہجوم ملا کہ راجپورہ تک وہ مہارانا کے فرسٹ کلاس درجہ سے نہ اتر سکے اور آریہ خیال سکھ چیکر نے مہارانا کے نوکروں اور مصاحب سے فرسٹ کا کرایہ لے لیا۔

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے چیکر سے کچھ کہا۔ کیونکہ میں اس وقت غسل خانہ میں وضو کر رہا تھا۔ اگر میں ہوتا تو ایک پیسہ بھی چیکر کو نہ دینے دیتا۔ کہ یہ صریح زیادتی چیکر کی تھی۔

آریہ خیال سکھ چیکر نے یہ خبر خود آریہ اخبارات کے دفتر میں جا کر شائع کرائی۔ اور مہارانا کی ہتک عزت کی نیت سے وہ تمام آریہ اخبارات کے دفتروں میں خود مارا مارا پھرا۔

اب مسلمانوں کو حق ہو گیا ہے کہ ریل کے اعلیٰ افسروں سے اس آریہ خیال سکھ چیکر کی نسبت قانونی باز پرس کریں۔ کہ کیوں ان کا ملازم سرکاری کتاب اور کاغذات لیکر اخباروں کے دفتروں میں گیا۔ اور یہ مضامین شائع کرائے۔

(حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی و ٹھاکر صاحب آمود دہلوی کی غلاف ورزی کرتے پکڑے گئے

"ملاپ" لکھتا ہے کہ ٹھاکر صاحب ناہر سنگھ (خان نصر اللہ خاں) ۔۔ اپریل کو معہ اپنی پارٹی کے۔ لاہور آرہے تھے۔ اُن کے پاس بھڑ ڈیچ سے لیکر چھاونی تک کے پاس یعنی Return paper تھے رانا صاحب کا ٹکٹ درجہ اوّل کا تھا اور اس کا نمبر ۱۹۷۰۴ تھا۔ ان کے سکرٹیری کا ٹکٹ ۵۶۲۶۸ تھا۔ مگر یہ ٹکٹ سکینڈ کلاس کا تھا اور بھڑ ڈیچ سے لے کر لاہور چھاونی تک کا تھا۔ ساتھ ۔۴۔ ۵ ملازم تھے جن میں ایک کا ٹکٹ ۳۴۹۷۳ تھرڈ کلاس تھا۔

مہارانا صاحب کا غلط راستہ

جناب ٹھاکر صاحب نے آنا تو تھا بھٹنڈہ کے راستہ۔ مگر حضرت جب دہلی سے "ہادی الملت" جناب خواجہ حسن نظامی کے ساتھ لاہور کو روانہ ہوئے تو ۵۹ اپ میں سوار ہو گئے۔ جو سہارنپور کے راستہ آتی تھی۔ لدھیانہ کے قریب یعنی راجپورہ سٹیشن سے آگے سرہند کے سٹیشن پر ۲ ٹکٹ چیکر صاحبان نے (جن میں غالباً بڑا مسلمان اور اسکا نائب شاید ہندو تھا۔ یا سکھ۔ کچھ یاد نہیں۔ حضرات کو آگھیرا۔ خواجہ صاحب نے ان پر چند ڈورے ڈالنے کی کوشش کی مگر شنوائی نہ ہوئی۔

خواجہ حسن نظامی نے ان ریلوے "ٹی ٹیوں" کو بہتیرا سمجھایا۔ بہت منت سماجت کی مگر انہوں نے ایک نہ مانی اور پیپر و پنسل لے کر خواجہ صاحب اینڈ کو کے گرد ہو گئے۔

کیونکہ انہوں نے ٹکے سیر کھاجا اور ٹکے سیر بھاجا کی مثال کو صادق ثابت کرنے کا تہیہ کر لیا ہوا تھا۔ جملہ حضرات چارج کیئے گئے اور ان سے پنلٹی بھی وصول کی گئی۔ کل رقم جو ان سے چارج کی گئی تھی۔ ۲۷ روپے ۱۲ آنے تھی۔

مگر ایک واقعہ بڑا ہی عجیب دیکھنے میں آیا اور وہ یہ تھا کہ راجپورہ کے ایک مسلمان وکیل کا لڑکا صغیر حسن بھی راجپورہ سے خواجہ اور "مبتیہ نومسلم مہارانا کو دیکھنے کے لیئے سٹیشن پر آیا۔ پلیٹ فارم ٹکٹ لے کر سٹیشن میں داخل ہوا۔ مگر جب گاڑی آئی تو وہ بھی دسیف

کلاس بوگی ہیں جس میں کہ خواجہ صاحب سوار تھے سوار ہو گیا۔ سرہند کے قریب ملازمین ریلوے نے اس کو بھی آ قابو کیا۔ اور اس کی "میموں" یعنی چالان سٹیشن ماسٹر سرہند کو دیدیا۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ پولیس نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی یہ ہے مسلمانوں کے مہارانا ناہر سنگھ کے سفر کی مختصری ہسٹری۔ ناظرین خود ہی اندازہ لگالیں کہ ذمہ داری کس پر آتی ہے۔ (یہ آریہ اخبار تیج کا مضمون تھا)

لفظ پتت پتت کا لفظ سنسکرت زبان کا ہے۔ اور اس کے معنی ناپاک ہو جانے کے ہیں۔ مگر آریہ لیڈر لالہ خوشحال چند ایڈیٹر ملاپ نے لاہور و پنجاب کے لیڈروں میں ایک پوسٹر شائع کیا جسکا عنوان یہ تھا کہ "کوئی ہندو مہارانا پتت نہیں ہوا۔ اور پھر ایسا ہی مضمون اسی عنوان سے ۱۷ اپریل ۱۹۲۷ء کے ملاپ میں شائع کیا۔ جسکو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

اس مضمون میں اور ہر آریہ اخبار کے مضمون میں اس بات پر بار بار زور دیا گیا ہے کہ مہارانا کی رعایا صرف چار ہزار ہے پھر یہ ساڑھے پانچ لاکھ راجپوت کہاں سے آگئے۔ جن کے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

اسکا جواب میں نے بار بار دیا ہے اور بار بار دونگا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ مہارانا کی قوم اور ہے اور رعایا اور ہے۔ رعایا ان کی ممکن ہے چار ہزار ہو مگر ان کی قوم نہ صرف آمود ریاست میں ہے بلکہ ضلع احمد آباد۔ ضلع بھڑوچ۔ ضلع کھیڑا۔ اور ریاست بڑودہ میں بکثرت آباد ہے اور وہ سب مہارانا کے ساتھ مسلمان ہوئی ہے۔

حسن نظامی

کوئی ہندو مہارانا پتت نہیں ہوا

خواجہ حسن نظامی کی چالاکی

مہارانا کے متعلق کل حالات کا انکشاف

او ہو دنیا میں مذہب اور غلط دھرم کے نیند ھی کی آڑ میں کتنے گناہ ثواب بن جاتے ہیں۔

اور کتنی غلط بیانیاں اور چالاکیاں قابل پرستش سمجھی جاتی ہیں۔ کیا آپ نے خواجہ حسن نظامی کی اس نئی چالاکی کو دیکھا جو آپ نے آمود کے ایک ٹھاکر راجپوت کو مہارانا بنا کر اور یہ لکھ کر کہ یہ مہارانا ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں سمیت مسلمان ہو چکا۔ کھیلی ہے۔

بات کیا ہے اور اسے کس چالاکی سے لوگوں کے سامنے رکھا گیا ہے۔ اس کو دکھلانے کے لیئے ہم آج ذرا تفصیل سے سارے حالات درج کر دیتے ہیں۔ ۱۵ اپریل کے ملاپ میں ہم نے خواجہ حسن نظامی کے ایک مضمون سے اقتباسات دیئے تھے جو زمیندار میں شائع ہوا تھا اس میں خواجہ صاحب مہارانا نا ہر سنگھ اور ان کے قوم مولے راجپوتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"یہ قوم سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے زمانہ میں اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی تھی اور بادشاہ مذکور نے اس کے سرداروں کو جاگیریں دی تھیں۔ اس قوم کی اسلامی تعلیم اور تربیت کا شاید گذشتہ زمانہ میں کچھ بندوبست نہ ہوا ہوگا۔ اس لیئے قوم کے نام ہندوانہ رہے اور کام بھی ہندوانہ رہے اس لیئے ریاست بڑودہ میں سنٹرل شدھی سبھا آریہ سماج نے قائم کر کے ساڑھے پانچ لاکھ اس جماعت کو مرتد کرنا چاہا۔ میں بھی اس قوم کے بچاؤ کا کام کرتا رہا۔ جناب نواب جہانگیر میاں صاحب والیئے ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ نے اپنی صاحبزادی کا عقد مہارانا صاحب آمود کے ولیعہد سے کر دیا اسی طرح سورت کے نواب صاحب نے جو سید ہیں اس قوم کے بڑے سردار ٹھاکر صاحب کیسرواڑہ کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی اس کا اثر اس قوم پر بہت اچھا ہوا۔ آخر ۸ مارچ ۱۹۲۶ء میں مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خاں جی کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں اس قوم کے سرداروں نے عہد کیا کہ وہ مسلمان رہینگے۔ اس جلسہ کے بعد تین ریاستوں کو جن کے سردار اس جلسہ میں نہ آئے تھے۔ شدھی سبھا بڑودہ نے مرتد کیا!!

یہ اقتباس ہم پہلے بھی دے چکے ہیں اور آج پھر اسے ضروری سمجھ کر درج کر دیا گیا ہے اب ذرا دیکھیں کہ کارونیشن دربار رپورٹ میں ان 'مہارانا' کے متعلق کیا درج ہے۔ یاد رہے کہ کارونیشن دربار رپورٹ میں ہر ایک راجہ مہاراجہ۔ سردار و رئیس کا صرف روشن پہلو ہی دکھایا

گیا ہے۔ اس لیئے اس روشن پہلو ہی کو لے کر ہم نے دیکھنا ہے کہ جس "نومسلم مہارانا کے متعلق اتنا شور و غل مچایا جا رہا ہے وہ ہے کیا؟ کاروینشن دربار (باتصویر) میں خواجہ حسن نظامی جسکو مہارانا نرسنگھ لکھ رہا ہے اسکا نام "مہارانا نرسنگھ جی لکھا ہے۔ اور اس میں مندرجہ ذیل واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے "ٹھاکر صاحب مہارانا نرسنگھ جی ایشو سنگھ جی کا نام اگرچہ ہندوانہ ہے لیکن وہ عقیدہ سے مسلمان ہیں۔ اسکے متعلق ایک دلچسپ ہسٹری ہے اور وہ یہ کہ ۱۴۸۲ء میں آمود کے راجہ ڈنگر رانا کو احمد آباد میں گجرات کے بادشاہ محمد بیگڑہ نے بلایا اور بادشاہ سے مل کر ڈنگر رانا مسلمان ہو گیا اور محمد بیگڑہ نے ڈنگر رانا کو خان کا لقب دیا اسی سے لیکر اس خاندان کے لوگ اسلامی عقیدے پر چلتے ہیں موجودہ ٹھاکر صاحب مہارانا نرسنگھ جی ایشو سنگھ جی اپریل ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے اور انہیں گدی پر ۱۹۰۱ء میں بٹھایا گیا۔ کنور نرسنگھ ابھی سات برس کے تھے کہ انکو لوکل بورڈ پرائمری سکول میں پڑھنے کے لیئے بھیجا گیا۔ گھر پر انہیں مذہبی اور اخلاقی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور انہوں نے تمام قرآن شریف پڑھ لیا۔ اور پھر اردو کی کتابیں بھی پڑھیں اسکے بعد وہ بروچ ہائی سکول میں تعلیم پاتے رہے۔ اور بعد ازاں گھر پر مزید مطالعہ جاری رکھا۔ جب ٹھاکر صاحب ۱۹۱۰ء میں گدی پر بیٹھے تھے تو دوسرے ہی سال سٹیٹ میں قحط پڑ گیا اور سٹیٹ مقروض ہو گئی اس لیئے انہوں نے سب سے پہلے یہ قرضہ ادا کیا آنریبل سردار پبلک معاملات میں دلچسپی لیتے ہیں اور میونسپل و لوکل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ قصبہ آمود کی آبادی قریباً چار ہزار ہے جن میں ۳/۴ زراعت پیشہ ہیں یہ معلوم کر کے کہ میونسپل ایڈمنسٹریشن قصبہ کے لیئے ایک بوجھ ہے۔ آپ ڈسٹرکٹ کلکٹر سے قصبہ میونسپلٹی کو اٹھوانے میں کامیاب ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ"

روشن پہلو کے اس اقتباس کو ذرا غور سے پڑھیں اور پھر خواجہ حسن نظامی کی چالاکیوں کا جائزہ لیں (اول) بات یہ ہے کہ ٹھاکر نصر اللہ خاں یا ٹھاکر نرسنگھ جی آج مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ان کے خاندان کو مسلمان بنے چار سو اکتالیس برس گذر چکے ہیں (دوم) ان کے ہمراہ ۱/۴ لاکھ راجپوت مسلمان نہیں ہوئے۔ ٹھاکر نرسنگھ راؤ جس قصبے کے مالک ہیں اس کی آبادی پوری چار ہزار بھی بتلا کر ریورٹ میں نہیں بتلائی گئی اور اس چار ہزار میں بہتیرے ہندو بھی ہیں پھر نا معلوم یہ ۱/۴ لاکھ کہاں سے آگئے

(یہ آریہ اخبار کا مضمون تھا۔)

پردیس میں بیقراری۔ سوامی شردھانند کے اخبار تیج کے ایڈیٹر دیش بندھو گپتا پٹنہ میں ڈاکٹر مونجے کی اردلی میں گئے ہوئے تھے انہوں نے مہارانا کی خبر سنی تو پٹنہ میں بیٹھے بیٹھے بیقرار ہو گئے اور وہاں سے تار دوڑانے لگے چنانچہ آریہ اخبار میں ایک تار شائع کرایا جسکی ایک نقل اخبار بندے ماترم سے نقل کی جاتی ہے۔

دروغ حلفی

اخبار تیج سوامی شردھانند کی زندگی میں ایک سال پہلے اپنی مہارانا کی نسبت شایع کرچکا ہے کہ مہارانا ناہر سنگھ نام کا کوئی حکمران ملک گجرات میں نہیں ہے اور اس تار کو خود سوامی جی نے شایع کرایا تھا۔ آج غنیمت ہے کہ مہارانا کے وجود کا تو اقرار ہوگیا۔ اگر سرکاری کچہری میں یہ بیان ہوتا تو دروغ حلفی کا مقدمہ لالہ دیش بندھو پر قائم ہوجاتا۔ میرے پٹنہ والے پردیسی بالم دیش بندھو آنسو پونچھو قسمت کا لکھا انمٹ ہے۔

حسن نظامی

گجرات کا کوئی مہارانا مسلمان نہیں ہوا ٹھاکر ناہر سنگھ کون ہے؟

۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء

(خاص تار) پٹنہ ۱۸ اپریل گذشتہ دو ہفتوں سے شمالی ہند کے ورنیکلر پریس میں خواجہ حسن نظامی کے گمراہ کن اشتہارات کی وجہ سے کہ جو اُنہوں نے گجرات کے ایک ہندو مہارانا ناہر سنگھ کے معہ پانچ لاکھ راجپوتوں کے مسلمان ہوجانے کے متعلق شایع کیے تھے۔ بھاری ایجی ٹیشن جاری ہے اس شخص کے متعلق سچے واقعات جو میں نے گجرات کے ایک مشہور ہندو کارکن شری ایت آنند پریہ جی سے معلوم کیے ہیں۔ یہ ہیں: "یہ شخص نہ تو کوئی والیئے ریاست ہے اور نہ اسے مہارانا کا خطاب حاصل ہے۔ نہ ہی وہ پانچ لاکھ راجپوتوں کا سردار ہے جیسا کہ اسے ظاہر کیا گیا ہے بلکہ وہ تعلقہ آمود کا جو ضلع بھڑانچ میں واقعہ ہے ایک معمولی تعلقدار ہے۔ آمود کی کل آبادی چند ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ تمام گجرات میں کوئی شخص ایسے طریق پر مسلمان نہیں ہوا جیسا کہ مشتہر کیا گیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص ایک نو مسلم جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس کے بزرگ کئی سو سال ہوئے احمد آباد کے سلطان کے مذہبی جوش کی وجہ سے مسلمان بنائے گئے تھے مجھے امید کرنی ہے حسن نظامی کے اس پروپیگنڈا پر جس سے کہ وہ جاہل مسلمانوں میں سستے مول شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے خوب روشنی پڑے گی اور پبلک آئندہ ایسے شرارت آمیز پروپیگنڈا سے گمراہ نہیں ہوگی۔ (دیش بندھو گپتا ایڈیٹر تیج)

نو مسلم ہونے کی حقیقت پوشیدہ کب تھی

۲۰ اپریل ۱۹۲۷ء کے اخبار تیج نے یہ خبر موٹے حروف کے عنوانوں سے شایع کی ہے۔ مگر بندے ماترم اور تیج اور سب آیہ اخبارات کو معلوم ہو کہ مہارانا کے نو مسلم ہونے کی حقیقت پردہ میں کب تھی میں تو ایک سال سے لگاتار اس بات کو شایع کر رہا ہوں کہ مہارانا کے بزرگ چار سو برس پہلے مسلمان ہوئے تھے مگر بعد میں پکے مسلمان نہ رہے اور ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو آج سے ایک سال پہلے پکے مسلمان ہوئے۔ یہ بھی اور ان کی ساڑھے پانچ لاکھ قوم بھی۔ دوسروں کی آنکھوں میں خاک نہ ڈالو کہ تمہاری آنکھوں میں خود ہی کنکر بھر ہوئے ہیں

حسن نظامی

کاٹھیاواڑ کے مہارانا کے نومسلم ہونے کی حقیقت

اُن کی اپنی زبانی کُھل گئی

مہارانا نصر اللہ خاں نومسلم نہیں بلکہ ان کے آباؤ اجداد ۴۰۰ سال ہوئے مسلمان ہو گئے تھے

۱۵۔ اپریل کی رات کو ساڑھے آٹھ بجے خواجہ حسن نظامی صاحب و نواب نصر اللہ خاں صاحب (مہارانا ناہر سنگھ) سے جن کا کل لاہور میں جلوس نکلا تھا یہ دریافت کرنے کے لئے کہ نواب صاحب نومسلم ہیں یا نہیں۔ نمائندہ اخبار بندے ماترم نے انٹرویو کیا۔ خواجہ صاحب اور نواب صاحب ایک کاوچ پر تشریف فرما تھے۔ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا (جن کی کوٹھی پر ہر دو اصحاب کا قیام ہے) اور ملک لال خاں صاحب کے علاوہ اور بھی تقریباً ڈیڑھ درجن معزز اصحاب ہال میں تشریف فرما تھے۔

ہمارے نمائندہ کو خواجہ صاحب نے اپنے پاس نہایت محبت سے بٹھایا ہمارے نمائندہ نے خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ میں صرف ایک بات دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ کہ کیا نواب نصر اللہ خاں صاحب نومسلم ہیں نواب صاحب مسلمان کب ہوئے۔ نواب صاحب مسلمان ہوئے ہیں یا ان کے والد ماجد مسلمان ہوئے تھے۔ نواب صاحب کے خاندان کو مسلمان ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ نمائندہ کے اس سوال کے جواب میں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ نواب صاحب کا خاندان سلطان محمود بیگڑہ کے عہد میں مسلمان ہوا تھا جس کو چار سو سال ہو چکے ہیں۔ نواب صاحب نے بھی خواجہ صاحب کے جواب کی تائید کی۔ (یہ آریہ اخبار بندے ماترم کا مضمون تھا)

خواب میں بھی حسن نظامی

جب انسان پر خوف کا اور صدمہ کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ خواب میں بھی وہی دیکھتا ہے جسکا بیداری میں ہو لالہ لاجپت رائے کے اخبار کو حسن نظامی کا اسقدر خوف ہے کہ وہ خواب میں بھی حسن نظامی کا مکالمہ سنتا ہے۔

حسب ذیل مکالمہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۶ء کے بندے ماترم میں شائع کیا گیا ہے۔ اب غالباً یہ بھی شائع کیا جائیگا کہ لالہ لاجپت رائے حسن نظامی سے کہہ رہے ہیں کہ اے دُبلے پتلے آدمی تونے میری دنیا خاک کر دی۔ تونے مسلمانوں کے دل مجھ سے پھیر دیئے۔ بھائی میرے باپ تو میرے

چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید بھی تھے اور میں بھی نظامیہ فقرا کا معتقد رہ چکا ہوں۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے مسلمانوں کو دھوکہ دینے دے تو ہمارے لئے کہاں سے بلائے جان بن گیا۔ میں ہاتھ جوڑتا ہوں میری مخالفت نہ کر۔

حسن نظامی

تبلیغ مذہب یا دام فریب

ٹھاکر ناہر سنگھ اور خواجہ حسن نظامی کا مکالمہ عالم خیال میں

۹ بجے رات کا وقت ہے۔ دہلی میں خواجہ حسن نظامی کے رین بسیرے میں خواجہ صاحب اور ٹھاکر ناہر سنگھ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہیں اور کوئی متنفس موجود نہیں۔ خواجہ صاحب کے چہرہ سے بشاشت اور شادمانی ٹپکتی ہے۔ لیکن ناہر سنگھ صاحب کچھ مغموم اور افسردہ سے نظر آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی گہرے وچار میں غرق ہیں۔ کچھ دیر تک تو یہ مہمان و میزبان اسی حالت میں خاموش بیٹھے رہے لیکن آخرکار خواجہ صاحب نے قفل خموشی کو توڑا۔ اور اسطرح پر سلسلہ گفت و شنید شروع کیا۔

خواجہ صاحب۔ کہئیے مہارانا صاحب دیکھا آپ نے اسلامی اخوت کا نظارہ۔ دہلی سے لے کر لاہور تک آپ کا مسلمانوں نے جس جوش و خروش اور محبت و تپاک کے ساتھ استقبال کیا ہے۔ شاید بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔

ٹھاکر ناہر سنگھ۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک ہے لیکن اگر آپ میرے دل کی بات پوچھیں تو اس تمام جوش و خروش اور بھیڑ بھڑکے کا میرے دل پر الٹا ہی اثر پڑا ہے۔

خواجہ صاحب۔ (چونک کر) ہیں یہ کیا۔ کیا آپ مسلمانوں کے کیئے کرائے پر اس طرح پانی پھیرتے ہیں۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہئیے۔ کیا دہلی اور لاہور کے درمیاں خیر مقدم کے نظارے آپ کی خوش قسمتی کی دلیل نہیں۔

ٹھاکر صاحب۔ خواجہ صاحب! میں آپ کا اس حد تک تو مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اپنے پنجابی بھائیوں کے درشن کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔ لیکن اب

میں تمام حالات سے واقف ہوگیا ہوں مجھے بخوبی پتہ لگ گیا ہے کہ یہ تمام جوش اخوت کے نظارے معاف کیجئے محض طلسم فریب تھے۔

خواجہ صاحب۔ ٹھاکر صاحب! ذرا ہوش کیجئے۔ آپ میری توہین کرتے ہیں۔

ٹھاکر صاحب۔ خواجہ صاحب! میری کیا مجال ہے کہ آپ کی توہین کرسکوں لیکن کیا کروں صداقت ایمانداری اور میرا راجپوتی خون مجبور کرتا ہے کہ بے دھڑک سچی بات منہ پر کہدوں۔ میں اب بخوبی جانتا ہوں کہ یہ تمام دھوم دھام میری ذات کے ساتھ عام مسلمانوں کی کسی محبت کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ اس کی وجہ اور ہی تھی۔

خواجہ صاحب۔ بھلا وہ کیا وجہ تھی۔

ٹھاکر صاحب۔ اگر آپ میری زبان کھلوانا ہی چاہتے ہیں تو لیجئے سنئے۔

ہندوستان کے مسلمانوں میں عموماً اور پنجاب کے مسلمانوں میں خصوصاً ہندوؤں کی شدھی کی تحریک کی وجہ سے سخت غم و غصہ پیدا ہو رہا ہے۔ جب وہ سنتے ہیں کہ فلاں مسلم گاؤں شدھ ہوگیا۔ فلاں صوبہ میں اتنے ہزار مسلمان ہندو بن گئے تو کلیجہ تھام کر رہجاتے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کی اس ذہنیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ایک مہارانا جو گجرات کی ایک ریاست کا والی ہے معہ اپنی ۲½ لاکھ رعایا کے مسلمان ہوگیا ہے۔ قدرتی طور پر مسلمانوں کے لیئے یہ ایک واقعی نہایت روح افزا خوشخبری تھی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہی مہارانا ان کے شہر میں آرہا ہے تو وہ مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہ سمائے اور جوق در جوق میرے درشنوں کے لیئے چلے آئے۔ اب خواجہ صاحب آپ بخوبی جانتے ہیں اور پہلے بھی جانتے تھے کہ نہ میں مہارانا ہوں اور نہ ہی میں حال میں مسلمان ہوا ہوں نہ میری ۲½ لاکھ رعایا ہے اور نہ ہی میں ایک دم ان سب کو ساتھ لے کر مشرف بہ اسلام ہوا ہوں میں پیدائشی مسلمان ہوں آج سے قریباً پانچسو برس پہلے میرے آباواجداد مسلمان ہوئے تھے بیرطرح ہندوستان کے ۶ کروڑ ۹ لاکھ دیگر غیر مسلم بھی تو مسلمان ہو چکے ہیں لیکن یہ سولہ آنہ سچ ہے کہ آجتک نہ کبھی کسی کو ان میں سے کسی کا جلوس نکالنے کا خیال ہوا اور نہ ہی ہوسکتا تھا۔ پس یہ تمام جوش اخوت کا اظہار میری ذات کے ساتھ کسی محبت یا الفت کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ جس طرح عام لوگ عجائبات کے شائق ہوتے ہیں اور مقابلہ کے وقت حریف پر اپنی سبقت ظاہر کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اسی جذبہ سے متحرک ہو کر یہ لوگ میرے خیر مقدم کے جلوس میں شریک ہوئے تھے

خواجہ صاحب! لیکن مین نے تو اخبارون مین اعلان کر دیا تھا۔ کہ آپ حال مین مسلمان نہین ہوئے۔

ٹھاکر صاحب! کب! جبکہ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ کے متعلق اشتہارات مین سر محمد شفیع صاحب کے دستخطون سے یہ شائع ہو چکا۔ کہ مین نو مسلم مہاراجہ ہون۔ کب! جبکہ انجمن حمایت اسلام کے ہفتہ وار ارگن حمایت اسلام مین لکھا جا چکا۔ کہ میرا اپنی قوم سمیت کفر کو ترک کرکے اسلام کی پناہ مین آنا معاندین اسلام کے اس اتہام بیجا کا ایک نہایت زبردست اور مسکت جواب ہے کہ زور شمشیر حامی کار نہ ہوتا۔ تو اسلام کبھی دنیا مین نہ پھیلتا"۔ کب! جبکہ دہلی۔ میرٹھ اور پنجاب وغیرہ مین آپ نے چٹھیون اور اشتہارات کے ذریعہ عام مسلمانون مین یہ خبر پھیلا دی۔ کہ ایک مہاراجہ آ رہا ہے۔ جو اپنی ۵ لاکھ رعایا کے ساتھ مسلمان ہو چکا ہے۔ جب ایک جھوٹ کی ایسے وسیع پیمانہ پر اشاعت ہو چکی ہو تو پھر معمولی سی تردید اس کا ازالہ کیسے کر سکتی تھی۔

خواجہ صاحب۔ نیکی برباد گناہ لازم اسے ہی کہتے ہین۔

ٹھاکر صاحب۔ نہین خواجہ صاحب آپ کی نیکی کم از کم ایک شخص کے حق مین تو برباد نہین ہوئی۔

خواجہ صاحب۔ وہ کون؟

ٹھاکر صاحب! وہ آپ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ کیونکہ اس سے پنجاب اور ہندوستان کے کروڑون مسلمانون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ آپ کے سلسلہ تبلیغ کیسے کیسے کارنامے کر رہا ہے۔ لیکن خواجہ صاحب مجھے معاف کیجئے! سوائے آپ کی ذات کے اور کسی کو اس طلسم فریب سے کوئی فائدہ نہین پہونچا۔ بلکہ نقصان عظیم ہوا ہے:

خواجہ صاحب! وہ کس طرح

ٹھاکر صاحب! سنئے ہندوؤن مین اسلام بدنام ہوا۔ کیونکہ انھین پتہ لگ گیا کہ مسلمان جب شدھی کے میدان مین درست ہتھیارون سے مقابلہ نہین کر سکتے تو اب وہ ایسے اوچھے ہتھیارون پر اتر آئے ہین۔

عام مسلمانون کا لاکھون روپیہ ضائع گیا۔ مثال کے طور پر مین پنجاب کے صرف دو شہرون کو لیتا ہون۔ آپ نے اپنے اخبار منادی مین لکھا ہے کہ امرتسر مین میرے جلوس مین ایک لاکھ اور لاہور مین دو لاکھ مسلمان شریک ہوئے۔ اگر ان تین لاکھ مسلمانون نے میرے خیر مقدم کے انتظامات اور اپنی آمد و رفت پر یا تضیع وقت کی صورت مین فی کس ۵ر کا نقصان بھی اٹھایا ہو۔ (جو نہایت کم اندازہ ہے) تو صرف دو دن مین ان کا ۱۵ ہزار روپیہ ضائع ہو گیا۔

میرے نقصان کی تو کچھ پوچھئے ہی نہ۔ میری روح کو جو نقصان پہونچا ہے۔ وہ ناقابل تلافی ہے۔ اس نے میرے دل پر مسلمانون کے متعلق کوئی اچھا خیال پیدا نہین کیا۔ مین جب سوچتا ہون۔ کہ مین کس طرح آپ کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا تو مارے شرم کے میرا سر نیچا ہو جاتا ہے۔ غرضکہ خواجہ صاحب کہانتک کہون۔ مین اس چند روز کے تجربہ سے آپ کے اشتہار بازی کے کمالات کا تو قائل ہو گیا ہون۔ لیکن اس کیساتھ ہی مجھے عام مسلمانون کے بدھو پن۔ اور ہندؤن کی تحریک شدھی کے زور و قوت کا بھی پتہ لگ گیا ہے۔ بہرحال مین آپ کا مشکور ہون کہ آپ نے میری آنکھین کھولدین۔ اور مجھے اصل حقیقت سے آگاہ ہونے کا موقع دیا۔ ممکن ہے۔ اس سے مستقبل قریب مین بہت اہم نتائج برآمد ہون۔

(یہ آریہ اخبار منادر ماترم کا مضمون تھا)

لالہ لاجپت رائے کی ڈرانے لکاجاتی ہین۔ ۲۷ اپریل کی اخبار پرتاب نے جو خبر شائع کی ہے اسکو یہان نقل کیا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حسن نظامی اور مہاراجہ کو گورنمنٹ پنجاب نے نہین نکالا۔ نہ اس کے کسی افسر کو یہ شبہ ہوا۔ نہ حسن نظامی اور مہاراجہ نے پرتاب کے لکھنے کی موافق امن عامہ کے خلاف یا ہندؤن سے بائیکاٹ کی کوئی تحریک کی۔ بلکہ مہاراجہ گورنر صاحب پنجاب کی کوٹھی پر ان سے ملنے گئے تھے۔ اور ہائیکورٹ کے جج مہاراجہ سے ملنے آئے تھے

مہاراجہ تو پہلے ہی دن واپس جانا چاہتے تھے کیونکہ ان کے گھر مین مستورات علیل تھین اور مہاراجہ اس سفر کے لئے بیماروں کو اکیلا چھوڑ کر محض محبت اسلام کے سبب لاہور آئے تھے مگر جب انکو میان سر محمد شفیع اور عمائد پنجاب اور اراکین انجمن حمایت اسلام نے

مجبور کرکے ٹھرانے کا اصرار کیا تو وہ ایک دن اور ٹھہر گئے۔

پرتاب کو معلوم ہو کہ پنجاب سے صرف لالہ لاجپت رائے ہانڈلہ بھیجے گئے تھے۔ اور اب کاکوری کے مقدمہ مین بھی صرف لالہ جی کے ہم قوم لوگون کو پھانسی کی سزا ہوئی ہے کہ یہی لوگ گورنمنٹ کے اور امن عامہ کے دشمن ہین۔ حسن نظامی اور مہاراجا نے ایسا کوئی کام نہین کیا جو گورنمنٹ ان کو لاہور سے نکالتی۔ حسن نظامی

کیا حسن نظامی کو لاہور سے نکالا گیا؟

کیا سرکاری افسران کو ان کے قیام سے خلل امن کا اندیشہ تھا کوئی اس پر روشنی ڈالے

یہ سفید جھوٹ مشتہر کرکے کہ مہاراجا ناہر سنگھ الیشر سنگھ اپنی پانچ لاکھ ہندو رعایا کے ساتھ مسلمان ہوگئے ہین۔ اور کہ وہ ۱۵ اپریل کو لاہور کی تو مسلم کانفرنس کی صدارت کے لئے آرہے ہین۔ لاہور مین جو اشتعال انگیز جلوس نکلوایا گیا اور جس طریقہ پر اس جلوس مین ہندو لیڈرون کو ستایا گیا حکام کو اس کا پورے طور پر علم ہوگیا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس سارے فتنہ کی تہ مین خواجہ حسن نظامی کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ انہین اسباب کا پتہ لگ گیا۔۔۔ کہ ہندؤن کے بائیکاٹ کی جو تحریک خواجہ خفیہ جلسون مین کر رہا ہے لاہور کے پرائیویٹ جلسہ مین بھی اس کو دہرایا گیا۔

خواجہ حسن نظامی کا لاہور مین ابھی بہت سا کام باقی تھا انھون نے دو تین دن اور قیام کرنا تھا مگر وہ کیون جلد لاہور چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ کیون ٹھاکر نصر اللہ خان ہزار دن میلون کی دوری پر آکر دو دن سے زیادہ لاہور مین قیام نہ رکھ سکے یہ باتین ہین۔ جو عوام مسلمانون کو بھی حیرانی مین ڈال رہی ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خواجہ صاحب کو سرکاری افسرون نے یہان سے چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ ان کے قیام سے خلل امن کا اندیشہ تھا۔ ہم چاہتے ہین کہ کوئی ذمہ دار مسلمان بھی اس پر روشنی ڈالے۔ ورنہ جو اطلاع ہمارے پاس اس کے متعلق آئی ہے ہم اسے بلا کم و کاست شائع کر دین گے۔ (یہ آریہ اخبار پرتاب کا مضمون تھا)

حق سے انحراف

مہاراناناصر اللہ خان صاحب کے پیغام کی تمام ہندوستان مین تعریف ہو رہی ہے جو انھون نے سفر پنجاب کے بعد اسلامی اخبارات کو بھیجا تھا۔

مگر لالہ لاجپت رائے کا اخبار اس پیغام محبت پر بھی خفگی کا اظہار کرتا ہے جو اس تمہید کے بعد درج کیا جاتا ہے۔

لالہ جی کے اخبار بندے ماترم کو معلوم ہو کہ تمام راجپوت قومین اور مہاراناناصر اللہ خان محض اسی وجہ سے مسلمان ہوئے کہ انھون نے ہندو قوم کو حق سے منحرف پایا۔

جس قوم کے لیڈر اور اخبار حق بات اور انصاف کی بات اور محبت کی بات کو بھی مسخ کر کے عداوت و عناد کی شکل مین دکہائین اس قوم سے جدا ہو کر مسلمان ہو جانا ہی شیوہ انسانیت ہے۔ اور اسی لئے مہاراناناصر اللہ خان اور ان کی قوم نے ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ حسن نظامی

ٹھاکر نصر اللہ خان کا پیغام

آسود کے جاگیر دار ٹھاکر ناہر سنگہ نے جس کا نام اب باوجود اس کے خاندان کے کئی صدیون سے مسلمان ہونے کے نصر اللہ خان رکھا گیا ہے۔ مسلمانان ہند کے نام ایک پیغام مسلم اخبارات مین شائع کرایا ہے جس مین آپ نے تمام مسلمانون کا عموماً اور ان پانچ لاکہہ مسلمانون کا خصوصاً شکریہ ادا کیا ہے جنہون نے لاہور اور دہلی کے درمیان ان کا خیر مقدم کیا۔ ہماری رائے مین ٹھاکر صاحب کو انصاف سے کام لینا چاہئے ان بیچارے مسلمانون کا کیا قصور ہے۔ وہ تو آپ کی ذات سے واقف تک نہین ہین۔ اور نہ ہی اس ڈہول ڈہمکے کے بعد انہین آپ کی پرکاہ برابر پرواہ ہوگی۔ ہان آپ کو شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا۔ خواجہ حسن نظامی کا جنہون نے غلط سلط اور گمراہ کن اشتہارات شائع کر کے اور بیچارے بھولے بھالے جاہل مسلمانون کو سبز باغ دکہا کر اس قدر تکلیف اٹھانے پر آمادہ کیا۔ ٹھاکر صاحب ناانصافی تمام مذاہب مین گناہ ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر بات کیا کرین۔

اسی پیغام مین ٹھاکر صاحب نے ہندو اخبارات کا بھی شکریہ ادا کیا ہے۔ جنہون نے بقول آپ کے آپ کے خلاف طعن و تشنیع سے بھرے ہوئے مضامین شائع کر کے آپ پر یہ احسان کیا ہے۔ کہ آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے آپ کو اسلام کی نعمت لازوال عطا فرمائی" یہ امر واقعہ ہے۔ کہ آپ کا خاندان کئی صدیون سے مسلمان ہو چکا ہے۔ تو کیا ٹھاکر صاحب براہ کرم یہ بتلائین گے۔ کہ وہ خود اور ان کے آبا و اجداد اس وقت تک اسلام کو کیا سمجھتے رہے ہین۔ کیونکہ ان کا بیان ہے کہ ہندو اخبارات کی تحریرون کے بعد ہی انہین یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ نعمت لازوال ہے۔ اگر ٹھاکر صاحب اس امر کی بھی تشریح کر دیتے تو لوگون کو پتہ لگ جاتا کہ ان کے آباؤ اجداد کس وجہ سے مسلمان ہوئے تھے۔ (یہ آریہ اخبار ہندے ماترم کا مضمون تھا)

آریہ تحریک مذہبی نہین ہے

لالہ لاجپت رائے کے اخبار کا ایک نوٹ شائع ہوا ہے کہ حسن نظامی نے آریہ سماج کو پولیٹیکل جماعت کہا۔ کہ آریہ تحریک مذہبی نہین ہے۔

اخبار مذکور مجھ سے اس کی دلیل مانگتا ہے۔ مین اس کو دلیل دیتا ہون کہ اگر آریہ تحریک مذہبی ہوتی تو لاکھون آریہ لوگون مین کوئی تو خدا کی عبادت کرتا۔ حالانکہ مین بار بار اعلان کر چکا ہون کہ تمام ہندوستان کے آریہ سماجیون مین ایک آریہ بھی عبادت کا پابند نہین ہے اور اس کا تمام غل و شور سیاسی اور پولٹیکل ہے۔

اور آج پھر کہتا ہون کہ اگر آریہ تحریک کو مذہبی تحریک ثابت کرنا ہے تو ایک آریہ کا نام بتاؤ جو پابندی کے ساتھ روزانہ خدا کی عبادت کرتا ہو۔

بس میرا حق ہے کہ مسلمانون کو ایسے غیر مذہبی گروہ کی شرکت سے روکون اور منع کر دون۔

جس تحریک مین خدا کی عبادت شامل نہین ہے وہ چند روز ہی مین مٹ جائیگی۔ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی اور آریہ سماج

خواجہ حسن نظامی نے آریہ سماج کیخلاف قلمی جہاد شروع کر رکھا ہے۔ اگر اسے ہم کوئی وقعت دیتے

بھی ہین۔ تو محض اس لئے کہ اس مین اسے غلط طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ وہ اپنی طرف تو دیکھتے نہین۔ کہ کس طرح عام مسلمانون کو دہوکہ دینے کے لئے انہون نے سوانگ رچاکر سردار نصر اللہ خان والی ریاست آموذ نومسلم ہین۔ اور جب کہ وہ لاہور آئین۔ تو مسلمان ان کا خیر مقدم کرین۔ لیکن دوسرون کو بدنام کرنے کے لئے وہ کیسی کیسی غلط باتین کہہ دیتے ہین۔ لاہور مین ایک انٹرویو کے دوران مین جناب نے آریہ سماج کے متعلق کہا کہ اس مین پولٹیکل رنگ زیادہ ہے۔ اور کہ اسلام مین مذہبی رنگ زیادہ ہے۔ افسوس ہے تو یہ کہ انھون نے اپنے بیان کے حق مین کوئی دلیل نہین دی۔ کیا اسلام پالٹیکس سے علیحدہ ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یہ فرقہ وارانہ نیابت کا مسئلہ کیون اُن انجمنون کی طرف سے شد و مد سے پیش کیا جارہا ہے۔ جو مذہبی حیثیت رکھتی ہین۔
اصل بات یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے آریہ سماج کو بدنام کرنا ہے۔ چاہے طریقہ کوئی بھی کیون نہ ہو۔ (یہ آریہ اخبار بندے ماترم کا مضمون تھا)

ملاپ کے منہ سے نکل گیا

بندے ماترم نے مجھ سے دلیل مانگی تھی کہ آریہ سماج کو غیر مذہبی تحریک ثابت کرو حالانکہ ان کو معلوم تھا کہ مین نے اپنے دعوے کے ساتھ ہی دلیل بھی بیان کر دی تھی۔

مگر اخبار ملاپ نے میری دلیل بھی شائع کر دی۔ اس نے بہت چاہا ہوگا کہ اپنے منہ کو بند رکھے اور حسن نظامی کی دلیل زبان سے نہ نکالے کیونکہ اس دلیل کے شائع کرنے سے لاکھون آریون کا دہرم بھرشٹ ہوتا تھا۔ لیکن یہی بات ملاپ کے منہ سے زبردستی نکل آئی۔ چنانچہ اس نے ۲۰ر اپریل کے پرچہ مین یہ شائع کیا ہے۔
عنوان کے لفظ "بے بنیاد الزام" پر ناظرین توجہ کرین کہ ملاپ کی بےبسی کا پورا آئینہ ہے۔
ملاپ صاحب اس لفظ بے بنیاد الزام کی دلیل بھی ارشاد فرماتے تو اچھا تھا۔ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کا آریہ سماجیوں کے متعلق تازہ جہاد

آریہ سماج پر سیاسی جماعت ہونے کا بے بنیاد الزام

خواجہ حسن نظامی کی نمائندہ پریس سے ملاقات

ہندو ہیرلڈ کے نمائندہ نے مورخہ ۱۷ ماہ حال کی شام کو خواجہ حسن نظامی سے ملاقات کی۔ خواجہ حسن نظامی نے آریہ سماج کے متعلق دوران ملاقات میں حسب ذیل باتیں کیں۔

سوامی دیانند اور آریہ سماج نے ہندو جاتی کے مجلسی سدھار کے لئے بہت مفید کام کیا ہے۔ لیکن میری رائے میں آریہ سماج نے قومی اتحاد کے مقصد کو بہت نقصان پہونچایا۔ آریہ سماج دھارمک جماعت ہونے کی نسبت زیادہ تر سیاسی باڈی ہے۔ نمائندہ نے اس موقعہ پر خواجہ حسن نظامی سے کہا۔ کہ وہ اپنے مطلب کو زیادہ واضح طور پر بیان کریں تو خواجہ صاحب نے کہا۔ کہ زیادہ تر آریہ سماجی دھارمک نہیں ہیں۔ ان میں سے بہت کم باقاعدہ سندھیا کرتے ہیں۔ اسلام میں سیاسیات کی نسبت مذہب زیادہ ہے۔ ہر ایک مسلمان نماز سے محبت کرتا ہے اور اس میں شامل ہوتا ہے۔ اسلام تشدد کی تلقین نہیں کرتا۔ ایک مسلم غیر مسلم کو سزا دینے کا محض اسلئے حقدار نہیں ہے کہ وہ غیر مسلم ہے لیکن جہاد یا ایک امام کا حکم اس فعل کو حق بجانب قرار دیسکتا ہے۔ حضرت محمد صاحب کی رسالت کے تسلیم کئے بغیر کوئی شخص بہشت کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔

(یہ آریہ اخبار کا مضمون تھا)

لفظ جہاراتما کا اسلام

لالہ لاجپت رائے کے اخبار نے ۱۹ اپریل ۲۷ء کو جو مضمون جہاراتما کے خلاف شائع کیا ہے۔ وہ درج کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جلوس ایک مسلمان کا تھا۔ اگر لالہ لاجپت رائے جی بھی مسلمان ہو جائیں تو ہم انکا جلوس بھی اسی دہوم سے نکالیں گے۔ ہم ان کے نام کو تو بدل دیں گے مگر لفظ لالہ کو نہیں بدلیں گے۔ تاکہ انکی قدامت کی

یادگار ہو۔ کیونکہ ہم مسلمان ہندوستان کی ہر یادگار کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور اسی لئے ہم نے جہاراجا کے نقطہ کو مسلمان نہیں کیا۔ تاکہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آسکے۔

اور وہ سند ہوا۔ اور ضرورت کے وقت کام آیا۔ تمہارے من کی یہ سوچ ہے ہمارے من کی یہ سوچ ہے۔ حسن نظامی

ناہر سنگھ ایشور سنگھ بھی خوش قسمت آدمی ہیں کہ ہینگ لگی نہ پھٹکری۔ رنگ چوکھا آیا۔ ساڑھے پانسو سال ہوئے کوئی سکھ و سکھ کا کا پر دادا مسلمان ہوا جبکہ دہینگا دھینگی کا زمانہ تھا۔ کل تک انہیں شمالی و مشرقی ہندوستان کے کسی گوشہ میں کوئی نہ جانتا تھا۔ آج وہ لاہور میں نومسلم کانفرنس کی صدارت کرنے آئے ہیں مسلمانان لاہور نے شاہی ٹھاٹھ سے آپ کا خیر مقدم کیا ہے۔ ڈھول باجا نفیری قرنا۔ بینڈ۔ اور اللہ اکبر کا شور آسمان میں روزن کرتا تھا بھلا اس سے بڑھکر خوش قسمتی اور کیا ہوگی۔

صدیوں کے مسلمان کو نومسلم کہنے میں کیا ہرج ہے۔ اور پھر کہنے والے بھی مستند آدمی ہوں۔ آخر ناہر سنگھ نے نصر اللہ خان کا نام تو اختیار کیا ہے۔ کیوں صاحب ٹھیک ہے نا۔

ہندو کہتے ہیں راناناہر سنگھ پورے پورے مسلمان صدیوں سے چلے آتے ہیں۔ اور وہ دہلی دربار کی شہادت ثبوت میں پیش کرتے ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ وہ کل تک محض کافر تھے۔ اور آج تازہ تازہ نو مشرف باسلام نومسلم ہیں۔ لیکن ایک سوال ہمیں مسلمان مفتیوں سے کرنا پڑ گیا ہے۔ کہ جلوس صدر نومسلم کانفرنس کا تھا یا نصر اللہ خان ٹھاکر نومسلم کا؟ جو اس قدر شان سے لاہور کے گلی کوچوں میں سے گذرا اور جس کی انتظار میں سویرے سے مسلمان مستورات بچے مرد اور بوڑھے عید کے چاند کی طرح نظر جمائے کھڑے تھے۔ تو کہیں دوپہر میں جاکر نیاز حاصل ہوئے ہر دم نگاہ انتظار بیتابی سے پھڑک اٹھتی تھی۔ کیونکہ۔ انگلیاں سر اٹھاتی ہیں کہ وہ آتے ہیں۔ مشہور تھا کہ ایک نومسلم جہاراجا بازار میں سے گذریگا۔ اب سوال یہ ہے اور کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ہادیان ملت اس سوال کے جواب میں کہ۔ ا۔ اگر جلوس ٹھاکر ناہر سنگھ نصر اللہ خان ٹھاکر بننے کا تھا تو لفظ ٹھاکر کو مشرف باسلام کیوں نہیں کیا گیا ؟ ب۔ اگر جلوس نومسلم جہاراجا کا تھا تو دیگر نومسلموں کا جلوس کیوں نہیں نکالا جاتا تاکہ محمد امین بیرسٹر کو اس عزت سے کیوں محروم رکھا گیا کیا اسلامی جمہوریت اتنی ہی پائیہ میں ہے۔ (ج) اگر جلوس صدر نومسلم کانفرنس کا تھا تو عوام میں غلط فہمی کیوں پھیلائی گئی۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے۔

(یہ آریہ اخبار بندے ماترم کا مضمون تھا)

جھوٹ بس ان کا غلام ہے

گورنمنٹ کے دشمن کہتے ہیں کہ ہندوستانی لوگ سرکار کے غلام ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ جھوٹ آریہ اخبارات کا غلام ہے۔

جھوٹ اپنے تمام اسباب ظاہری و باطنی کے ساتھ آریہ اخبارات کا غلام ہو گیا ہے۔

آریہ جھوٹ کے بے شمار افسانے ہیں جو اس کتاب میں ناظرین کو نظر آئیں گے مگر اخبار تیج مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء کا جھوٹ ملاحظہ ہو جو آگے درج ہے۔

سوامی شردھانند کے اخبار تیج کو معلوم ہو کہ مہارانا صاحب کی تقریر میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی۔ اور اس میں سری رام چندر جی اور سری کرشن جی کا جو ذکر تھا وہ جلسہ میں بھی بیان کیا گیا اور اخبارات میں بھی چھپا اور یہ بالکل جھوٹ ہے کہ اس فقرہ کو قلمزن کر دیا گیا تھا۔

انجمن حمایت اسلام کے اراکین آریہ اخبارات کی افترا پردازیوں پر جس قدر مضحکہ کریں تھوڑا ہے۔

حسن نظامی

"فرضی مہارانا کی تقریر میں کاٹ چھانٹ

(تیج ۱۲ اپریل)

لاہور کے مسلم لیڈروں کی نازیبا حرکت

لاہور ۱۶ اپریل۔ جب نام نہاد مہارانا ناہر سنگھ جس کے متعلق حال ہی میں خواجہ حسن نظامی اور اُن کے چیلے چانٹوں نے زمین آسمان کو سر پہ اُٹھا رکھا ہے۔ نومسلم کانفرنس کی کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ تو ان کی چھپی ہوئی تقریر قائم مقامان پریس کو دی گئی۔ اس تقریر میں بھگوان رام کرشن کی بہت تعریف کی گئی تھی لیکن ان جملوں کو قلمزن کیا ہوا تھا جس سے پتہ لگتا ہے کہ مسلم لیڈران کی موجودہ ذہنیت کیا ہے" (یہ مضمون آریہ اخبار تیج کا تھا)

جھوٹ کے تاؤ صوفی لچھمن پرشاد

سرکاری خطاب یافتہ رائے صاحب

صوفی لچھمن پرشاد مہارانا کے قیام گاہ لاہور میں مجھ سے ملنے آئے اور کہا کہ وہ میرے تبلیغی کام کے خلاف ایک اخبار جاری کرنے والے ہیں جس میں حسن نظامی کی خوب مخالفت کی جائیگی۔

میں نے ہنس کر جواب دیا کہ میں نے اپنے کام کا طرز بدل دیا ہے آپ میری مخالفت میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

بس اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی۔ مگر جھوٹ کے تاؤ (بڑے چچا) صوفی صاحب کی سچائی ملاحظہ ہو۔ اس ملاقات کا حال کس طرح اخبارات میں شائع کرایا ہے اور کیسے عنوان اس جھوٹ کے لکھے ہیں۔

منادی کے تیرہ ہزار روپے کے ٹکٹ کا قصہ بالکل منگھڑت ہے۔ میرے سامنے اس کا ذکر تک نہیں ہوا، نہ میں نے ذکر کیا۔

جھوٹ کے تاؤ جی نے نام تو صوفی رکھا ہے مگر کام صوفیوں کے نہیں ہیں۔ کوئی آدمی "دروغ گویم بر روئے تو" کی مثل سچ مچ دیکھنی چاہے تو صوفی لچھمن پرشاد کے اس مضمون کو دیکھ لے۔

حسن نظامی

کیا خواجہ حسن نظامی حسن بن صباح بننے والے ہیں؟

کیا خواجہ حسن نظامی کھلا میدان چھوڑ کر بھاگ جائینگے

"ملاپ" لکھتا ہے کہ رائے صاحب صوفی لچھمن پرشاد نے لاہور میں خواجہ حسن نظامی سے انٹرویو کیا جس کا مندرجہ ذیل حصہ دلچسپ ہے۔

رائے صاحب۔ خواجہ صاحب! کاش اب سے پانچ سال پہلے کے آپ ہندو مسلمانوں کے خواجہ ہوتے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب آپ صرف مسلمانوں کے خواجہ ہیں۔ اس لئے مجھے ہندوؤں کے خواجہ کا پارٹ ادا کرنا پڑے گا۔

خواجہ صاحب۔ عنقریب آپ مجھے مسلمانوں کا خواجہ بھی نہیں پائیں گے۔

رائے صاحب۔ اگر آپ مسلمانوں کے خواجہ نہ رہیں گے تو پھر کیا ہوں گے؟

خواجہ صاحب ۔ ان سب سے علیحدہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا بن جاؤں گا۔

میرے ایک سوال کے جواب میں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس بات کا خیال رہے کہ صرف تیرہ ہزار روپیہ کے ٹکٹ میں ایک ایک ماہ میں "منادی" پر لگا تا رہا ہوں۔ اور مسلمان بھائی مجکو دیتے رہے ہیں۔ کیا منادی کے مقابلہ کے لیے آپ یا آپ کی قوم اس قدر اخراجات کرنے کو تیار ہے۔ یہ صرف میرے ٹکٹوں کا خرچ ہے۔ باقی اخراجات اسکے علاوہ ہیں۔

ضمیر کی لعنت

آخر صوفی لچھمن پرشاد پر اُن کے ضمیر نے لعنت کی کہ انہوں نے حسن نظامی کے خلاف نہایت جھوٹا بیان شائع کرایا اچھا نہ کیا اس لیئے اُنہوں نے بادل ناخواستہ اپنے ضمیر کی لعنت سے مجبور ہو کر ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء کے "ملاپ" میں یہ تردید شائع کرادی۔

مگر اس تردید میں بھی کئی جگہ جھوٹ ہے کہتے ہیں لفظ اور تھے مطلب یہی تھا۔ میں کہتا ہوں مطلب اور لفظ دونوں یہ نہیں تھے جو اُنہوں نے شائع کرائے ہیں۔ سرکاری خطاب یافتہ آدمی کو کم سے کم اپنے خطاب کا لحاظ رکھ کر جھوٹ بولنا چاہیئے تھا۔ مگر کیا کرتے ان کے فرقہ کا تو جھوٹ بولنا کیرکٹر ہو گیا ہے۔

تیرہ ہزار بھی لکھتے ہیں اور تیرہ سو بھی۔ کوئی ننّے لالہ جی سے پوچھے کہ تیرہ سو اور تیرہ ہزار میں فرق صرف ایک نقطہ کا ہے یا حساب کا بھی ہے۔ ہندو تو بڑے حساب داں مشہور ہیں مگر اب وہ حساب بھولتے جاتے ہیں۔

حسن نظامی

خواجہ صاحب اور صوفی صاحب کا انٹرویو

(پرتاپ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

"میرا اور خواجہ صاحب کا جو انٹرویو ملاپ کے سنڈے ایڈیشن میں چھپا ہے۔ تمام کا تمام درست ہے۔ لیکن ذیل کی دو غلطیاں قابل ترمیم ہیں:۔

"تیرہ تیرہ ہزار روپئے کے ٹکٹ منادی پر لگا کرتے تھے" یہ خواجہ صاحب نے نہیں کہا۔ بلکہ سردار دیوان سنگھ مفتون نے جو خواجہ صاحب کے گہرے دوست ہیں امپیریل ہوٹل میں کہا تھا کہ تیرہ تیرہ سو روپئے ماہوار کے ٹکٹ خواجہ صاحب مولانا محمد علی کے اور ہندوؤں کے خلاف پروپگنڈا

پر لگایا کرتے تھے۔

دوم جہاں لکھا ہے کہ ہندوؤں کو نقصان نہ پہنچے گا وہاں یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہندوؤں کو نقصان پہنچے گا۔

باقی سب درست ہے اور گو لفظ اور ہیں لیکن انٹرویو کا مطلب درست"۔

(صوفی لچھمن پرشاد)

بازو کٹے ہوئے چار سو برس ہوئے

لالہ خوشحال چند نے لاہور کے ہندوؤں کو سمجھایا کہ جی بھاری نہ کرو۔ رونا دھونا چھوڑ دو۔ تمہارا نو مسلم ہونا ساڑھے چار سو برس پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اب نہیں ہوئے۔

چھتری راجپوت ہندو عقائد کے بموجب ہندو قوم کے بازو ہیں۔ تو بس لالہ خوشحال چند کی تقریر کا یہ مطلب ہوا کہ یہ بازو آج نہیں کٹا ساڑھے چار سو برس پہلے کٹا تھا۔ اس لیے اس کا افسوس فضول ہے۔

میں کہتا ہوں بازو آج کٹا ہو یا ہزار سال پہلے جب یہ مان لیا گیا کہ بازو کٹا ضرور۔ تو دیکھنا یہ چاہیئے کہ ہندو قوم کے انگ (جسم) کو بازو کٹنے کی تکلیف ہے یا نہیں۔

لالہ جی زخمی اور بازو کٹے آدمی سے کہتے ہیں تیرا بازو کٹے ساڑھے چار سو برس ہو گئے اب تو کیوں روتا ہے؟ اس کا جواب ہندو قوم کیا دیگی اس کا معلوم کرنا مسلمانوں کے لیے کچھ ضروری نہیں ہے۔

حسن نظامی

لالہ خوشحال چند کی تین تقریریں

(ملاپ کے نامہ نگار سے)

پہلی تقریر

۱۶ اپریل کی شام کو آریہ سوراجیہ سبھا لاہور کے ایک جلسہ میں زیر صدارت لالہ سیتارام جی مالک جہلم ہاؤس لالہ خوشحال چند جی ایڈیٹر ملاپ نے ایک تقریر کرتے ہوئے بتلایا کہ خواجہ حسن نظامی نے جو یہ لکھا ہے کہ کوئی مہارانا نو مسلم بنا ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ نہ ٹھاکر نر سنگھ جی کوئی مہارانا ہیں اور نہ وہ نو مسلم ہیں۔ لیکن

یہ گپ اُڑ جانے سے ہندوؤں میں بھاری تشویش پیدا ہوگئی۔ یہ تشویش مُبارک ہے اور جیون کی نشانی ہے آج ہندو محسوس کرنے لگے ہیں کہ اگر ان کا کوئی انگ کٹ گیا ہے۔ تو اس کے لیئے انہیں افسوس کرنا اُچیت ہے لیکن گھبرانے کی بات نہیں۔ ٹھاکر نر سنگھ کا خاندان آج سے تریباً ۴½ سو سال پہلے مسلمان بنا تھا اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ ان کے ہمراہ ۲½ لاکھ راجپوت مسلمان بنے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی نے یہ محض افترا باندھا ہے۔ لیکن ہندوؤں کو ایسے جھوٹ کے طوماروں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ایسی چالاکیوں سے خبردار ہو کر شدھی اور سنگھٹن کا کام پورے زور سے کرنا چاہیے۔ ہندو مردہ نہیں زندہ ہیں۔ زندگی کے لیئے لیاقت، طاقت اور دولت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ تینوں ہندوؤں کے پاس موجود ہیں "

آریہ گرو کا اُپدیش

لالہ شام لال کپور نے گرو گھنٹال کے نام سے ایک اخبار جاری کیا ہے۔ جس میں فحش اور دل آزار مضامین کا ہر ہفتہ ایک طومار شائع ہوا کرتا ہے۔

آریہ سماج کے یہ گرو گھنٹال صاحب اپنے اُپدیش میں جو ارشاد فرماتے ہیں اس کو بھی ناظرین کی آگاہی کے لیئے درج کیا جاتا ہے۔

گرو گھنٹال کے جھوٹ میں بے تمیزی اور بازاری پن ہمیشہ نمایاں رہتا ہے اس مضمون میں بھی لالہ جی کی تمیز داری خوب نظر آرہی ہے۔

کپور بھائی گرو گھنٹال جی نے بالکل جھک مارا اور سراسر جھوٹ بکا۔ جو کچھ اس مضمون میں انہوں نے لکھا ہے اس کی قانونی جوابدہی کے وہ ذمہ دار ہو چکے کہ ان کی نیت مہارانا کی ہتک عزت تھی۔ اور ہتک عزت کی نیت سے جو کام کیا جائے اس کی نگرانی برٹش گورنمنٹ کا قانون ہر وقت کرتا ہے اور اب بھی کرے گا۔

مگر گرو جی کو تو اس قانونی بازپرس کے ذریعہ بھی روپیہ کمانا ہے۔ "بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا" اس لیئے ان کی اور ان کی ساری پارٹی کی شرارت قانونی مواخذہ کی خود خواہشمند معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ایسا ہی ہوگا۔

حسن نظامی

(آریہ گزٹ گوجرانوالہ کا مضمون)

ایک پانسو سال کے مسلمان ہوئے ہوئے خاندان کو نو مسلم قرار دے کر جلوس نکالنے کا ڈھونگ

میاں نصراللہ خاں کو لاہور میں لانے میں خواجہ حسن نظامی کی چالاکی

خواجہ حسن نظامی نے گجرات کاٹھیاواڑ کے ایک ایسے خاندان کے ایک ممبر مسمی نصراللہ خاں کو جو پانسو سال ہوئے مسلمان ہوا تھا۔ نو مسلم قرار دیکر لاہور میں لانے اور اس کا جلوس نکلوانے کا جو ڈھونگ رچا تھا۔ اس کا حال ناظرین روزانہ اخبارات میں پڑھ چکے ہیں۔ خواجہ نے تو سوچا تھا کہ اس طرح وہ مسلمانوں میں ایک بیجا جوش اور ہندوؤں میں ہیجان پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائینگے مگر برا ہو ہندو اخبارات خاصکر اخبار ملاپ اور ہندو ہیرلڈ لاہور کا کہ انہوں نے نصراللہ خاں کے تمام حالات اور اس کے خاندان کے پانسو سال پہلے مسلمان ہونے کی تمام ہسٹری کھول کر خواجہ حسن نظامی کی ریاکاری اور مکاری کا تمام بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ دراصل کوئی ہندو رانا یا مہارانا حال میں ہی مقدس ویدک دھرم سے پتت ہو کر مسلمان نہیں ہوا۔ بلکہ خواجہ نے ایک ڈھونگ رچا تھا جس کا اصلی حال معلوم ہونے پر سنجیدہ مزاج مسلمان بھی اس سے نفرت کرنے لگے ہم حیران ہیں کہ اگر خواجہ نے یہ سوانگ ہی بنانا تھا تو پھر اسے گجرات کاٹھیاواڑ میں جانے اور اس قدر دور دراز علاقہ سے ایک مسلمان کو لاہور لانے اور مسلمانوں کا اس قدر روپیہ ضائع کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کام تو بہت آسانی اور بہت کم خرچ سے لاہور یا پنجاب میں ہی سرانجام دیا جا سکتا تھا۔

خواجہ صاحب کو معلوم ہوگا کہ حضرت کہارالدین مولانا ظفر علی خاں والئے زمیندار کے ایک رشتہ دار رانا فیروز خاں ضلع ہوشیارپور میں وکالت کرتے ہیں اور پنجاب کونسل کے ممبر بھی ہیں۔ خواجہ صاحب اگر ان رانا صاحب وکیل کا جلوس نکالتے تو بہت کم روپیوں میں کام بن جاتا اور اگر مہارانا کا ہی جلوس نکالنا تھا۔ تو پھر اس رانا کو مہارانا بنانا کچھ بہت مشکل نہ تھا۔ صرف ایک لفظ مہا سے یہ کام بخوبی ہو سکتا تھا۔ اگر خواجہ حسن نظامی رانا یا مہارانا کی

بجائے کسی راجہ یا مہاراجہ کا جلوس نکالنا چاہتے تو بھی انہیں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جس طرح حضرت کہار الدین مولانا ظفر علی خاں کے رشتہ داروں میں رانا فیروز خاں موجود ہیں۔ جو ان کی یہ غرض پوری کر سکتے تھے۔ اسی طرح مولانا کہار الدین کے خاندان میں ایک کیا بلکہ ایک سے زیادہ راجہ بھی موجود ہیں۔ اور اگر خواجہ صاحب راجہ کا جلوس نکالنا چاہتے تو مولوی ظفر علی خاں کے بھائی راجہ غلام قادر سے یہ کام لے سکتے تھے۔ جو جیل میں قید رہنے کی عزت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر بفرض محال خواجہ حسن نظامی کی راجہ سے تسلی نہ ہوتی تو اُسے بڑی آسانی سے مہاراجہ بھی بنا سکتے تھے جس حالت میں خود پنجاب میں ایسے ایسے رانے اور راجے موجود تھے۔ جن کو "ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے" کے مصداق خواجہ صاحب اپنے مطلب کے لیئے اسی طرح ان کو مہاراجہ اور مہارانا بنا کر استعمال کر سکتے تھے۔ پھر انہیں یہ کیا سوجھی کہ گجرات کاٹھیاواڑ سے ایک پانسو سال کے مسلمان خاندان میں سے ایک شخص کو پنجاب میں لائے اور پنجاب کے مسلمانوں کا ہزاروں روپیہ ضائع کر دیا۔

یہ تو خواجہ حسن نظامی کی حماقت رہی۔ اب ذرا ان کے مہارانا کے اخلاق کی حالت ملاحظہ ہو۔ میاں نصر اللہ خان خالباً اپنا جلوس نکلوانے کے شوق سے گھر سے چل تو پڑے مگر دوران سفر میں اُنہوں نے اپنے اخلاق کا ایسا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ ہندو تو ہندو مسلمان بھی ان سے بیزار ہو گئے۔ آپ دہلی پہنچے۔ تو آپ کو اس ریلوے ٹکٹ کے مطابق جو آپ کے پاس تھا بھٹنڈہ کے راستہ سفر کرنا چاہیئے تھا۔ مگر شاید اس خیال سے کہ اس طرف ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے۔ بہت کم مسلمان درشنوں کے لیے ریلوے سٹیشنوں پر حاضر ہو سکیں گے آپ نے اسی ٹکٹ سے براستہ سہارنپور سفر ریلوے اختیار کیا۔ خیر یہ تو ایک معمولی سی بات تھی جس کے لیئے خواجہ حسن نظامی کے اس مہارانا کو چند روپیہ کرایہ ادا کرنے کے بعد خلاصی مل گئی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ مگر اس کے لیے نصر اللہ خاں اور اس کے پیر و مرشد حسن نظامی کے پاس کیا جواب ہے کہ اس کا سکرٹری سیکنڈ کلاس ٹکٹ کے ساتھ اسی فرسٹ کلاس میں سفر کر رہا تھا جس میں نصر اللہ خاں سوار تھا۔ یقیناً

وہ اس امر سے بے خبر نہیں ہو سکتا کہ سیکنڈ کلاس کے ٹکٹ کے ساتھ اس کے سیکرٹری کا فرسٹ کلاس میں اس کے ہمراہ سفر کرنا نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ خلاف قانون بھی ہے۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے منع نہ کیا اور جب راجپورہ ریلوے سٹیشن سے آگے بڑھنے کے بعد دو ٹریولنگ ٹکٹ اگزامنروں نے ان کے ٹکٹ چیک کیے۔ تو نصر اللہ خاں اس کا سیکرٹری اور دوسرے ساتھی منہ دیکھتے رہ گئے اور فالتو کرایہ دیکر جان بچائی۔ یہی نہیں کہ نصر اللہ خاں کا سیکرٹری سیکنڈ کلاس ٹکٹ کے ساتھ اس کے ہمراہ فرسٹ کلاس میں سفر کر رہا تھا بلکہ اس کا ایک نوکر بھی جس کے پاس صرف تیسرے درجہ کا ٹکٹ تھا۔ اسی فرسٹ کلاس میں سفر کرتا ہوا گرفتار کیا گیا اور اس سے بھی زیادہ کرایہ چارج کیا گیا۔

بھلا جس شخص کے اخلاق کا یہ نمونہ ہو کہ وہ اپنے سیکرٹری کو سیکنڈ کلاس ٹکٹ کے ساتھ اور اپنے نوکر کو تھرڈ کلاس ٹکٹ کے ساتھ اپنے ہمراہ فرسٹ کلاس میں سفر کرنے کی اجازت دے اور ان کو ایسا کرنے سے نہ روکے اُسے مسلمانوں کا روپیہ ضائع کرا کر جلوس نکلوانے کا کیا حق حاصل ہے۔ غالباً یہ آپ کے اس اخلاق کی ہی بدولت تھا کہ راجپورہ کے ایک مسلمان وکیل کا لونڈا جوش مذہب میں دیوانہ ہو کر آپ کے ساتھ ہی اسی فرسٹ کلاس میں سفر کرنے لگا اور ایسا کرتے ہوئے اُس نے سیکنڈ، انٹر یا تھرڈ کلاس ٹکٹ کی بھی ضرورت نہ سمجھی بلکہ اس کے لیئے اس نے صرف چار پیسے خرچ کر کے پلیٹ فارم ٹکٹ لے لینا ہی کافی سمجھا۔

ہمارا نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ جب ریلوے سٹیشن سرہند پر راجپورہ کے مسلمان وکیل کے اس لونڈے سے جو فرسٹ کلاس میں سفر کر رہا تھا ٹکٹ دریافت کیا گیا تو اس کا تمام مسلمانی جوش کافور ہو گیا۔ لگا اپنے کپڑوں کی جیبیں ٹٹولنے مگر وہاں کیا فرسٹ کلاس ٹکٹ رکھا تھا۔ آخر بہت شرمندگی اور ندامت کے بعد اس نے جب دیکھا کہ اس سے بھی دہلی کا کرایہ چارج کیا جائیگا۔ تو یہ دکھانے کے لیئے کہ اس نے بلا ٹکٹ فرسٹ کلاس میں سفر کرنے کی خلاف اخلاق۔ خلاف ایمان اور خلاف قانون حرکت دہلی سے نہیں کی بلکہ اس کا ارتکاب اس نے صرف راجپورہ سے کیا ہے پلیٹ فارم ٹکٹ نکال کر پیش کیا۔ اُف کس قدر افسوسناک نظارہ تھا۔ یہ سب کچھ

خواجہ حسن نظامی کی آنکھوں کے سامنے ہوا اور اس نے اپنے ساتھیوں کی یہ ذلت آمیز حرکات اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس مسلمان لونڈے کی اس حرکت پر ٹریولنگ ٹکٹ اگزامنر کو اس قدر غصہ آیا کہ انہوں نے اس کا چالان کرنے کے لیے اُسے اسٹیشن ماسٹر کے حوالہ کر دیا۔ اس خبر کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی۔ ہم کہتے ہیں اگر اس کا چالان نہیں ہوا تو اب ہونا چاہیئے اور نہ صرف اُسے بلکہ ان تمام لوگوں کا بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ نصر اللہ خاں کے سیکرٹری تھے یا نوکر ساتھی تھے یا دوست اس خلاف اخلاق اور خلاف قانون حرکت کے لیئے چالان کر کے انہیں عبرتناک سزائیں دلوانی چاہئیں۔ ان کی یہ حرکت کسی غلطی سہو یا فوری ضرورت پر مبنی قرار نہیں دی جا سکتی بلکہ ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ انہوں نے یہ حرکت جان بوجھکر کی اور قانوناً انہیں عبرتناک سزا ملنی چاہیئے۔ خواجہ حسن نظامی نے ان لوگوں کو اتنی دور سے لاہور لا کر اور مسلمانوں سے ہزاروں روپئے خرچ کروا کر جلوس نکلوانے کی تو حماقت کی ہی تھی۔ مگر ان کے اخلاق کا جو مظاہرہ ہوا ہے وہ بھی کچھ کم عبرتناک نہیں ہے۔ اس لیئے ہم جہاں ان کی اخلاقی پستی پر اظہار افسوس کرتے ہیں وہاں ان ٹکٹ اگزامنروں کی بیحد تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر۔ کیونکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ان کے ان لوگوں کو چارج کرنے پر ان مسلمان مسافروں میں جو اس گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ بیحد جوش پھیل گیا تھا۔ اور انہیں طرح طرح کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ ان بداخلاقوں کو ان کی بداخلاقی کی سزا دی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ٹریولنگ ٹکٹ اگزامنروں کا محکمہ ایک مسلمان مسٹر ذکریا خاں کے ماتحت ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قصور واروں کو سزا دلانے اور ٹکٹ اگزامنروں کی حوصلہ افزائی کرنے میں وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے مذہبی تعصب سے بالا ثابت کرنے کی کوشش کرینگے۔ جو دوسرے لوگ بلا ٹکٹ یا کم درجہ کا ٹکٹ لیکر بڑے درجہ میں سفر کرتے ہوئے پکڑے گئے اور ان سے کرایہ چارج کیا گیا۔ ان کے حالات ہم بعد تحقیقات گوروگھنٹال کے آئندہ پرچہ میں درج کرینگے۔" (یہ آریہ اخبار گوروگھنٹال کا مضمون تھا)

پرتاپ کا تیج بے نور ہو گیا ۔ امرتسر کے اخبار اتحاد الاسلام نے آریہ اخبار

پرتاب کا ایک مضمون شائع کیا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اس مضمون کو پڑھ کر جو آریہ اخبار کے راجپوت نامہ نگار نے خود مہارانا سے سوال کر کے مرتب کیا ہے تمام آریہ سماجیوں کے دل پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ اور آریہ پرتاب کا تیج (روپ) بے نور ہو کر کالا ہو گیا ہوگا۔

مگر لطف یہ ہے کہ پرتاب نے جس پرچہ میں یہ انٹرویو شائع کیا اسی پرچہ میں اسی انٹرویو کے برابر اپنا ایک مضمون شائع کیا جو سراسر مہارانا کے خلاف تھا۔ اور ایسی بے سرو پا باتیں اس میں تھیں جن کی مکمل تردید مہارانا کے جوابات سے ہوتی ہے لیکن اس بات کا خیال اس کو ہو جو جھوٹ بولنے سے شرماتا ہو۔ پرتاب کو شرم و غیرت سے کیا تعلق؟؟

حسن نظامی

مہارانا نصر اللہ خاں سے

نمائندہ "پرتاب" کی گفتگو

ہمارے بزرگ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے

(مہارانا صاحب)

مہارانا نصر اللہ خاں کی تشریف آوری سے جو بعض سنگھٹنی احباب کو تشویش لاحق ہوئی اس کو رفع کرنے کے لیے مشہور آریہ سماجی اخبار "پرتاب" لاہور کا خاص نمائندہ مہارانا صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ اخبار مذکور نے جو اس سے ملاقات کا حال شائع کیا ہے ہم اسی کے الفاظ کو نذر ناظرین کرتے ہیں۔

یہ مضمون اگرچہ ایک متعصب آریہ نے شائع کیا ہے مگر پھر بھی اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مہارانا صاحب ایک بلند مرتبہ شخصیت کے مالک ہیں۔ وہو ہذا

لاہور۔ ۱۶ اپریل۔ آج ہمارے خاص نمائندہ نے میاں عبد العزیز بیرسٹر سابق وائس پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور کے مکان پر ٹھاکر نصر اللہ خاں سابق مہارانا ہر سنگھ اشیور سنگھ

رئیس آمود کے ساتھ انٹرویو کیا اور اس میں جو باتیں معلوم ہوئیں وہ ذیل میں نذرِ ناظرین ہیں۔

سوال :- آپ کب مسلمان ہوئے ؟

جواب :- میں جنم کا مسلمان ہوں۔

س :- تو گویا آپ حال میں مسلمان نہیں ہوئے ؟

ج :- نہیں۔

س :- تو اسلامی اخبارات یہ کیوں لکھ رہے ہیں کہ آپ حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں ؟

ج :- اُن کا خیال بالکل درست ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ میں اور میری برادری کے لوگ حقیقی معنی میں گذشتہ سال مسلمان بنے جبکہ ۷-۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو ناپہ میں ہماری برادری کی جس کا میں سردار اعظم ہوں۔ میری صدارت میں ایک کانفرنس ہوئی تھی۔

س :- کیا آپ اس کانفرنس سے پیشتر ہندو تھے ؟

ج :- نہیں : اس کانفرنس میں ہم نے عہد کیا تھا کہ ہم مسلمان ہی رہیں گے۔ اشدھ ہو کر ہندوؤں میں شامل نہ ہوں گے۔

س :- آپ کے بزرگ کب مسلمان ہوئے تھے ؟

ج :- سلطان محمود بیگڑہ کے زمانہ میں جو گجرات کا بادشاہ تھا۔

س :- اس کو بیگڑہ کیوں کہتے ہیں ؟

ج :- اس وجہ سے کہ وہ دو قلعوں کا فاتح تھا۔ لفظ "بے" کے معنی "دو" ہیں "گڑہ" کے معنی "قلعہ" ہیں۔

س :- آپ کے اس بزرگ کا نام کیا ہے جو اس بادشاہ کے زمانہ میں مسلمان ہوا ؟

ج :- مہارانا "ناگ رانا" تھا۔ جس کا اسلامی نام "فیروز خاں" رکھا گیا تھا۔

س :- کیا وہ بزور تلوار مسلمان بنائے گئے تھے ؟

ج :- وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے تھے۔

مہارانا ناگ رانا خود مختار تھے

س :- کیا ناگ رانا خود مختار حکمران تھے ؟

ج :۔ جی ہاں ۔
س :۔ کیا آپ بھی خود مختار ہیں ؟
ج :۔ نہیں ۱۸۱۳ء تک ہمارا خاندان خود مختار رہا تھا ۔ لیکن گائیکواڑ بڑودہ کے ساتھ ہمارا فساد و عناد ہو گیا ۔ اس وقت سے خود مختاری ہمارے خاندان سے لے لی گئی ۔
س :۔ اب آپ کی پوزیشن کیا ہے ؟
ج :۔ مہارانا کا خطاب ہمارے خاندان سے واپس لینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ بہت بڑا خطاب ہے ۔ اور گورنمنٹ بڑے بڑے والیان ریاست کو یہ خطاب دیتی ہے ۔ مہارانا کا خطاب سرکاری کاغذات میں ۱۸۹۰ء تک درج ہوتا رہا ۔ اس کے بعد گورنمنٹ نے رئیسوں کی ایک نئی فہرست بنائی ۔

میں اوّل درجہ کا سردار ہوں

س :۔ اب آپ کا خطاب کیا ہے ؟
ج :۔ سرداروں کی جو نئی فہرست مرتب کی گئی ہے میں اس میں اول درجہ کا سردار ہوں ۔ آنریری مجسٹریٹ ہوں ۔ اور بمبئی کونسل میں ممبر ہوں ۔
س :۔ گورنمنٹ کا آپ کی ریاست کے ساتھ کیا تعلق ہے ؟
ج :۔ کلکٹر ضلع کی معرفت ہماری ریاست کا تعلق بمبئی گورنمنٹ سے ہے ۔
س :۔ کیا گورنمنٹ آپ کی ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دیتی ہے ؟
ج :۔ جی نہیں ۔
س :۔ کیا آپ کے لیئے سرکار کی طرف سے توپوں کی سلامی مقرر ہے ؟
ج :۔ جی نہیں
س :۔ شاہی گورنری اور وائسرائیگل دربار میں آپ کی کیا پوزیشن ہے ؟
ج :۔ ان درباروں مجھے رولنگ چیفز (خود مختار والیان ریاست کے حلقہ میں نشست

دی جاتی ہے۔ چنانچہ جب پرنس آف ویلز کا دربار ہوا تھا تو اسی حلقہ میں مجھے نشست ملی تھی۔ علاوہ اس کے مجھے گورنر اور وائسرائے کے ساتھ پرائیویٹ ملاقات کا حق حاصل ہے۔

مہارانا کا خطاب رسمی ہے

س :۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کو لوگ مہارانا کہتے ہیں ؟

ج :۔ سرکار میں میرا خطاب اب مہارانا تسلیم نہیں کیا جاتا۔ البتہ پرائیویٹ طور پر مجھے یہ خطاب استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

س :۔ تو گویا آپ کا یہ خطاب رسمی ہے ؟

ج :۔ جی ہاں۔

س :۔ آمود کس علاقہ میں واقع ہے ؟

ج :۔ علاقہ گجرات کے ضلع بھڑوچ میں۔

س :۔ کیا آپ گورنمنٹ کو خراج دیتے ہیں ؟

ج :۔ ہاں دیتا ہوں۔

س :۔ کتنا خراج دیتے ہو ؟

ج :۔ وہی جو ہمارا خاندان مغلیہ فرمانرواؤں کو دیتا تھا۔ یا بعد میں مرہٹہ پیشواؤں کو ادا کرتا تھا۔

س :۔ وہ کتنا ہے ؟

ج :۔ یہ میں نہیں بتانا چاہتا بلکہ ایک طور پر گورنمنٹ مجھے بڑی رقوم ادا کرتی ہے۔

س :۔ وہ کیسے اور کس قدر ؟

ج :۔ ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ سپیشل فیس ادا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ریاست سے جو نمک لیا جاتا ہے اس کا معاوضہ بھی گورنمنٹ مجھے ادا کرتی ہے۔

س :۔ آپ کی ریاست کی سالانہ آمدنی کیا ہے ؟

ج :۔ ایک لاکھ ۶۰ ہزار روپئے سالانہ۔

س:۔ کیا آپ کے خاندان میں اب تک ہندوانی رسوم باقی ہیں جیسے کہ دوسرے نومسلم راجپوتوں میں باقی ہیں۔

ج:۔ جی ہاں۔ ہمارے خاندان میں ابتک ہندوانی رسوم باقی ہیں اور برادری میں بھی باقی ہیں۔ مگر اب میں نے ان رسوم کو اپنے خاندان سے اُٹھا دیا ہے۔ اور اسی طرح برادری کے اور لوگ بھی ان رسوم کو ترک کر رہے ہیں۔

س:۔ جب آپ مسلمان ہیں تو آپ ہندوانی نام کیوں رکھتے ہیں؟

ج:۔ نہ صرف میرا بلکہ میری برادری والوں کے نام بھی ہندوانی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ سرکاری کاغذات میں ہمارا ہندوانی نام ہی درج ہوتا ہے اسلیئے ہم اسے ترک نہیں کر سکتے البتہ اب میں نے اپنا اسلامی نام رکھا ہے مگر وہ سرکاری کاغذات میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

س:۔ کیا آپ سے پیشتر بھی آپکے خاندان یا برادری میں اور کسی شخص کا بھی نام اسلامی تھا؟

ج:۔ جی ہاں میرے دادا جنکا ہندوانی نام ابھے سنگھ تھا انہوں نے اپنا اسلامی نام الیاس خاں رکھا تھا اور وہ حاجی بھی تھے۔ اب میری مانند دو اور لوگوں نے بھی اسلامی نام رکھ لیئے ہیں۔

میں یادو ونشی قوم سے ہوں

س:۔ آپ کس قوم سے ہیں؟

ج:۔ میں راجپوت ہوں

س:۔ آپ کی گوت کیا ہے؟

ج:۔ یادو

س:۔ آپ نند جی۔ یا کرشن جی یا بلرام جی میں سے کس کی نسل سے ہیں؟

ج:۔ میں کرشن جی کی نسل سے ہوں۔

صحیح معنی میں مسلمان

س:۔ آپ کو صحیح معنی میں مسلمان بننے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

ج:۔ جب بڑودہ میں سنٹرل شدھی سبھا قائم ہوئی۔ تو سوامی شردھانند جی علاقہ گجرات میں گئے۔ وہاں اُن کے کئی پرچارک بھی گئے، اور ہماری برادری کو شدھ کرنیکی کوشش کی گئی اور پیغام دیا گیا کہ اگر ہم شدھ ہو جائیں تو ہندو

ہمسے رشتہ ناطہ کریں گے۔ اس وقت خواجہ حسن نظامی اور دیگر مولوی گئے اور انہوں نے ہمارے درمیان تبلیغ کی۔ ہمارے علاقہ میں ۰۰۰۰۰۷ سردار ہیں وہ سب مجھے اپنا بڑا مانتے ہیں اس کانفرنس میں جو میری صدارت میں ہوئی۔ سب سرداروں نے عہد کیا کہ وہ مسلمان رہیں گے۔ شدہ نہیں ہونگے۔

س۔ کیا تمام سردار اس عہد پر قائم ہیں۔

ج۔ ہاں البتہ تین سردار جو کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے وہ شدہ ہوگئے اس وقت سے میں پکا مسلمان بنا۔ اور دوسرے سردارا اور اہل برادری بھی خوب پکے مسلمان بن گئے ہیں

س۔ کیا آپ کی شادیاں اپنی ہی قوم میں ہوتی ہیں یا باہر بھی۔

ج۔ ہمارے رشتے راجپوتوں ہی سے ہوتے تھے۔ مگر اب ہم نے پکے مسلمان بننے کی خاطر غیر قوموں میں بھی شادیاں شروع کر دی ہیں۔

س۔ اس کی کوئی مثال بتائیے؟

ج۔ میرے ایک عزیز کی شادی نواب صاحب سورت سے ہوئی ہے جو غیر راجپوت ہیں اور ایک شادی نواب صاحب ہانگرول کے یہاں ہوئی جو صدیقی شیخ ہیں

تبلیغ اسلام سے محبت

س۔ کیا آپ کو تبلیغ اسلام سے محبت ہے۔

ج۔ ضرور ہے۔

س۔ کس شکل میں۔

ج جسے تبلیغ کہتے ہیں۔ اس سے تو ہم کام نہیں لیتے بلکہ اپنے رسوخ سے کام لیتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میری ۵ لاکھ برادری میں سے زیادہ تر مسلمان ہو چکی ہیں میں نے مسجدیں اور مکتب جاری کئے ہیں جن میں بچوں کو نماز بتائی جاتی ہے اور تعلیم دی جاتی ہے میں اس کا قائل ہوں کہ اول تعلیم کے ذریعہ اسلام سکھائے جائے تو تبلیغ کی ضرورت باقی نہیں رہیگی اور یہ سوال میرے زیر غور ہے کہ گجرات میں تعلیم کے ذریعہ اسلام کیونکر پھیلایا جائے۔

س۔ کیا اس کام کے لئے کوئی فنڈ ہے۔

ج. ہاں میں نے برادری کے تمام لوگوں پر ٹیکس لگا دیا ہے کہ فی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے دیا کریں اس طرح سے دو لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہوا کریگی اور اسے مسجدوں اور مکتبوں کے قائم کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔

اصغری کا جلوس آریہ اخبارات کو اور آریہ لیڈروں کو میاں نصر اللہ خاں صاحب کے جلوس لاہور کی دھوم دھام دیکھکر بڑا صدمہ ہو رہا ہے۔ اور اُن میں سے ایک ریاست اخبار گرو گھنٹال نے تجویز پیش کی ہے کہ اصغری بیگم کا جلوس نکالا جائے جو آریہ ہو گئی ہے۔

گرو گھنٹال لکھتا ہے کہ اس جلوس کا خرچہ وہ خود ادا کرے گا

خرچ کی تفصیل مگر گرو جی داتا نے یہ نہیں لکھا کہ وہ کتنی رقم خرچ کیلئے دینگے اور کن کن چیزوں میں خرچ درکار ہوگا۔ گرو جی نے اگر تیل کی بوریاں ۲ عدد اور گھی کا پراٹھا ایک عدد اور ۴ مرچیں تلی ہوئی اور ایک شکنیا سونٹھ پانی کا اور ایک مالا کنیر کے پھولوں کی۔ اور ایک گرج وار ڈکار ہینگ پڑی ماش کی دال کی جلوس کیلئے پیش کی تو اس سے جلوس کامیاب نہو گا۔

شام لال نے اس مضمون میں جو آگے درج ہے جس قدر نوٹ لکھے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکی آتما مہارانا کے شاندار جلوس کو دیکھکر جلنے کے کوئلوں پر لوٹ رہی ہے اور وہ کسی ایسے پانی کی تلاش میں ہے جو اُسکی آتما کو شانتی دیسکے۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا اور اصغری بیگم کا جلوس نہ نکل سکے گا۔ **حسن نظامی**

مذہبی ٹھگی۔ خواجہ حسن نظامی کا ایک پانسو سال سے مسلمان ہوئے ہوئے معمولی زمیندار کو نومسلم مہارانا قرار دیکر آنا اور مسلمانوں میں مذہبی جوش پیدا کر کے اُنہیں مدہوش بنانا صاف الفاظ میں مذہبی ٹھگی ہے میاں نصر اللہ خاں کو خوش ہونا چاہئے کہ تحریک شدھی کی وجہ سے آج اُنکے اسطرح کے جلوس نکالے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو خواجہ کی جان کو رونا چاہیئے کہ اُسنے اُنکے ساتھ یہ تمسخر کر کے اُنکو پریشان کیا۔

اصلی جلوس۔ جن لوگوں نے لاہور میں میاں نصر اللہ خاں کا جلوس دیکھا اور مسلمانوں کی زبان سے نہایت اشتعال انگیز تقریریں و نظمیں سُنی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کی طرف سے لاہور میں شدھی کانفرنس کر کے شری متی اصغری بیگم کا جلوس نکالا جائے جو حال ہی میں شدھ ہو کر ویدک دھرم کی شرن میں آئی ہیں۔ نصر اللہ خاں کا جلوس ایک فرضی ڈھونگ تھا۔ مگر شری متی اصغری بیگم کا جلوس اصلی جلوس ہوگا۔ گرو گھنٹال اس جلوس کے تمام اخراجات ادا کرنے کو تیار رہے "

دوسری سکیم
اگر لاہور میں شریمتی اصغری بیگم کا جلوس نکالا جائے تو اس سے شدھی کی تحریک کو بہت بڑی تقویت حاصل ہوسکتی ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ ان کی اور کئی بہنیں ان کی تقلید میں ویدک دھرم کے جھنڈے تلے چلی آئیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہوسکے تو پھر چند ملکانہ رئیسوں کے جلوس کا تو فوراً انتظام ہونا چاہیے جن کو گزشتہ سال شدھ کرکے ویدک دھرم میں شامل کیا گیا ہے۔ ان کا جلوس نصر اللہ خاں کے جلوس کی نسبت زیادہ اصلی اور زیادہ شاندار ہوگا۔ ہندوؤ! بتاؤ کیا صلاح ہے؟

محمد امین
خواجہ حسن نظامی نے لاہور میں نصر اللہ خان کا جلوس نکلوا کر محمد امین بیرسٹر کو بھی کسی قدر شہرت حاصل کرنے کا موقعہ دیدیا۔ وہ بھی اس جلوس میں شامل تھا۔ اور اس نے جلسہ میں ایک تقریر بھی کی جس کے دوران میں اس نے اپنے مسلمان ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان ہونے سے اس کی پریکٹس تباہ ہوگئی ہے۔

ہم تو جانتے تھے کہ مسلمان ہونے سے آپ کی پریکٹس کچھ کچھ چل نکلی ہے۔ اگر آپ کا بیان درست ہے تو ہمیں آپ سے ہمدردی ہے۔ پریکٹس کے لئے آپ مسلمان ہوئے اور وہ بھی چلی نہیں۔ خیر!

شیخ جی
نصر اللہ خان کی صدارت میں جو جلسہ مسلمانان لاہور کا ہوا اس میں بقول اخبار زمیندار لاہور شیخ محمد امین عرف سا گر چند بیرسٹر نے تقریر کرتے ہوئے جب اپنے ان بچوں کا ذکر کیا جو اپنی ہندو ماں کے ساتھ ہیں تو شیخ صاحب رو پڑے۔ حضرت رونے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے لئے کوئی ایسی بچہ دار مسلمان عورت تلاش کر لو جو بیوہ یا جس کے خاوند نے اسے طلاق دے دیا ہو۔ حضرت کہیا سالدین والی زمیندار کو شیخ صاحب کی اس پہلو میں تن من اور دھن سے مدد کرنی چاہیے۔ شیخ صاحب کے مسلمان ہونے پر انہیں یہ تکلیف تو نہ رہنی چاہیے۔

ہندو راجے مہاراجہ کپور تھلہ نے کئی لاکھ روپے جمع کرکے اپنے شہر میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی۔ مہاراجہ میسور کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی ریاست کی جامع مسجد کی رسم افتتاح ادا کی۔ اور ہندو راجاؤں کے متعلق بھی اکثر یہ سننے میں آتا رہتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے لئے یہ کیا وہ کیا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ مذہبی رواداری کا ٹھیکہ صرف ہندو راجاؤں کے ہی حصہ میں آیا ہے یا مسلمان حکمرانوں کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ بھوپال۔ رام پور۔ حیدر آباد۔ اور بہاول پور وغیرہ مسلمانی ریاستوں میں تو ہندوؤں کی زندگی وبال ہو رہی ہے۔

تیری لوٹ لاہور میں نصر اللہ خاں کا جلوس جب نکلا تو بہت سے مسلمان ایک گیت یہ بھی گاتے تھے۔

امان اللہ تیرے آدن دی لوٹ تیری فوجاں دی لوٹ

یہ لوگ بھی عجب اوندھی کھوپری لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ کیا ان کو وہ بدسلوکی بھول گئی جو امان اللہ اور اس کے حواریوں نے ان مسلمانان ہند سے سرزمین افغانستان پر کی تھی۔ جب وہ اپنا سب مال و متاع ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ کر اس ملک سے ہجرت کرکے کابل پہنچے تھے۔ ہاں! اس گیت کے گانے والوں کو ذرا احمدی مسلمانوں کی رائے بھی دریافت کر لینی چاہیئے تھی جو امان اللہ کے نام سے نفرت کرتے ہیں۔ (یہ آریہ اخبار کا مضمون تھا)

مہذب دنیا سے فریاد

سوامی شردھانند کے اخبار تیج کر دیکھنے ۱۷ اپریل ۱۹۲۸ء میں ایک لمبا چوڑا لیڈر شائع کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیش بندھو جی کو مہارانا کی آمد اور استقبال کا بڑا سخت صدمہ ہے۔ اور ان کو بے اختیار رونا آ رہا ہے۔ رو رو کے صدمے

ان کی ہچکی بندھ گئی ہے اور وہ اسی حالت میں مہذب دنیا سے فریاد کرتے ہیں کہ اے مہذب دنیا تو ہی خواجہ حسن نظامی کی مرمت کر۔

چونکہ مہذب دنیا یورپ وامریکہ کو کہتے ہیں۔ اس لئے میں لالہ دیش بندھو جی سے دریافت کرتا ہوں کہ اے بت ہرجائی مہذب دنیا سے تو کیا فرمائش کرتا ہے۔ امریکہ کا پریسیڈنٹ اور فرانس کا پریسیڈنٹ اور جرمنی کا پریسیڈنٹ اور اٹلی کا سولینی اور انگلستان کا وزیر اعظم سب کے سب تیری دل جوئی و دلداری کو حاضر ہیں۔ اور وہ سب بہت جلد خواجہ حسن نظامی کے خلاف ایک بین الاقوام جلسہ کرنے والے ہیں کہ ہمارے ہریالے متوالے دیش بندھو نے رو رو کر ہم سے فریاد کی ہے۔ چلو حسن نظامی پر چڑھ دوڑو۔ اور مشین گنوں سے اور ہوائی جہازوں سے اتنے گولے اس کے اور کہ حسن نظامی کا نام ونشان باقی نہ رہے۔ تاکہ جان جہاں دیش بندھو کا ارمان پورا ہوجائے۔

لالہ دیش بندھو کا وہ مضمون یہ ہے۔

فرضی مہارانا کا بھانڈا پھوٹ گیا

خواجہ حسن نظامی نے ایک ہندو مہارانا کے حلقہ بگوش اسلام ہونے اور اس کے ساتھ ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے مسلمان بننے کے متعلق ہزارہا اشتہارات تقسیم کرکے پبلک کو جو فریب دیا تھا۔ اس کا پردہ چاک ہوچکا ہے۔ اور دنیا کو معلوم ہوگیا ہے کہ مسلم لیڈران کا اخلاق کتنا بلند ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خواجہ صاحب کے کذب و افترا سے انجمن حمایت اسلام کی رونق بڑھ گئی۔ اور ہزارہا مسلمان خواجہ صاحب کی عیاری کا شکار ہوکر اس میں شامل ہوگئے مگر اس شرمناک دروغ بافی نے ان مسلم لیڈران کے ماتھے پر جو اس میں شامل ہونے تھے کلنگ کا ٹیکہ لگا دیا ہے۔ جسے آب زمزم اور حوض کوثر بھی نہیں دھو سکتے۔ معلوم نہیں کہ خواجہ حسن نظامی جیسے بزرگوں کی نظروں میں اخلاق کوئی چیز ہے بھی یا نہیں۔ اور آیا اس قسم کا سفید جھوٹ بولنے پر ان کا خدا انہیں گناہ گار سمجھے گا یا دراز گیسو اور لمبی ڈاڑھی ہی جنت میں جانے کا پاسپورٹ ہے؟ ایک معمولی سردار کو جو با اختیار بھی نہیں ہے مہارانا کا خطاب دینا ایسے گل

کو جن کے آباؤ اجداد آج سے چار سو سال پیشتر مسلمان بنائے گئے تھے نومسلم قرار دینا اور ایک ایسے رئیس کو جس کی ریاست میں کل چار ہزار نفوس ہیں اور جن میں بہت سے ہندو بھی شامل ہیں ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کا سردار بنانا خواجہ حسن نظامی کا ہی کمال ہے۔ سردار نصر اللہ خاں نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ وہ پیدائشی مسلمان ہیں۔ اور ان کو نہیں بلکہ ان کے بزرگوں کو آج سے چار سو سال پہلے مسلمان بنایا گیا تھا۔ اگر چار سو برس پہلے کے مسلمان بنائے ہوئے لوگ بھی نومسلم کہلا سکتے ہیں تو تیرہ سو برس پیشتر کے مسلمان بھی نومسلم کہلائیں گے۔ اور اس حساب سے ہندوستان میں جس قدر مسلمان ہیں سب نومسلم ہوئے۔ خواجۂ باکمال کو چاہیئے کہ آج سے اپنے کو بھی نومسلم لکھا کریں۔ یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ نواب نصر اللہ خاں کو مہارانا کا خطاب نہیں ہے۔ بلکہ سردار کا معمولی خطاب ہے۔ اور بقول آپ کے آپ کی جاگیر کی سالانہ آمدنی صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ ہے۔ جو معمولی رئیسوں و زمینداروں کی سالانہ آمدنی سے کسی طرح بھی زیادہ نہیں ہے۔ بمبئی گزٹ میں لکھا ہے کہ آمود ایک ٹھاکر کی جائے رہائش ہے۔ ۱۸۹۰ء میں ایک میونسپلٹی بنائی گئی جو ۱۹۰۱ء میں توڑ دی گئی۔ اس دس سال کے عرصہ میں اس کی اوسط آمدنی ۷ ہزار تھی۔ اور خرچ ساڑھے سات ہزار تھا۔

یہ ہے مہارانا آمود کی حقیقت۔ اور اس برتے پر خواجہ صاحب تتا پانی کر رہے تھے۔

ہم تو خواجہ صاحب کے اشتہارات کو دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے کہ عمر عیار کی زنبیل سے تازہ عیاری برآمد ہوئی ہے۔ اور ہم نے اس فرضی "مسلم مہارانا" کی آمد سے پیشتر ہی خواجہ صاحب کے فریب کا پردہ چاک کر دیا تھا۔ لیکن اب خود میاں نصر اللہ خاں صاحب کی زبانی ہی خواجہ صاحب کی افترا پردازی اور کذب بیانی کی پول کھل گئی۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ایک نحیف الجثہ انسان کیسے قیامت خیز فتنہ کا مجسمہ بن سکتا ہے۔ خواجہ صاحب تو کبھی اس قسم کی چالبازیوں سے باز آتے ہی نہیں۔ اس لئے ان سے ہمیں کوئی شکوہ نہیں۔ البتہ سر شفیع جیسے ذمہ دار مسلم لیڈر ان سے ضرور شکایت ہے جو اس فریب کو جانتے ہوئے جلوس میں شریک ہو کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہمارے خیال میں تمام مہذب دنیا کا فرض ہے کہ ان عیاریوں اور چالاکیوں پر

خواجہ صاحب کے شرمناک رویہ کی مذمت کرے تاکہ کسی پبلک کو اس قسم کے کذب و افترا کے پھیلانے کی جرأت نہ ہو۔" (یہ آریہ اخبار تیج کا مضمون تھا)

پیارے کا دسترخوان

لالہ دیش بندھو جی نے اپنے اخبار تیج میں جو سوامی شردھانند جی کا جاری کیا ہوا اخبار ہے دسترخوان کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ اس دسترخوان کی عبارت کو نقل کرنے سے پہلے میں اپنے دیش بندھو جی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو دسترخوان عنوان لکھنا مناسب نہ تھا۔ "ڈھاک کی پتل" عنوان رکھتے تو مناسب تھا۔ کیونکہ دسترخوان ٹھیٹ فارسی لفظ ہے۔ اور اس کے آخر میں خوان کا لفظ تو بہت ہی بانل پیش ہے۔ جن کابلی پٹھانوں کی آپ اپنے اخبار میں مخالفت کیا کرتے ہیں خان انہی کا نام ہے۔ ایسا نہ ہو آپ کے اخبار کا خان بھی کبھی بگڑ جائے۔

آپ نے اس دسترخوان میں کوئی نئی چیز نہیں رکھی۔ وہی باسی وہی بڑے ہیں۔ وہی سڑا ہوا رائتا ہے۔ اور وہی کئی دن کی بچی کچی کچوریاں ہیں۔

حضرت اکبر کے شعر کا آخری مصرعہ دیکھئے کہ لطائف قلب رکھنے والا اس باسی کھانے کو کیونکر پسند کرسکتا ہے مگر مجبوری ہے

ہرچہ از دوست می رسد نیکوست

(حسن نظامی)

دسترخوان برادران وطن کو شدھی نے کچھ ایسا احساس باختہ کردیا ہے کہ واہی تباہی بکنے لگے ہیں۔ اور فرضی حلقہ بگوشان اسلام کے ذکر واذکار سے دل بہلاتے ہیں۔ دو چار روز ہوئے کہ خواجہ حسن نظامی نے ایک ہوا اٹھا یا اور اس کے ساتھ ایک نہ دو پورے ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے مشرف باسلام ہونے کی

غپ اُڑائی تھی۔ اب زمیندار نے شردہانند کے بھتیجے کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور ہمدم نے سوامی ستیہ دیو کے بمعہ عیال و اطفال اسلام کے حلقہ بگوش ہونے کی بے بنیاد خبریں شائع کرکے ہندوؤں کو تنویر اسلام کی ضیا پاشیوں کا جلوہ دکھلانے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ شاید ان لوگوں کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا ہے کہ ہندو کذب بیاسلام کی تاریکیوں کو بخوبی دیکھ چکے ہیں اور حسن نظامی وغیرہم کی عیاریوں وچالاکیوں کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوٹ چکا ہے۔ پھر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق شدھیوں کا جواب وہ کب تک فرضی قصوں سے دیتے رہیں گے؟ شاید مسلمان اس حقیقت کو سمجھنے لگے ہیں کہ اب شردہانند کے بھتیجوں کے مشرف باسلام ہونے کا وقت گیا۔ بلکہ حسن نظامیوں اور ظفر علیوں کے شدھ ہونے کا زمانہ آگیا ہے۔

مگر ہاں مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے اور اس بہانے سے ان کی جیبوں سے پیسے نکالنے کا خاصہ اچھا ذریعہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ اگر خواجہ مسکین اس طرح کذب و افترا کا پروپیگنڈا نہ کرتے تو شاید انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں ہزاروں کی جگہ دس بیس مسلمان نظر آتے۔

ہمارا ایک مقامی مسلم معاصر اسی طرح کی افترا پردازی سے روزی کما رہا ہے اور اپنی بالشتیا دو ورقی میں نہایت سنسنی خیز سرخیاں دے کر گھنٹہ گھر کی دیواروں کو متزلزل کر دیتا ہے۔ لیکن جب ایک پیسہ دے کر عوام پڑھتے ہیں تو اکثر غصہ میں آکر اسے موہیں پھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ مگر کچھ بندگان خدا ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دعائے خیر دیتے ہوئے اسے ہاتھ میں لیے چلے جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ پیسہ تو صرف ہو گیا اب اس میں بازار سے کوئی چیز لپیٹ کر ہی لے جائیں۔

صوفی لچھمن پرشاد سے انٹرویو کے دوران میں خواجہ گیسو دراز نے فرمایا کہ "اب میں مسلمانوں کا بھی خواجہ نہیں رہوں گا۔ بلکہ نہ معلوم میں کیا بن جاؤں گا"۔ آپ کچھ بھی بن جائیں

مگر یہ یاد رہے کہ تاڑنے والی نظروں سے نہیں چھپ سکتے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ٭ من انداز قدت را می شناسم

چاہے آپ تبلیغ کے نام سے رنڈیوں میں جاکر "جل تو جلال تو" کا وظیفہ پڑھا ہیں۔ اور لسان العصر اکبر الہ آبادی کے قول پر کہ ؎

حسن نظامی ہیں نیک بیشک مگر نہ کہیے کہ نیک ہی ہیں
لطائف قلب کی نظر سے بھی اس زمانے میں ایک ہی ہیں

مہر صداقت ثبت کریں۔ یا خفیہ سرگرمیوں میں منہمک ہو کر علی حسن سے حسن بن صباح بن جائیں۔ لیکن یہ خیال رکھیں کہ ع

بوئے گل بھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو

آپ کی کارستانیاں سات پردوں کو چیر کر ظاہر ہو جائیں گی۔ اور خواہ آپ چپ بیر کا روزہ رکھ لیں مگر کبھی نہ کبھی آپ ضرور کفن پھاڑ کر چیخ اٹھیں گے۔ (یہ آریہ اخبار تیج کا مضمون تھا۔)

اشاعت اسلام روکنے کا قانون

آریہ اخبار پرتاپ نے ۲۴ ؍ اپریل ۱۹۲۷ء کو ایک نوٹ شائع کیا ہے جو آگے درج کیا جائے گا۔

اس نوٹ کے آخر میں پرتاپ کے ایڈیٹر نے بہزار حسرت و مایوسی لکھا ہے کہ کوئی قانون اس اشاعت کو روکنے والا نہیں ہے۔

مگر جناب پرتاپ اور ان کے حامی آریہ سماجی سلامت رہیں کچھ مشکل نہیں۔ اگر اشاعت اسلام کو روکنے کا کوئی قانون بنا دیا جائے۔

مہارانا کی خبر بر بہا ہی نہیں تمام اسلامی دنیا میں پہنچ چکی ہے۔ تم اسلامی اخوت کی تار برقی کو نہیں جانتے۔ ہم مسلمان ساری دنیا میں ہیں۔ اور ہر ملک کے مسلمان ایک

دوسرے کے حال سے فوراً خبردار ہو جاتے ہیں۔ (حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی کو مبارکباد

کسی شخص نے درست کہا ہے کہ ایک بار جھوٹ پھیلا دو۔ ضروری نہیں کہ تردید وہاں تک پہنچ سکے۔ جہاں جھوٹ پہنچ چکا ہے۔

خواجہ حسن نظامی کو مبارکباد ہو کہ ان کی یہ گپ کہ مہارانا ہرسنگھ والی آمود ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے ہیں۔ خوب پھیل گئی ہے سنڈگن ڈیلی نیوز نے اسسٹنٹ سکرٹری پراونشل تنظیم کمیٹی برہما کے ادھار پر یہ خبر شائع کی ہے کہ مہارانا گجرات نے ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے ساتھ اسلام قبول کر لیا ہے۔ کون کہتا ہے کہ دروغ کو فروغ نہیں ہوتا۔ جب تک اس جھوٹ کی تردید برہما پہنچی یہ کسی اور صوبہ میں پہنچ جائے گا۔ یہ رک کیسے سکتا ہے۔ جب کہ ۷ کروڑ انسان اس کی اشاعت میں مصروف ہوں۔ اور کوئی ایسا قانون نہ ہو جو اسے روک سکتا ہو۔"

(یہ آریہ اخبار پرتاپ کا مضمون تھا)

پانچ لاکھ کی تعداد جھوٹ نہیں ہے

ایک آریہ اخبار نے مسلمانوں کے انگریزی اخبار مسلم آؤٹ لک پر طعن کیا ہے کہ اس نے لکھا کہ لاہور کے جلوس مہارانا میں پانچ لاکھ آدمی تھے۔

پانچ لاکھ کا لفظ جھوٹ نہیں ہے بلکہ آریہ اخبارات کا جواب ہے کہ انہوں نے لکھا تھا کہ جلوس میں چار سو پانسو آدمی تھے۔ بعض نے لکھا چار پانچ ہزار تھے۔

مگر صحیح تخمینہ یہ ہے کہ دو لاکھ آدمی سے زیادہ مجمع تھا۔

لاہور کی مردم شماری کو پیش کرنا ایک بڑا مغالطہ ہے۔ کیونکہ اس روز لاہور میں دہلی سے لاہور اور پشاور سے لاہور تک کے مسلمان جمع ہو گئے تھے۔

دہلی میں سوامی شردہانند جی کی ارتھی میں دو لاکھ آدمی بیان کئے گئے تھے۔

حالانکہ دہلی میں ایک لاکھ ہندو رہتے ہیں۔ یا شاید اس سے بھی کم۔ پھر یہ دو لاکھ کہاں سے آ گئے تھے۔

(حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے ہم پنجابیوں کو یہ یقین دلانے کی زحمت گوارا فرمائی کہ

"ہندوستان کا خمیر ہی مبالغہ کی مٹی سے بنا ہے۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ دہلی سے لاہور تک کم از کم پانچ لاکھ آدمی مہاراناکو دیکھنے کو آئے"

اگر ہندوستانی خمیر کے متعلق خواجہ صاحب کا دعویٰ درست تسلیم کر لیا جائے۔ اور اگر ہم اس دعوے میں اس قدر اضافہ کر دیں کہ مبالغہ کذب بیانی کی حد تک پہنچتا ہے۔ اور کذب بیانی ایک گناہ ہے تو ان کے بھائی مسلم آؤٹ لک کے اڈیٹر نے مہارانا صاحب کے جلوس کے متعلق ایک سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

ہمارا معاصر مسلمانان پنجاب کی آنکھوں میں پراپیگنڈہ کی مٹی جھونکتا ہوا لکھتا ہے کہ

"مہارانا نابھ سنگھ نو مسلم کے جلوس کے ہمراہ پانچ لاکھ آدمی ہے"

واہ جی! کمال کر دیا۔ پانچ لاکھ کی ایک ہی کہی۔ سارے لاہور۔ مزنگ اور لاہور چھاؤنی کی آبادی پونے چار لاکھ ہے۔ یہ فرض کر لیا جائے کہ سوا لاکھ آدمی گرد و نواح سے جلوس دیکھنے کے لئے آئے تو گویا اُس دن لاہور کی مجموعی آبادی پانچ لاکھ تھی۔

حضور مردم شماری کے مسلمہ قاعدے کے مطابق لاہور کی آبادی کا تناسب یہ ہے کہ اوسطاً ایک گھر میں ایک عورت ایک مرد اور دو بچے ہیں۔ جن میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی جلوس میں عورتیں اور لڑکیاں تو تھیں نہیں۔ لڑکے اور مرد تھے۔ گویا پانچ لاکھ میں سے اڑہائی لاکھ نکال دیجئے۔ تو باقی اڑہائی لاکھ کی آبادی رہ گئی۔ اب ان میں سکھ۔ ہندو۔ عیسائی اینگلو انڈین اور انگریز بھی شامل ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد تقریباً نصف ہو گی۔ اب حضور شفاخانہ کے مریضوں۔ جیلخانہ کے قیدیوں۔ پاگل خانہ کے پاگلوں کو نکال دیجئے۔ یہ کہنا

کہ جلوس کے دن کسی گھر یا مکان میں ایک بھی مسلمان لڑکا یا مرد نہیں رہا۔ اپنا نام پاگلوں کی فہرست میں شامل کراتا ہے۔

بالفاظ دیگر آدمیوں کی بڑی سے بڑی تعداد جو لاہور میں کسی جلوس یا جلسے میں یکجا ہو سکتی ہے۔ چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان ہوگی۔ بشرطیکہ ایک لاکھ کے قریب لوگ باہر سے یہاں آئیں۔

بت خانہ کی کرامت

لالہ لاجپت رائے کے اخبار نے ۲۴ اپریل ۱۹۲۷ء کو ایک دلچسپ نوٹ شائع کیا ہے۔ جو آگے درج کیا گیا ہے۔

امرتسر کے مسلمانوں نے ایڈریس میں اگر ہمارا نام کو دعا دی تو اس پر فارسی کا یہ شعر صادق نہیں آتا۔

مگر لالہ جی کو شعر موزوں کرنے کا بہت شوق ہو گیا ہے۔ اس واسطے ان کو آگے آنے اور شاعری میں ترقی کرنے کی اجازت دینی چاہیئے۔

اگر بندے ماترم کے ایڈیٹر تمام ہندوستان کے بت خانوں کو خراب کر دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ان بت خانوں کو خراب نہ رہنے دیں گے اور فوراً مسجدیں بنا کر ان کو آباد کر دیں گے۔ بعد ازاں بندے ماترم کے بت خانوں کی کرامت کو بھی مان لیں گے۔

حسن نظامی

ٹھاکر ناہر سنگھ کو ایڈریس

امرتسر کے نوجوان مسلمانوں کی انجمن کی طرف سے ٹھاکر ناہر سنگھ حال نواب نصراللہ خاں کو جو ایڈریس دیا گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ وہ انھیں مسلمانوں

کے سر پر ہمیشہ قائم رکھے۔ تاکہ وہ ہمیشہ ان کی رہنمائی کرتے رہیں۔ اس پر ہمیں ایک شعر یاد آیا ہے جسے ہم اس صورت حالات کے عین حسب حال سمجھتے ہیں ؎

ببیں کرامت بت خانۂ مرا اے شیخ
کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

(یہ آریہ اخبار بندے ماترم کا مضمون تھا)

لالہ کا حکم۔ ایک کو پاؤ دیکھو

لالہ لاجپت رائے کے اخبار بندے ماترم نے ۲۴ر اپریل ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں یہ نوٹ شائع کیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کو ایک ایک کے دو دو نظر آتے ہیں۔

گویا وہ حسن نظامی کو حکم دیتے ہیں کہ اگر سو آدمی ہوں تو ان کو دس لکھو۔ اور دس ہزار ہوں تو ایک ہزار دیکھو۔ جس قوم کے دیوتا بائیس کرور ہوں وہ قوم یہ اعتراض کس منہ سے کرتی ہے۔

مہارانا کے جلوس والے دن لاہور میں باہر کے پانچ لاکھ آدمی آئے ہوئے تھے لالہ جی کو کچھ بسنت کی خبر بھی ہے یا دفتر کے کمرہ میں بند بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جو جی میں آتا ہے لکھ ڈالتے ہیں۔ (حسن نظامی)

خواجہ صاحب کو ایک ایک کے دو دو نظر آتے ہیں

خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے اخبار منادی میں لکھتے ہیں کہ مہاراجہ کرتار سنگھ اور حال نصراللہ خان کا جو جلوس امرتسر میں نکلا۔ اس میں ایک لاکھ اور جو لاہور میں نکلا اس میں دو لاکھ مسلمان شامل تھے۔ لطف یہ ہے کہ لاہور کی کل آبادی ڈھائی لاکھ کے قریب ہے۔ شاید خواجہ صاحب کو ایک ایک کے دو دو نظر آتے ہیں۔

(یہ آریہ اخبار بندے ماترم کا مضمون تھا)

اب لالہ فاختہ اُڑائیں گے

لالہ خوشحال چند اڈیٹر ملاپ نے ۱۲ر اپریل ۱۹۲۶ء کے ملاپ میں کمال غیظ و غضب سے ایک نوٹ شائع کیا ہے۔

میں اوپر کے مضامین میں اس کا جواب لکھ چکا ہوں۔ اور اب لالہ جی سے صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اشدھی کو میرے جواب سے کچھ تعلق نہیں تھا۔

لالہ جی لکھتے ہیں۔ خلیل خان کے فاختہ اڑانے کا زمانہ اب گیا۔

بہت اچھا جناب خلیل خان کا زمانہ گیا تو اب مسلمان یہ مثل کہا کریں گے کہ لالہ فاختہ اڑائیں گے۔

مگر فاختہ اُڑانے کا محاورہ جس بنا سے رائج ہوا ہے ذرا اس کو لغت کی کتاب میں دیکھ لیجئے۔

سنو لالہ جی تم سب مل کر ایک مسلمان کو اپنے الفاظ کی یورش سے مغلوب کرنا چاہتے ہو۔ مگر وہ مسلمان بہت سخت جان ہے۔ تم سب مل کر بھی اس کو مغلوب نہیں کر سکتے۔

(حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی کا آریہ سماجیوں پر غلط الزام

ہندو ہیرلڈ کے نمائندہ سے ۱۶ر اپریل کی شام کو خواجہ حسن نظامی نے ایک انٹرویو کے دوران میں آریہ سماج پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ دھارمک جماعت ہونے کی نسبت زیادہ تر سیاسی پارٹی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ خواجہ صاحب کو یہ کیسے زیب دیتا تھا کہ وہ یہ الزام آریہ سماج پر اس وقت لگاتے جبکہ وہ اپنے ایک مشتہر کردہ ہمارا نا کا لاہور میں جلوس نکلوا رہے تھے۔ بہتر ہوتا۔ خواجہ آریہ سماج پر سیاسی جماعت ہونے کا الزام لگانے سے پہلے مولانا محمد علی کے ان الزامات

کا جواب دے لیتے۔ چونکہ خواجہ صاحب پر مولانا ظفر علی خان اور ریاست حیدر آباد کے معاملہ کے متعلق پچھلے دنوں لگائے گئے تھے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے یہ پوشیدہ الزام آریہ سماج پر اس وقت کیوں لگایا ہے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے غلط اور ناتراشیدہ الزامات لگا کر وہ تحریک شدھی کو بند کرا لیں گے۔ اگر خواجہ صاحب کے دل میں یہ خیال خام جاگزیں ہے تو وہ اسے اپنے دل سے نکال دیں وہ زمانہ گیا جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ (یہ آریہ اخبار ملاپ کا مضمون تھا)

مسٹر محمد علی کا مضمون

۱۲ راپریل ۱۹۲۶ء کے اخبار ہمدرد نے مسٹر محمد علی کا لکھا ہوا ایک مضمون بطور لیڈر کے شائع کیا ہے۔ جس کو میں بغیر کمی بیشی اور بلا کسی تغیر تبدل کے تمام و کمال لفظ بلفظ درج کرتا ہوں۔

تمہید کی عبارت میں وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر ضرورت ہوگی تو میں مسٹر محمد علی کے مضمون پر بھی رائے زنی کروں گا۔ جیسا کہ میں نے ہر آریہ اخبار کی تحریر پر اپنا حاشیہ لکھا ہے مگر مسٹر محمد علی کے مضمون میں کوئی نئی بات نہیں ہے جس کا جواب دیا جائے۔ بلکہ آریہ اخبارات کے مضامین پڑھ کر وہی اعتراض نقل کر دیا ہے جو طرح طرح کے مختلف الفاظ میں آریہ اخبارات کر رہے ہیں کہ مہارانا نومسلم نہیں ہیں۔

میں نے تو بارہا لکھا ہے اور انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں بھی جس کے صدر مسلمان مہارانا صاحب تھے۔ صاف کہدیا تھا کہ میں کسی کو نومسلم نہیں سمجھتا۔ جو آج مسلمان ہو وہ بھی ازلی مسلمان ہے اور جو ہزار سال پہلے مسلمان ہوا وہ بھی قدیمی مسلمان ہے۔

مسٹر محمد علی کی قوم کلال ہے اور وہ بھی غالباً کسی نہ کسی وقت میں مسلمان ہوئی ہوگی۔ مگر میں نے

ان کو بھی کبھی نو مسلم نہیں کہا۔

میں اس مضمون کے ایک ایک لفظ کا دندان شکن جواب لکھ سکتا تھا۔ مگر دیکھتا ہوں کہ اب مسٹر محمد علی کی لیڈری کے دانت ٹوٹ گئے ہیں اور بڑھاپا اتنا بڑھ گیا ہے کہ ان کے حواس بھی درست حالت میں نہیں ہیں۔ پس جب ان کے دانت ہی نہیں ہیں تو دندان شکن جواب فضول اور بیکار معلوم ہوتا ہے۔

جاسوسی و غداری کا جو الزام انہوں نے مجھ پر لگایا تھا اس کی بحث ۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء سے شروع ہوئی تھی اور ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ختم ہو گئی۔ اگرچہ میں نے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء کو یہ بحث ختم کر دی لیکن مسٹر محمد علی نے اس کو آج تک ختم نہ کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ حسن نظامی منادی اور درویش کے روزنامچہ، شب نامچہ میں اب بھی ان کی مخالفت کرتا رہتا ہے۔ مگر یہ مسٹر محمد علی کا سیاسی جھوٹ ہے جس کو وہ اور ان کے گرو گاندھی جی ہمیشہ بولا کرتے ہیں۔ گاندھی جی کو بھی سچ بولنے کا بڑا دعویٰ ہے مگر انہوں نے سوامی شردھانند کے قتل کے بعد کلکتہ میں کہا کہ وہ سوامی جی کی یادگار کے لئے دس لاکھ روپے جمع کرنے چاہتے ہیں جس میں سے پانچ لاکھ شدھی میں خرچ ہوں گے اور پانچ لاکھ اچھوتوں کی اصلاح میں خرچ کئے جائیں گے۔

پھر اسی بیان کو خود گاندھی جی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں بھی اپنے قلم سے لکھ کر شائع کیا۔ لیکن جب پٹنہ میں ان سے سوال کیا گیا کہ کیا اب وہ شدھی کے حامی ہو گئے ہیں اور شدھی کے لئے پانچ لاکھ روپے جمع کرنا چاہتے ہیں۔ تو گاندھی صاف مکر گئے اور انہوں نے شدھی کی امداد سے انکار کر دیا اور کہا میں نے کبھی شدھی کی تائید کا ارادہ نہیں کیا۔

میں اس کو گاندھی جی کا سیاسی جھوٹ خیال کرتا ہوں اور ایسا ہی ان کے چیلے محمد علی نے بھی سیاسی جھوٹ بولا ہے کہ میں نے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء کے بعد ان کی مخالفت منادی اور درویش میں کی۔

واقعہ صرف اتنا ہے کہ جب پروفیسر رام دیو نے دہلی و لاہور میں عظیم الشان جلسہ کر کے اسلام اور آریہ سماج کے عنوان پر تقریر کی اور اس میں بیان کیا کہ قرآن مجید محمد صاحب کا رائٹ روزنامچہ ہے۔ اور پروفیسر صاحب کی اس تقریر کی مسٹر محمد علی نے اپنے اخبار ہمدرد میں بڑے شاندار طریقہ سے تائید کی تو میں نے مسٹر محمد علی کی نسبت صرف اتنا لکھا کہ ان کو ایسے دعوی

اور بیان کی تائید مناسب نہ تھی۔ کیونکہ قرآن مجید خدا کا کلام اور وحی ہے۔ رسول اللہ کا لکھا ہوا روزنامچہ نہیں ہے اگر اسی کا نام مخالفت ہے تو ایسی مخالفت تو آپکی ہر مسلمان کی طرف سے ہوگی۔ جبتک آپ مسلمان ہیں آپکو کوئی حق نہیں ہے کہ قرآن مجید کو رسول اللہ کا روزنامچہ کہوائیں۔ میں اس کتاب میں گزشتہ جھگڑوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ میں نے ان کو ختم کر دیا اور مجھے اب ان کے دہرانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ان تمام واقعات کی تفصیل ایک کتاب میں شائع ہو گئی ہے جس کا نام "نمونہ جنگ **صفین**" ہے اور جو سات سو آٹھ صفحہ کی کتاب ہے اور جس کی قیمت دو روپیہ ہے اور جو کارکن حلقہ مشائخ دہلی سے مل سکتی ہے۔

اس کتاب میں تمام اسلامی دنیا کی رائے درج ہے جو مسٹر محمد علی کی نسبت ظاہر کی گئی ہے اور مسٹر محمد علی کے الزام جاسوسی کا جواب بھی ہے اور بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جو آج تک کسی کو معلوم نہ تھیں اور جن سے مسٹر علی کی پوشیدہ حقیقت روشنی میں آگئی ہے۔ ۱۲ر اپریل ۱۹۲۶ء کے تازہ مضمون میں میری ذات کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا جواب تو کتاب نمونہ جنگ صفین سے ملیگا۔ البتہ یہ لکھنا ضروری ہے کہ میں نے مفتی محبوب علی کے لئے سات کرور پوسٹ کارڈ بھیجنے کی تحریک نہیں کی تھی۔ بیچارے محمد علی صاحب کا حافظہ درست نہیں ہے۔ میں نے ایک کرور پوسٹ کارڈ بھیجنے کی تحریک کی تھی اور ۱۰ر جنوری ۱۹۲۶ء سے یکم فروری ۱۹۲۶ء تک دو لاکھ پیغام چیف کمشنر دہلی کو مفتی محبوب علی کی حمایت میں پہنچ گئے تھے۔

پنجاب کی توہین

مسٹر محمد علی کو اہل پنجاب سے خبر نہیں کیا خصومت ہے کہ بار بار پنجابی لولی کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ اور ان کے استاد اول سر سید نے پنجاب کے باشندوں کو زندہ دلان پنجاب کا جو خطاب دیا تھا اس پر بھی طعن کیا کرتے ہیں۔ اس مضمون میں بھی پنجاب کی **بدعات** و **خرافات** کا طعنہ دیا گیا ہے۔ اور میاں سر شفیع اور اراکین انجمن حمایت اسلام کو بھی آریہ اخبارات کے خوش کرنے کے لئے برا بھلا لکھا ہے۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار اور مولانا سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست اور مہر صاحب اور سالک صاحب ایڈیٹران اخبار انقلاب کو انہوں نے اپنے اخبار ہمدرد میں لگاتار گالیاں محض اس وجہ سے دیں کہ وہ غریب پنجابی ہیں۔ اور کوئی دن خالی نہیں جاتا جبکہ محمد علی پنجابیوں کا مذاق نہ اڑاتے ہوں اور ان کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کرتے ہوں۔ میرا قصور شاید یہ بھی ہے کہ میں پنجاب کو **زندہ دل** بھی کہتا ہوں اور **زندہ عقل** بھی سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ پنجاب میں ہزاروں مسلمان مسٹر محمد علی سے زیادہ عمدہ انگریزی لکھ سکتے ہیں۔ اور مسٹر محمد علی سے لاکھ درجہ اچھی اردو لکھ سکتے ہیں۔ اور مسٹر محمد علی سے کہیں بڑھ کر ان کی قومی و ملکی خدمات ہیں۔

آج سیال سر محمد شفیع صاحب پر مسٹر محمد علی آوازہ کشی کرتے ہیں وہ دن بھول گئے کہ دہلی میں جبکہ سر شفیع سرکار کے ایک اعلیٰ عہدہ دار تھے مسٹر محمد علی نے ان کو اپنے ایک کام کا صدر بنایا تھا۔ اور سر شفیع کے دروازہ پر عاجزی و فروتنی سے حاضری دیا کرتے تھے حالانکہ وہ تو جب بھی پنجابی تھے۔ مولانا غلام محی الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام نے تو مسٹر محمد علی کی خلافت کو ایسی شاندار امداد دی ہے کہ اگر مسٹر محمد علی احسان فراموش نہیں ہیں تو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ مگر وہ بھی پنجابی تھے۔

مسٹر محمد علی کا مغالطہ مسٹر محمد علی نے بالکل غلط لکھا ہے کہ حسن نظامی نے اخبار پرتاپ کی مخالفت شروع کرنے کے بعد زمیندار کو مہاراناکی نسبت مضمون بھیجا۔ کیونکہ میں نے زمیندار و انقلاب و سیاست کو مہاراناکی نسبت نو یا دس اپریل ۱۹۲۰ء کو مضامین بھیجدئے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انجمن حمایت اسلام کے اخبار حمایت اسلام کے ایڈیٹر صاحب نے اسکی نسبت مجھے لکھا تھا کہ مہاراناکی پوری حقیقت لکھئے تاکہ مسلمانوں کو اصلی حالات سے آگاہ کیا جائے۔ میں نے اخبار مذکور کے علاوہ لاہور کے دوسرے اخبارات کو بھی اس مضمون کی نقلیں بھیجدیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام کے اراکین کی نیت اگر مسلمانوں کو دہوکہ دینے کی ہوتی تو وہ مجھ سے یہ مضمون کیوں لکھواتے اور کیوں شائع کرتے۔

یہ جلوس میرا ہوتا مسٹر محمد علی کی اس مخالفت کا راز محض یہ ہے کہ وہ مہاراناکے شاندار خیر مقدم سے اور بے نظیر جلوس سے آگ بگولا ہو رہے ہیں۔ انکو حسرت ہے کہ اب ایسے خیر مقدم اور ایسے جلوس مسٹر محمد علی کے کیوں نہیں ہوتے اور مہاراناکی جگہ مسٹر محمد علی کیوں نہ ہوئے۔ مگر مسٹر محمد علی کو معلوم ہے کہ دنیا میں سوائے خدا کی ذات کے کسی کو بقا نہیں ہے اب وہ زمانہ ختم ہوگیا جب مسٹر محمد علی کا خیر مقدم کیا جاتا تھا اور ان کے جلوس نکالے جاتے تھے۔ اب ان کو صبر سے کام لینا چاہئیے اور جس طرح کہ انہوں نے اپنے بڑے بھائی کو لکھا ہے مسجد کے کونہ میں بیٹھکر بچوں کو پڑھانے کی نوکری کرلینی چاہئیے۔ تاکم از کم پنجاب کو انکی نئی نئی سے امن ملے۔

ختم خواجگی اگر مسٹر محمد علی نے میری خواجگی ختم کردی۔ اور اگر واقعی خواجگی ختم بھی ہوگئی تو کوئی بڑا کام نہیں ہوا۔ اسلام باقی رہے حسن نظامی جیسے تو بے شمار پیدا ہوئے اور بے شمار مٹ گئے اور بے شمار مٹ جائیں گے۔ اگر مسٹر محمد علی کا دماغ درست حالت میں ہے تو ان کو اسلام کی اور مسلمانوں کی خدمت کرنی چاہئیے اور ختم خواجگی کے خبط کو دل سے دور کردینا چاہئیے کہ ذاتیات کے جھگڑوں میں وقت ضائع کرنے کا یہ وقت نہیں ہے۔

خلاصہ اب مسٹر محمد علی کا مضمون درج کیا جاتا ہے اور اس کا خلاصہ جواب یہ ہے کہ مہارانا نصر اللہ خاں صاحب کی نسبت انہوں نے اور ان کے حلیف آریہ اخبارات نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب غلط ہے۔ اور اسلام کی دشمنی ہے اور ذاتی حسد وعناد ہے اور اس قسم کی تحریریں ایسی ہی بے اثر ہوں جیسی مسٹر محمد علی کی لیڈری بے اثر اور بیکار ہوگئی ہے۔

پادشن بخیر "خواجہ" (علی) حسن "نظامی"!

"تحریری" تبلیغ کا ایک نیا کرشمہ

(از محمد علی)

میرے کتنے بزرگ اور میرے کتنے کرم فرما میرے پاس تشریف نہ لاتے تھے یا مجھے خط نہ لکھتے تھے اور بار بار مصر ہوتے تھے کہ بس اب "مقدس ڈاکو" "نقلی" "خواجہ" "جھولی" تبلیغ کے راجہ" (علی) حسن "نظامی" کی جاسوسی اور غداری کو چھوڑو اور کسی اور کام کو ہاتھ میں لو، اور گو بعد میں ان صاحب اور ان کے بعض مریدوں اور حاشیہ نشینوں اور ان کی مقدس لوٹ کے حصہ داروں کی دریدہ دہنی نے اُن کرم فرماؤں کو قائل کر دیا کہ یہ صاحب ہرگز اس کے مستحق نہ تھے کہ اسقدر جلد بخش دیے جائیں، اور ایک ایسی شر انگیز اور گمراہ کن ہستی کو تقدس، حمایت تبلیغ اور ہدایت ملی کے منعدد پردوں سے نکال کر مسلمانان ہند کے سامنے عریاں ہی کھڑا کر دینا چاہیے۔ تاکہ وہ آئندہ دہوکہ نہ کھائیں اور اس کے بھروسہ پر تبلیغ جیسے اہم کام کو چھوڑے بیٹھے نہ رہیں۔ اور ہندوستان کا مریض مسلمان اطبائے حاذق سے بدگمان ہو کر اس جیسے عطائی کے "علاج" سے اپنے مرض کو مزمن نہ کرتا رہے، لیکن ان بزرگوں اور کرم فرماؤں کی ذہنیت بدل جانے پر بھی یہ کھتی کہ وہ فرماتے تھے اب تو "ختم خواجگی" ہو چکا ہے، اب مرے کو کیوں مارتے ہو؟ میں مانتا ہوں کہ ایک معنی میں "ختم خواجگی" ہو چکا ہے لیکن میں اس "عوام" کے مزاجداں اور علم نفسیات کے ماہر کے مزاج کو بھی خوب جانتا تھا، اور میں نے باوجود سینکڑوں احباب کے اصرار کے ایک سے بھی وعدہ نہیں کیا کہ میں اس موضوع پر آئندہ کبھی قلم نہ اٹھاؤنگا، گو میں نے اس کی قلعی ایک بار اچھی طرح کھول کر پورا سکوت اختیار کر لیا۔ حالانکہ اس کے بعض مرید اور اس کی مقدس لوٹ کے اکثر شریک وسہیم (اور بالخصوص اس کا ایک

لیجا تفنگا ساتھی) میرے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہے، اور خود یہ بھی "منادی" میں اور "درویش" کے "روزنامچوں" اور "شب نامچوں" میں، اور اور طریقوں پر میرے خلاف ضرور کچھ نہ کچھ لکھتا ہی رہا۔ میں جانتا تھا کہ اس کی روزی ہی یہ "تحریری" "تبلیغ" ہے، اور ہماری آخری قید کے زمانہ میں اسکا مزا چکھ چکنے کے بعد یہ کبھی اُس "کتب" "نویسی" اور "کتب فروشی" تک پر بھی قانع نہ ہوگا جسے اُس نے بظاہر مجاوری کی بھیک اور ٹکڑگدے پن کو ترک کرکے اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔ اب "تبلیغ" کے نام سے روپیہ اینٹھنے، اور "لیڈری" کئے اور جلوس نکلوائے بغیر نہ اسکا پیٹ بھریگا، نہ اسے چین ہی آئے گا۔ مسلمانوں کی ذہنیت گذشتہ پانچ برس میں اسقدر بگڑ گئی ہے کہ اگر اس کی جاسوسی کا اسقدر بیّن ثبوت بھی محض ظفر علی خاں صاحب کے متعلق ہوتا، یا کسی چھوٹے موٹے جاگیردار یا نواب کے متعلق تو ان پر وہ اثر نہ ہوتا جو آج اسکا باعث ہوگیا کہ وہ جاسوسی حیدرآباد جیسی بڑی اسلامی سلطنت کے خلاف کی گئی تھی، اور محض جاسوسی ہی نہ تھی بلکہ ایک وظیفہ کے طالب اور امیدوار کی غداری بھی تھی، اور اس سے انگریزی حکومت نے پورا پورا فائدہ بھی اٹھایا تھا، اور حضور نظام کو پورا پورا نقصان بھی پہنچ چکا تھا۔ پھر بھی صرف اسی وجہ سے کہ پبلک کے لیئے انکشاف جرم آٹھ برس کے بعد ہوا۔ دگو حضور نظام کو شیخ ضیاء الحق صاحب نے ۱۹۲۳ء ہی میں اسکا وظیفہ مقرر ہوتے ہی مطلع کردیا تھا اور چند ہی ہفتہ ہوئے کہ ان کے معروضہ کے متعلق حیدرآباد سے حضور نظام کے چیف سکریٹری صاحب کا تار آیا کہ اس جاسوسی کے اقبال جرم والے اصل خط کو فوراً روانہ کردو) کتنے مسلمان نہ کہتے تھے کہ بھلا آٹھ برس کے پرانے خط پر اسقدر لکھنا محمد علی کی زبردستی ہے، گویا جرائم پر بھی، اور وہ بھی ایسے مفاد ملک و ملت کے خلاف سنگین جرائم پر تمادی عارض ہوسکتی ہے۔ ان سب چیزوں پر نظر رکھتے ہوئے میں جانتا تھا کہ یہ "مقدس ڈاکو" اپنے بے ایمان خانہ" سے پھر سر نکالے گا، اور مجھے پھر اسکا سر کچلنا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مگر تعجب تو یہ ہے کہ اسقدر جلد سر نکالا گیا، اور اس بھونڈے طریقے پر کہ نکلتے ہی زخم کھا گیا۔

خدا"زندہ دلان پنجاب" کو ہمیشہ زندہ دل رکھے، مگر خدا ان کو بدعات وخرافات
پر اپنی تیزی کے ساتھ اعتقاد کرنے سے بھی بچائے۔ مفتی محبوب علی مرحوم کی غریب
بیوہ کے لیئے تو کچھ نہ کیا گیا۔ لیکن ان کے قتل کے متعلق مقدمہ چلانے کے لیئے غریب
مسلمانوں کی جیبوں سے ۸ کرور پوسٹ کارڈوں کے دام نکلوانے کی ترکیب
اسی اشتہار باز، شہرت طلب کے دماغ سے نکل سکتی تھی۔ مگر مسلمان سمجھ
گئے، اور گو بہت سے پھر بھی اس کے چلکے میں آ گئے۔ لیکن بہتوں نے پھر بھی
صاف سمجھ لیا کہ یہ ترکیب پھر "لیڈری" حاصل کرنے اور جاسوسی وغداری
کا داغ مٹانے کے لیئے ہے۔ لہذا کچھ عرصہ ٹھہر کر اس نے دوسری یہ ترکیب
نکالی کہ لاہور میں انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ ہوگا۔ اس انجمن کا
ایک شعبہ تبلیغ بھی ہے، اور گو اس کے کالج اور اس کے متعدد اسکولوں نے اب
اس کے شعبۂ تبلیغ سے زیادہ شہرت حاصل کر لی ہے۔ تاہم اسکا یتیم خانہ (جو فتنۂ ارتداد
کا ایک حدتک انسداد کرتا رہتا ہے) اب بھی مشہور ہے اور اگر ایک نومسلم کانفرنس بھی منعقد
ہو تو میں پھر پبلک اسٹیج پر جلوہ افروز اور رقص کناں نظر آسکونگا، اس لیئے کہ جلد
جوش میں آنے اور بلا محنت کیئے ہوئے کامیاب ہو جانے کے خواہشمند مسلمانوں کو
یقین دلا سکونگا کہ میں نے ایک بڑے ہندو راجہ اور اس کی قوم کے لاکھوں راجپوتوں
کو مسلمان کر لیا ہے مانا کہ میں نے نہ اسلامی مدارس ملکانوں میں قائم کیئے ہیں
نہ کسی اور قسم کے ادعو کچھرے۔ یا فتنۂ ارتداد میں اور مسلمانوں سے مقابلتاً جلد مبتلا
ہو جانے والے مسلمانوں میں، اور مانا کہ میں نے نہ ایسے علاقوں میں نہ کہیں
اور مسلمانوں میں ارتداد کے انسداد اور غیر مسلموں میں تبلیغ ونشر کے لیئے
مرکز قائم کیئے ہیں۔ اور جب مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ سوائے ایسے پوسٹر لگانے
کے جن کو دیہاتی مسلمان اور غیر مسلم پڑھ بھی نہیں سکتے، تم نے کیا ہی کیا ہے،
تو مجھ سے سوائے اس کے کوئی جواب بن نہیں آتا کہ میرے تبلیغی وسائل
خفیہ ہیں، اور ان کا راز افشا ہونے سے کامیابی ہرگز نہ ہوسکیگی، اس لیئے

میں خاموش ہوں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جونہی ایک ہندو مہارانا اور اسکے ۵½ لاکھ ہم قوم راجپوتوں کے مسلمان ہوجانے کا میں اعلان کرونگا؛ اور وہ بھی زندہ دلانِ پنجاب میں تو کون ہے جو پھر محمد علی کی سنیگا، اور حضور نظام ہی کے خلاف کیوں نہو، میری جاسوسی اور غدّاری کو یاد رکھیگا؟ چنانچہ یہی کیا گیا اب اس داستان کو بالتفصیل سنیئے۔

۸، ۹، اور ۱۰ اپریل کو میں اپنے پرانے اور عزیز دوست نواب اسمعیل خاں صاحب ایم۔ ایل۔ اے کے یہاں معہ اپنے بال بچوں کے مہمان تھا کیونکہ ان کی ایک ہمشیرہ کے لڑکے کی ان کی دوسری ہمشیرہ کی لڑکی سے شادی تھی، اور ہم سب کو بلایا گیا تھا، غالباً ۱۰ اپریل کو نواب صاحب نے ایک خط پڑھ کر سنایا جو یا تو ان کے پاس آیا تھا۔ یا میرٹھ میں ان کے کسی دوست کے نام، جس میں "خواجہ حسن نظامی" آنجہانی نے اپنی حیات ثانی کے دَور کو اس طرح شروع کرنا چاہا تھا کہ میرٹھ کے سربرآوردہ مسلمانوں کو دعوت دی تھی کہ ملک گجرات کے مشہور **نومسلم** مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ جی جن کا اسلامی نام نواب نصر اللہ خاں رکھا گیا ہے، اور جو ریاست آمود ملک گجرات کے حکمراں ہیں اور ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں سمیت اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں، انجمن حمایت اسلام لاہور کی نومسلم کانفرنس کی صدارت کے لیئے لاہور جانے والے ہیں۔ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء کی صبح کو ان کی گاڑی دس بجکر ۶ منٹ پر میرٹھ پہنچیگی (غالباً بمبئی پنجاب اکسپریس کا وقت دیا ہوا تھا) مجھ کو ٹھیک الفاظ یاد نہیں ہیں۔ مگر یہ تمام الفاظ انہیں بزرگ کے پوسٹر سے جو دہلی میں شائع ہوا تھا لیئے گئے ہیں یا لاہور کے ایک ہندو اخبار مورخہ ۱۲ اپریل سے جس میں اس اشتہار کی بظاہر ایک نقل دی گئی ہے جو انبالہ میں ان بزرگ کی طرف سے تقسیم کیا گیا تھا) لہذا ہر اسلامی انجمن اور تمام علما و مشائخ اور روساء کا فرض ہے کہ ۱۴ اپریل کے مقررہ وقت سے کچھ پہلے اسٹیشن پر

جمع ہو جائیں (میرا خیال ہے کہ مسلمان طلباء کو بھی دعوت دی گئی تھی کہ جھنڈیاں لے کر جائیں) اور اپنے اسلامی بھائی مہارانا صاحب کا تکبیر کے نعروں سے خیر مقدم کریں، اور ممکن ہو تو پھولوں کے ہار گلے میں ڈالیں اور اپنی اسلامی محبت کا ثبوت دیں (یہ انبالہ کے اشتہار کی لفظ بلفظ عبارت ہے دہلی کے پوسٹر جس کی سرخی "نومسلم مہارانا کی دہلی میں آمد" ہے، یہ عبارت ہے کہ دہلی کے سب مسلمان بھائی پھولوں کے ہار لے کر ریل پر چلیں اور اپنے نومسلم مہارانا بھائی کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کریں" وغیرہ وغیرہ)

جس وقت میں نے اس خط کی عبارت سنی میں بھی "اس جعلی "خواجہ" "جھولی تبلیغ کے راجہ" کے فریب میں آ گیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ میں ان ٹھاکر صاحب آف آمود سے غالباً اس وقت سے واقف ہوں جب کہ "خواجہ" صاحب بھی ان سے واقف نہ تھے، کیونکہ ان کا علاقہ بڑودہ سے کچھ دور نہیں، اور میں ۱۹۰۴ء سے ۱۹۱۰ء تک ریاست بڑودہ کے تین ضلعوں میں ملازم رہ چکا ہوں اور ان سے کئی بار مل چکا ہوں اور ترک تعاون کی تحریک کے زمانہ میں بھی ان سے دوبارہ نیاز حاصل کر چکا ہوں۔ میں سمجھا کہ شاید وہ ٹھاکر صاحب جن سے میں واقف تھا فوت ہو چکے ہیں اور ان کے خاندان کی کسی ہندو شاخ کا کوئی شخص ان کا وارث ہو گیا ہے، اور "خواجہ" صاحب کے اثر سے وہ ابھی مسلمان ہوا ہے۔ مگر اس پر بھی مجھے تعجب تھا کہ یہ ۱½ لاکھ راجپوت کسطرح نومسلم کہے جاتے ہیں، جبکہ یہ قوم محمد بیگڑہ احمد آباد کے مسلمان بادشاہ اور گجرات کے عظیم الشان مسلم فاتح کے زمانہ میں مسلمان ہوئی تھی اور یہ راجپوت اسوقت سے "مول اسلام" (شاید "مولائے اسلام" صحیح لقب ہو) کہے جاتے ہیں۔

میں نے اپنے ان خیالات کا اظہار نواب اسمٰعیل خاں صاحب کی کوٹھی پر جو میرٹھ کے متعدد سربرآوردہ حضرات اور ان کے دہلی کے چند عزیز

تھے ان کے سامنے کیا۔ اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس خط سے یہ سمجھا ہو کہ نہ ٹھاکر صاحب **نومسلم** ہیں، نہ ان کے ہم قوم ۴½ لاکھ راجپوت ہیں جو ہندوستان بھر کے ان تمام حضرات کے نام "ہمدرد" میں بلا کسی اجرت کے شائع کرنے کو تیار ہوں جو "خواجہ" صاحب کے اسی عبارت کے خط اور ان کے دہلی کے "**نومسلم مہارانا**" کی نہایت ہی جلی قلم کی سرخی والے پوسٹر سے یہ سمجھے ہوں کہ ٹھاکر صاحب مسلمان باپ دادا کی اولاد ہیں اور ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے تمام ہم قوم راجپوت چار پانچ سو برس سے مسلمان چلے آتے ہیں۔ بہرحال جن صاحبوں کے سامنے یہ خط میرٹھ میں پڑھا گیا تھا ان سب پر اس کا یہی اثر ہوا کہ ٹھاکر صاحب اور ان کے ہمقوم ۴½ لاکھ راجپوت حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں، اور غالباً یہ "خواجہ" صاحب ہی کی تبلیغ کا اثر ہے کہ انہوں نے ہندو دہرم کو چھوڑا اور اسلام قبول کیا۔ گو اسی وقت یہ بھی کہا گیا کہ نہ معلوم یہ سچ بھی ہے یا محض اس "جھوٹی تبلیغ کے راجہ" کی تازہ ترین تصنیف ہے اور "ہمدرد" نے اس کا بھانڈا پھوڑ کر اس کو "آنجہانی" بنا دیا۔ اس کے بعد اس کی کفن پھاڑ نے اور قبر سے نکلنے کی مضطربانہ کوشش ہے۔

جس چیز نے مجھے بھی چند دن اس فریبی کے فریب میں مبتلا رکھا وہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کا اشتہار تھا، اور چونکہ مجھے یقین نہیں آتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذمہ دار عہدہ دار بھی اس فریب میں شریک تھے، اس لئے میرا گمان ہے کہ وہ فریب دہندگان میں شامل نہ تھے، بلکہ فریب خوردگان ہی میں داخل تھے۔ اس اشتہار کے "الملتمس" نادم قوم محمد شفیع (میاں۔ سر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای خان بہادر ڈاکٹر۔ بیرسٹر ایٹ لا) پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور تھے اور انہوں نے اپنے "اپیل" کی ابتدا ان الفاظ میں فرمائی تھی:۔

"انجمن حمایت اسلام لاہور کا اکتالیسواں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں بفضلہ تعالیٰ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوگا جلسے کو ہر پہلو سے نمایاں طور پر کامیاب بنانے کے لیئے عظیم الشان تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ گذشتہ سال کی تمام دلچسپیوں کے علاوہ اب کے مزید فائدہ مند دلفریبیاں پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچایا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک اجلاس نومسلم بھائیوں کی کانفرنس کے لیئے مخصوص کیا گیا ہے اور اسے صدارت کی عزت بخشنے کے لئے ایک ایسے بیدار مغز، روشن خیال اور شیدائے قوم و ملت **نومسلم** والئ ریاست کی خدمت گرامی میں درخواست کی گئی ہے جو پانچ لاکھ **نومسلم** راجپوتوں کے مسلمہ رہنما ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ والئ ممدوح ہماری نیازمندانہ گذارش کو اپنے کریمانہ الطاف و عنایات کی بنا، پر ضرور قبولیت کا شرف بخشینگے۔ اور اسوقت ہم نہایت مسرت اور انبساط کے ساتھ برادران قوم کو آپ کے اسم گرامی سے مطلع کرنے کا فخر حاصل کر سکینگے۔"

اب میں پوچھتا ہوں کہ اس عبارت کے کیا معنے ہیں؟ کیا "جلسے کو ہر پہلو سے نمایاں طور پر کامیاب بنانے کے لیئے" جو "عظیم الشان تیاریاں کی جا رہی تھیں، اور گذشتہ سال کی تمام دلچسپیوں کے علاوہ اب کے مزید فائدہ مند دلفریبیاں پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچایا جا رہا تھا" انہیں "عظیم الشان تیاریوں" اور "مزید فائدہ مند دلفریبیوں" میں اس جعلی "خواجہ" اور اس "جھوٹی تبلیغ کے راجہ" کی یہ "فائدہ مند دلفریبی" (ماشاءاللہ اس جعلسازی اور فریب کی "فائدہ مند" حقیقت کا کس خوبی سے اظہار کیا گیا ہے) نہ تھی جس نے

تھے ان کے سامنے کیا۔ اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس خط سے یہ سمجھا ہو کہ نہ ٹھاکر صاحب **نومسلم** ہیں، نہ ان کے ہم قوم ۴½ لاکھ راجپوت ہیں جو ہندوستان بھر کے ان تمام حضرات کے نام "ہمدرد" میں بلا کسی اجرت کے شائع کرنے کو تیار رہوں جو "خواجہ" صاحب کے اسی عبارت کے خط اور ان کے دہلی کے "**نومسلم مہارانا**" کی نہایت ہی جلی قلم کی سرخی والے پوسٹر سے یہ سمجھے ہوں کہ ٹھاکر صاحب مسلمان باپ دادا کی اولاد ہیں اور ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے تمام ہم قوم راجپوت چار پانچ سو برس سے مسلمان چلے آتے ہیں۔ بہر حال جن صاحبوں کے سامنے یہ خط میرٹھ میں پڑھا گیا تھا ان سب پر اس کا یہی اثر ہوا کہ ٹھاکر صاحب اور ان کے ہمقوم ۴½ لاکھ راجپوت حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں، اور غالباً یہ "خواجہ" صاحب ہی کی تبلیغ کا اثر ہے کہ انہوں نے ہندو دھرم کو چھوڑا اور اسلام قبول کیا۔ گو اسی وقت یہ بھی کہا گیا کہ نہ معلوم یہ سچ بھی ہے یا محض اس "جھوٹی تبلیغ کے راجہ" کی تازہ ترین تصنیف ہے اور "ہمدرد" نے اس کا بھانڈا پھوڑ کر اس کو "آنجہانی" بنا دیا۔ اس کے بعد اس کی کفن پھاڑنے اور قبر سے نکلنے کی مضطربانہ کوشش ہے۔

جس چیز نے مجھے بھی چند دن اس فریبی کے فریب میں مبتلا رکھا وہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کا اشتہار تھا، اور چونکہ مجھے یقین نہیں آتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذمہ دار عہدہ دار بھی اس فریب میں شریک تھے، اس لئے میرا گمان ہے کہ وہ فریب دہندگان میں شامل نہ تھے، بلکہ فریب خوردگان ہی میں داخل تھے۔ اس اشتہار کے "الملتمس" نادم قوم محمد شفیع (میاں۔ سر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای خان بہادر ڈاکٹر۔ بیرسٹرایٹ لا) پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور تھے اور انہوں نے اپنے "اپیل" کی ابتدا ان الفاظ میں فرمائی تھی:-

"انجمن حمایت اسلام لاہور کا اکتالیسواں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں بفضلہ تعالیٰ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوگا جلسے کو ہر پہلو سے نمایاں طور پر کامیاب بنانے کے لیۓ عظیم الشان تیاریاں کی جارہی ہیں۔ گذشتہ سال کی تمام دلچسپیوں کے علاوہ اب کے مزید فائدہ مند دلفریبیاں پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچایا جارہا ہے۔ چنانچہ ایک اجلاس نومسلم بھائیوں کی کانفرنس کے لیۓ مخصوص کیا گیا ہے اور اسے صدارت کی عزت بخشنے کے لئے ایک ایسے بیدار مغز، روشن خیال اور شیدائے قوم و ملت **نومسلم** والیٔ ریاست کی خدمت گرامی میں درخواست کی گئی ہے جو پانچ لاکھ **نومسلم** راجپوتوں کے مسلّمہ رہنما ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ والیٔ ممدوح ہماری نیازمندانہ گذارش کو اپنے کریمانہ الطاف و عنایات کی بنا، پر ضرور قبولیت کا شرف بخشینگے۔ اور اسوقت ہم نہایت مسرت اور انبساط کے ساتھ برادران قوم کو آپ کے اسم گرامی سے مطلع کرنے کا فخر حاصل کرسکینگے۔"

اب میں پوچھتا ہوں کہ اس عبارت کے کیا معنے ہیں؟ کیا "جلسے کو ہر پہلو سے نمایاں طور پر کامیاب بنانے کے لیۓ" جو "عظیم الشان تیاریاں کی جارہی تھیں، اور گذشتہ سال کی تمام دلچسپیوں کے علاوہ اب کے مزید فائدہ مند دلفریبیاں پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچایا جارہا تھا" انہیں "عظیم الشان تیاریوں" اور "مزید فائدہ مند دلفریبیوں" میں اس جعلی "خواجہ" اور اس "جھوٹی تبلیغ کے راجہ" کی یہ "فائدہ مند دلفریبی" (ماشاراللہ اس جعلسازی اور فریب کی "فائدہ مند" حقیقت کا کس خوبی سے اظہار کیا گیا ہے) نہ تھی جس نے

نہ صرف (بقول "خواجہ") پانچ لاکھ مسلمانوں کو دہلی سے لے کر لاہور کے اسٹیشن پر ٹھاکر صاحب آف آمود کا استقبال کرنے بھیجا تھا، بلکہ ہزارہا زندہ دلان پنجاب کو ٹکٹ خرید کر انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں شریک ہونے پر آمادہ کیا تھا؟ میں تسلیم کرتا ہوں کہ لاہور کے ہندو اخبارات نے اس جعلی "خواجہ" کی "جھوٹی تبلیغ" کا بھانڈا پھوڑنے کی کوشش ۱۱ اپریل ہی کو شروع دی تھی، اور "پرتاب" مورخہ ۱۲ اپریل میں ان کا شبہ ان سرخیوں سے ظاہر کیا جانے لگا تھا کہ "کوئی مہاراجہ مسلمان نہیں ہوا" نہ ہی اس کے ساتھ ۵ لاکھ راجپوت مسلمان ہوئے ہیں" (حسن نظامی کا غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ) اور انہوں نے واقعات کی تحقیق کرنے سے پہلے ہی "زبردست تردید" کرنا شروع کر دی تھی۔ غالباً اسی نے "خواجہ" صاحب کو مجبور کر دیا کہ دوسرے ہی دن یعنی ۱۳ اپریل کے "زمیندار" میں "مہارانا نصر اللہ خاں" کی سرخی سے، اور "خواجہ حسن نظامی کے قلم سے" "پنجاب کے مسلمانوں کی آگاہی کے لیے مہارانا صاحب کے مختصر حالات لکھے" گئے، اور بظاہر اسی خوف سے کہ اب اس "نومسلم مہارانا" اور اس کے ہم قوم "پانچ لاکھ نومسلم راجپوتوں" کی "نظامی تبلیغ" کا بھانڈا ضرور پھوٹ جائے گا۔ "جھوٹی تبلیغ کے راجہ" نے اس کا اقبال کر دیا کہ "یہ قوم سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے زمانہ میں اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی تھی"، اور اسکا بھی اقبال کیا کہ شدھی سبھا کے مقابلہ میں "میرا کام بہت ہی کمزور تھا" اور اس کا اثر اسی قدر ہوا کہ "۸ مارچ ۲۶ء کو میری اور سنٹرل شدھی سبھا بڑودہ کی دماغی کشمکش کا ایک نتیجہ ظاہر ہوا اور ناپا ضلع کھیڑا پر گراسیہ قوم کے سات ہزار سردار جمع ہوئے اور انہیں مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خاں جی کی صدارت میں اس قوم کا ایک

عظیم الشان جلسہ ہوا۔ میں بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔ یہ جلسہ دو روز تک ہوتا رہا جس میں اس قوم کے سرداروں نے عہد کیا کہ وہ مسلمان رہینگے اور آریہ مذہب قبول نہ کرینگے۔" مگر کیا اسکا اظہار انجمن حمایت اسلام کے "اپیل" میں نہیں کیا جاسکتا تھا؟ کیا اس "اپیل" میں مہارانا صاحب کا نام تک لینا گناہ تھا؟ میں نہیں جانتا کہ اس "اپیل" کے اور پڑھنے والوں پر اس کی عبارت کا کیا اثر ہوا تھا، مگر میں حلف لے کر کہہ سکتا ہوں کہ میں تو یہی سمجھا کہ اب تک ان "**نومسلم والئی ریاست**" نے اپنے مشرف باسلام ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے اور وہ اس پر غور فرما رہے ہیں، جوں ہی وہ اپنے ایمان لانے کی خبر کے شائع کرنے کی اجازت دیدینگے سر محمد شفیع ببانگ دہل ان کے اسم گرامی کا اعلان کر دینگے، اور سارا ہندوستان اس آواز سے گونج اٹھے گا۔ یہی وجہ تھی کہ میرٹھ میں جب "خواجہ" صاحب کا خط پڑھا گیا تو مجھے حیرت ہوئی۔ مجھے ٹھاکر صاحب آف آمود کا ہندوانی نام یاد نہیں رہا تھا، اور جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں، میں سمجھا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہوگا اور ان کے خاندان کی کسی ہندوانی شاخ میں وراثت پہنچی ہوگی، مگر چونکہ آمود کے پچھلے جاگیر دار سب مسلمان رہتے آئے ہیں۔ اس لیئے "خواجہ" صاحب نے ان کو بھی اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرلیا ہوگا۔ تاہم میرے قلب پر اب وہ اثر باقی نہ رہا تھا جو سر محمد شفیع کے "اپیل" کی عبارت نے پیدا کر دیا تھا۔ جو یقیناً پنجابی صحافت کی اصطلاح میں ایک "سنسنی خیز" خبر کا پیش خیمہ معلوم ہوتی تھی۔ میں ٹھاکر صاحب کی یا مہارانا صاحب کی اس عزت کہ ان کا یہ لقب مغلیہ سلطنت کا عطا کردہ تھا اور ہمارے لیئے ضرور قابل احترام ہے۔ استقامت دینی کی قدر کرتا ہوں، اور نیز ان سات ہزار سرداران قوم راجپوت اور ان کے ۱/۲ ۵ لاکھ ہم قوموں کی استقامت دینی کی کہ انہوں نے باوجود لالچ دلائے جانے کے ارتداد کے عظیم ترین گناہ کا

ارتکاب نہیں کیا، جو میرے نزدیک اسقدر سخت گناہ کبیرہ ہے کہ عذاب الحریق یعنے آگ سے جلائے جانے کی سزا کی طرح صرف عذاب اللہ ہی کہلانے کا مستحق ہے، انسان اس زندگی میں اس کی سزا دینے کا مجاز نہیں کیا گیا، بشرطیکہ اس کے ساتھ فساد فی الارض بھی شامل نہ ہو، جو انسان کو مجبور کر دیتا ہے کہ اس کے مرتکب کو قتل تک کر دے۔ میں "خواجہ" صاحب کی بھی نہایت خلوص دل سے تعریف کرتا ہوں، اگر انہوں نے سورت کے نواب صاحب کو، جو آل رسولؐ ہیں اور میرے دیرینہ کرم فرما ہز ہائنیس جہانگیر میاں صاحب، شیخ، یعنی والیئے ریاست مانگرول کو، جو شیخ صدیقی ہیں، اس پر آمادہ کر دیا کہ اپنی صاحبزادیوں کی شادی ان مسلمان بھائیوں کی قوم میں کر دیں، چنانچہ دونوں نے بالترتیب اپنی صاحبزادیوں کا عقد ٹھاکر صاحب کیسرواڑہ اور ٹھاکر صاحب آمود کے صاحبزادوں سے کر دیا۔ میں اسکو بھی ایک نہایت عمدہ کارروائی سمجھتا ہوں کہ ٹھاکر صاحب کو نومسلم کانفرنس کا صدر بنایا گیا، اور مسلمانوں نے ان کا نہایت محبت اور گرمجوشی سے ہر جگہ استقبال کیا لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ گجرات یا صوبہ بمبئی کے دیگر علاقوں کے مسلمان جو اصلی واقعات سے خوب واقف ہیں اتنی ہی تعداد میں ہر اسٹیشن پر ٹھاکر صاحب آف آمود کا استقبال کرنے آئے، یا احمد آباد، بھڑوچ۔ سورت یا بمبئی کے شہروں میں بھی ان کا جلوس اسی قدر شاندار ہوتا جتنا کہ لاہور میں ہوا، یا ان کے جلوس کے ساتھ اتنے ہی مسلمان ہوتے جتنے کہ لاہور کے جلوس میں شامل تھے؟ اس کو بھی جانے دیجئے، کیا دہلی سے لاہور تک ہر اسٹیشن پر اتنے ہی مسلمان اسی طرح استقبال کرتے، اور لاہور میں بھی سب کچھ ہوتا، اگر "خواجہ" صاحب اور ان کے سرکاری سرپرست سر محمد شفیع صاحب نے اپنے خطوط، اشتہارات اور اپیلوں میں اس صریح اور صاف جھوٹ کا

اعلان نہ کیا ہوتا کہ مہارانا صاحب بھی نومسلم ہیں اور والیٔ ریاست اور ان کے ۱/۲ ۵ لاکھ ہم قوم بھی جو بظاہر ان کی رعایا ہیں؟

"خواجہ" صاحب اور سر محمد شفیع ہی تک یہ فائدہ مند دلفریبیاں محدود نہ تھیں، بلکہ انجمن کے سکریٹری غلام محی الدین صاحب اور انجمن کے ہفتہ وار اخبار "حمایت اسلام" کے ایڈیٹر شیخ حسن دین صاحب نے بھی اس میں پورا حصہ لیا تھا، چنانچہ حسبِ ذیل اعلانات ملاحظہ ہوں۔

انجمن کے عہدہ دار ارکان اور دوسرے بہی خواہ حضرات اس امر کے لیۓ اپنی ساری کوششیں صرف کر رہے ہیں کہ جلسے میں ایسی مفید دلچسپیاں اور دلفریبیاں پیدا کی جائیں جو اس عظیم الشان قومی و ملی تقریب کے شایان شان اور اسے ہر پہلو سے نمایاں طور پر کامیاب بنانے میں ممد و معاون ہوں۔

ہم نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ برادران اسلام تک یہ مژدۂ جانفزا پہنچاتے ہیں کہ گذشتہ جلسہ کی تمام دلچسپیوں کو بہتر سے بہتر طریق پر پیش کرنے کے علاوہ اس دفعہ بعض ایسی سودمند حیرت انگیز جدتیں اور خصوصیتیں پیدا کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جن کی بنا پر یہ جلسہ گذشتہ تمام جلسوں سے گوئے سبقت لیجائیگا۔ چنانچہ سب سے پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ ایک اجلاس نومسلم کانفرنس کے لیۓ مخصوص کیا گیا ہے۔ اسکا صدر۔ مقررین اور شعرا سب کے سب نومسلم ہونگے (ماخوذ از جریدۂ "حمایت اسلام" مورخہ ۲۴ مارچ)

اب کے جلسے کو ہر پہلو سے نمایاں طور پر کامیاب بنانے کے لیۓ اس میں تین مفید جدید اور خصوصیتیں پیدا کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے

نومسلم کانفرنس

ایک اجلاس نومسلم کانفرنس کے لیئے مخصوص کیا گیا ہے جس میں ہندوستان کے گوشے گوشے سے نومسلم بھائی شرکت فرمائینگے۔ اس اجلاس کا صدر، مقررین اور شعراحتی الوسع سب کے سب نومسلم حضرات ہونگے"

(ماخوذ از جریدہ "حمایت اسلام" مورخہ ۷راپریل)

یوں توجلسہ اپنی گوناگوں خصوصیات کے اعتبار سے اپنی نظیرآپ ہی ہے۔ لیکن تین جدتیں ایسی ہیں جن کا اعادہ قند مکرر کی شان اپنے اندر لیئے ہوئے ہے۔

نومسلم کانفرنس

پہلی جدت یہ ہے کہ جلسہ کا افتتاح "نومسلم کانفرنس" کی صورت میں جلوہ پذیر ہوگا۔ اس مبارک اجتماع کے صدر محترم نومسلم مہارانا نصراللہ خان صاحب خلد اللہ ملکہ، سابق ناہر سنگھ ایشور سنگھ والی ریاست آمود ضلع بھروچ (گجرات) ہونگے"

ماخوذ از مقالہ افتتاحیہ جریدہ "حمایت اسلام مورخہ ۱۴ اپریل

ریاست آمود ملک گجرات کے روشن ضمیر والی جناب مہارانا ناہر سنگھ جی جو خدا کے فضل وکرم سے اپنی قوم سمیت حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسے میں شمولیت کی غرض سے لاہور میں تشریف لارہے ہیں۔ اسلام نے بہت سے گردن فراز تاجداروں کی گردن

اپنے سامنے جھکائی ہے اور بت پرست بادشاہوں کو شہنشاہ حقیقی کا غلام بنایا ہے۔ مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ اسی دیدۂ زیب الفطرت سلسلۂ زریں کی ایک تابناک کڑی ہیں **اور ان کا اپنی قوم سمیت کفر کو ترک کرکے اسلام کی پناہ میں آنا** معاندین اسلام کے اس اتہام بے جا کا ایک نہایت زبردست اور مسکت جواب ہے کہ اگر زور شمشیر حامی کار نہ بنتا تو اسلام کبھی دنیا میں نہ پھیلتا۔"

ماخوذ از "شذرات" جریدہ "حمایت اسلام" مورخہ ۲۸ اپریل

ان اقتباسات میں چوتھا اقتباس بالخصوص ملاحظہ ہو۔ میں ایڈیٹر صاحب جریدہ "حمایت اسلام" سے پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ "مسلمان مہارانا صاحب" "کب" "اپنی قوم سمیت کفر کو ترک کرکے اسلام کی پناہ میں" آئے؟ ساڑھے چار سو برس یہ سب بھائی اور ان کے باپ دادا مسلمان تھے، آخر ان کے مرحوم و مغفور آباؤ اجداد کو[1] "اسلام کی پناہ" سے خارج کرکے "کفر" میں کیوں دھکیلا جاتا ہے؟ کیا یہی "تبلیغ" ہے کہ مسلمان تو ابھی چند ہی کو کیا ہوگا، مگر لاکھوں کروڑوں اگلے مسلمانوں کی اسطرح بے دریغ "تکفیر کردی"؟ کیا اسطرح کی "تحریری تبلیغ" "ملت اسلامیہ کو فائدہ پہنچا سکتی ہے"؟ آج تو اس نے ہمیں ہندوؤں کے سامنے اور ذلیل کر دیا ہے۔ میرا قیاس ہے کہ یہ سب حضرات "فائدہ مند دلفریبیوں" کے ایجاد کرنے والے نہیں ہیں بلکہ اسکا موجد وہی "تحریری تبلیغ" کا موجد اور دہلی کے "فریبیوں کے اخبار" کا نکلوانے والا ہے جس نے آٹھ برس ہوئے حضور نظام تک کو اپنی جاسوسی اور غداری کا شکار کیا تھا، اور جو غالباً اب بھی ان پر اور نیز ملت اسلامیہ پر اسی طرح ہاتھ صاف کرتا رہتا ہے۔ خدا سب کو اس کے شر سے محفوظ رکھے اور مسلمانوں کو سمجھ دے کہ اسکے فریب کا شکار نہ ہوں آمین ثم آمین

(یہ تھا ہمدرد کا مضمون)

لالہ لاجپت رائے مسلمانوں کے دوست بنتے ہیں:-

۲۴ اپریل ۱۹۲۷ء کے بندے ماترم میں جو لالہ لاجپت رائے کا اخبار ہے ایک لیڈر شائع ہوا ہے جس میں نہایت مکاری سے مسلمانوں کی دوستی و ہمدردی ظاہر کی گئی ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ حسن نظامی مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ لالہ لاجپت رائے اور ان کا اخبار مسلمانوں کی مکارانہ دوستی ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔

لالہ جی برسوں لندن میں انگریزوں کے ساتھ کھاتے پیتے رہے ہیں اور ترکی ملک میں مسلمانوں کے ساتھ کھایا پیا۔ اور کون جانتا ہے کہ انہوں نے محض سبزیاں کھائیں سبزی کے سوا اور کوئی چیز نہیں کھائی۔ مگر آج وہی لالہ جی ترک گاؤکشی کا وعظ کہتے ہیں اور ہندوؤں کے لیڈر بنتے ہیں اور اب ان کو مسلمانوں کی محبت و ہمدردی کا خیال خام بھی پیدا ہوا ہے۔

مسلمان قوم ایسی احمق نہیں ہے وہ دوست دشمن کو پہچان سکتی ہے۔ اگر حسن نظامی مسلمانوں کا دشمن ہے تو لالہ جی اس اندیشہ سے دُبلے نہ ہوں اور اپنے بیمار جسم کو نیا روگ نہ لگائیں مسلمان قوم خود حسن نظامی کو سزا دیدیگی۔ بندے ماترم ہوش میں آ۔ تیرا سیاسی فریب محض ہندوؤں کے لیے مخصوص رہنا چاہیئے۔

حسن نظامی

مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن

دہلی کے خواجہ حسن نظامی صاحب آج مسلمانوں میں ایک خاص پوزیشن حاصل کیے ہوئے ہیں۔ ان کی زندگی عجیب نشیب و فراز کی زندگی رہی ہے وہ ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہے ہیں۔ زمانہ شناسی میں انہیں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی زندگی میں کئی طرح کے رنگ بدلے ہیں لیکن ان کی ان تبدیلیوں کی تہ میں صرف ایک ہی غیر متبدل غرض کام کرتی رہی ہے اور وہ نام و نمود اور عزت شہرت حاصل کرنا ہے۔ ایک وقت تھا جبکہ ہندوؤں کی تعریف کرنے اور ان کے ساتھ میل ملاقات پیدا کرنے سے روپیہ جیب میں آسکتا تھا۔

پرماتمانے ہندوؤں کو سادہ لوح تو بنایا ہی ہے۔ خواجہ صاحب نے جھٹ کرشن بیتی اور گورکھشا پر کتابیں لکھ کر ہندوؤں پر اپنا جادو چلا دیا اور ان پر چاروں طرف سے سیم و زر کی بارش ہونے لگی۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب عام مسلمانوں میں ہندوؤں کے خلاف بغض و نفرت کے جذبات پھیل رہے ہیں اسلیے خواجہ صاحب نے بھی پینترہ بدل لیا ہے۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا جب وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ ہندوؤں کے خلاف زہر نہ اگلتے ہوں۔ جن ہندوؤں کی تعریف کرتے انکا قلم گھسا کرتا تھا۔ آج وہ اُن میں سو سو عیب نکالتے اور مسلمانوں کو تلقین کر رہے ہیں کہ وہ ان کا ہر طرح بائیکاٹ کر دیں۔ یہ خواجہ صاحب کی زندگی کا صرف ایک پہلو ہے۔ اسکے دیگر پہلو بھی عجیب و غریب ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا خواجہ صاحب اور مولانا محمد علی کے درمیان ایک خوفناک جنگ زرگری چھڑی ہوئی تھی۔ فریقین ایک دوسرے کو گالیاں دینے اور بدنام کرنے کے لیئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس جنگ کی ابتدا خواجہ صاحب کے ایک خط سے ہوئی تھی جس میں بقول مولانا محمد علی خواجہ صاحب نے نظام حیدرآباد اور مولانا ظفر علی خاں کے خلاف چیف کمشنر دہلی کے پاس مخبری کی تھی۔ خواجہ حسن نظامی نے اس جنگ کے دوران میں اپنے آپ کو جس رنگ و روپ میں ظاہر کیا اُس سے یہ صاف طور پر منکشف ہو گیا کہ آپ انتہا درجہ کے انتقام پسند واقع ہوئے ہیں مولانا محمد علی کی تحریروں نے اسلامی حلقوں میں خواجہ صاحب کی خوب قلعی کھولی جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ نے طوعاً و کرہاً مولانا کے آگے ہتھیار ڈالدینے پڑے۔ لیکن خواجہ صاحب جیسا زمانہ شناس اور انسانی طبائع کو پورے طور پر سمجھنے والا شخص اسطرح شکست کھا کر ہمیشہ کے لیئے گوشۂ تنہائی اختیار نہ کر سکتا تھا۔ انہوں نے اپنی کھوئی ہوئی شہرت اور عزت کو بحال کرنے کے لیئے ایک اور چال (اور حق یہ ہے کہ معرکہ کی چال) چلی۔ خواجہ کو بخوبی معلوم تھا کہ ہزارہا ملکانوں کے شدھ ہو جانے اور آئے دن ہر طرف سے شدھی کی خبریں موصول ہونے کی وجہ سے مسلمان سخت بددل ہو رہے ہیں اور جہاں ان کے دلوں میں ہندوؤں کے خلاف غم و غصہ کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں وہاں وہ اس امر کی طرف نگاہیں لگائے ہوئے ہیں کہ خدا را کوئی مسلمان ان شدھیوں کا جواب دے۔ خواجہ کو ایسا موقع خدا دے۔ خوش قسمتی سے آپ اشتہاری تبلیغ اسلام کا کام کچھ عرصہ سے کر ہی رہے تھے آپ نے جھٹ صوبہ گجرات کے ایک جاگیردار ٹھاکر ناہر سنگھ والی آمود کے ساتھ کہ جس کے آبا و اجداد قریباً پانچ سو سال سے مسلمان ہو چکے ہیں سازباز کی اور انہیں دہلی اور پنجاب کا دورہ کرنے پر رضامند کر لیا۔ دوسری طرف آپنے پرائیویٹ چٹھیوں۔ اشتہارات و اخبارات میں

مضامین کے ذریعہ مشتہر کرنا شروع کر دیا کہ صوبہ گجرات کی ایک ریاست کے مالک ایک مہاراجہ صاحب جو اپنی ۱/۲ ۵ لاکھ رعایا کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے ہیں عنقریب تشریف لانے والے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ پورے جوش و خروش کے ساتھ انکا خیر مقدم کریں۔ اور اسطرح اسلامی اخوت کا اظہار کریں لیکن خواجہ صاحب

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

کی کہاوت کو بھول گئے۔ انہیں کیا پتہ تھا۔ کہ ہندو پریس بھی دور کی کوڑی لانے والا ہے جونہی ہندو اخبارات کو خواجہ صاحب کے ان اعلانات کا علم ہوا انہوں نے تحقیقات کر کے اصل حالات معلوم کر لئے۔ اور وسیع پیمانہ پر شائع کرنا شروع کر دیا۔ کہ ٹھاکر ناہر سنگھ صاحب جنہیں خواجہ حسن نظامی صاحب ایسے ٹھاٹھ باٹھ سے لا رہے ہیں۔ نہ تو مہاراجہ ہیں نہ سردار نہ وہ کسی بڑی ریاست کے حکمران ہیں۔ اور نہ ہی ۱/۲ ۵ لاکھ رعایا کے ساتھ حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد کو مسلمان ہوئے قریباً ۵۰۰ سال ہو چکے ہیں ہندو اخبارات نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ خود ٹھاکر ناہر سنگھ کے ساتھ انٹرویو کر کے ان تمام باتوں کی تصدیق کرالی جب ہندو اخبارات نے خواجہ صاحب کے طلسم فریب کو تار تار کر دیا تو تمام لوگوں کی عموماً اور بعض مسلمانوں کی خصوصاً آنکھیں کھل گئیں اور انہیں پتہ لگ گیا کہ ایک چالاک شخص نے اپنی خاص اغراض کے لئے انہیں کسطرح بدھو بنایا۔ خواجہ صاحب کی اس نئی مکروہ چال کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر طرف لوگ مسلمانوں کا مضحکہ اڑا رہے ہیں اس سے اسلام کے متعلق بھی لوگوں کے دلوں پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑا۔ بلکہ غیر متعصب لوگ کہہ رہے ہیں۔ کہ جس مذہب کی تبلیغ کے لئے ایسے اوچھے ہتھیاروں کی ضرورت ہو۔ کیا وہ بھی کبھی دنیا میں ترقی کر سکتا ہے؟ ان حالات سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب اپنی حرکات گوناگوں سے اسلام اور مسلمانوں کو کسطرح بدنام کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ سطور لکھتے ہوئے ایک بہت بڑے لیڈر کا یہ قول یاد آگیا ہے کہ خواجہ حسن نظامی مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے ممکن ہے مسلمان کچھ عرصہ کے لئے دھوکے میں پڑے رہیں لیکن ہم بڑے وثوق کے ساتھ یہ پیشینگوئی کر سکتے ہیں کہ ایک دن آئیگا اور بہت جلد آئیگا جب انہیں پتہ لگ جائیگا کہ دہلی کے خواجہ حسن نظامی صاحب مسلمانوں کے اور ان کے مذہب کے حق میں سب سے بڑے دشمن ثابت ہوئے ہیں۔ ممکن ہے ہماری یہ بات بعض مسلمانوں کو بری معلوم دے لیکن وقت آئیگا۔ کہ وہ ان الفاظ کی قدر کرینگے اور اگر انہوں نے اس وقت اس حقیقت کو نہ سمجھا تو انہیں وقت آنے پر کف افسوس ملنا پڑیگا مسلمان ہمارے مت بھائی ہیں ہم اور وہ ایک ملک کے رہنے والے ہیں۔ ہماری قسمتیں ہمارے نفع نقصان مشترکہ ہیں اس لئے ہمیں یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ کوئی چالاک شخص ان کی زود اعتقادی اور سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ اسلئے اگرچہ خواجہ کا معاملہ مسلمانوں کا اپنے گھر کا معاملہ ہے لیکن ہم نے محض برادرانہ جذبہ سے متحرک ہو کر اپنے بھائیوں کو یہ مشورہ دینا مناسب خیال کیا۔ ماننا نہ ماننا ان کے اپنے اختیار میں ہے ——— (یہ آریہ اخبار ہندو ملاپ کا مضمون تھا)

اس وقت یہی ملکی خدمت ہے

دہلی کے مشہور اخبار ریاست میں جو میرے دوست سردار دیوان سنگھ صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے ۔ اپریل ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں مہارانا کی نسبت ایک نوٹ شائع کیا ہے اور اس کے اخیر میں خواہش کی ہے کہ حسن نظامی تبلیغی روش تبدیل کرکے ملکی خدمت کی طرف متوجہ ہو۔

میں سردار صاحب کی عنایت کا شکریہ ادا کرنے کے بعد لکھنا چاہتا ہوں کہ میرا کام مذہب کے دائرہ سے باہر سیاست میں دخیل نہیں ہو سکتا اور مذہب کی خدمت ہی کو میں ملکی خدمت تصور کرتا ہوں ۔ ریاست کا نوٹ درج کیا جاتا ہے۔

حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کا اثر

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی تبلیغی سپرٹ اور موجودہ پروگرام کے ہم اتنے ہی مخالف ہیں جتنے کہ شدھی و سنگھٹن کے ۔ مگر اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ اس وقت تمام ہندوستان کے اندر مسلمانوں میں سب سے زیادہ با اثر ہیں ۔

پچھلے ہفتہ گجرات کے ایک رئیس ٹھاکر نا ہر سنگھ (یا نواب نصر اللہ خاں) نو مسلم کانفرنس کی صدارت کے لئے لاہور گئے اور جس گرمجوشی کے ساتھ ہر ریلوے اسٹیشن پر ہزارہا لوگوں نے خیر مقدم کیا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خواجہ صاحب کا عام مسلمانوں پر کتنا بڑا اثر ہے اور آپ کیونکر لوگوں کی نبض کو پہچان کر عوام کے ذہن کو ایک مرکز پر جمع کر سکتے ہیں ۔ اور یہ واقعات ہیں کہ صرف ایک خواجہ صاحب کے خطوط نے دہلی سے لاہور تک ساٹھ ستر لاکھ آدمیوں کو اکٹھا کر دیا ۔

حضرت خواجہ صاحب اڈیٹر "ریاست" کے ذاتی طور پر دیرینہ دوست ہیں اور انکی قابلیت کیریکٹر اور دوست نواز طبیعت کے باعث ہمارے دل میں باوجود خیالات کے

اختلاف کے بہت بڑی عزت ہے۔ ان حالات میں اگر خواجہ صاحب ایک مخلص دوست کی رائے پر توجہ کر سکتے ہیں۔ اور ہماری درخواست منظور فرما سکتے ہیں۔ تو ہم یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ موجودہ آپ کا پروگرام آپ کا حقیقی رستہ نہیں۔ اور اگر یہی آپ کی قوت ملک کی غلامی کو دور کرنے اور حریت و آزادی کے جذبات پیدا کرنے میں صرف کی جائے تو نہ صرف ہندوستان کے لئے مفید ہوگا بلکہ آج یہ تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں جو تبلیغ کے باعث ملک کے ہر حصہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔

"ریاست" دہلی

مسٹر محمد علی اور آریہ اخبارات کی مخالفت کے جواب میں یہ پوسٹر تمام پنجاب میں تقسیم کیا گیا تھا۔

مہارانا کب مسلمان ہوئے

خود مہارانا نصر اللہ خاں کا جواب

مسٹر محمد علی اور سب آریہ پڑھ لیں

آریہ اخبارات کی تائید میں مسٹر محمد علی نے بھی اپنے اخبار ہمدرد میں مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں نے مہارانا نصر اللہ خاں کو نو مسلم لکھکر دنیا کو دھوکا دیا کیونکہ مہارانا صاحب چار سو برس سے مسلمان ہیں۔

اس کا مفصل جواب تو میں نے اپنی تازہ کتاب "مسلمان مہارانا" میں لکھ دیا ہے۔ مگر اس الزام کی نسبت خود مہارانا نصر اللہ خاں بہادر کا جواب اتنا صاف ہے کہ وہ تمام حریفوں کو لاجواب کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کو اخبار زمیندار لاہور مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء سے نقل کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب زمیندار لفظ "نومسلم کی توجیہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"مہارانا نصر اللہ خاں کے قیام لاہور کے دوران میں ایک ہندو اخبار کے نمائندہ نے

آپ سے ملاقات کرکے سوال کیا کہ جب آپ پیدائشی مسلمان ہیں تو اسلامی اخبارات آپ کو نو مسلم کیوں کہہ رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ:-

"اُن کا یہ کہنا بالکل درست ہے کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ میں اور میری برادری کے لوگ صحیح معنی میں گذشتہ سال مسلمان ہوئے جبکہ ۸۔ مارچ سنہ ۲۶ء کو تمام برادری کا ایک جلسہ میری صدارت میں ہوا اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مسلمان ہی رہیں گے اور ہرگز دوبارہ ہندوؤں میں شامل نہیں ہوں گے"

حسن نظامی۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

سفر لاہور سے واپس آتے ہی یہ پوسٹر تمام پنجاب میں تقسیم کیا و چسپاں کرایا گیا تھا

مسلمان مہارانا پر حملہ
آریہ اخبارات کے کلیجہ پر سانپ

مسلمان مہارانا ہرسنگھ جی خلف مہارانا اسو سنگھ جی حال نواب نصر اللہ خاں بہادر والی ریاست آمود ملک گجرات کا ملک پنجاب میں آنا آریہ اخبارات کو بہت ناگوار ہوا اور یہ دیکھ کر دہلی سے لاہور تک سات لاکھ مسلمان اُنکے خیر مقدم کے لئے نہایت جوش و خروش سے جمع ہوئے اور لاہور شہر میں دو لاکھ مسلمان اُن کے جلوس میں شریک ہوئے۔ آریہ اخبارات کے کلیجہ پر سانپ لوٹ رہا ہے اور وہ مسلمان مہارانا کی شان میں اپنی قومی بے تہذیبی و بے تمیزی کا اظہار کر رہے ہیں۔

مسلمانان پنجاب کا مسلمان مہمان

مہارانا نصر اللہ خاں مسلمانان پنجاب خصوصاً پنجاب کے اسی لاکھ مسلمان راجپوتوں کے مہمان تھے۔ اور اُن کی توہین تمام مسلمانان پنجاب کی توہین ہے۔ بلکہ پنجاب کے سناتن دھرم ہندوؤں کی بھی دل آزاری ہے جو آریہ اخبارات کی طرح نہیں ہیں اور مہمان کی مدارات کو ہندو قوم کا فرض سمجھتے ہیں۔ آریہ اخبارات نے جیسے دلخراش و بیہودہ الفاظ مسلمانوں کے محبوب مہارانا نصر اللہ خاں کی شان

میں استعمال کئے ہیں وہ مہارانا پر حملہ نہیں بلکہ تمام مسلمان پنجاب پر ایک ناقابل برداشت حملہ ہے۔
آریہ اخبارات حسد کے مرگھٹ میں مایوسی کی چتا پر بے بس پڑے ہوئے جل رہے ہیں اور اپنے قلم کے بانس سے اپنے دماغ کا کریا کرم کر رہے ہیں۔ انکی سب شرارت آمیز تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ مہارانا نصراللہ خاں مہارانا نہیں ہیں۔ اور پانسو برس پہلے ان کے بزرگ مسلمان ہو چکے تھے اور ساڑھے پانچ لاکھ راجپوت ان کے ساتھ مسلمان نہیں ہوئے اور حسن نظامی نے یہ سب جھوٹ موٹ شائع کر دیا تھا۔
یہ اخبارات پنجاب کے ہندوؤں کو احمق بنانا اور اپنی تحریروں کے ذریعہ حقیقت اور سچائی کے چہرہ کو پردہ سے چھپانا چاہتے ہیں مگر انکو معلوم ہو کہ حسن نظامی نے کوئی جھوٹا اعلان شائع نہیں کیا اور مہارانا نصراللہ خاں کا ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں سمیت حلقہ بگوش اسلام ہونا بالکل سچ ہے۔
بیشک مہارانا نصراللہ خاں کے بزرگ چارسو برس پہلے مسلمان ہوئے تھے لیکن نام اور کام کے اعتبار سے وہ اور انکی ساڑھے پانچ لاکھ راجپوت قوم، اور ۸ مارچ سنہ ۲۶ء کو بمقام ناپا ضلع کیرا مسلمان ہوئی

کتاب پڑھو

میں نے آریہ اخبارات کے ان شرارت آمیز بہتانوں کا جواب ایک مستقل کتاب میں لکھا ہے جس میں مہارانا کی تصویر بھی ہے اور ان کے اور انکی قوم کے شروع سے تاریخی حالات بھی ہیں اور مہارانا کی تبلیغی خدمات کا اور ریاست سانگ بارہ کے ایک نئے ہندو راجہ کے مسلمان ہونے کا مفصل حال بھی ہے اور ناپا کانفرنس کا تذکرہ بھی ہے۔ اور مہارانا کے نئے سفر پنجاب کی دہلی سے لاہور تک کی مکمل و مفصل کیفیت بھی ہے اور وہ تمام قصیدے اور ایڈرس بھی ہیں جو مہارانا کو اس سفر میں دئے گئے۔ اور مہارانا کی تقریریں بھی ہیں۔ اور لاہور کے تاریخی جلوس کے حالات بھی ہیں۔ یہ کتاب ہر آریہ حریف کی شرارت و بہتان کا جواب دیگی اس لئے ہر مسلمان کو خریدنی چاہیئے۔ بڑے سائز کے دو سو صفحے کی باتصویر کتاب کی قیمت صرف چار آنے لیجائیگی مگر چار کتابوں سے کم کا وی پی نہ ہوگا۔ ہر مقام کے تاجران کتب کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔ اس کتاب کا نام "مسلمان مہارانا" رکھا گیا ہے، اور اس کتاب میں حسن نظامی کی وہ تقریر بھی ہے جو مہارانا کی صدارت میں بمقام لاہور ہوئی تھی۔ اور جس میں

سب آریہ حریفوں کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے، اور ایک اور بڑی ریاست کے مسلمان ہونے کی بشارت دی گئی ہے جسکا اعلان اسی سال میں ہونے والا ہے۔

ہر تبلیغی رفیق پر فرض ہے کہ اس کتاب کو گھر گھر پہنچانیکی کوشش کرے تاکہ آریہ اخبارات کے بہتان ذلیل و نابود ہو جائیں۔ یہ کتاب پتہ ذیل پر دستیاب ہوگی۔

پتہ کارکن حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی

حسن نظامی۔ درگارہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

اپنے گلے پر اپنی ہی چھری

کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر

(از جناب مولوی ظفر علی خان صاحب بی، اے اڈیٹر روزنامہ زمیندار لاہور)

(۱)

فتنہ مشاجرت کے شعلوں کی زبان آسمان کو چاٹنے لگی تھی۔ دمشق سے ایک لعنت، اگر باد سَمام کی فضا کو چیرتی ہوئی کوفہ کے منبر تک پہنچتی تھی تو کوفہ سے ایک جوابی لعنت اس کی تھپڑی کو منہ بنکر دمشق کے قصر امارت سے جا ٹکراتی تھی۔ امیر معاویہ اگر علی مرتضےٰ پر خار کھائے بیٹھے تھے تو علی مرتضیٰ امیر معاویہ سے بیزار تھے۔ بایں ہمہ سرورِ کون ومکان کے آغوش رحمت کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ جب قیصر روم نے تو حید کے ان جلیل القدر فرزندوں کی باہم آویزش کی خبر سنکر موقع کو غنیمت جانا اور اسلام کی سرحد پر صلیبی چھاپہ مارنے کے لئے ایک لشکر جرار فراہم کیا تو امیر معاویہ نے اس کبھی نہ فراموش ہونے والی تہدید سے مسیحیت کے بام و در میں زلزلہ ڈالدیا۔ کہ او نابکار تو یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان تجھ جیسے دشمن خدا اور رسول کے مقابلہ میں بھی اپنی مخاصمت جنگی کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تونے اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو علی کی فوج اپنے خیبر شکن سپہ سالار کی قیادت میں تیرے شہروں کو روندتی ہوئی تیرا سر قلم کرنے کے لئے قسطنطنیہ میں پہنچ جائے گی۔ اور میں اس فوج میں ایک ادنے

سپاہی ہوں گا۔

آج یہ حالت ہے کہ بھارت کے شدھی بازسنگھٹنیوں نے فرزندانِ توحید پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ زر سے، زور سے، زاری سے، حیلے سے، مکر سے انکو، انکی بہو بیٹیوں کو اور انکے بچوں کو مرتد کر رہے ہیں، اور پھر بھرے جلسوں میں ڈنکے کی چوٹ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہم تم خدا پرستوں کو اپنی طرح گؤسالہ پرست نہ بنالیں گے ہم پر خواب وخور حرام ہے لیکن جب ایک کلمہ گو ان دشمنان اسلام کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کی غلط اندازی کا جواب دینے کے لئے الحرب خدعة کے پرانے ترکش سے کوئی خدنگ نکالتا ہے تو دوسرا کلمہ گو گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگتا ہے کہ جھوٹا ہے بے ایمان ہے۔ ڈاکو ہے۔ سب سے بڑا دشمن اسلام ہے۔ اس کے دم جھانسے میں نہ آنا۔ اس پر دشمن بغلیں بجاتے ہیں اور اس آگ کو جو مسلمانوں کے گھر میں اپنے ہی چراغ سے لگ جاتی ہے کفر کے دامن سے زور زور کی ہوا دینے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ہمیں اپنے بھائی محمد علی صاحب جوہر مدیر ہمدرد سے شکوہ تھا کہ وہ پرلے درجے کے زبان دراز ناعاقبت اندیش اور کینہ توز واقع ہوئے ہیں اور جب کسی کی طرف سے ان کے دل میں ایک دفعہ گرہ بیٹھ جاتی ہے تو پھر کھلنے کا نام نہیں لیتی۔ خواہ اس میں مسلمانوں کے عام مفاد کا عقدہ کتنا ہی پیچیدہ کیوں نہ ہو جائے۔ ۲۱ اپریل کے ہمدرد میں جو مقالہ افتتاحیہ انہوں نے سخت مغلوب الغضبی کے عالم میں سپرد قلم فرمایا۔ اس نے ہمارے شکوہ کو چہار چند بلکہ دو چند کر دیا۔ خواجہ حسن نظامی کی بعض باتوں سے ہمیں بھی اختلاف ہے۔ لیکن ان کا یہ فعل کہ انہوں نے نواح جزدود میں آریوں کی سرگرمی کو کامیاب نہ ہونے دیا اور ٹھاکر ایشور سنگھ تادھر سنگھ کا حشر اپنے دوسرے بھائی بندوں کی طرح دھوبی نہ ہونے پایا جو سانڈھرن کے ملکانوں کا اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ بلکہ وہ اپنا کافرانہ نام چھوڑ کر دھرسنگھ سے نصراللہ خاں ہو گئے۔ اور پھر خواجہ صاحب کی کوششوں سے لاہور آکر انجمن حمایت اسلام کی نومسلم کانفرنس کے صدر بنے ایسا نہ تھا جس پر محمد علی صاحب کے غیظ و غضب اور سب وشتم کا بے پناہ سمندر تلاطم میں آجاتا اور وہ نہ صرف خواجہ حسن نظامی ہی کو گالیاں دینے لگ جاتے بلکہ سلگے ہاتھوں

میاں محمد شفیع اور انجمن حمایت اسلام اور سارے پنجاب کے مسلمانوں پر کیوں برس پڑتے۔

محمد علی صاحب "پرتاپ" اور "ملاپ" اور "تیج" اور "بندے ماترم" کی طرح آپے سے اس لئے باہر ہو گئے کہ خواجہ حسن نظامی نے ایشر سنگھ ناہر سنگھ کو نو مسلم کیوں کہا کیونکہ وہ اور ان کے نزدیک تو سلطان محمود غزنوی کے وقت سے مسلمان چلے آتے ہیں اور انجمن حمایت اسلام اور پنجاب کے سریع الاعتقاد مسلمانوں نے اس شہر حسن نظامی کے فریب میں آکر ناہر سنگھ کے جلوس اس دھوم دھام سے کیوں نکالے۔ شدھی بازوں کا غصہ وغم تو حق بجانب تھا۔ اس لئے کہ اسبات کے تصور ہی سے ان کے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے کہ جاتی کا کوئی کماؤ پوت ہاتھ سے نکل جائے۔ اور بجائے انھیں ووٹ دینے کے مسلمانوں کے حق میں پرچیاں ڈالنے لگے۔ اور وہ اسی کو غنیمت تصور کرتے ہیں کہ گو دل سے کوئی شخص مسلمان ہو۔ لیکن اسکی وضع قطع ہندوانہ ہو۔ اور نام بھی ہندوؤں کا سا ہو کہ اس میں بھی جاتی کی فتح ہے۔ لیکن محمد علی صاحب کو تو اس بات پر بگڑنے کے بجائے اور الٹا خوش ہونا چاہیئے تھا کہ ایک شخص جو کل تک ناہر سنگھ کہلاتا تھا، آج نصر اللہ خان کے نام سے مشہور ہے اور عرف عام میں گویا وہ آج ہی مسلمان ہوا ہے۔ محمد علی صاحب کی طرح جب لاہور کے چند ہندو اخبار نویسوں نے ہمارا نصر اللہ خان سے پوچھا کہ آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں پھر آپ کو مسلمان اخبار نو مسلم کیوں کہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا۔

> ان کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ میں اور میری برادری کے لوگ صحیح معنی میں گذشتہ سال مسلمان ہوئے جب کہ ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو تمام برادری کا ایک جلسہ میری صدارت میں ہوا۔ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مسلمان ہی رہیں گے اور ہرگز دوبارہ ہندوؤں میں شامل نہیں ہوں گے۔

محمد علی صاحب کو اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے بھی اپنا غصہ کسی اور وقت پر اٹھا رکھنا چاہیئے تھا کہ خود نصر اللہ خان ہی کے قول کے مطابق آریوں نے اسے بہتیرا بہکانا اور پھسلانا چاہا اور اس کے بہت سے ہم کفو راجپوتوں کو مرتد کر بھی لیا لیکن خواجہ حسن نظامی کی تبلیغی دوڑ دھوپ نے خواہ وہ جھوٹی ہی کیوں نہ ہو، کسی زر پرستانہ اور شہرت طلبانہ خواہش ہی کا

مبنی کیون نہ ہو، اسے اسلام کے دائرہ کے اندر رکھ لیا۔ اگر ایسے شخص کو تھوڑی دیر کے لئے نومسلم کہدیا جائے اور صرف اس ایک فقرہ کا یہ غیر متوقعہ نتیجہ نکل آئے کہ لاکھون مسلمان جذبۂ اخوتِ اسلامی سے بیتاب ہو کر گھرون سے باہر نکل آئین، جیساکہ دہلی سے لے کر لاہور تک نکلے، تو محمدؐ علی صاحب کا اس مین کیا نقصان ہوگیا۔

ظفر علی خان

مسٹر محمد علی کا غصہ

اگرچہ اس کتاب کو ان جھگڑون سے تعلق نہین ہے لیکن مسٹر محمد علی نے مہاراناصاحب کی جو مخالفت فرمائی ہے اس پر اس اقتباس سے روشنی پڑتی ہے اس واسطے مسٹر محمد علی کا ایک مضمون ۲۷ اپریل ۱۹۲۷ء کے ہمدرد سے نقل کرکے درج کیا جاتا ہے۔

اخبار منادی سے میرا جو نوٹ مسٹر محمد علی نے نقل کیا ہے وہ مہارانا کی آمد سے دو روز پہلے شائع ہوگیا تھا۔ اور مسٹر محمد علی نے غالباً اس کو پڑھ لیا ہوگا۔ مگر میری اس مخلصانہ دبرادرانہ تحریر کا جیسا جواب عطا ہوا ہے ناظرین کے سامنے ہے۔

مین پھر بھی یہی کہونگا کہ مسٹر محمد علی جتنا جی چاہین مجھے برا کہین لیکن مین ان کو مسلمان بھائی سمجھ کر حریفون سے مقابلہ مین انکی حمایت ہی کرتا رہونگا۔

حسن نظامی

"خواجہ صاحب میری "حمایت" فرماتے ہین!

اگر منددپریس ہی کے ایک حصہ کی یہ نوازشین بیجا ہوتین تب بھی صبر کرلیتا، مگر لطف یہ ہے کہ وہی "خواجہ صاحب" جنھون نے میری غداری اور جاسوسی کا راز افشا ہوتے ہی اپنے نفیر ہیون کے اخبار" مین مجھ پر تھوڑا نہت ایک کردہ چندہ کہا جانے کا الزام دربندے ماترم" سے بھی زیادہ یاجی پن کے ساتھ کارٹونون اور مضامین اور نظمون کے ذریعہ

سے لگا یا تھا، آج میری "حمایت" کے لئے تشریف لاتے ہین، اور نو مسلم ہمارا ناناوہ پانچ لاکھ نو مسلم راجپوتون "کی "فائدہ مند دلفریبی" کی طرح، اس "حمایت" سے بھی مسلمانو نپر اثر ڈالنا چاہتے ہین "منادی" کے ایک پرچہ مین آپ نے یہ نوٹ تحریر فرمایا ہے۔

لاجپت رائے اور محمد علی - لالہ لاجپت رائے کے اخبار بندے ماترم نے مسٹر محمد علی کے خلاف ایک مذاقیہ کارٹون شایع کیا ہے کہ اب مسٹر محمد علی مسجد کے کونے مین بیٹھکر بچون کو پڑھانے کی نوکری کرین گے۔ کیونکہ ان کی ناداری اور مفلسی بہت بڑھ گئی ہے، اور مسٹر محمد علی نے خود اپنے بھائی مسٹر شوکت علی کو اس مفلسی کی اطلاع بھیجی ہے۔ تمام انگریزی اور آریہ اخبارات مین مسٹر محمد علی کے خلاف یہ مضمون شائع ہو رہا ہے، مگر لالہ لاجپت رائے جی کا اخبار اس ہنسی مذاق مین بہت زیادہ خوشی کا اظہار کر رہا ہے، مگر لالہ لاجپت رائے اور ان کے اخبار بندے ماترم کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم مسلمان آپس مین کتنا ہی لڑین، لیکن ہم یہ گوارا نہین کر سکتے کہ مسٹر محمد علی کی آریہ اخبار اور لالہ لاجپت رائے کا اخبار ایسے دل آزار طریقہ سے ہنسی اڑائین، کیونکہ ہم سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہین، اور ہر ایک دوسرے بھائی کی ذلت اپنی ذلت سمجھتا ہے۔ اگر مسٹر محمد علی کو مالی مشکلات پیش آرہی ہین تو لالہ لاجپت رائے کے اخبار کو اس پر بغلین نہ بجانی چاہئین، کہ ایسا کرنا انتہا درجہ کا کمینہ پن ہے۔ کیا خبر ہے کہ لالہ جی کو بھی ایسی ہی مالی مشکلات پیش آجائین۔ انسان کو انجام سے ہر وقت ڈرتا رہنا چاہئے"

یقیناً "ہم سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہین" مگر یہ رشتۂ اخوت آج اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ "خواجہ" صاحب کو حضور نظام کے خلاف غداری اور جاسوسی اور ظفر علی خان صاحب کے خلاف چغلخوری کرتے وقت عنانگیر نہو سکا، اور جب مین نے

مفادِ ملک و ملت کے خیال سے مجبور ہو کر اس راز کو فاش کیا، تو انہون نے اور انکے شرکا اور رفقا نے مجھے ذلیل کرنے کی کوئی کوشش نہ اٹھا رکھی، اور ہرگز اس کا ثبوت نہین دیا کہ "ہر ایک مسلمان دوسرے بھائی کی ذلت کو اپنی ذلت سمجھتا ہے" پھر کس منہ سے لالہ لاجپت رائے اور ان کے اخبار "بندے ماترم" کو یاد دلاتے ہین کہ "ہم مسلمان آپس مین کتنا ہی لڑین، لیکن ہم یہ گوارا نہین کر سکتے، کہ مسٹر محمد علی (اگر "خواجہ" صاحب مجھے "حاجی" ہی کہتے تو مین مشکور ہوتا) کی آریہ اخبار اور لالہ لاجپت رائے کا اخبار ایسے دل آزار طریقہ سے ہنسی اڑائین" "بندے ماترم" اور دیگر ہندو اخبارات کو یہ سبق کس طرح یاد رہے گا جبکہ خود "خواجہ" صاحب اور ان کے رفقا و شرکا اپنے اسی مسلمان بھائی کے خلاف اسی "انتہا درجہ کے کمینہ پن" کا اظہار فرما چکے ہین، اور اسی "دل آزار طریقہ سے" اس کی ہنسی اڑا چکے ہین؟

مولانا محمد علی اور آریہ اخبارات

آج دہلی کے تمام آریہ اخبارات نے مولانا محمد علی کا وہ آرٹیکل نقل کیا جو انہون نے اپنی ۲۰ اپریل کے ہمدرد مین خواجہ حسن نظامی مہاراتا ناہر سنگھ والی آمود اور سر محمد شفیع وغیرہ کے خلاف لکھا تھا۔ کیونکہ مولانا نے یہ آرٹیکل آریہ اخبارات سے کہین زیادہ سخت لکھا تھا جس مین بتایا گیا تھا کہ خواجہ حسن نظامی اور پنجاب کے لیڈر سر محمد شفیع وغیرہ حضرات نے مسلمانون کو دہوکہ دیا کہ مہاراتا ناہر سنگھ نومسلم ہین چنانچہ تیج نے مولانا کے مضمون کی حسب ذیل سرخیان دی ہین۔

خواجہ حسن نظامی اور اراکین انجمن حمایت اسلام کی شرمناک حرکت

آج ہمین اس جھوٹی تحریری تبلیغ نے ہندوؤن کے آگے اور ذلیل کر دیا

نومسلم مہاراتا کے متعلق مسلمانون کی ریشہ دوانیون پر مولانا محمد علی کا اظہار خیال،

آج شہر کے ہندؤن مین یہ مضمون گھر گھر پڑھا جا رہا ہے بازارین ہٹ کے ٹھٹ لگے ہوے ہین اور تیج سے مولانا کا مضمون پڑھا جا رہا ہے۔

ہم نے مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی جنگ مین کوئی حصہ نہین لیا کیونکہ مبلغ کے یہ مقاصد مین نہین ہے کہ وہ مسلمانون کی باہمی جنگ و جدال مین حصہ لے مگر اس موقع پر ہم اپنے محترم مولانا کی خدمت مین یہ گذارش کرنے کی ضرور جرأت کرین گے کہ آپ نے یہ آرٹیکل لکھکر مسلمانون کی کیا خدمت انجام دی؟ کیا یہ واقعہ نہین ہے کہ آپ کے اس آرٹیکل سے ہندؤن کو مسلمانون کے بدنام کرنے کا قوی موقعہ مل گیا حالانکہ آپ نے مہارانا صاحب کے متعلق جو کچھہ لکھا ہے خود خواجہ حسن نظامی صاحب لکھہ چکے ہین۔ آپ نے کوئی نئی بات نہین لکھی۔ خواجہ صاحب نے مہارانا صاحب کو نومسلم لکھا ہے یہ اس طرح حقیقت ہے کہ آریون نے ۲۵ء مین مہارانا صاحب اور انکی پانچ لاکھہ راجپوت برادری کو مرتد کرنا چاہا تھا اور ایک حد تک مہارانا صاحب کی قوم اور خود مہارانا صاحب ممدوح ان کے جال مین پھنس چکے تھے مگر اس کے بعد تبلیغی جماعت کی کوشش سے مہارانا صاحب اور ان کے قوم کے پانچ لاکھہ راجپوتون نے توبہ کی اور تمام ہندوانہ رسم و رواج ترک کیا نام بدلے پھر فرمائیے کہ اگر ان کو نومسلم نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

علاوہ ازین ۲۳ء مین جب کہ شدھی کا فتنہ برپا ہوا اور اضلاع آگرہ وغیرہ کے ملکانون کو مرتد کیا جانے لگا تو آگرہ مین ہندو مسلمانون کی ایک کمیٹی تحقیق حالات کے لئے قائم ہوئی تھی جس مین مولانا آزاد سبحانی اور مالوی جی بھی شریک تھے۔ آریون کا یہ دعوے تھا کہ چونکہ ملکانون کے رسم و رواج اور نام سب ہندوانہ ہین اس لئے ہندو ہین اور مسلمان سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان ہین مگر مولانا آزاد سبحانی نے ملکانون کے ہندو ہونے کا فتوے دیا تھا جب نام اور رسم و رواج کی وجہ سے ملکانہ آپ کے نقطہ نگاہ سے ہندو قرار دئے گئے تو فرمائیے مہارانا صاحب اور انکی

پانچ لاکھہ راجپوت برادری کو جبکہ انہون نے اپنا رسم ورواج اور نام تک بدل لئے پھران کو نومسلم کیون نہ کہا جائے ۔ ہم نہایت ادب سے درخواست کرتے ہین کہ مولانا اپنی باہمی عداوت کی وجہ سے ۷ کروڑ مسلمانون کو بدنام نہ کرین ۔ آخر یہ منحوس جنگ کبہی ختم بھی ہوگی یا نہین ۔

(از اخبار مبلغ دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

خیر مقدم

آریہ اخبارات کے مخالفانہ مضامین اور ان کے جوابات دینے کے بعد اب اصل مضمون شروع کیا جاتا ہے

اگرچہ سب آریہ اخبارون کے مضامین نہین لئے گئے صرف خاص خاص اور بڑے بڑے اخبارونکے مضامین کافی سمجھے گئے کیونکہ دوسرے آریہ اخبارات نے انہین بڑے اخبارونکی نقل کی ہے ۔ تاہم ان اقتباسات مین کتاب کے بہت سے صفحات ضائع ہوگئے جس کا مجھے افسوس ہے ۔

مگران مخالفین کے خیالات اور طرز تحریر کو اہل پنجاب اور تمام مسلمانان ہند تک پہونچانا ضرور تہا تاکہ مسلمانون کی آنکہین کہلین اور وہ جانین کہ ان کے خلاف آریہ سماج نے کیسا زبردست ایکہ کر رکھا ہے ۔ اور ان کی اندرونی اور مذہبی باتون کے خلاف بہی وہ کیسے آگ بگولا ہوکر کام کرتے ہین ۔

مسلمانان ہند کے علاوہ مہاراجا نصراللہ خانصاحب اور ان کی ساڑہے پانچ لاکہہ مسلمان برادری کو بہی آریہ سماج کی شرارتون سے آگاہ کرنا ضروری تھا ۔ اور امید ہے کہ جب اس کتاب کا گجراتی زبان مین ترجمہ شائع ہوگا جس کا اخبار دین احمد آباد کے ذریعہ بندوبست کیا جائیگا تو ملک گجرات کے تمام مسلمان راجپوتون کو آریہ اخبارات کی شرارتون کا علم ہوجائیگا اور وہ ارتداد کے حملون سے محفوظ ہوجائینگے ۔

گجراتی ایڈیشن کی ضرورت

چونکہ مہارانا اور انکی قوم کی زبان گجراتی ہے اس واسطے اس کتاب کا

گجراتی مین شائع ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ مسلمانان پنجاب کی محبت کا جہارانا کی برادری کو بھی علم ہو جائے۔ اس علم سے انکے دل مین اسلامی اخوت کا اثر ہوگا۔ اور وہ مضبوطی سے اسلام پر قائم ہو جائینگے۔

لہذا پنجاب کے مسلمان راجپوتون کو اس کتاب کے گجراتی ترجمہ کا خرچ جمع کر دینا چاہئے۔

مین نے اس کتاب کی تیاری مین ڈہائی ہزار روپئہ سے زیادہ خرچ کیا ہے اور چار آنہ قیمت کے سبب یاؤ رقم مشکل سے وصول ہو سکے گی۔ اس لئے گجراتی ترجمہ کا خرچہ اب مین نہین دے سکتا۔

یہ خرچہ مسلمان راجپوتون کو دینا چاہئے۔

ترتیب خیر مقدم کے حالات لکھنے کی مین نے یہ ترتیب مقرر کی ہے کہ پہلے اخبارات مین جو کچھ خیر مقدم کی نسبت شائع ہوا اسکو درج کیا۔ اس کے بعد جو خطوط خیر مقدم کی نسبت آئے ان کو درج کیا۔ پھر اپنی چشم دید کیفیت لکھی۔ پھر وہ ایڈریس اور قصائد نقل کئے جو دلی سے لاہور تک جہارانا کو دئے گئے۔

اس کے بعد لاہور کے جلوس اور جلسہ کی کیفیت اور تقریرین لکھین۔

اور آخر مین جہارانا نصر اللہ خانصاحب اور ان کی قوم کے تاریخی حالات لکھے اور سب سے آخر مین ریاست ساگ بارہ کے راجہ صاحب کے حالات ہونگے اور تصویر بھی ہوگی اگر وہ جلدی دستیاب ہو جائے اس کی جستجو کر رہا ہون اور امید ہے کہ جلدی تصویر بھی آجائے گی اور حالات بھی۔ اب خیر مقدم کے اخباری حالات پڑہئے جو یہ ہین۔

حسن نظامی

مہارانا کا استقبال

ریلوے اسٹیشن دہلی پر ہزارہا مسلمانوں کا اجتماع

مسلمانوں کا شوق دیدار اور پھولوں کی بارش

دہلی ۱۴/ اپریل آج صبح ۵ بجے سے مسلمان جوق در جوق اسٹیشن کیطرف جا رہے تھے ریلوے اسٹیشن کے باہر باوردی مسلم رضا کار جھنڈے لئے کثرت سے تھے جنکو دیکھکر مسلمان وہاں ٹھہر جاتے تھے ۶ بجے تک ہزارہا مسلمانوں کا اجتماع ہو گیا، کیونکہ ۶ ½ بجے کے ناگرہ ایکسپرس سے مہارانا نابر سنگھ خلف مہارانا ایشور سنگھ جی حال نواب نصراللہ خان بہادر والی ریاست آمود (گجرات) بغرض صدارت سالانہ اجلاس انجمن حمایت اسلام و نو مسلم کانفرنس لاہور تشریف لے جانے کی غرض سے دہلی اسٹیشن پر تشریف فرما ہونے والے تھے۔

ٹھیک ۶ بجے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب معہ اپنے رفقا کے تشریف لے آئے پلیٹ فارم پر جناب مولانا سید احمد صاحب امام مسجد جامع حاجی عبدالغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علیجان مرحوم حکیم محمد اسحاق صاحب مالک اخبار مبلغ، ملا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ درویش، حافظ عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا، مولانا حاجی عبدالقیوم صاحب مونگیری اور شہر کے بہت سے دیگر پہلے ہی پہنچ گئے تھے، باوجودیکہ آریہ اخبارات نے یہ غلط پروپگنڈا کیا تھا کہ مہارانا صاحب مسلمان ہی نہیں ہوئے اور نہ گجرات میں آمود کوئی ریاست ہے مگر گاڑی کے پہونچنے کے قبل تقریباً پانچ ہزار مسلمان ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گئے جو نہایت بیتابی کیساتھ گاڑی کا انتظار کر رہے تھے ٹھیک ۶ بجکر ۴۰ منٹ پر گاڑی آئی مسلمان دیوانہ وار گاڑی کیطرف بڑھے - اور اللہ اکبر کے نعروں سے استقبال کیا، سب سے پہلے خواجہ صاحب نے گاڑی میں داخل ہوکر مصافحہ کیا اس کے بعد حکیم محمد اسحاق صاحب کا اور پھر امام صاحب کا تعارف کرایا، چونکہ ریلوے کیطرف سے سخت انتظام کیا گیا تھا اس لئے ہزارہا مسلمان خوش دیدار میں اسٹیشن کے باہر

تھے، اسلئے تجویز ہوئی کہ مہارانا صاحب کو اسٹیشن کے باہر لیجائیں تاکہ تمام مسلمان مہارانا صاحب کے دیدار سے مشرف ہوجائیں چنانچہ اعلان کیا گیا کہ اسٹیشن کے باہر سب لوگ جمع ہوجائیں مہارانا صاحب وہاں تشریف لاتے ہیں مگر مجمع کسی طرح باہر نہ جاتا تھا۔ آخر مہارانا صاحب کو حلقہ میں لے کر فرسٹ کلاس کے گیٹ کے برآمدے میں بلند جگہ پر کھڑا کیا گیا۔ راستہ میں برابر مہارانا صاحب کو ہار پہنائے جارہے تھے اور پھولوں کی بارش ہو رہی تھی یہانتک کہ راستہ میں دوتین مرتبہ ہار اتارے گئے جس وقت اسٹیشن کے باہر مہارانا صاحب کھڑے ہوئے تو تمام احاطہ اسٹیشن اور سڑک لوگوں سے پُر تھی اور اللہ اکبر کے نعروں سے فلک تک گونج رہا تھا، مہارانا صاحب کے برابر حضرت خواجہ حسن نظامی مولانا سید احمد امام مسجد جامع حکیم محمد اسحاق صاحب مالک اخبار مبلغ، میاں احسان صاحب رئیس میرٹھ کھڑے تھے مہارانا صاحب کیطرف سے خواجہ صاحب نے ایک مطبوعہ پیغام پڑھکر سنایا۔

اس کے بعد امام صاحب نے نہایت موثر الفاظ میں مسلمانان دہلی کیطرف سے مہارانا صاحب کا خیر مقدم کیا اور دعا مانگی کہ مسلمانوں میں باہم اتفاق و اتحاد ہو اور اس طرح ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے رہیں اس کے بعد اعلان کیا کہ اب سب حضرات تشریف لے جائیں، اس کے بعد مہارانا صاحب واپس پلیٹ فارم پر تشریف لے گئے، راستہ بھر پھولوں کی بارش ہوتی رہی، حافظ احسان الحق صاحب مالک اسلامیہ ہوٹل ریلوے اسٹیشن نے آپ کے لئے خاص طور پر چائے کا انتظام کیا تھا چنانچہ مہارانا صاحب اور آپ کے ہمراہی خواجہ حسن نظامی، امام صاحب، حاجی عبدالغفار صاحب حکیم محمد اسحاق بلا داعی وغیرہ حضرات ہوٹل میں تشریف لے گئے۔ جہاں نہایت تکلف اور محبت کیساتھ چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی اس عرصہ میں میرٹھ کے مشہور شاعر اکبر صاحب تشریف لائے جنہوں نے حسب ذیل تہنیت نامہ پیش کیا۔

تہنیت نامہ ورود مسعود فرمانروائے ریاست آمود دہلی

واقعہ ۱۱ شوال ۱۳۴۵ھ بروانگی لاہور

بحمد اللہ کہ در گیتی بہار بے خزاں آمد ❊ خجستہ دیدہ از گجرات در ہندوستان آمد

سٹیشن از قدم پاک او رشک گلستان شد ؛ سوئے دہلی چو آن نواب نصر اللہ خان آمد

پیش کردہ اکبر داشمی میرٹھی مصنف باغ اکبر وغیرہ

اسکے بعد مخلوق کا زیادہ اژدہام ہوگیا اور تقاضہ ہوا کہ ہوٹل سے باہر تشریف لاکر اپنے دیدار سے مشرف فرمائین چنانچہ پلیٹ فارم پر ایک کرسی رکہی گئی جسپر مہارانا صاحب کہڑے ہوئے تمام پلیٹ فارم اور دل مسلمانون سے کہچا کہچ بہرا ہوا تھا مہارانا صاحب نے ہاتھ کے اشارہ سے سبکا سلام لیا، اس کے بعد کہا کہ اب آپ حضرات تشریف لے جائین مگر مسلمانون کا شوق اور انکے جوش محبت کا یہ اثر تھا کہ مسلمان جوق درجوق چلے آتے تھے ۱۲ بجے مہارانا صاحب گاڑی مین تشریف لیگئے لوگونکا اس قدر اژدہام تھا کہ پلیٹ فارم پر تل دہرنے کو جگہہ نہ تھی دور و دراز سے مسلمان مہارانا کو دیکہنے کے لئے آئے ہوئے تھے - چنانچہ مسٹر اقبال حسین صاحب اسٹوڈنٹ اسلامیہ کالج لاہور سے استقبال کے لئے تشریف لائے، مہارانا صاحب گاڑی مین بیٹھ گئے اور مصافحہ شروع ہوئے، پولیس اور رضاکارون کا معقول انتظام تھا ایک ایک شخص آکر مصافحہ کرتا تہا اور پیچہے ہٹا دیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ جب تک گاڑی روانہ نہ ہوئی برابر جاری رہا، اس عرصہ مین سردار دیوان سنگہ ایڈیٹر ریاست تشریف لائے اور مہارانا صاحب سے ملاقی ہوئے خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ اخوت و محبت کا جذبہ ہر مسلمان پر ایسا طاری تہا کہ مصافحہ کرتے وقت اکثر لوگون کی آنکہون سے خوشی کے آنسو نکل پڑتے تھے ریلوے ملازمین ریلوے کے قلی، پولیس کے مسلمان سپاہی اور اکثر ہندوؤن نے آپ سے مصافحے کئے، مولانا عبد اللہ صاحب سیفی نے گاڑی مین نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کا ایک رکوع پڑہکر سنایا اسکے بعد قاری محمد یوسف صاحب نائب مہتمم مدرسہ اسلامیہ ضلع میرٹھ نے نہایت دردانگیز لہجہ مین قرآن مجید پڑہا گاڑی ۸ بجکر ۲ منٹ پر اللہ اکبر کے فلک بوس نعرون مین روانہ ہوئی جو حضرات میرٹھ غازی آباد اور مظفر نگر وغیرہ سے آئے ہوئے تھے ساتہہ گئے -

معلوم ہوا کہ اسٹیشن غازی آباد اور میرٹھ وغیرہ اسٹیشنون پر بہی خیر مقدم کا معقول انتظام ہوا ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ سہارنپور مین ایک بہت بڑا جلوس مرتب کیا گیا ہے جو شہر مین گشت لگا کر گاڑی کے وقت اسٹیشن پر آکر مہارانا صاحب کا خیر مقدم کریگا - ہمارا نمائندہ دہلی سے مہارانا صاحب کیساتھ اسی گاڑی مین گیا ہے انشاء اللہ آئندہ اشاعت مین دوسرے اسٹیشنون کی کیفیت ہدیۂ ناظرین کرینگے - (از اخبار مبلغ ۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء)

سہارنپور میں مسلمان مہارانا کا خیر مقدم

سہارن پور ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء بروز جمعرات ۔ جناب مہارانا ناہر سنگھ خلف مہارانا ایشور سنگھ جی والی ریاست آمود ملک گجرات جن کا اسلامی نام **نواب نصر اللہ خان** صاحب ہے دوپہر کی ٹرین سے سہارن پور ریلوے اسٹیشن سے بہمراہی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب لاہور تشریف لیجاتے ہوئے گذرے ۔ ٹرین پہنچنے سے دو گھنٹہ قبل سے اسٹیشن پر مسلمانان شہر و قصبات اور دیہات جمع ہونے شروع ہوئے ۔ سکرٹری انجمن اصلاح المسلمین سہارنپور نے افسران ریلوے سے اسٹیشن سہارن پور سے استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے اجازت داخلہ پلیٹ فارم طلب کی جنا پچاس افراد کے داخلہ کی اجازت ملی لیکن بوجہ اشتیاق ہزار ہا پلیٹ فارموں پر پہنچ گئے ۔ جب مجمع پلیٹ فارمون پر نہ سمایا تو لائن مغرب کی جانب دور تک پھیل گیا ۔ اور دونوں پلون پر بھی مجمع ہو گیا جن کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی ۔ انجمن اصلاح المسلمین نے اپنے چند ممبر دیو بند اسٹیشن پر بغرض انتظام اور استقبال تعینات کر دئیے تھے ۔ جو ہمراہ ٹرین کے آئے اور دور سے ہی بذریعہ اشارے جھنڈی بتلا یا گیا کہ مہارانا تشریف لے آئے ہیں ۔ ٹرین کے پہنچتے ہی تکبیر کے نعرون سے خیر مقدم کیا گیا ۔ لوگ اشتیاق دید میں دیوانہ وار دوڑے ۔ ایک دوسرے کی مسابقت میں بے تاب نظر آتا تھا ۔ گو اس بے تابی میں گو نہ مجمع منتظم نہ رہ سکا ۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ کوئی ناگوار واقعہ ظہور پذیر نہ ہوا ۔ سوائے اسکے کہ اگر کسی کا دوپٹہ سر سے اوتر گیا تو پھر ہاتھ نہ آسکا ۔ کسی کی ٹوپی گر پڑی تو ڈھونڈنا فی الفور غائب ہو گیا ۔ اس کثیر مجمع کا انتظام اور باقاعدہ رکھنا بجائے خود نہایت دقت طلب تھا تاہم انجمن کے ممبران اور رضاکاران نے جن میں چند ممبران قابل شکریہ ہیں خوب کام کیا اور ایک حد تک کامیاب رہے ۔ جناب مولوی رحمن بخش صاحب قادری ڈپٹی کلکٹر و انچارج شہر خاص طور پر قابل شکریہ ہیں کہ جنہون نے نہایت کوشش

محنت سے انتظام کیا اور مجمع کو قابو میں رکھا۔ تمام مسلمان رؤساشہر وعلما اور صوفی غرضیکہ ہر طبقہ کے مسلمان اس مجمع میں سراپاشوق نظر آتے تھے۔

عالی جناب معلی القاب نواب زادہ محمد عادل خان صاحب علیگ رئیس اعظم سہارنپور اور جناب قربان احمد خان صاحب منیجر ہمدرد پرنٹنگ پریس سہارنپور نے

تین روز پیشتر سے اپنے جملہ باغات کے پھول مہارانا صاحب اور خواجہ صاحب پر نثار کرنے کے لئے روک رکھے تھے چنانچہ کثرت گل سے پلیٹ فارم گلزار بنا ہوا تھا۔ جب ٹرین کھڑی ہوئی تو صدر انجمن اصلاح المسلمین وسکرٹری نے گاڑی کے اندر پہنچکر پھولوں کے گجرے پیش کئے۔ حاجی منظور حسین صاحب میوہ فروش نے موجودہ موسم کا تحفہ لوکاٹ کثیر التعداد پیش کیا۔ باجہ نواز کے دو بینڈ نے جو جلوس کی صورت میں پہنچ گئے تھے۔ قومی گیت سجائے۔ چار گولے بطور سلامی کے میدان فرودگاہ میں داغے گئے جنہوں نے شہر کے اطراف واکناف میں خبر آمد پہنچائی۔ تکبیر کے نعرے دشمنان اسلام کے سینوں میں جہد سے جاتے تھے

انجمن نے بذریعہ ممبران اور ایڈیٹر صاحب اخبار ظریف نے بذریعہ اخبار ظریف سہارنپور

دیہات وقصبات میں خیر مقدم میں شرکت کرنے کی اطلاع بھیجی تھی۔ چنانچہ رائے پور۔ بھٹ۔ شاہ پور۔ کھیڑہ افغان۔ نکوڑ۔ گنگوہ۔ انبہٹہ۔ کیلاسپور۔ اسلام نگر۔ جلال آباد۔ لوہاری وغیرہ وغیرہ کے اشخاص جوق جوق آئے۔ تحصیل رڑکی سے انجمن تبلیغ اسلام نے اپنے باقاعدہ نمائندے مع نشان کے خیر مقدم میں بھیجے تھے۔ پلیٹ فارم پر ہر دو انجمنوں کے یعنی تبلیغ اسلام رڑکی و اصلاح المسلمین سہارنپور کے

سبز نشان عجیب طرح سے ہوا میں لہرا رہے تھے جنکو دیکھ کر شان اسلام نظر آتی تھی۔
معمولی وقفہ کے بعد ٹرین تکبیر کے نعروں میں روانہ ہوئی صدر و سکرٹری انجمن
اصلاح المسلمین دو منزل تک ہمراہ گئے اور سرسادہ اسٹیشن سے واپس آئے۔
مہارانا صاحب اور خواجہ صاحب اپنا نقش محبت بلکہ داغ محبت اپنے حسن اخلاق
سے دلوں پر چھوڑ گئے۔ جو لوگ چاء اور کھانے وغیرہ کا انتظام کئے ہوئے تھے تنگی
وقت اور کثرت مجمع سے کچھ پیش نہ چلا سکے۔ اور یہ حسرت ان کے دل ہی میں رہ
گئی۔ مسلمانان سہارنپور کی یہ حسرت تھی کہ مہارانا اور خواجہ صاحب کچھ قیام
کرکے ہم لوگوں کو اپنی زبان فیض ترجمان سے مسرور فرمانے کا موقع دیتے۔
شہر کے شاعروں نے مہارانا اور خواجہ صاحب کی شان میں نہایت محبت آمیز نظمیں
لکھی تھیں۔ جن میں جناب منشی **نور احمد** صاحب نور نے عمدہ نظم لکھی۔ اور
سب سے پہلے چند اشعار ایک ایسے شخص نے جو فن شاعری سے بالکل نا آشنا ہے
اپنی جوش محبت میں سنائے اور جلوس کی صورت میں پڑھے گئے۔ جن کو ناظرین
کی یادگاری کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔

چلو ریل پر سب اے مسلمانو مسلم مہاراجہ آتے ہیں ۔ کرو شکر خدا اے مسلمانو مسلم مہارانا آتے ہیں
کرو شکریہ خواجہ نظامی کا جنے دی تمہیں خوشخبری سنا ۔ کہ سہارنپور کے مسلمانو مسلم مہارانا آتے ہیں
نصر اللہ خاں ہے نام ان کا تبلیغ اسلام ہے کام انکا ۔ مرحبا مرحبا اے مسلمانو مسلم مہارانا آتے ہیں
رہے مستحکم ایمان ان کا اور ہو انپہ ہمیشہ فضل خدا ۔ کرو حق سے دعا اے مسلمانو مسلم مہارانا آتے ہیں
لیا کفر سے حق نے انکو بچا ہیں وہ دین محمد کے شیدا ۔ پڑھو صل علی اے مسلمانو مسلم مہارانا آتے ہیں

جناب فراق ایڈیٹر اخبار ظریف سہارنپور

تمہیں اسلام میں آنا مہارانا مبارک ہو ۔ تمہیں یہ نام نصر اللہ خاں رکھنا مبارک ہو
کرو کوشش دل و جاں سے جو اپنا نام ہے جائے ۔ تمہیں کفار پر رانا فتح پانا مبارک ہو
نسیم صبحدم سے دم بدم آواز آتی ہے ۔ خزاں دشمن کو اور تم کو بہار آنا مبارک ہو

فراقِ خستہ جان شکرِ الٰہی کیجئے ہر دم   حمایتِ دینِ احمد میں تمہیں رہنا مبارک ہو

(مسلمان اخبار ظریف سہارنپور کا مضمون تھا)

مسلمانان جگادھری کا مہارانا سے اظہار عقیدت

آج بتاریخ ۱۴ اپریل مسلمانان جگادھری نے مہارانا نصر اللہ خان بہادر والیٔ ریاست آمود (ملک گجرات) کا نہایت شاندار خیر مقدم کیا۔ مہارانا موصوف کی تشریف آوری کی مسرت میں ہر چہار طرف چہل پہل تھی۔ مہارانا ممدوح کی زیارت کے اشتیاق میں لوگ نہایت کثرت سے طول طویل فاصلہ طے کرکے سٹیشن پر آئے اور مہارانا موصوف کا دیدار کرکے بدرجہ غایت مسرور و محظوظ ہوئے۔

قصبہ کے تمام مسلمانوں نے "نصر اللہ خان زندہ باد" اور اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے اپنے جذبات عقیدت و ارادت کا اظہار کیا۔

(نامہ نگار از جگادھری)

(یہ اخبار زمیندار مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۲۷ء کا مضمون تھا)

امرتسر اور لاہور میں مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خان کا استقبال

اخبار اتحاد والا سلام امرتسر کہتا ہے

امرتسر میں استقبال

امرتسر۔ ۱۴ اپریل۔ شام کے بعد آپ کی گاڑی آئی۔ امرتسر اسٹیشن پر مہارانا کا استقبال نہایت شاندار پیمانہ پر ہوا۔ جب آپ کی گاڑی پلیٹ فارم کے قریب آئی تو اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے آسمان

گونج اُٹھا۔ ایک میل تک دورویہ مسلمان کھڑے تھے اور نعرے لگاتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ مسلمان زیارت کے لئے موجود تھے۔ اہلحدیث اور دیگر مسلم جماعتون نے سپاسنامے پیش کئے۔ تمام مسلمانون نے پھولون کے ہار کثرت سے آپ پر نچھاور کئے نوا کہات کی ڈالیان نذر کیں۔

لاہور میں ایک لاکھ کا اجتماع

لاہور ۱۶ اپریل حسب اعلان ۱۴-۱۵ اپریل کی شب کو مہارانا صاحب معہ مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی لاہور پہنچے۔ گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ تھی۔ مگر زیارت کے متمنی مسلمانون نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ پلیٹ فارم پر ہر طبقہ و ہر خیال کے بہترین نمائندے موجود تھے۔ متعدد جیوش رضا کاران حاضر تھے اسٹیشن کے پلوں پر اور دوسرے مقامات پر تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ٹرین کی آمد پر اللہ اکبر کے نعرون سے آسمان گونج اُٹھا۔ پھولون کے ہار معزز مہمان کو پہنائے گئے۔ ایک مسلم نے ٹرین کی چھت پر چڑھ کر اوپر سے ہار ڈالا۔ اسٹیشن کے باہر مسلمانون کا بے نظیر و بے مثال اجتماع تھا۔ پچاس ہزار سے سوا لاکھ تک اس کا اندازہ کیا جاتا ہے حالانکہ اسوقت رات کے کوئی گیارہ بجے تھے۔ اسوقت مہارانا صاحب اور ان کے رفقاء نے آرام فرمایا۔

لاہور میں جلوس کا نظارہ

مہارانا نصر اللہ خان کا جلوس اسلامیہ کالج سے ٹھیک آٹھ بجے صبح کے وقت روانہ ہوا۔ سب سے آگے بنیٹھی والے اپنے کمال فن کا ثبوت دے رہے تھے۔ اسکے پیچھے گتکے والے تھے۔ تیسری ٹولی میں بوائے سکاؤٹ اپنی خاکی وردی میں چلے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے انجمن اتحاد المسلمین انارکلی لاہور کی جماعت تھی۔ پانچویں ٹولی میں اسلامیہ سکول شیرانوالہ کے نوجوان طالب علم تھے۔ جن کی ترکی ٹوپیاں بہت بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ چھٹی ٹولی میں اسلامیہ مڈل سکول کے طالب علم

زرد پگڑیاں پہنے جا رہے تھے ساتویں ٹولی میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ کے طلبا رتھے۔ آٹھویں ٹولی میں چیف کالج لاہور کے طالب علم گھوڑوں پر سوار رنگین پگڑیاں پہنے جا رہے تھے ان مسلم سواروں کے آگے آگے بینڈ دل کش ترانوں سے سامعہ نواز تھا نویں ٹولی میں چوک متی کے گتکا باز تھے چوک متی کے گتکا بازوں کی وردیاں بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھیں اس کے بعد دسویں ٹولی تھی جس میں شہر کے کئی حصہ کے نوجوان تھے۔ بارہویں ٹولی میں بھاٹی دروازہ کے نوجوان مسلمانوں کی جماعت تھی جن کی تنظیم اور لباس جاذب توجہ تہا یہ پُررونق ٹولیاں قدم قدم پر اللہ اکبر کے نعرے لگاتی تھیں اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ دل کش اسلامی ترانے گاتی جاتی تہیں جن سے سننے والوں کے دلوں میں اسلامی جوش کے طوفان امنڈتے آتے تہے مگر ہر ترانہ اسلامی تمکنت لئے ہوئے تہا۔ کیا مجال جو کسی غیر قوم پر کوئی دل آزار چوٹ ہو۔ اقبال کا یہ شہرۂ آفاق شعر ان سب ترانوں کی جان تہا۔ ؎

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

سڑک پر دونو طرف تماشائیوں کا ہجوم کثیر تہا۔ ہر شخص ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تہا کہ مہاراجا نصر اللہ کی زیارت سے مشرف ہو۔ مہاراجا نصر اللہ خاں ایک موٹر پر سوار تہے آپ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی دہلوی اور سر میاں محمد شفیع بیٹھے ہوئے تھے سامنے شیخ عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت الاسلام اور مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری بیٹھے تہے مہاراجا نصر اللہ خان کی موٹر کے نظر آتے ہی اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا چہروں سے مسرت ومحبت کے جذبات ٹپکتے تھے اور ہاتھ پھولوں کی بارش میں مصروف تھے۔

مہمان نوازی ۔ اہل لاہور نے صرف بازاروں کو ہی سجایا نہ تہا۔ بلکہ ہر

بازار میں برف آب۔ شربت پھل وغیرہ پیش کئے گئے۔ مہارانا کی خدمت میں عقیدت وارادت کی نذریں گذرانی گئیں۔ ہر جگہ باجہ والے آپ کی اعزاز میں سلامی دیتے تھے اور ٹوٹے اور ہوائیاں چھوڑی جاتی تھیں ہر اک محلہ اور بازاروں نے اِس مہمان نوازی میں کوئی نہ کوئی جدت سوچ رکھی تھی۔

مہارانا نصر اللہ خان بہادر

مہارانا نصر اللہ خان ایک وجیہ اور مضبوط جسم کے آدمی ہیں آپ کی عمر قریباً ۶۰ سال کی ہو گی آپ کے بشرہ سے مسرت اور اطمینان قلب کے آثار ٹپکتے تھے مسلمانوں کے جوش و محبت کے جواب میں آپ دونوں ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ اللہ اکبر یہ اسلام کی شاندار تعلیم ہے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس جلوس میں مسلمانوں کے جوش و محبت کا نظارہ دیکھنا چاہئے تھا۔

مسلمانوں کی روایتی امن پسندی

مسلمانوں کی امن پسندی اور ذراغ حوصلگی ضرب المثل ہے اتنے بڑے جلوس میں جب کہ اسلام اپنی فتح کا عَلَم بلند کر رہا ہو مسلمانوں کا نہایت امن اور سکون سے گذرنا قابل داد تھا۔ جلوس میں مسلمان نوجوان جسقدر گیت گا رہے تھے ان کے الفاظ اور معانی نہایت پاکیزہ تھے۔ کہیں اقبال کا ترانہ گائے جا رہا تھا تو کہیں قرآن مجید کی آیات پڑھی جا رہی تھیں آپ اگر اس قسم کے کسی ہندو جلوس میں شرکت کریں تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ ایسے موقعہ پر کیسے کیسے ناپاک گانے اور ذلیل نظمیں پڑھتے ہیں جن میں یا تو دوسرے مذاہب کی توہین کی جاتی ہے۔ یا ہندو مہا ور سیوا جی اور حقیقت رائے کی شورانگیزیوں کو بیان کیا جاتا ہے کیا ہندو پریس مسلمانوں کے ایسے جلوس میں کوئی اِس قسم کی ایک چیز بھی دکھا سکتے ہیں۔

نماز جمعہ۔ لاہور ۶ ار اپریل۔ اسلامیہ کالج کے وسیع و عریض میدان میں

میں شامیانوں کے نیچے ہزارہا آدمی فریضہ جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع تھے ہجوم اس قدر تھا کہ سایہ دار شامیانے کفایت نہ کر سکے اور خدائے واحد کے پرستار تپتی ہوئی دھوپ میں ایک گھنٹہ تک انتظار کرتے رہے۔ اسلامیہ کالج کی سیڑھیوں اور تمام سایہ دار جگہوں کے نیچے ہجوم کثیر تھا۔ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ نماز جمعہ سے قبل حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے نماز کی ضرورت اور حقانیت پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگ جلسہ گاہ میں پہنچے

عامۃ الناس کا اضطراب

مہارانا نصر اللہ خان کی زیارت کرنے کیلئے ۴۰۔۵۰ ہزار تماشائیوں کا جم غفیر جلسہ گاہ پر پل پڑا۔ تمام انتظام بد ترین بدنظمی میں مبدل ہو گیا۔ جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے اور ہر شخص سٹیج کے قریب پہنچنے کے لئے بے قرار تھا صرف دو گھنٹہ کے عرصہ میں کم از کم پانچ دفعہ جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ جلسہ گاہ کی ایک دیوار بھی گر گئی اور سینکڑوں بچے ہجوم کے پاؤں تلے دب جانے سے بڑی کاوش سے بچائے گئے اور ناگوار حادثہ وقوع پذیر نہیں ہوا

مہارانا نصر اللہ خاں امرتسر میں

شاندار خیر مقدم

امرتسر ۱۴ اپریل۔ آج رات کے ۸½ بجے مہارانا کی گاڑی امرتسر سٹیشن پر پہنچی۔ مہارانا کا خیر مقدم کرنے کے لئے شہر اور دیہات کے تقریباً ۴ ہزار مسلمان سٹیشن پر موجود تھے شہر کے رؤسا اور دیگر شرفا بھی آئے ہوئے تھے۔ مختلف انجمنوں کی طرف سے مہارانا کی خدمت میں فواکہ اور پھول پیش کئے گئے۔ حکیم محمد یعقوب صاحب ہاشمی معتمد انجمن انصار الاسلام امرتسر نے انجمن کی طرف سے پھولوں کے ہار

پیش کئے ایڈریس دیا گیا۔

مہارانا نصر اللہ خاں کا خیر مقدم

انبالہ شہر

کل بتاریخ ۱۴ اپریل حسب اطلاعات سابقہ حضور مہارانا ہرسنگھ الیشور سنگھ جی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی معیت میں بمبئی پنجاب ایکسپریس سے پورے ۲ بجے انبالہ شہر پہنچے۔ ہزارہا مسلمان انبالہ شہر وگرد و نواح کے دو گھنٹہ قبل سے ریلوے اسٹیشن پر جمع ہونا شروع ہو گئے تھے مجمع اتنا کثیر تھا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ اسٹیشن کے باہر اور اندر ایک سمندر موجیں مار رہا تھا اندازاً دس بارہ ہزار کا مجمع ہوگا۔

مہارانا صاحب کی گاڑی ابھی پلیٹ فارم سے بہت دور تھی کہ گولوں سے استقبال کیا گیا اور جوں جوں گاڑی قریب آتی گئی تکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند ہوتے گئے اور مسلم ہائی سکول کے شاندار سکوٹوں نے جو کہ اپنی حسن کارکردگی کے باعث پنجاب بھر میں اول نمبر حاصل کر چکے ہیں اپنے دلکش بینڈ سے سلامی دی۔ گاڑی کا رکنا تھا کہ لوگ مصافحہ کے واسطے ٹوٹ پڑے اور پھولوں کی بارش اس قدر کی گئی کہ گاڑی لد گئی۔ مہارانا صاحب گاڑی کے تختہ پر کھڑے ہو کر ہر مسلمان کو سلام کر رہے تھے اور بشاش معلوم ہوتے تھے۔ یہ ایک ایسا منظر تھا کہ بہت ہی کم نظر آیا ہوگا۔

تکبیر کے نعروں سے دشمنوں کے دل دہل رہے تھے اور بعض کے چہروں سے تو معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ خواہشمند ہیں کہ کاش ہم بھی آج ہی اسلام قبول کرلیں۔ افسوس کہ انبالہ شہر کے اسٹیشن پر گاڑی بہت کم عرصہ ٹھہری اور لوگوں کا اشتیاق پورا نہ ہوا۔ اور پوری طرح عقیدت سے اظہار نہ کر سکے آخر تقریباً سات منٹ کے بعد تکبیر کے نعروں کیساتھ گاڑی روانہ

ہوئی۔ (شیخ عبد الحکیم گجراتی از انبالہ شہر ماخوذ از زمیندار)

جالندھر میں مہارانا نصر اللہ خان کا خیر مقدم

مورخہ ۴ اپریل ۱۹۳۸ء کو مہارانا نواب نصر اللہ خان صاحب گذرتے ہوئے لاہور تشریف لے گئے آپ کی گاڑی چھاؤنی اسٹیشن پر ۶ بجکر ۳۵ منٹ آئی تھی لیکن پندرہ منٹ لیٹ آئی مہارانا صاحب کے خیر مقدم کے واسطے اسٹیشن پر آدمیوں کا ہجوم تقریباً چھ ہزار ہو گیا تھا۔ چھاؤنی جالندھر میں مسلمانوں کی آبادی کم ہے لیکن چھاؤنی کے قریب قریب گاؤں میں ان کی تعداد بہت ہے جو مسلمان زمیندار لوگ ہیں یہ لوگ شوق شروش کے ساتھ ۴ بجے شام سے ہی اسٹیشن پر جمع ہونے شروع ہو گئے ۵ بجے تک اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر تل رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ جب گاڑی پلیٹ فارم پر آئی تو نعرہ اللہ اکبر لگائے گئے۔ جس سے سارا پلیٹ فارم گونج اٹھا۔ پھر سب کمیٹی استقبالیہ کی طرف سے مقررشدہ اشخاص نے حاضرین کی طرف سے استقبال کیا جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ جناب مولانا حافظ حاجی محمد حمید الدین صاحب خطیب و امام جامع مسجد چھاؤنی جناب میاں شیخ محمد امین صاحب رئیس اعظم چھاؤنی۔ جناب حاجی محمد حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ جالنوار و گورنمنٹ کنٹر کٹر چھاؤنی جالندھر جناب خان صاحب حبیب اللہ صاحب رئیس چھاؤنی نے استقبال کیا۔ فواکہات وغیرہ پیش کئے گئے اور پھولوں کے ہار مہارانا صاحب اور خواجہ صاحب کے گلے میں پہنائے گئے۔ اور بعد ازاں پھول گاڑی پر خوب برسائے گئے۔ اللہ اکبر کے نعروں سے اسٹیشن گونجتا رہا اس وقت عجب سماں بندھا ہوا تھا۔ انگریزی بینڈ وغیرہ کا اسٹیشن پر انتظام تھا۔ باجہ خوب رونق سے اسٹیشن پر بجتا رہا۔ بعد میں جب گاڑی نے سیٹی دی تو باجے سے سلامی کی گئی۔ اور گولے بھی چلائے گئے اور اللہ اکبر کے نعرہ سے تمام اسٹیشن گونجتا رہا۔ انجمن تنظیم المسلمین کی طرف سے اسٹیشن پر کافی انتظام تھا۔ کسی قسم کا شور و غل و بد انتظامی و فساد وغیرہ رونما نہیں ہوا۔ اور سب انتظام وغیرہ اچھا تھا۔ ہم لوگ مسٹر وارٹن صاحب انسپکٹر پولیس چھاؤنی

بالندہر کاتہ دل سے شکرادا کرتے ہیں کہ آپ نے بھی ہم کو ہر طرح سے کافی امداد دی اور آپ کا انتظام بھی قابل تعریف تہا۔ (ماخوذ از اخبار ریاست)

خیر مقدم کے چشم دید حالات

دہلی باوجود آ۔ یہ پوسٹر چسپاں ہونے اور آریہ اخبارات کے مخالفانہ مضامین کی اشاعت کے اور مرزا حیرت کی اس دہوکہ دہی کے کہ حسن نظامی نے اپنا قول کیا ہے کوئی دہارانا آنے والے نہیں ہے پھر بھی ۱۴ اپریل کی صبح کو چھ بجے جب میں اپنے رفیقوں کے ساتھ دہلی اسٹیشن پر پہونچا تو پانچ ہزار مسلمان موجود تھے۔ محمد انوار صاحب کی والنٹیر کور وردیاں پہنے ہوئے جھنڈے ہاتھ میں لئے ہوئے تیار کھڑی تھی۔ یوروپین اور دیسی پولس کافی مقدار میں موجود تھی جسکا میں نے درخواست دے کر انتظام کرایا تہا۔ شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب پیش امام جامع مسجد دہلی اور حاجی عبد الغفار صاحب اور مسلمان اخبارات اور رسائل کے ایڈیٹر صاحبان بھی تقریباً سب موجود تھے۔ البتہ خلافت اور جمعیۃ العلماء کا کوئی آدمی نہ تہا۔ حالانکہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے مجھ سے پختہ وعدہ کیا تہا کہ وہ ریل پر بھی تشریف لائیں گے اور دہارانا کی دعوت بھی کرینگے۔ لیکن چونکہ جمعیۃ العلماء خلافت کمیٹی کی مقروض ہے اور خلافت کمیٹی کو میری ذات سے اختلاف ہے۔ اسواسطے دہلی میں نہ خلافت کمیٹی نے خیر مقدم میں حصہ لیا نہ جمعیۃ علماء نے۔

دہلی کے اسلامی اخبار مبلغ نے تفصیلی کیفیت خیر مقدم کی لکھدی ہے تو صرف یہ لکھنا ہے کہ خیر مقدم کرنیوالے مسلمانوں کی تعداد مبلغ نے صرف ہزار لکھی ہے مگر حالت یہ تھی کہ ساڑھے ۶ بجے سے سوا ۸ بجے تک ہزارہا آدمی آتے تھے اور دہارانا سے مل کر واپس چلے جاتے تھے اسواسطے میرا اندازہ ہے کہ دہلی میں کم از کم دس ہزار مسلمانوں نے اس خیر مقدم میں حصہ لیا ہوگا ایک واقعہ دہلی میں اور ایسا ہی ہوا جو ابتک اخبارات میں نہیں آیا ہے۔ کہ

مہارانا نے ٹرین میں سوار ہونے کے بعد جبکہ چاروں طرف ہزارہا ہندو مسلمان کھڑے تھے۔ پینے کا پانی منگو ایا اور پہلے تھوڑا سا مجھے پلایا اسکے بعد میرا جھوٹا پانی سب کے سامنے خود پیا اور پھر مہارانا کا جھوٹا پانی حاضرین نے تبرک کی طرح چھینا جھپٹی کرکے تقسیم کرلیا اور پی لیا۔ ہندو اور انگریز حاضرین پر اس واقعہ کا بہت بڑا اثر پڑا۔

غازی آباد مجھے امید نہ تھی کہ غازی آباد جیسے چھوٹے سے قصبہ میں اتنی شاندار تیاری ہوگی۔ دہلی سے روانہ ہوکر ٹرین غازی آباد پر ٹھہری۔ پلیٹ فارم پر ہزارہا مسلمان صفیں باندھے پھول لئے ہوئے کھڑے تھے۔ بینڈ باجا بج رہا تھا۔ تکبیر کے نعرے بلند ہوئے گلاب پاشی کی گئی پھول پہنائے گئے۔ میوہ اور مٹھائی پیش کی گئی اور غازی آباد نے اپنی اسلامی شان کا خاص نمونہ دکھا دیا۔ اطراف کے دیہات سے بھی بہت سے مسلمان آئے تھے۔

راستہ غازی آباد سے میرٹھ تک گاڑی نہیں ٹھہری مگر راستہ کے اسٹیشنوں پر جگہ جگہ مسلمانوں کی قطاریں صف بستہ کھڑی تھیں جن کو مہارانا کا چھپا ہوا پیغام چلتی گاڑی میں دیا جاتا رہا۔ اس پیغام کی کاپیاں چھپی ہوئی میرے ساتھ تھیں۔

میرٹھ شہر ٹرین میرٹھ شہر کے اسٹیشن سے ابھی ایک میل کے فاصلہ پر تھی کہ مسلمانوں کی قطاریں ریل کی سڑک کے دونوں طرف صف بستہ کھڑی ہوئی ملنی شروع ہوئیں جو زور و شور سے نعرے لگاتے تھے۔ اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ مہارانا زندہ باد کے نعروں سے تمام فضا گونج رہی تھی اور جس وقت گاڑی پلیٹ فارم پر پہونچی تو تینوں پلیٹ فارم آدمیوں سے چھپے ہوئے تھے۔ سوائے آدمیوں کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ یہاں بھی ٹرین کی دوسری طرف ہزارہا آدمی جمع تھے اور کبھی مہارانا دائیں رُخ

آکر سب مسلمانوں کو سلام کرتے تھے اور کبھی ان کو بائیں رُخ آنا پڑتا تھا بہت سے بینڈ باجے بج رہے تھے۔ بمتعدد خوان میوہ اور مٹھائی کے لائے گئے تھے اور ہزارہا آدمی طرح طرح کے پھول اور گلدستہ مہارانا کو دے رہے تھے ایک کمزور اور غریب مسلمان نے دور سے آواز دی کہ میں نے ساری رات محنت کرکے یہ ہار بنایا ہے اب مجھے گاڑی تک پہونچنے کی جگہ نہیں ملتی۔ آخر مہارانا کے اشارہ سے مسلمان ہٹے اور اس شخص نے ہار خود مہارانا کو پہنایا۔ یہ ہار ریشمین پھولوں اور پنّی کا بنا ہوا تھا۔ یہاں مہارانا کو کئی ایڈریس بھی دئے گئے اور بہت سے علماء اور لیڈر ہجوم کی کشمکش کی سبب ٹرین تک نہ آسکے دور سے کھڑے ہوئے دیکھتے رہے۔ میرٹھ شہر پر اسٹیشن کے اندر اور باہر اور ریل کی سڑک کے دونوں طرف جسقدر آدمی تھے۔ ان کا اندازہ کم سے کم ۵۰ ہزار کیا جاسکتا ہے۔

میرٹھ چھاؤنی

میرٹھ شہر سے اسٹیشن چھاؤنی تک سڑک کے دونوں طرف برابر مسلمانوں کی قطاریں کھڑی ہوئی تھیں اور جب ٹرین چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچی تو عجیب کیفیت تھی۔ چھاؤنی کے اور صدر کے بڑے بڑے رئیس اور اہل علم اور شرفا او تجار پھول لئے ہوئے اور میوے کے ٹوکرے اور خوان لئے ہوئے کھڑے تھے۔ میرٹھ شہر پر اتنا میوہ دیا گیا تھا کہ گاڑی میں جگہ نہ رہی تھی۔ چھاؤنی پر اس سے زیادہ آگیا تو بہزار دقت اس کو رکھا گیا۔ خان بہادر بھیا بشیر الدین صاحب رئیس اعظم لال کرتی اپنے افراد خاندان کے ساتھ خود تشریف لائے تھے۔ اور خوب تکلف کھانا مہارانا کے لئے ان کے ساتھ تھا۔ کشمکش بہت سخت تھی اور کوئی شائستہ آدمی اس کشمکش کے سیلاب میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ مگر بھیا بشیر الدین صاحب نے اپنے وجود کی کشتی اس طوفان میں ڈالی اور یہ

ہزار وقت ٹرین کے اندر پہونچے۔ اور مہارانا سے معانقہ کیا۔

ایسے ہی خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب سابق ممبر اسمبلی بھی آدمیوں کی اس طغیانی میں غوطے کھاتے ہوئے ٹرین کے اندر آئے اور معلوم ہوا کہ اُن کو ہجوم کی کشمکش میں بہت تکلیف ہوئی۔

حاجی حافظ حفیظ الدین صاحب کے صاحبزادے غلام نظام الدین تین کنٹھے پھولوں کے لے کر آئے تھے۔ اس کمسن بچے کے اسلامی جوش کو دیکھ کر مہارانا بہت خوش ہوئے۔

چھاؤنی کے اسٹیشن پر میرٹھ شہر کے بھی بہت سے عمائد جمع تھے۔ چنانچہ حافظ محمد سعید صاحب ہاشمی جنہوں نے مہارانا کی اطلاعات شایع کرنے میں بڑا کام کیا تھا اپنے سب احباب اور قرابت داروں کے ساتھ چھاؤنی اسٹیشن پر موجود تھے

پھلوں کا گولہ

ایک مسلمان بھائی نے جب ٹرین کے قریب آنے کی جگہ نہ پائی تو پھلوں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا چلتی گاڑی میں پھینکا۔ جو میرے بازو میں لگا۔ اور میرے بازو نے محبت کی چوٹ کا پھل کھایا۔

محمد الٰہی صاحب سوداگر کی جدت سب سے بڑھ گئی۔ انہوں نے میرٹھ کی مشہور صراحی میں ٹھنڈا پانی بھر کر نذر کیا۔ یہ صراحی لکڑی کے خوبصورت سنگر میں رکھی ہوئی تھی جس پر پیتل کی تختی میں مہارانا کا نام کندہ تھا۔ مہارانا اس عجیب تحفہ سے ازحد خوش ہوئے۔

بھتیا **رفیع الدین** صاحب جو صدر اور لال کرتی میں اسلامی کاموں کی روح رواں ہیں۔ ٹرین میں ساتھ ہوگئے اور مظفر نگر تک ساتھ رہے۔

منصور پور

چھاؤنی سے چل کر منصور پور مقام پر گاڑی ٹھہری

وہاں بھی مسلمان جمع تھے۔ اس کے بعد کھاتولی اسٹیشن پر گاڑی نہیں ٹھہری۔ مگر سینکڑوں آدمی ٹرین کی دونوں طرف صف بستہ کھڑے تھے۔ مہارانا کا پیام اُن کو بھی گاڑی کے باہر ڈال دیا گیا۔

مظفر نگر جب ٹرین مظفر نگر پر پہونچی تو میرٹھ کی سی شان نظر آتی تھی۔ اس ضلع میں بکثرت مسلمان راجپوت رہتے ہیں۔ دیہات اور قصبات سے بھی ہزارھا آدمی اور مسلمان راجپوت آئے تھے۔ اور شہر کے بھی رؤسا و علما اور عمائدین موجود تھے۔ بینڈ بج رہے تھے یہاں بھی بکثرت پھول پہنائے گئے اور میوے نذر کئے گئے۔

چھاؤنی میرٹھ پر اگر بیس پچیس ہزار آدمی تھے تو مظفر نگر پر بھی پندرہ ہزار آدمی سے کم نہ تھے۔

دیوبند مظفر نگر سے چل کر ٹرین دیوبند پر ٹھہری۔ یہاں بھی دس بارہ ہزار آدمی کا مجمع تھا۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ حضرات مولانا سیّد انور شاہ صاحب تمام علمائے مدرسہ و طلبائے مدرسہ و مشایخ و رؤسائے شہر کے ہمراہ پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ مگر دیہات کے مسلمانوں نے اس قدر کشمکش کی کہ یہ علما، و عمائد مہارانا کے قریب نہ آسکے۔ اور انہوں نے جو ایڈریس مہارانا کے لئے تیار کیا تھا وہ میرے پاس بھیجدیا۔ جو اس کتاب میں آگے درج ہے۔

سہارن پور دیوبند سے حافظ عبد الغفار صاحب چند والنٹیرلے کر ساتھ ہوئے تھے۔ ان کو سہارن پور کی انجمن اصلاح المسلمین نے سہارن پور

سے خیر مقدم کے لئے بھیجا تھا۔ سہارن پور کا اسٹیشن ایک میل رہ گیا۔ تو مسلمانوں کی قطاریں ملنی شروع ہوگئیں اور پلیٹ فارم پر جاکر تو سوائے انسانوں کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ علماء و مشائخ اور رؤسا سب ہی موجود تھے۔ سہارن پور میں آج مسلمانوں کا جلوس بھی نکلا تھا۔ جس نے تمام شہر کا گشت لگایا۔ اور اس کے بعد یہ جلوس اسٹیشن پر آیا۔ یہاں بھی بہت سا میوہ نذر کیا گیا۔ اب ہماری ٹرین میں آدمیوں کے لئے جگہ نہیں رہی میوہ اور مٹھائی اور پھولوں نے سب جگہ گھیر لی۔ محمد صادق نظامی میرے لئے پان بھی لائے تھے۔ عبد اللہ شہودی نظامی مٹھائی لائے تھے۔

سہارن پور کا اسلامی جوش دہلی اور میرٹھ سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مجمع کا تخمینہ کم از کم ۵ ہزار کا کیا جاتا تھا۔

سرساوہ یہ چھوٹا سا مقام ہے یہاں حضرت شاہ خلیل الرحمان صاحب جبالی نظامی ایک مشہور درویش رہتے تھے۔ اسٹیشن پر شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ اور سجادہ نشین سینکڑوں آدمیوں کے ساتھ خود تشریف لائے تھے۔ ہمارا نانے اُن کے ساتھ معانقہ کیا۔ سرساوہ اور سہارن پور پر بھی اطراف کے دیہات اور قصبات کے بہت سے مسلمان راجپوت جمع ہوئے تھے۔ اور سہارن پور کے بعض رؤسا اور عمائد سرساوہ اور جگادھری تک پہونچانے آئے تھے۔

جگادھری یہاں بھی ہزارہا مسلمانوں کا مجمع تھا۔ مولانا ذکریا صاحب اور متعدد عمائد اور انجمن کے سکرٹری وغیرہ حضرات جمع تھے۔ مجمع دو ہزار کے قریب تھا۔ اسٹیشن تکبیروں سے گونج رہا تھا۔

انبالہ چھاؤنی کا اسٹیشن آیا۔ یہاں بھی ڈیڑھ میل سے مسلمانوں کی قطاریں نظر آنے لگیں۔ جب گاڑی پلیٹ فارم پر آئی تو معلوم ہوتا تھا کہ انتظام نہایت عمدہ ہے۔ بینڈ بج رہے ہیں۔ مسلمان بہت شائستہ قرینے کے ساتھ جھنڈے ہاتھوں میں لئے ہوئے سیدھی صف بنائے کھڑے ہیں۔ اور ٹرین کے دونوں طرف جدھر نگاہ جاتی ہے۔ سوائے آدمیوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ مگر جب گاڑی ٹھہری تو دونوں طرف سے ہجوم پل پڑا۔ یہاں بھی طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں اور انگریزی مٹھائی اور پھول ہار اور ایڈریس پیش کئے گئے۔ میرے قدیمی احباب حاجی فتح محمد صاحب نظامی جمالی وغیرہ بھی موجود تھے۔ جو آگے تک ساتھ گئے۔ انبالہ چھاونی کا جوش وخروش دیکھکر میرا اور رہا رانا کا یہ خیال ہوا کہ پہلے میرٹھ کو ترجیح تھی پھر سہارنپور اور مظفر نگر کی ترجیح کا اثر ہوا۔ مگر اب انبالہ چھاونی کا اسلامی ولولہ سب سے بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

انبالہ شہر تھوڑی دیر کے بعد ٹرین انبالہ شہر پر پہونچی۔ وہاں مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کے اراکین نے بہت بڑا اہتمام کیا تھا۔ ہزارہا آدمی جو اطراف کے قصبات اور دیہات سے بھی آئے تھے تکبیر کے نعرے بلند کر رہے تھے اور پھول برسا رہے تھے۔ مگر گاڑی یہاں صرف تین منٹ ٹھہری۔

چھوٹے اسٹیشن لدھیانہ تک ان مقامات پر جہاں گاڑی نہیں ٹھہری مسلمان ریل کے چاروں طرف کھڑے نظر آتے تھے۔ جو دیہات سے آئے ہوں گے۔

لدھیانہ جب ٹرین لدھیانہ پر پہونچی تو مجمع ذرا کم تھا۔ پھر بھی پانچ چھ ہزار مسلمان نظر آتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر خلافت کمیٹی اور ڈاکٹر محمد شریف صاحب متقی اور انجمن اخوان المصفا کے اراکین وغیرہ ٹرین میں آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اسٹیشن کے باہر اسٹیج بنایا ہے۔ اور سب مسلمان وہاں جمع ہیں۔ ابھی لے جانا

ٹرین سے اترے اور اسٹیشن کے باہر جلسہ میں گئے۔ وہاں ۱۵-۲۰ ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اور ایک بہت شاندار اسٹیج بنایا گیا تھا۔ وہاں مہارانا کو ایڈریس دیا گیا۔ اور انہوں نے جواب میں ایک تقریر بھی کی۔ لدھیانہ کی ایک خصوصیت سب مقامات سے بڑھ گئی کہ لدھیانہ نے مہارانا کو پھولوں کی ایک چادر اُڑھائی۔ ایک نفیس کپڑے پر پھول لگائے گئے تھے۔ اور یہ چادر نہایت خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ اس کو مجمع عام میں اُڑھایا گیا۔

لدھیانہ کا ایک غریب مسلمان حلوائی جس کا نام دہنو تھا مہارانا کے لئے چار اور کیک لیکر آیا۔ اس کا اسلامی جوش دیکھکر مہارانا از حد متاثر ہوئے۔

دہلی اور لدھیانہ کے بیچ میں ایک مقام پر جس کا نام یاد نہیں رہا ایک بڑھیا عورت کھڑی ہوئی کوشش کر رہی تھی کہ مہارانا کو دیکھے مگر اندر نہ آسکتی تھی۔ مہارانا نے اس کو دور سے دیکھا اور دیکھتے ہی ٹرین سے اُترے اور ہجوم کو ہٹاکر بڑھیا کا سلام لیا۔

مہارانا کا تمام راستے یہی طرز عمل رہا کہ وہ بچوں اور عورتوں کے ساتھ نہایت محبت اور ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔

راجپورہ یہاں سے پٹیالہ کو راستہ جاتا ہے۔ اس لئے راجپورہ پر پٹیالہ اور اطراف کے بہت سے مسلمان جمع تھے۔

سرہند یہاں حضرت مجدد صاحب کا مزار شریف ہے۔ مہارانا نے ریل میں سے فاتحہ پڑھی۔ یہاں بھی بہت سے مسلمان جمع تھے۔ راجپورہ سے ایک آریہ خیال کا سکھ جیکر ٹرین میں آیا۔ اور اس نے مہارانا کے ایک نوکر اور ایک مصاحب سے فرسٹ کلاس کا کرایہ چارج کر لیا۔ میں اسوقت غسل خانہ میں وضو کر رہا تھا۔ باہر آنے کے بعد یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نے کہا چیکر کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ کرایہ وصول کرتا کیونکہ یہ نوکر اور مصاحب مہارانا کو کھانا کھلانے آئے تھے۔ اور پھر ہجوم کی کشمکش کی وجہ سے فوراً ٹرین کے باہر نہ جاسکے۔

جالندھر جب گاڑی جالندھر چھاؤنی پر پہنچی تو یہاں کا مجمع دیکھکر سہارنپور اور لدھیانہ کا مجمع ہیچ معلوم ہونے لگا۔ اطراف کے اضلاع و قصبات

سے بکثرت مسلمان راجپوت بھی آئے رہتے۔ اور شہر کے ممتاز عمائد بھی جمع تھے۔ یہاں بھی میوے اور پھول نذر کئے گئے۔ ضلع ہوشیارپور اور دسوہہ کے بہت سے تعلیم یافتہ لوگ بھی جمع تھے۔ دسوہہ کے مسلمانوں نے مہارانا کو ایک قرآن شریف ہدیہ کیا۔ اور مہارانا نے اس کو بوسہ دے کر سر پر رکھا۔

دوراہہ مجھے یاد نہ رہا۔ لدھیانہ اور جالندھر کے بیچ میں دوراہہ مقام پر بھی بہت سے مسلمان جمع تھے۔ اور میرے دوست مولوی عبدالقادر عرشی بھی آئے تھے۔

جالندھر شہر یہاں بھی بہت بڑا مجمع تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ چھاونی اور شہر کے ہجوم کا مجموعی تخمینہ ۳۰ ہزار سے کم نہ ہوگا۔ یہاں چونکہ اطراف کے مسلمان بکثرت بہت آئے تھے۔ اس لئے مہارانا ان لوگوں سے مل کر بہت ہی مسرور اور شاد نظر آتے تھے۔

امرت سر اسٹیشن ابھی دو میل باقی تھا کہ دونوں طرف آدمیوں کا ہجوم ملنے لگا۔ معلوم ہوا کہ اسٹیشن کے اندر اور باہر بالکل جگہ نہیں رہی ہے۔ اس واسطے مسلمان دو میل تک پھیل گئے ہیں۔ جب گاڑی امرت سر کے اسٹیشن پر آئی تو اس قدر کشمکش تھی کہ سانس لینا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ ٹرین کو دونوں طرف سے ہجوم نے گھیر لیا تھا۔ بہت سے لوگ ٹرین کی چھت پر چڑھ گئے۔ بعض لوگوں نے ٹرین کے شیشے توڑ ڈالے۔ اور کھڑکیوں کے راستہ اندر آگئے۔ اور ٹوٹے ہوئے شیشوں سے زخمی ہوگئے۔

امرت سر پر اندر اور باہر اور اطراف میں کم از کم ایک لاکھ آدمی تھے۔ اگرچہ آریہ اخبارات نے مغالطے دیئے ہیں کہ مردم شماری کے لحاظ سے ایک لاکھ مسلمان نہیں ہوسکتے۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ امرت سر کے اندر ضلع گورداسپور کے قصبات اور دیہات سے بھی ہزارہا مسلمان امرت سر پر جمع ہوئے تھے۔ امرت سر کے ممتاز عمائد اور لیڈر اندر نہ آسکے۔ اور ان سے معلوم ہوا کہ اسٹیشن کے باہر بھی پچاس ہزار آدمی کے قریب جمع تھے۔ جن کو اندر آنے کی جگہ نہیں ملی۔ امرت سر سے لاہور تک ٹرین میں بہت کشمکش رہی کیونکہ بہت سے مسلمان امرت سر سے اس ٹرین میں سوار ہوگئے تھے۔

لاہور چھاؤنی جب گاڑی لاہور چھاؤنی پر پہنچی تو وہاں بھی ہزارہا مسلمان تھے حالانکہ لاہور چھاؤنی میں زیادہ آبادی نہیں ہے۔ مگر شاید اللہ جل شانہ نے فرشتوں کو نازل کر دیا تھا کہ جس طرف نگاہ جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ یہاں بھی جھنڈے تھے پھول تھے۔ تکبیروں کے نعرے تھے۔ اور مسلمانوں کا مجذوبانہ جوش و خروش تھا۔

لاہور شہر رات کو دس بجے کے بعد ٹرین لاہور شہر پر پہونچی۔ انجمن حمایت اسلام کے اعلیٰ اراکین لاہور چھاؤنی سے ساتھ ہوگئے تھے۔ جب لاہور شہر پر پہونچے تو ہجوم نے یہ منظر دکھایا کہ چاروں طرف لوہے سے زیادہ مضبوط دیواریں کھڑی ہیں۔ سکندر ذوالقرنین کی سد سکندری انسانی ہجوم کی اس عظیم الشان فصیل کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پندرہ منٹ کی مسلسل کوشش کے بعد ہزار دشواری تنا داستہ ملا کہ مہارانا ریل سے اترے۔ اسٹیشن تکبیروں سے گونج رہا تھا۔ مہارانا نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور منتظمین نے مہارانا کے گرد حلقہ بنا لیا۔ مگر انسانوں کے مجذوب سمندر میں یہ حلقے بیکار ہو گئے۔ اور یہ معلوم ہوا کہ میرا تو آج اسی مقام پر خاتمہ ہو جائیگا جس وقت ہم ریل کے پل پر پہونچے۔ ہجوم کی کشاکش نے پل کا درمیانی کٹہرہ جو نہایت مضبوط لوہے اور لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ توڑ کر پاش پاش کر دیا۔ اور میں مہارانا کے ساتھ ایک تنکے کی طرح آدمیوں کے سیلاب میں بہتا ہوا موٹر تک پہنچا۔ اور موٹر میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ اسٹیشن کے باہر عظیم الشان میدان آدمیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور سوائے انسانوں کے نگاہ کو اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ پہلے لوگ کہتے تھے کہ تھالی پھینکو تو آدمیوں کے سروں پر جائے۔ نیچے نہ گرے۔ مگر آج اس مجمع کو دیکھکر میں نے کہا کہ اگر سوئی پھینکو تو وہ بھی زمین پر نہ گر سکے۔ اور پنجابیوں کے بڑے بڑے عماموں پر اٹک کر رہ جائے۔ یقیناً ریل کے اندر اور یہاں باہر جتنے آدمی ہیں ان کا تخمینا دو لاکھ کرنا کچھ بھی مبالغہ نہیں ہے۔ آریہ اخبارات یہاں بھی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ لاہور کے اسٹیشن پر دو لاکھ آدمی کہاں سے آگئے۔ مگر ان کو معلوم ہے کہ دہلی سے لاہور تک اور رہتک اور رہتک سے لاہور تک تمام اضلاع اور قصبات اور دیہات سے لاکھوں مسلمان محض مہارانا کو دیکھنے کے لئے آج لاہور میں جمع ہیں۔ لوگ

خدا جھوٹ نہ بلائے تو باہر کے تین لاکھ آدمی آج لاہور میں آئے ہوئے ہیں۔ اگر مقامی مردم شماری کا حساب کیا جاتا تو مسلمان کہہ سکتے تھے کہ ہردوار میں کمبھ کے میلے پر دس ہزار آدمی سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہردوار کی مردم شماری زیادہ نہیں ہے۔ مگر آریہ اخبارات کو دعوے ہے کہ وہاں دس لاکھ ہندو جمع ہوئے اور میں بھی ان کے اس دعوے کو سچا مانتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے ہندو ہردوار میں گئے تھے۔ اور کچھ عجب نہیں کہ ان کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ گئی ہو۔

مہارانا کے ٹھہرنے کے لئے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کے مکان پر انتظام کیا گیا ہے جو ریلوے اسٹیشن کے سامنے واقع ہے۔ مگر ہجوم اتنا زیادہ تھا اور موٹر کے چاروں طرف ایسی کشمکش ہو رہی تھی کہ ڈیڑھ گھنٹے میں جاکر کے راستہ سے موٹر قیام گاہ پر پہونچی۔

جلوس ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے مہارانا کا جلوس نکالا گیا۔ جو ایک بجے کے بعد انجمن حمایت اسلام کے جلسہ گاہ تک پہونچا۔ لاہور کے عمر رسیدہ لوگوں کا بیان ہے کہ ایسا شاندار جلوس لاہور میں کبھی نہیں ہوا۔ ہز ہائی نس سر آغا خاں کا جلوس واقعی اس جلوس کے لگ بھگ تھا۔ مگر اس میں ایسا عام جوش وخروش نہیں تھا ایک تجربہ کار مسلمان اخبار نویس نے مجھ سے کہا کہ سر آغا خاں کا جلوس ہم نے نکالا تھا۔ اور آج کا جلوس مسلمان جمہور نکال رہے ہیں۔ یعنی سر آغا خاں کا جلوس لیڈروں کی کوشش سے کامیاب ہوا تھا۔ اور مہارانا کا جلوس تمام مسلمانوں کے دلی جوش اور دلی تقاضے اور دلی محبت سے کامیاب ہوا۔ آج لاہور کو دلہن بنا دیا گیا تھا۔ دوکانداروں نے قیمتی کپڑوں سے دوکانوں کو آراستہ کیا تھا۔ اور بہت سے بازاروں میں یہ خصوصیت تھی کہ راستوں کی دھوپ خوبصورت شامیانوں سے روک دی گئی تھی۔ جگہ جگہ دروازے بنائے گئے تھے۔ اور جگہ جگہ طرح طرح کے خوبصورت اور موثر فقرے اور اشعار لکھے گئے تھے۔ مولانا سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست خود مکلف پالکی کا خوان لیکر اپنے اسٹاف سمیت موٹر پر تشریف لائے تھے۔ اور مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار نے دفتر زمیندار کو آراستہ کیا تھا۔ اور وہاں سے پھولوں کی بارش موٹر پر

کر رہے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب کی نظم مہارانا کی نسبت سب سے بڑا گلدستہ تھی۔ جو اس کتاب میں درج ہے۔ موٹر میں میاں سر محمد شفیع صدر انجمن حمایت اسلام اور میاں عبد العزیز جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام اور مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری سکرٹری انجمن حمایت اسلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ جب موٹر پھولوں سے بھر جاتی تھی تو پھول باہر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دئے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد موٹر پھر بھر جاتی تھی۔ اس طرح تین چار دفعہ موٹر بھری اور خالی ہوئی۔ مہارانا سینے تک پھولوں میں دبے ہوئے تھے اور جب وہ کھڑے ہو کر چاروں طرف سلام کرتے تھے تو ان کے پاؤں گھٹنوں تک پھولوں میں غرق دکھائی دیتے تھے۔ ہر بیس قدم پر بینڈ باجے بجتے نظر آتے تھے۔ گولے چل رہے تھے۔ چیفس کالج کے جہاں والیان ریاست کے لڑکے پڑھتے ہیں مسلمان طلبا گھوڑوں پر سوار ساتھ تھے۔ اور چاروں طرف دوکانوں پر مکانوں کی چھتوں پر گلیوں میں سڑکوں پر آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ ہزارہا عورتیں اور بچے بھی بیتابانہ شوق کے ساتھ مہارانا کو دیکھ رہے تھے۔ اور تکبیر کے نعرے لگا رہے تھے۔ جگہ جگہ فوٹو لئے جا رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر مسلمان اسلامی جذبہ سے مجذوب ہو گیا ہے کیونکہ بڑے بڑے مہذب اور سنجیدہ مسلمان مستانہ انداز سے دل کی خوشی چہروں پر دکھا رہے تھے۔ اور بے اختیار ہو کر نعرے لگا رہے تھے۔ بیشک بیشک یہ سب پنجابی تھے جو زندہ دل ہیں اور زندہ عمل ہیں۔ آج دہلی اور لکھنؤ پنجاب کے مسلمانوں کا اسلامی جوش و خروش دیکھتے تو شرما جاتے۔ اور ان کو کبھی پنجاب کے خلاف طعن کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

باجے علاوہ راستہ میں کھڑے ہوئے بینڈ باجوں کے کچھ باجے جلوس کے ساتھ بھی چل رہے تھے۔ لیکن جب کوئی مسجد راستہ میں آتی تھی باجے بند کر دئے جاتے تھے۔ آریہ اخبارات نے بالکل غلط لکھا ہے کہ مسجدوں کے سامنے باجے بج رہے تھے کیونکہ شروع ہی میں میاں سر محمد شفیع صاحب نے میاں عبد العزیز صاحب اور مولانا غلام محی الدین صاحب کو بھیجکر باجے والوں کو ہدایت کرا دی تھی کہ نہ گولے چلائے جائیں اور نہ مسجدوں کے آگے باجا بجایا جائے۔ اور میاں صاحب کے اس انتظام کی پوری طرح

تعمیل کی گئی تھی۔

مختلف محلوں میں جلوس کو روکا جاتا تھا اور دودھ کے شربت اور میوے نذر کئے جاتے تھے۔ اور پھول تو تمام راستہ ایسے برس رہے تھے گویا آسمان نے پھولوں کی برسات شروع کر دی تھی۔ راستہ میں جو شامیانے لگائے گئے تھے ان کی جھالریں پھولوں کی تھیں۔ اور ان پھولوں پر چاندی کے ورق لگے ہوئے تھے۔ اور جب موٹر ان جھالروں کے نیچے سے گزرتی تھی تو اہل موٹر یہ پھل توڑ توڑ کر کھاتے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موٹر والے بہشت میں ہیں اور میوے خود بخود ان کے منہ کے سامنے چلے آتے ہیں۔

جلسہ

انجمن حمایت اسلام کے جلسہ گاہ کے قریب بہت سے شامیانے لگائے گئے تھے جہاں پہلے جمعہ کی نماز ہوئی۔ میں نے نماز پڑھائی اور اردو میں خطبہ پڑھا۔ نماز کے بعد مہاراجا نا انجمن احمدیہ اشاعت اسلام میں تشریف لے گئے اور وہاں ان کو ایڈریس دیا گیا۔ اس کے بعد مہارانا انجمن کے جلسہ میں آئے اور وہاں انہوں نے زبانی تقریر فرمائی۔ مگر اہل جلسہ کی بیتابی سے برہمی پیدا ہو گئی۔ جلسہ گاہ کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ کیونکہ پچاس ہزار آدمی کا مجمع بے قابو ہو گیا تھا۔ مجبوراً جلسہ ملتوی کیا گیا۔ اور دوسرے دن سولہ تاریخ کو مہارانا کی تقریر نہایت کامیابی سے ہوئی۔ جس کی تفصیلی کیفیات اسی کتاب میں اخبارات سے نقل کی جائیں گی۔ میں نے اس خیر مقدم اور جلوس اور جلسہ کی بہت مختصر اور سرسری حالت لکھی ہے۔ کیونکہ اگر ہر شہر کے خیر مقدم کی تفصیل لکھی جاتی تو یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا بن جاتی۔ جنھوں نے دیکھا ہے وہی جانتے ہیں کہ کیا رنگ تھا۔ کیا جوش تھا۔ کیا ولولے تھے۔ اور کیسی بیتابیاں تھیں اسلامی اخوت کی عشق بازی کا دہلی سے لاہور تک ہر مسلمان نے پورا ثبوت دے دیا تھا۔ جن صوبوں کے مسلمانوں نے یہ خیر مقدم اور یہ جلوس اور یہ جلسہ نہیں دیکھا وہ عالم تصور میں قیامت تک اصلی کیفیت کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس کا مزا اور اس کا لطف تو وہی مسلمان جانتے ہیں جن کے پیر چلے۔ اور جنکی آنکھوں نے دیکھا اور جن کے کانوں نے سنا۔ اور جن کے جسم بھیڑ کی دھکا پیلی کا شکار ہوئے۔

اسلامی روحانیت کا ثبوت

آخر میں مجھے صرف اتنا ہی لکھنا ہے کہ اگر حسن نظامی نے مسلمانانِ پنجاب کو دھوکہ دیا تھا تو کوئی دنیاوی دھوکہ لاکھوں مسلمانوں کو اس جوش و خروش اور سچے خلوص سے جمع نہیں کر سکتا تھا۔ اور محض حسن نظامی کا ایک اشتہار چار پانچ دن کے اندر دہلی سے لاہور تک لاکھوں مسلمانوں میں ایسی تنظیم اور ایسی یکجہتی پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تو محض اسلام کی روحانیت کی تاثیر تھی جس نے اتنی جلدی سب مسلمانوں کو ایک مرکز اور ایک خیال پر جمع کر دیا تھا۔ اور یہی سب سے بڑا ثبوت اس کا ہے کہ حسن نظامی نے کوئی دھوکے بازی نہیں کی۔ کیونکہ جھوٹ اور دھوکہ کو کبھی اتنا فروغ نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حریف اقوام کو آج دکھا دیا کہ مسلمانوں کو سوتا ہوا اور غافل نہ سمجھو کہ اسلام نے ان کو پھر جگا دیا ہے۔ اور وہ اپنی زندگی اور بیداری کا ثبوت دینے کے لئے پھر جمع ہو گئے ہیں۔

دیکھو یہ پنجاب میں ہوا ہے اور یاد رکھو کہ پنجاب ہی سے مسلمان ہندوستان میں گئے تھے۔ اور پنجاب ہی تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو پھر اسلامی حیات کے مرکز پر جمع کر دے گا۔ آمین۔ انشاء اللہ تعالیٰ

رانا نصر اللہ خاں اور خواجہ حسن نظامی

انجمن حمایت اسلام لاہور کے گزشتہ اجلاس کے موقعہ پر ایک نومسلم کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا تھا جس کی صدارت کے لئے گجرات کاٹھیاواڑ کی ایک ریاست آمود کے ایشور سنگھ نامی سردار کو خواجہ حسن نظامی صاحب کی وساطت سے تجویز کیا گیا۔ جسے رانا صاحب نے منظور کر لیا۔ رانا صاحب کے آباؤ اجداد قریباً پانسو سال سے مسلمان ہیں۔ مگر ان کے رسم و رواج تقریباً ہندو راجپوتوں کے سے ہیں۔ اس لئے ان کا نام بھی

ہندوانہ ہی چلا آتا تھا۔ مگر خواجہ صاحب کی کوششوں سے اب انہوں نے اپنے پکے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور اپنا اسلامی نام نصر اللہ خاں رکھ لیا ہے۔

خواجہ صاحب ایک زبردست "پراپیگنڈسٹ" مشہور ہیں ان کے زبردست حریف مولانا محمد علی صاحب بھی اس بارہ میں آپ کے قائل ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے نواب نصر اللہ خاں صاحب کے بارے میں اپنے پروپیگنڈا کی وہ مثال قائم کی ہے کہ اس پر ہزار جان سے قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے اس انداز سے رانا صاحب موصوف کی شخصیت کا نقشہ عوام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا کہ بس کمال ہی کر دیا۔ آپ کے پوسٹروں اور تحریروں کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف لاہور میں رانا صاحب کا مسلمانوں کی طرف سے عدیم المثال استقبال کیا گیا بلکہ رستہ میں ہر سٹیشن پر ان کا خیر مقدم کیا گیا۔

خواجہ صاحب کی اس حرکت پر ہندوؤں کے اخبارات نے بجد غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ اور لاہور کے تمام سرکردہ اخبارات نے رانا صاحب کے حسب ونسب کے متعلق مکمل واقفیت ناظرین کو بہم پہنچائی ہے۔ اور وہ خواجہ صاحب کو مکار اور جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اس موقعہ پر خواجہ صاحب نے اپنے فن میں کمال کر کے دکھا دیا ہے۔ اور ایک چھوٹی سی بات کو محض ہندوؤں کو زک دینے کے لئے اتنا بڑا ظاہر کیا ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ وہ خواجہ صاحب کو کوسنے میں اپنا قیمتی وقت صرف کریں۔ کوشش اس امر کی کریں کہ ہندوؤں میں بھی خواجہ صاحب کے اثر اور رسوخ کا بزرگ پیدا ہو۔ جو انہیں عملی طور پر منہ توڑ جواب دے سکے۔ ورنہ یہ کاغذی لڑائی تو بجائے فائدہ کے عظیم نقصان پہنچا رہی ہے۔ (یہ مضمون آریہ اخبار پارس کا تھا)

خواجہ حسن نظامی سے ہماری ملاقات۔

مہارانا نصر اللہ خاں کے جلوس کی حیرت انگیز کامیابی درحقیقت خواجہ حسن نظامی کی شخصی فتح

ہے۔ اپنے دیگر معاصرین کی طرح ہم نے بھی مہارانا صاحب سے ملاقات کی۔ ہمارا خیال تھا کہ ناہر سنگھ سے نصر اللہ خاں بننے کے بعد آپ کی راجپوتی مونچھوں کے درمیان شرعی مقراض سے حد فاصل قائم ہو گئی ہو گی۔ آپ نے تنگ پاجامے کی جگہ ٹخنوں سے اونچی شلوار پگڑی کے بجائے مشہدی لنگی اور پشاوری کلاہ پہن لیا ہو گا۔ ہمارا خیال غلط نکلا۔

وہی کاٹھیا واڑی راجپوت۔ میانہ قد۔ مضبوط گٹھیلا جسم۔ قیصری مونچھیں۔ چوڑی دار پاجامہ اوری طرز کی پگڑی۔ جودھپوری چال۔ عینک نے کسی قدر متانت پیدا کر دی ہے۔ مصافحہ کرنے کا آرٹ خوب جانتے ہیں۔ ہم نے مصنوعی قہقہہ لگانے کا آرٹ جناب غیر معروف جبل پوری سے خوب سیکھا ہے۔ ہم نے اس قسم کا ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کہ آپ کے جلوس سے تو ایک دفعہ لاہور گونج اٹھا ہے۔ یہ سب خواجہ صاحب کی مہربانی ہے۔ خواجہ صاحب آنکھیں نیچی کر کے مسکرا رہے تھے۔ رانا صاحب نے خواجہ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ "ہاں جناب یہ انہی کی روحانی طاقت کا کرشمہ ہے" اور بھی بہت سی باتیں ہوئیں ان کی تفصیل سے ہم یہ ظاہر کریں گے کہ ہمیں ملاقات کرنے کے فن میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ اپنی خود ستائی کرنا نہیں چاہتے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب نے لانبا ملائی رنگ کا صوفیانہ ریشمی جبہ پہن رکھا تھا آستین کھلے تھے۔ گویا آپ آستین میں کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھتے۔ اور مغربی قمار بازوں کی اصطلاح میں تاش کے سارے پتے میز پر رکھ دیتے ہیں۔ پروپیگنڈا کے ماہر خصوصی ہیں۔ کون کمبخت کہتا ہے کہ پروپیگنڈا تری لفظ ہے۔ ہم سے سنئے۔ پروپیگنڈا اردو من کیتھولک حکومت میں مذہبی صیغے کا نام تھا۔ اب یہ لفظ اپنی مخصوص حیثیت سے گر کر عامیانہ رنگ اختیار کر گیا ہے

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ریاست نے ہمیں انٹراڈیوس کرتے ہوئے کہا کہ :-

لالہ کرم چند۔ ایڈیٹر پارس

خواجہ صاحب:۔ آخاہ "پارس" کے ایڈیٹر "پارس" اب تو میں کندن ہو جاؤں گا"

یہ ملاقات جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کی کوٹھی پر ہوئی۔ بہت سے مشتاقان دیدار خواجہ صاحب کے سامنے دوزانو بیٹھے تھے۔ خود خواجہ صاحب کرسی پر رونق افروز تھے۔ وہاں سے اٹھے اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے۔ لاہور کے اخبارات پر گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ:۔

"کبھی وقت تھا کہ لالہ دینا ناتھ کے اخبار دیش کے مطالعہ سے لطف آتا تھا دیش بند ہو گیا۔ اس کے بہت عرصہ بعد اب میں پارس کو بہت اچھا اخبار سمجھتا ہوں"

ہمارا ارادہ تھا کہ خواجہ صاحب پر جرح کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی داد رسی کتنی با حقیقت پر مبنی۔ لیکن عین نازک مرحلے پر ہمارا نا نصراللہ خاں نے شالامار باغ اور جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ موٹر آئی۔ وہ اور خواجہ صاحب چلے گئے۔ اور ہم یہ سوچنے لگے کہ کیا یہی وہ شخص تھا جس نے ہندوؤں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے اور ہندو مسلم اتحاد کا شیشہ چکنا چور کر دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔

لانبی سیاہ زلفیں جو کندھوں پر منتشر رہتی ہیں اور کبھی کبھی مونچھوں سے دست و گریباں نظر آتی ہیں۔ سفید رنگ۔ دلایتی بسم چہرہ۔ پان کھانے کے باوجود نہایت مصفا دانت۔ انداز گفتگو از بس مخلصانہ۔ آواز مترنم۔ لیکن نسائیت سے قطعاً معرا۔ بڑی بڑی روشن آنکھیں جن کی شعاعیں بعض اوقات سرچ لائٹ کا کام دیتی ہیں۔ بہت لمبی اور از حد مضطرب انگلیاں گویا حسنِ ظاہری و معنوی کی تصویر کھینچنے کے لئے بیقرار ہیں۔ ہاتھوں میں کفر شکن تسبیح۔

اس بھولی بھالی صورت والے خوش وضع دنیاوی فقیر کو دیکھ کر ہمیں بے اختیار

شیلے کا یہ معروف فقرہ یاد آگیا۔

A pard-like spirit beautiful swift.

ہم نے خیال کیا کہ اس شخص کی شکل صورت تو اس کے ارادوں اور اس کے افعال کی زبردست تکذیب کرتی ہے۔ کس طرح ممکن ہے کہ یہ صوفی مشرب ہندوؤں اور مسلمانوں کو تصوف کے پلیٹ فارم پر باہم بغلگیر کرانے کے بدلے جارحانہ تبلیغ کا ایک ایسا میگزین تیار کر رہا ہے جس کے اثرات جرمن کارخانہ کرپ سے کم وسیع الاثر نہیں۔ اُسے تو امن کا پیغامبر ہونا چاہئے تھا اور وہ فرشتۂ جنگ بننا چاہتا ہے۔ فاختہ امن کے بدلے وہ عقاب جنگ کے فرائض ادا کرنے کا متمنی ہے۔

جب ہمارے بڑے بڑے موٹے کھردرے پنجابی ہاتھوں اور خواجہ صاحب کے دہلوی دستِ نازک کا تصادم ہوا۔ تو ہم نے محسوس کیا کہ گویا کسی عقاب کے پنجے میں ایک نحیف سی نرم فاختہ پھنس گئی ہے۔ خواجہ صاحب کا ہاتھ بدرجۂ کمال نازک۔ نرم گرم اور تر تھا۔ جیسے کسی فرسٹ ریٹ آرٹسٹ کا ہونا چاہئے۔ دل نے چاہا کہ اظہار مسرت کے ثبوت میں ان کا ہاتھ اس زور سے مسل دیا جائے کہ لطف آ جائے۔ لیکن "اُجڈ پنجابی" کا لقب حاصل کرنے کی عدم خواہش مانع کار آئی۔ اور ہم نے ان کے "تقدس مآب ہاتھوں" پر کسی قسم کا جارحانہ دباؤ نہ ڈالا۔ رخصت ہونے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ

"لالہ کرم چند کبھی دہلی تشریف لائیں تو ضرور ملیں"

میدانِ صحافت میں مولانا محمد علی کی بیشمار قلمی معرکہ آرائیوں میں سب سے اہم بالشان کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو خواجہ (علی) حسن نظامی" کا اصلی روپ دکھا دیا۔ اور اپنی طرف سے ان کا "تم خواجگی" بھی پڑھ دیا۔ مولانا ممدوح کے انکشافات سے خواجہ صاحب کی متصوفانہ دوکان کی رونق گھٹ گئی تھی اور خدا لگتی بات یہ ہے کہ کم از کم پنجاب کے اسلامی حلقے میں خواجگی کا طلسم ٹوٹ رہا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے تصوف

تاب ترکش میں ایک تبلیغی تیر باقی تھا۔ جسے آپ نے دہلی میں بیٹھکر لاہور کی طرف چھوڑا اور وہ عین نشانے پر بیٹھا۔

بھلا خواجہ حسن نظامی کے سوا اور کس مسلمان کو اتنی جرات ہوسکتی تھی کہ وہ پالنوسال کے پرانے خاندان کے ایک ٹھاکر کو نومسلم مہارانا کہیں۔ دہلی میں آپ نے جو پوسٹر شائع کئے وہاں بھی نومسلم مہارانا کے الفاظ موجود ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کے اشتہار بھی خواجہ صاحب کے گمراہ کن پروپیگنڈہ سے ملوث ہوئے۔ بھلا مسلمانان پنجاب کو کیا معلوم کہ یہ مہارانا صاحب کون ہیں اور کیا ہیں۔ نومسلم ہیں یا پالنوسال سے ان کے بزرگ مسلمان چلے آتے ہیں وہ تو "اسلام کی منیا باریوں" والے عنوان سے فوراً گدھو کے ہیں آ گئے۔ خواجہ صاحب نے یہاں کے مسلمانوں کی ذہنیت سے کامل فائدہ اٹھایا۔ اور مولانا محمد علی کے انکشافات سے جو نقصان پہنچا تھا اب اس کی ایک حد تک تلافی ہو گئی ہے۔ کم ازکم دورافتادہ دیہاتی لوگوں کو تو یقین کامل ہے کہ واقعی خواجہ حسن نظامی کی ہمت سے ایک ہندو راجہ ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے۔

عشق اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔ اس مشہور مقولے میں خواجہ صاحب نے ذرا سی ترمیم کردی ہے۔ ان کے نزدیک تصوف اور تبلیغ میں سب کچھ جائز ہے۔ خیر ان کے طفیل انجمن حمایت اسلام کا جلسہ اس بار بہت بارونق رہا۔ (یہ مضمون بھی آریہ اخبار پارس کا تھا)

اپنے گلے پر اپنی ہی چھری

کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر

(ازجناب مولوی ظفر علی خاں صاحب بی اے۔ اڈیٹر روزنامہ زمیندار لاہور)

پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ کتاب غیر معمولی عجلت میں تیار کی گئی ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ

اللہ نے جس طرح یکایک مہارانا کے خیر مقدم اور جلوس وغیرہ کی کوششوں کو کامیاب کرا دیا تھا اسی طرح آن کی آن میں یہ کتاب مرتب بھی کرا دی۔ لکھوا بھی دی اور چھپوا بھی دی۔ لیکن عجلت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ترتیب کتاب کچھ نہ رہی۔ جو مضمون جہاں اور جیسا ملا موقع بے موقع درج کر دیا گیا۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خان صاحب کے اس مضمون کا نمبر ایک بہت پیچھے ناظرین کی نظر سے گزر چکا ہو گا۔ اب اتنی دور جا کر نمبر دو نقل کیا جاتا ہے۔ (حسن نظامی)

مولوی ظفر علی خاں صاحب مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں۔

"محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ ناہر سنگھ کو نومسلم کہہ کر خواجہ حسن نظامی اور ان کے فریب خوردہ میاں محمد شفیع اور انجمن حمایت اسلام اور مسلمانان پنجاب نے اسلام کو ہندوؤں کی نظروں میں ذلیل کر دیا۔ اسلام غریب تو ان کالی چرلوں اور رہنما پیر پرشادوں اور منجیوں کی نگاہ میں پہلے ہی سے ذلیل ہے۔ محمد علی صاحب نے آج تک کسی ناہر سنگھ کو نومسلم نہیں کہا۔ لیکن باوجود اس کے شدھی باز سنگٹھنئے انہیں بے نقط سناتے ہیں اور اُن پر طرح طرح کے دل آزار اور جگر خراش آوازے کستے ہیں۔ انہیں دل کے کان کھول کر سُن لینا چاہیئے۔ کہ "جھوٹی تبلیغ" کی جگہ جس دن انھیں سچی تبلیغ کی توفیق عطا ہوئی تو سنگٹھنیوں کی نظروں میں پھر بھی وہ آج کی طرح ذلیل کے ذلیل ہی رہیں گے۔

محمد علی صاحب کے مضمون کا اور کوئی نتیجہ تو برآمد نہیں ہوا۔ خواجہ حسن نظامی "مرحوم" کا ختم خواجگی" وہ پہلے ہی پڑھ چکے تھے۔ اور ان کی لاش کو نظام الدین اولیاؒ کے پائینتی مٹی دے چکے تھے ہندوؤں کو البتہ انہوں نے اپنی اس تازہ گل افشانی سے موقع دے دیا ہے۔ کہ "مرحوم" کی لاش پر پتھر برسائیں۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ کس دل سے وہ اس سنگباری کے المناک نظارہ پر خوش ہو سکتے ہیں۔ ان کا مضمون آج ہر سنگٹھنی اخبار کے صفحات پر مزے لے لے کر شائع کیا جا رہا ہے اور جو زہریلی سرخیاں وہ اپنی طرف سے اس پر دے رہے ہیں انھیں پڑھ پڑھ کر خدا یاد آتا ہے کہ الہٰی ایک دن ایسا بھی آنے والا تھا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے جرائم پر خواہ وہ کیسے ہی گھناؤنے کیوں نہ ہوں، تیری ستار العیوبی کے صدقہ میں پردہ ڈالنے کے

بچائے اُسے تیرے اور تیرے محبوبؐ کے دشمنوں کی نظروں میں رسوا کرے گا۔
پیج کی سرخی ملاحظہ ہو: "خواجہ حسن نظامی اور اراکین انجمن حمایت اسلام کی شرمناک حرکات"
"آج اس جھوٹی تحریری تبلیغ نے ہمیں ہندوؤں کے سامنے ذلیل کر دیا ہے" "نومسلم مہارانا کے متعلق مسلمانوں کی ریشہ دوانیوں پر مولانا محمد علی کا اظہار رائے"
ملاپ "خواجہ کے جھوٹ کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ مسلمانوں کے لیڈر مولانا محمد علی کی طرف سے"
پرتاپ "خواجہ حسن نظامی اور جناب نصر اللہ خاں کے خلاف مولانا محمد علی کا اہم اعلان"
"سر محمد شفیع اور خواجہ حسن نظامی کی شرارت سے خدا سب کو بچائے"
بندے ماترم "خواجہ حسن نظامی کے نومسلم مہارانا کے متعلق ہندو پریس کی تحریروں کی مولانا محمد علی کی طرف سے تصدیق" "خواجہ کے ڈھونگ پر مولانا محمد علی کا مفصل تبصرہ" "خواجہ حسن نظامی مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے" "خواجہ حسن نظامی نے جو ڈھونگ رچا تھا اور ہندو اخبارات نے اس کی جو تردید کی تھی اس کی اب مسلمانوں کی طرف سے بھی تصدیق کی جا رہی ہے اور خواجہ کے اس فریب پر اظہار نفرت و ناراضگی کیا جا رہا ہے"
محمد علی صاحب! آپ راقم الحروف کو ہمیشہ "غدار" کے خطاب سے یاد کرتے ہیں آپ نے مسیح الملک اجمل خان، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالقادر قصوری کے سامنے ببانگ دہل فرمایا اور جامع مسجد دہلی کے ممبر پر اپنے اس قول کا اعادہ کیا کہ "زمیندار" کا زہر مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں کو مسموم کر رہا ہے۔ اس زہریلے اخبار کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دینا آپ کی زندگی کے سب سے بڑے مقاصد میں شامل ہے۔ آپ آئے دن راقم کو زرگیری اور زرپرستی کا طعنہ دیتے رہتے ہیں۔ جس کا جواب اس سے بجز صبر و شکر کے اور کچھ نہ بن پڑا۔ لیکن بخدائے لایزال اگر کسی ہندو، کسی عیسائی، کسی بھی نامسلمان کی طرف سے آپ پر کوئی حملہ ہو، خواہ وہ کیسا ہی حق بجانب کیوں نہ ہو تو المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا کے ارشاد مقدس کے آگے سر جھکا کر سب سے پہلا شخص جو آپ پر اپنی جان قربان کرنے کو حاضر ہو گا وہ "غدار" اور "زرپرست" اور مسلمانوں کے دماغوں میں زہر پھیلانے والے "زمیندار" کا خادم ظفر علی خاں ہو گا۔

مرزا بشیر الدین محمود کو راقم اسلام کے حق میں ایک بڑا فتنہ سمجھتا ہے۔ لیکن اگر کالی چرن اُن پر ہاتھ اُٹھائے تو اس ہاتھ کا قلم کرنا راقم کا فرض ہوگا۔

خواجہ حسن نظامی نے ذاتی طور پر آپ کے مقابلہ میں راقم کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن وہ ایک لمحہ کے لئے اس بات کی تاب نہیں لا سکتا کہ اسلام کے رستہ میں اگر خواجہ صاحب اپنے قدم کو ایک نمائشی جنبش بھی دیں تو اس نقصان کی یاد ایک سنگ گراں بن کر ان ہزدواری پتھروں میں جا ملے جو اس رستہ میں بکھیرے جائیں۔ پیر جماعت علی شاہ اور اسی وضع و قماش کے دوسرے صوفیوں پر راقم آئے دن لے دے کیا کرتا ہے۔ لیکن کسی نامسلمان کی طرف سے اگر اُن پر کوئی اعتراض ہوگا تو اس کی سرکوبی کے لئے راقم کا ناچیز قلم حاضر ہے۔

خدام الحرمین اپنی غیر مآل اندیشی سے ایک غلط ڈھرے پر پڑ لئے ہیں لیکن سنگھٹنیئے تو ان پر چوٹ کر دیکھیں۔ پھر راقم انھیں بتا دے گا کہ آٹے دال کا بھاؤ کیا ہوتا ہے۔

از برائے خدا مسلمانوں کے حال پر رحم کیجئے۔ اور اغیار کو مسلمانوں پر نہ ہنسایئے۔ ہم پہلے ہی بہت تباہ ہو چکے ہیں۔ اور مزید تباہی کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اب تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سب ایک ہو جائیں۔ اور اپنے اندرونی اختلافات کا ماتمی نظارہ حریفوں کو نہ دکھائیں۔ کیا حسن نظامی کا خیال ایسا ہی باوضع ہے کہ اس بیکسی میں بھی آنے سے رک نہیں سکتا۔ اس غریب کو اس کے حال پر اور اسلام کی مضطرانہ گرفت پر چھوڑ دیجئے۔ اور کوئی کام کی بات کیجئے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

——— ظفر علی خاں

دہلی کا خط۔ مکرمی جناب خواجہ صاحب تسلیم صد تسلیم،

مین ایک پردیسی ہون۔ میرا مکان شہر رتلام محلہ جنگی پورے مین ہے۔ میرا نام اسمٰعیل خان خوشتر ہے۔ جس وقت مین نے جناب کے تحریر کیے ہوئے اشتہار نو مسلم مہارانا کی آمد کے دہلی کے در و دیوار پر چسپان دیکھے۔ مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ جوش اسلامی نے بے چین کیا کہ اپنے نو مسلم بھائی کی کیا تواضع کرون مگر کیا کرون مجبور تھا۔ لیکن پھر بھی بتاریخ ۱۴ اپریل اسٹیشن پر حاضر ہو کر اپنے نو مسلم بھائی نواب نصر اللہ خان صاحب کو جو کہ آپ کے و جناب پیش امام صاحب کے ہمراہ تھے۔ اپنی حیثیت کے مطابق مبلغ سوا روپے کا ہار پہنایا۔ نواب نصر اللہ خان صاحب نے اس ناچیز تحفہ کو قبول فرما کر موقعہ مشکوری بخشا۔ محمد اسمٰعیل خان خوشتر از دہلی۔

میرٹھ کا خط جناب خواجہ صاحب مکرم و مہربان۔ بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ مورخہ ۱۹ کا شکریہ۔ جواباً عرض ہے۔ کہ منشی ارشاد الدین صاحب پیشکار نیشنز نے جامع مسجد مین اعلان کیا۔ آپ کا اشتہار پڑھ کر سنایا اور استقبال کی دعوت لوگون کو دی۔ صدیق حسن صاحب کپتان رضا کاران نے اشتہارات تقسیم کرائے اور ریلوے اسٹیشن پر نظام قائم رکھنے کی کوشش کی۔ میرا علم صرف اسقدر ہے۔
اتنی خلقت کا اسٹیشن پر پہونچ جانا وہم و گمان مین بھی نہ تھا۔ نہ اسکی کوئی خاص کوشش تھی۔ یہ موجودہ فضا اور مہارانا صاحب کی نیک نیتی کا اثر تھا کہ جسنے سنا وہی اسٹیشن کو چل کھڑا ہوا۔ گاڑی شہر کے اسٹیشن پر کم ٹھہرتی ہے۔ لوگون کے دلکی دل ہی مین رہ گئی۔

بعض حاضرین ریلوے اسٹیشن

حاجی عظیم اللہ صاحب میونسپل کمشنر۔ مقصود علی صاحب ایم اے وکیل میونسپل کمشنر۔ منشی صادق حسین خان صاحب میونسپل کمشنر۔ مولانا محمد مبارک حسین صاحب صدر مدرس دارالعلوم میرٹھ۔ قاضی بشیر الدین صاحب قاضی شہر۔ منشی محمد ولایت خان صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس۔ منشی حمید الدین صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس۔ منشی ارشاد الدین صاحب پیشکار پنشنر۔ صوفی شرف الدین صاحب۔ پروفیسر معین الدین احمد صاحب ایم اے مولانا سید حشمت علی صاحب۔ مولوی بشیر احمد صاحب۔ مولوی آفتاب عمر صاحب وکیل حافظ عبدالمجید صاحب مالک حافظ بوٹ ہاؤس۔ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب مختار۔ و آنریری مجسٹریٹ۔

راقم نجم الدین احمد شہر میرٹھ اندرکوٹ ۲۱ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

مظفر نگر کا خط

از خط منتظم سکرٹری انجمن تبلیغ و حفاظت اسلام مظفر نگر مورخہ ۲۱ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء۔

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ پوسٹر مرسلہ چسپاں کرا دئے گئے ہیں۔ ہندو سبھا کے سکرٹری کے اشتہار کا جواب یہاں دے بھی دیا گیا ہے لیکن آپ کے جواب کا اشتیاق ہے۔ خیر مقدم میں یہاں ہر ایک آدمی اور ہر فرقہ والوں نے حصہ لیا ہے۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ چنانچہ شیعہ۔ احمدی۔ اور سنت الجماعت کل اصحاب ریل پر موجود تھے۔ قصبہ کے علاوہ ضلع میں بھی اشتہارات تقسیم کرائے گئے تھے۔ اور ضلع کے ہر طرف سے لوگوں نے شرکت کی۔ بیرونجات ضلع سے تشریف لانے والوں میں جناب راؤ عثمان علی خان صاحب رئیس و اسپیشل مجسٹریٹ کیڑی۔ راؤ صاحب راؤ عبدالحمید خان صاحب رئیس کیڑی و صدر انجمن اسلامیہ و میونسپل کمشنر مظفر نگر۔ اور شیخ ناظر حسن صاحب رئیس بسور۔ قاضی مولوی محمد یونس صاحب بگھر دی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو دور دراز کا سفر طے کر کے محض خیر مقدم کی شرکت کے لئے مظفر نگر آئے تھے۔ خیر مقدم میں ریل پر

قریباً پندرہ ہزار آدمی موجود تھے جن میں علاوہ قصبہ کے ضلع کے دور و دراز مقام پر رہنے والے بھی شامل تھے۔

خیر مقدم کو کامیاب بنانے میں جن اصحاب نے اپنا عزیز وقت صرف کر کے میری امداد فرمائی ہے اور جو خاکسار کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جناب حافظ سخاوت علی صاحب	سوداگران لباطمانہ	معاونین فراہمی سرمایہ برائے اخراجات اشتہارات و تیاری خیر مقدم
۲۔ منشی محمد یامین صاحب		
۳۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب		
۴۔ ولایت خان محمد جمیل خان بک سیلرس و سید ممتاز حسین صاحب منیجر ممتاز پریس		
۵۔ منشی عبدالرزاق خان صاحب جماعت رضاکاران۔		معاونین اشاعت و پروپگنڈا
۶۔ شیخ ناظر حسن صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ مظفرنگر۔		
۷۔ سید ابرار حسین صاحب مختار۔		
۸۔ نور خان سوداگر کباڑ۔		
۹۔ حاجی عبدالمجید خانصاحب		معاونین اہتمام پھل پھلواری وغیرہ
۱۰۔ حاجی الٰہی بخش صاحب آڑتی میوہ		
۱۱۔ حافظ عبدالرزاق صاحب آڑتی میوہ		

(حافظ عبدالرزاق صاحب نے ایک چنگیر پھلوں کی اپنے ذاتی خرچ سے پیش کی)

۱۲۔ حافظ ولایت حسین صاحب		نظم خوانی بوقت آمد و خوش آمدید
۱۳۔ منشی حبیب احمد صاحب سوداگر لباطمانہ	معہ اپنی جماعت کے	
۱۴۔ حافظ رفیق احمد صاحب		

۱۵۔ مولوی مقصود احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل و میونسپل کمشنر

۱۶۔ منشی فضل احمد صاحب مختار و میونسپل کمشنر

۱۷۔ شیخ ناظر حسن صاحب مختار سکریٹری انجمن اسلامیہ

ملا جماعت رضاکاران خلافت بسر کردگی منشی عبدالرزاق خان سالار } معاونین قیام نظم
ملا حاجی عبدالمجید خانصاحب } پلیٹ فارم

ملا باجے والے خود ہی اپنے مذہبی جوش کی وجہ سے آئے تھے جو کھالہ پار فریق کے نام سے مشہور ہیں اس نظم نظام کے علاوہ جملہ عمائدین شہر نے نہایت دلچسپی سے حصہ لیا اور ایسا خیر مقدم مظفرنگر کے لئے پہلے کسی مسلم مہمان کی تشریف آوری پر نہیں ہوا۔

علاوہ ازیں التماس ہے کہ یہاں کی پبلک میں نواب صاحب کی آمد سے ایک قومی جوش پھیلا ہوا ہے اور ایک تبلیغی جلسہ کرنے کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ کیا جناب اس امر سے مطلع فرما سکتے ہیں کہ ہمارا نامو صوف ہمارے یہاں کی دعوت قبول فرمائیں گے۔ والسلام کارخدمت سے یاد فرماتے رہئیگا۔

جنابکی کتاب کے لئے میں نے ایک بک سیلر سے بات چیت کری ہے اگر جناب پسند کریں تو وہ کتابیں یہاں اس شرط پر منگوائی جاسکتی ہیں کہ مظفرنگر کے کل آرڈرس یہاں بھیجدئے جائیں۔ اور وہ ان کی مظفرنگر میں سپلائی کردے۔ اس صورت سے پبلک دقت سے اور ڈاک کے خرچہ سے اس کے علاوہ چار کتابوں کی اکدم خریداری کی زحمت سے بچ جاوے گی۔

آپکا خادم۔ خاکسار شیخ خفیظ عظیم سکریٹری انجمن تبلیغ وحفاظت اسلام مظفرنگر۔

سہارنپور کا خط

شمع طریقت آگاہ رموز المعرفت وشریعت وحقیقت قبلہ دام ظلہ العالی
آداب وسلام خادمانہ کے بعد ملتمس خدمت اقدس واطہر ہوں۔ اللہ تعالے کا انعام ہے کہ نواب نصراللہ خان صاحب کے استقبال کے لئے حضور پرنور کی خواہش کے مطابق سہارنپور کے مسلمانوں نے اپنی دینی محبت کا پرجوش ثبوت دیا ہزارہا آدمیوں کے اجتماع میں گو انتظام کی گڑبڑ رہی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ کوئی حادثہ نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ اگر کسی کا دوپٹہ سر سے گرا تو پھر ہاتھ نہ آیا۔ کسی کی ٹوپی اگر سر سے سرکی تو پھندنا ضرور غائب ہوگیا۔

محمد صادق صاحب نظامی کی سعی وتقسیم اشتہارات بہت اچھی طرح ہوئی انجمن اصلاح المسلمین نے جسکا وجود نمائش سہارنپور کے وقت سے ظہور میں آیا ہے بہت اچھا کام کیا ہے۔

جس کی ابتدا یہ ہے آئندہ جو کچھ امید کیجائے کم ہے۔ اس انجمن کے صدر خان بہادر نعیم اللہ خان صاحب رئیس بکلاس پور مرحوم کے خلف جناب خانصاحب مقصود علی خان اسلامی درد رکھنے والے نوجوان ہین۔ جو سہارنپور سے آگے تک حضور پیر نور کے ہمراہ گئے تھے۔ انجمن کے سکرٹری محمد مشیت خان صاحب بھی ایک قابل اور محبت اسلامی مین سرشار آدمی ہین جو انجمن کے روح رواں ہین۔ انجمن کے ممبرون مین۔ حافظ عبد الغفار منشی عبد السمیع صاحب ٹھیکیدار۔ اور ظہور احمد صاحب نے نہایت محنت سے کام کیا منشی نور محمد (نور) نے ایک نہایت اچھی نظم لکھی جو ان کے شاگردون کی پڑھنے والی پارٹی نے اپنے مخصوص طرز مین پڑھکر سنائی اور داد تحسین حاصل کی۔ مگران کو یہ ارمان رہا گیا کہ حضرت خواجہ صاحب اور جناب نواب صاحب بہادر کو نہ سنا سکے۔ منشی نور محمد صاحب کی آرزو تھی اور ہے کہ خواجہ صاحب سے ملکر کوئی خدمت حاصل کرون۔ ان کی نظم ہمراہ خط ارسال ہے۔ جناب قادری صاحب ڈپٹی کلکٹر سہارنپور بھی گاڑی کے آنے کے وقت نہایت محبت و سرگرمی سے انتظام مین مشغول رہے اور ہجوم مین سب سے پہلے گاڑی مین پہونچ کر ملاقی ہوئے جناب قاضی صاحب قاضی شہر اور اکثر رئیس علما اسٹیشن پر موجود تھے مگر بوجہ ہجوم اپنی اپنی جگہ پر کھڑے دیکھتے رہے۔ دس بجے سے آدمیونکی آمد کا تانتا بندھا تھا۔ دیہات کے مسلمان بھی کثرت سے آئے تھے۔ صوفیون کا بھی ایک گروہ فرد گاہ مین کو گذر کر جھومتے ہوئے اسٹیشن مین پہونچ گیا جنکے ہمراہ ایک صاحب کچھہ گنگناتے آرہے تھے۔ نیجر صاحب ہین مین نرسری سہارنپور نے اپنے باغون کے پھول دو روز پہلے سے رکوا دئے تھے مظفر حسین میوہ فروش نے لوکاٹون کی ڈالی پہلے سے طیار کرا رکھی تہی۔ باجہ والون کی دونو ٹولیان پہلے سے اسٹیشن پر جلوس کے ہمراہ پہونچ گئین تھین۔ نظم پڑہنے والون کی ٹولیان جگہ جگہ پڑھ رہین تھین۔ مصافحہ کے آرزو مند باوجود روکنے کے سعادت جان کر مصافحون کے لئے جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ غرضیکہ جو تھا منتظم بھی تھا اور شوق زیارت کے لئے مضطرب بھی۔ اور شور نہ کرنے پر بھی وہ شور ہوا کہ ایک نہین چار گولے چھوٹ گئے اور کانون کان خبر نہ ہوئی۔ محمد صادق صاحب کے پانون کی ڈبیہ اور بٹوا جو بہت شوق سے

ہوا یا تہا اگرچہ خواجہ صاحب تک پہونچ گیا مگر اونکی خود کی رسائی گاڑی تک نہ ہوئی۔
ایسا مجمع شاید ہی پہلے کبھی ہوا ہے یا تو حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کی آمد پر بڑا مجمع ہوا تہا۔ یا ایسا شاندار یہ ہوا۔ غرضیکہ جو آیا اشتیاق بہرا آیا اور مسرور ہو کر گیا۔ خدا تعالے مسلمانون کو ایسی مسرتین ہمیشہ نصیب فرما دے۔ آمین۔ واپسی پر بھی جلوس نظمین پڑہتا ہوا لوٹا۔ سہارنپور کے آدمیون کا اشتیاق تہا کہ خواجہ صاحب اور نواب صاحب سہارنپور مین ٹہرین اور یہان پر جلوس نکالا جائے مگر لاہور کی تاریخون اور تمام اسٹیشنون کے مشتاقان زیارت کے خیال سے مجبور تہے سہارنپور کے مسلمان حضرت خواجہ صاحب اور جناب نواب صاحب کو دعائین دیتے ہین۔ تاریخ آمد سے پہلے افواہین بھی سہارنپور مین اڑین ایک یہ ہے کہ کچھ ہندؤن نے یہ ارادہ کیا تہا کہ گاڑی پر پہونچ کر فساد کرین۔ اور سنا کہ خفیہ کی رپورٹ پر ان کے مچلکہ لئے گئے۔ ۱۵ تاریخ کو خبر سنی کہ رام لیلہ کے مکان مین ہندؤن کا جلسہ ہوا بابو بیلہ رام نے بہت افسوس کیا کہ اب مسلمانون کا مشن ریاستون مین کام کرنے لگ گیا ہے اور ہندؤن کو کہا کہ مستعد ہو جاؤ وغیرہ۔
انجمن اسلامیہ رڑکی نے بہی معہ نشان اپنے نوجوان ممبر بہیجے تہے۔ غرضیکہ کوئی طبقہ ایسا نہ تھا جو اس مسرت مین شریک نہ تھا۔ ہندو صاحبان خواجہ صاحب کو اور ان کے کامون کو بڑی ٹیڑہی نظر سے دیکھتے ہین۔ بحمد اللہ مسلمانون کو بڑی تقویت پہونچی۔ ۔ خادم عبد اللہ نظامی۔

سہارنپور کا خط

پیارے خواجہ صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ بہائی محمد صدیق صاحب نے مسلمان تہارانا کا خیرمقدمی اشتہار تقسیم کرانے مین بہت جانفشانی سے کام کیا محمد حنیف خانصاحب نے مذکورہ اشتہار کو چہپان کرانے مین بہت سرگرمی کا اظہار کیا۔ حافظ عبد الغفار صاحب وظہور اللہ صاحب وعبد السبحان صاحب نے زبانی پروپگنڈا کیا اور انھین

دونون حضرات نے انجمن اصلاح المسلمین کو از سر نو ترتیب دیکر باقاعدہ استقبال کے
لئے اکہبایا۔ حافظ عبد الغفار صاحب باوجود ۳ یا ۴ میل فاصلہ پر قیام کرنے کے روزانہ
آتے اور خیر مقدم کے لئے زبانی پروپگنڈا بھی کرتے اور انجمن کو ترتیب دینے کا عملی
کام بھی کرتے۔ انجمن ہذا کے ممبر خانصاحب قربان احمد خان اور نواب محمد عادل خان
صاحب رئیس اعظم نے اپنے باغات وہن مین نرسری کے پھول رکھوادئے تھے
جو بروقت تشریف آوری نثار کئے گئے۔ محلہ آتشبازان کے چودہری نور محمد
صاحب نے چار گولے مرحمت فرمائے جو بروقت تشریف آوری میدان قبرود
گاہ مین چلائے گئے۔ شہر کے تقریبًا تمام باجے والے ساز سمیت استقبال کے
لئے بلا کہے خوشی خوشی آئے۔ ظہور احمد خانصاحب نے ایک کام حافظ
عبد الغفار صاحب سے مل کر اور کیا اور وہ یہ کہ گرد و نواح کے دیہات و قصبات
مین اشتہار بھیج کر اور اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر خوب پروپگنڈا کیا
اور کرایا۔ چنانچہ اکثر مقامات کے رؤسا و زمینداران و کاشتکاران و نمبرداران
باوجود کھیتی کٹنے کے شریک جلوس ہوئے۔ یہ سب ان دونون حضرات کی شبانہ روز
کوششون کا ثمرہ اور نتیجہ تھا خدا قبول کرے۔ ۱۴ اپریل کو حافظ عبد الغفار صاحب
حافظ حامد حسن کو لے کر دیوبند پہونچے۔ دیوبند مین معمولی سی سراہٹ تو ضرور تھا مگر
کوئی خاص اہتمام نہین پایا گیا البتہ مولانا انور شاہ صاحب مدظلہ نے مدرسہ مین اعلان
کردیا تھا کہ سب طلبا استقبال کو چلین ہم بھی جائین گے مولانا بشیر احمد و دیگر علمائے
دیوبند دیکھے نہین گئے۔ جس وقت حافظ عبد الغفار و حافظ حامد حسن صاحب دیوبند
پہونچے اور کچھ سرد مہری سی دیکھی تو انہون نے فورًا زور شور سے پروپگنڈا شروع کردیا
ذان بعد لوگ جوق در جوق ریلوے سٹیشن پر جمع ہونے شروع ہوئے ریلوے کے
ہندو و آریہ ملازمین نے مزاحمت شروع کی جو بالکل بیجا تھی اور مجمع کیساتھ برا سلوک
کرنا شروع کردیا ایک مسلمان ملازم ریلوے بھی انہین کے ساتھ لگ گئے دیر تک خوب
نوک جھونک رہی آخر ایک مسلمان میونسپل کمشنر صاحب تشریف لائے انہون نے

مداخلت کرکے بمشکل تمام پلیٹ فارم کو آزاد کرایا۔ اللہ انکو جزا کے خیر دے۔

اس کے بعد چونکہ مجمع کثیر تہا اور کوئی منتظم تہا نہیں حافظ محمد عبد الغفار صاحب اور ایک اور مقامی آدمی کو لے کر جو کچھ ہو سکا انتظام کیا اور بفضلہ اپنی کوششوں مین کامیاب رہے سہارنپور اسٹیشن پر بھی یہی دقت پیش آئی مگر چونکہ یہانپر پہلے سے طیاری ہو رہی تھی اس لئے انجمن اصلاح المسلمین کے سکرٹری صاحب نے آزادی پلیٹ فارم کی درخواست دیدی تھی بمشکل تمام پچاس آدمیون کے فری پاس ملے اور وقت سے پہلے مجمع بیحد ہو گیا۔ اس وقت سکرٹری صاحب نے جو کام کیا وہ نہایت ہی قابل داد ہے آپ نے متعدد مقامات پر اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر آیات قرآنیہ تلاوت فرما کر صبر کی تلقین کی اور منتظم رہنے کی ہدایت کی بالآخر مجمع پر قابو پالیا کہ اتنے مین ایک ٹرین آگئی اور مجمع بہیری کے ساتہہ منتشر ہو گیا۔

اس وقت پریسیڈنٹ صاحب انجمن ہذا نے جو انتظامی قابلیت کا ثبوت بہم پہونچایا وہ آپ کی ہی شان کے شایان ہے۔ اس کے بعد مجمع کو حد سے زیادہ دیکہہ کر اور بے قابو ہو جانے کے اندیشہ سے متاثر ہو کر فوراً جناب مولوی رحمن بخش صاحب قادری تشریف لے آئے آپ ڈپٹی ہین اور انچارج کلکٹر بھی ہین آپ نے ملازمین ریلوے سے فرمایا کہ اسکا مین ذمہ دار ہون آپ لوگ دروازہ کھولدین تب پلیٹ فارم کو آزادی نصیب ہوئی۔ خدا مولوی رحمن بخش صاحب کا دونون جہان مین بھلا کرے جنہون نے بنفس نفیس تشریف لاکر خدمت خلق کا ثواب کمایا۔ ہم انجمن اور تمام مسلمانون کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین۔

حافظ عبد الغفار

نائب سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین سہارنپور۔

جگادری انبالہ کا خط

بخدمت اقدس حضرت خواجہ صاحب مدظلہٗ العالی السلام علیکم
حضور نواب نصر اللہ خاں صاحب کی تشریف آوری پر
جہاں بڑے بڑے اسٹیشنوں پر بے پایاں جم غفیر کے استقبالات کئے گئے ہونگے وہاں
ایک چھوٹی سی حقیر بستی اور اس کی بہت ہی مختصر سی جماعت کا استقبال کس شمار و قطار
میں ہوسکتا ہے مگر بارہ تیرہ ہزار کی آبادی میں سے زیادہ سے زیادہ تین چار ہزار
مسلمانوں کی آبادی ہوگی اتنی مختصر سی تعداد میں سے پندرہ سولہ سو کی کثیر جماعت کو
حضور نواب صاحب کی عقیدت کیشی کے لئے پہنچا دینا ہمارے بزرگ حضرت مولانا
مولوی محمد ذکریا خاں صاحب ہی کی زندہ دلی اور جذبات صادقہ کی کارفرمائی تھی ورنہ
تو یہاں مہارانا صاحب کا ذکر تھا نہ اطلاع۔ چونکہ مولانا صاحب موصوف قوم سے
راجپوت مسلمان ہیں اس لئے ہمارے قصبے کے مردہ مسلمانوں میں انہیں کے طفیل سے
نمایاں اسلامی زندگی کے آثار دکھلائی دینے لگے ہیں۔ ان کے بعد جناب حکیم علی جان
خانصاحب وغیرہ اراکین انجمن اسلامیہ جگادری نے بھی استقبال میں کافی حصہ لیا جو یقیناً
قابل شکریہ ہیں۔ اس استقبال میں بہترین خدمات اسلامیہ کا سہرا انجمن نوجوانان
اسلام جگادری کے سر پر ہے جسکے رضاکاران وعہدہ داران خصوصیت سے قابل
ذکر معلوم ہوتے ہیں اس انجمن نوجوانان اسلام کے صدر منشی عطاء اللہ و سکریٹری
جناب صوفی محمد یوسف صاحب نے جس عرق ریزی و جانکاہی سے کام لیا ہے اسکا
شکریہ اگر ادا نہ کیا گیا تو ضرور میں اپنے مضمون میں قاصر رہونگا۔ اس لئے عرض ہے
کہ قصبہ جگادری ضلع انبالہ کے استقبال کا جلی قلموں میں جہاں آپ کتاب "مسلمان
مہارانا" میں ارقام فرمادیں وہاں سب سے پہلے حضرت مولانا محمد ذکریا و حکیم صاحب
و منشی عطاء اللہ صاحب و صوفی محمد یوسف صاحب کے خصوصیت سے اسماء گرامی
درج فرمادیں۔

راقم محمد موسےٰ جائنٹ سکریٹری انجمن نوجوانان اسلام جگادری ۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء

لدھیانہ کا خط

بخدمت گرامی قدر حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم
یوں تو شہر کے ہر ایک فرد نے مہارانا صاحب کے استقبال میں حصہ لیا مگر مفصلہ ذیل اشخاص خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

آغا شیر احمد خاں صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کو انجمن اسلامیہ نے استقبال کے لیئے کچھ دور روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ مہارانا صاحب کے ہمراہ بیٹھکر آویں۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صدر خلافت لدہیانہ نے بھی نمایاں حصہ لیا۔

خواجہ فتیح محمد انوری صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر نے استقبال کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔ اور آپ ہی نے انجمن اسلامیہ لودہیانہ کی طرف سے سٹیشن کے باہر ایڈریس پڑہا اور مہارانا کی خدمت میں پیش کیا۔

مسٹر غلام محی الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول۔ میاں محمد شاہ پریزیڈنٹ انجمن اور منشی رحیم بخش صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ لودہیانہ۔ میاں تاج الدین اور آغا شیر افگن خاں نے مہارانا کے خیر مقدم میں حصہ لیا۔ کارڈ کے لیئے معافی چاہتا ہوں۔

تابعدار محمد ظفر عفی عنہ لودہیانہ ۲۲ اپریل ۲۷ء

لدھیانہ کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب زاد لطفہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بتاریخ ۱۴ ماہ اپریل ۱۹۲۷ء کو بوقت ۵ بجے شام بر آمد حضور نواب نصر اللہ خاں صاحب انجمن اخوان الصفاء عالمگیریاں کے زیر اہتمام حضور ممدوح کا ریلوے اسٹیشن لودہیانہ پر پُرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ جس میں جملہ رضاکاران انجمن ہذا نے باقاعدہ اپنے اپنے فرائض نہایت تندہی اور خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ و نیز جملہ اراکین انجمن ہذا نے باقاعدہ ایک عالی شان

جلوس کی صورت میں جس میں ہزارہا کی تعداد میں مسلمانان لدھیانہ شامل تھے: مسلمان مہارانا کا خیر مقدم کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن لودھیانہ پر جوق درجوق تشریف لے گئے۔ اور حضور ممدوح کی اکیس گولوں سے انجمن کی طرف سے سلامی دی گئی۔ مندرجہ ذیل حضرات نے مہارانا صاحب کی آمد پر نہایت جانفشانی اور تندہی سے کام کیا۔ ان کا نام قابل ذکر ہے

۱۔ ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن اخوان الصفاء عالمگیریاں۔
۲۔ صوفی شیخ محمد صاحب وائس پریزیڈنٹ " " "
۳۔ ماسٹر قمر الدین صاحب خزانچی عالمگیر کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی
۴۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے۔بی ٹی سکریٹری انجمن اخوان الصفا عالمگیریاں
۵۔ بابو علی اکبر صاحب جائنٹ سکریٹری انجمن اخوان الصفا عالمگیریاں۔
۶۔ ماسٹر جان محمد صاحب۔ بی۔اے بی ٹی۔
۷۔ حافظ محمد رمضان صاحب امام مسجد عالمگیریاں لودھیانہ۔
۸۔ شیخ قاسم علی صاحب سوداگر ظروف تانبہ لودھیانہ۔
۹۔ قاضی نظام الدین صاحب۔
۱۰۔ شیخ محمد رمضان صاحب پروپرائٹر عالمگیر ٹیلرنگ ہاؤس۔
۱۱۔ منشی محمد یحییٰ صاحب اسٹام فروش۔
۱۲۔ شیخ نور الٰہی صاحب مالک عالمگیر واچ اینڈ سائیکل ہاؤس۔
۱۳۔ بابو محمد یعقوب صاحب آرمی کنٹریکٹر لودھیانہ۔
۱۴۔ شیخ محمد یحییٰ صاحب پروپرائٹر عالمگیر بک ڈپو لودھیانہ۔
۱۵۔ بابو نذیر احمد صاحب۔
۱۶۔ بابو عبد العزیز صاحب۔
۱۷۔ صوفی نور احمد صاحب مہتمم مسجد عالمگیریاں۔
۱۸۔ منشی کریم بخش صاحب آرمی کنٹریکٹر لودھیانہ

۱۹۔ حکیم عبد الحق صاحب۔
۲۰۔ منشی محمد عبد اللہ صاحب لال پریزیڈنٹ عالمگیر انڈسٹریل سوسائٹی۔
۲۱۔ میاں عبد الرحمن صاحب خاکی۔
۲۲۔ منشی محمد عبد اللہ صاحب انصاری۔
۲۳۔ میاں نور الہی صاحب نہوس۔
۲۴۔ میاں برکت علی صاحب آرمی کنٹریکٹر۔
۲۵۔ شیخ شمس الدین صاحب کتب فروش۔
۲۶۔ صوفی غلام محبوب سبحانی صاحب۔ بی۔ اے۔ علیگ۔
۲۷۔ ماسٹر محمد بخش صاحب ڈرائنگ ماسٹر۔
۲۸۔ منشی عبد الرحمن صاحب ایجنٹ وکیل۔
۲۹۔ مولوی محمد قاسم صاحب۔
۳۰۔ خلیفہ حبیب اللہ صاحب۔

مرسلہ۔ عبد الرحمن۔ بی۔ اے۔ پی ائی سکریٹری۔

جالندھر کا خط

بخدمت شریف جناب حضرت مولانا حسن نظامی صاحب پیشوائے عارفان و رہنمائے سالکان سلامت۔

مورخہ ۱۳ اپریل سنہ حال کو یہاں اشتہار بٹ رہے تھے کہ کل یعنی ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء کو مہاراجہ ناہر سنگھ دہلی سے لاہور تشریف لے جاوینگے۔ اور ان کی گاڑی جالندھر سے چھ بج کر ۷ منٹ پر گذرے گی۔ تمام شہر میں مسلمان نہایت شاد نظر آتے تھے۔

الحاصل دوسرے دن وقت مقررہ پر مسلمانوں کا ہجوم اسٹیشن پر ہونے لگا۔ اور لوگ جوق درجوق اسٹیشن جانے لگے۔ مطلق امید نہ تھی کہ مسلمان کافی تعداد میں شریک ہونگے۔ لیکن خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مقلد

غیر مقلد۔ سنی۔ شیعہ۔ وہابی و قادیانی وغیرہ سب نے جلوس میں بڑی خوشی سے حصہ لیا۔ اور کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمیوں نے استقبال میں شرکت کی اور اللہ اکبر کے نعروں سے پلیٹ فارم ہل رہا تھا۔

اور ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ اس دن دو ہندوؤں نے ہندو دھرم پر لات مار کر مسلمان ہونے کو بہتر سمجھا۔ الحمد للہ۔ فقط

راقم خاکسار مرزا افضل بیگ افضل

امرتسر کا خط

مکرم و محترم جناب خواجہ صاحب قبلہ

اسٹیشن پر قریباً ایک لاکھ آدمیوں کا اجتماع تھا۔ امیر و غریب ہر قسم کے لوگ موجود تھے۔ بھیڑ کی وجہ سے ہزاروں آدمیوں کو مہاراجا نصر اللہ خانصاحب کے دیدار سے محروم ہی لوٹنا پڑا۔ انجمن حزب الانصار کوچہ ککے زئیاں نے ایک عظیم الشان جلوس مرتب کیا۔ ان کے ساتھ ان کا اپنا جھنڈا تھا۔ اور جلوس کے آگے آگے والنیٹر نہایت بلند پایہ کی اسلامی نظمیں پڑھتے جا رہے تھے۔ جلوس کے ساتھ مقامی اسلامیہ ہائی سکول۔ گورنمنٹ ہائی سکول۔ خالصہ کالج اور دوسرے سکولوں کے بے شمار مسلم طلباء شامل تھے۔ سٹیشن پر شہر کے معززین میں شیخ صادق حسن صاحب صدر انجمن اسلامیہ بیرسٹر سابق ممبر لیجسلیٹو اسمبلی و رئیس اعظم امرتسر۔ مسٹر محمد صدیق سوداگر۔ مولوی محمد افضل خاں صاحب اختر پریذیڈنٹ ایچ۔ ایف۔ ایسوسی ایشن و منیجر میسرز امتی اینڈ کمپنی امرتسر۔ میاں محمد شریف ٹھیکیدار میونسپل کمشنر۔ امرتسر خلافت کمیٹی کے معزز عہدیدار و ارکان۔ انجمن اہلحدیث کے معزز عہدیدار و ارکان۔ انجمن اشاعت اسلام کے معزز عہدیدار و ارکان۔ میاں محمد شریف صاحب سوداگر خیرم میونسپل کمشنر و رئیس اعظم امرتسر۔ صوفی نذیر حسین منیجر دی ایسٹرن ٹرانسلنگ کمپنی امرتسر۔ بابو محمد طفیل صاحب خواجہ عبدالرحمن غازی معتمد مجلس خلافت صوبۂ پنجاب۔ میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ میونسپل کمشنر و رئیس اعظم امرتسر۔ چند دیگر مسلمان میونسپل کمشنران و روسائے امرتسر کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امرتسر کے سٹیشن پر گاڑی ہجوم کی وجہ سے بہت دیر تک ٹھہری رہی

جب گاڑی سٹیشن پر پہنچی اور اللہ اکبر اور نصر اللہ خاں زندہ باد کے نعروں سے آسمان گونج اٹھا پھولوں کی بارش کی گئی۔ نواب صاحب کو بے شمار ہار پہنائے گئے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ سٹیشن پر پانچ سات ہزار مسلمانوں کا مجمع ہوگا۔ لیکن جب گاڑی سٹیشن پر پہنچی تو خلقت کا ہجوم ایک لاکھ سے متجاوز تھا۔ پلیٹ فارم پر تو تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ لوگ دوسری گاڑی کے ڈبوں سٹیشن کے پلوں چھتوں۔ دوکانوں پر کھڑے تھے۔ اس سے زیادہ آجتک امرتسر میں ایسا کوئی اجتماع نہیں دیکھا گیا۔ اور فی الحقیقت یہ ایک شاندار تاریخی واقعہ ہو گیا ہے جس کی یاد صدیوں تک مسلمانوں کے دلوں سے محو نہ ہو سکیگی۔ میں کوشش کر کے انشاء اللہ دوسرے معززین اصحاب کے اسماء بھی بھیجنے کی کوشش کرونگا۔ مہارانا صاحب بہادر کے پنجاب میں تشریف لانے سے مسلمان پنجاب میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ حکام کے پلیٹ فارم ختم ہو جانے اور بند کر دینے کے باوجود یہ اجتماع عظیم ایک لاکھ سے متجاوز تھا۔ خواجہ صاحب! آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔

خاکسار ایک مسلمان

امرتسر کا خط

مکرمی و محترمی فدائے اسلام جناب خواجہ صاحب دام لطفہٗ۔ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔ اطلاعاً معروض خدمت ہوں کہ بندہ بمعیت چند دیگر احباب جن میں آغا محمد یوسف صاحب چیف کلرک نیشنل بنک امرتسر و نائب صدر راولڈ بائز ایسوسی ایشن اسلامیہ سکول امرتسر خاص طور پر قابل ذکر ہیں جناب مہارانا صاحب کے جلوس میں شامل ہونے کے لیئے لاہور گئے تھے۔
احقر محمد شریف طوسی۔ بی۔ اے۔ بی ٹی۔ سیکنڈ ماسٹر میونسپل بورڈ ہائی سکول خنڈیالہ و جائنٹ سکرٹری ڈسٹرکٹ تعلیمی کانفرنس امرتسر

امرتسر کا خط

محترم بندہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی ہدایت کے مطابق جن لوگوں نے حضور مہارانا کا سٹیشن امرتسر پر استقبال کیا ہے۔ یا سپاسنامہ پیش کیا ہے ان کے نام حسب یاد پیش کرتا ہوں۔ سکرٹیری ینگ مین ایسوسی ایشن امرتسر نے سپاسنامہ پیش کیا۔ سکرٹیری انجمن اہلحدیث امرتسر نے مطبوعہ ایڈریس پیش کیا۔ حکیم محمد یعقوب صاحب ہاشمی سکرٹیری انجمن انصار الاسلام امرتسر نے سپاسنامہ پیش کیا اور پھولوں کی بارش کے علاوہ کافوری ہار پہنائے ایک حضور مہارانا صاحب کو۔ ایک حضرت خواجہ صاحب کو۔ نیز کیوڑا و گلاب پاشی بھی کی گئی۔ دیگر

انجمنوں کے شرکا بھی موجود تھے۔ امرتسر کے تمام رؤسا بھی موجود تھے۔ جنکا نام ذیل میں درج ہے۔
شیخ صادق حسن صاحب۔ میاں حسام الدین صاحب۔ میاں فیروز الدین صاحب۔ خواجہ غلام
محی الدین صاحب وغیرہما۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امام المناظرین امرتسر نے
کتاب مقدس رسول پیش کی۔ بہت سی انجمنوں نے فروٹ پیش کرنا چاہا۔ معلوم نہیں کس کس کا
پہنچا۔ ہاشمی صاحب کے ساتھ بھی فروٹ تھے۔ والسلام۔ آپ کا مخلص نیاز احمد

امرتسر کا خط

جناب محترم مکرم معظم حضرت مولانا مولوی حسن نظامی صاحب
دام اقبالہٗ۔ السلام علیکم۔ آنکہ میں نے اخبار زمیندار مورخہ ۲۲ر
اپریل سنہ ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں خیر مقدم عالی جاہ مہارانا ریاست آمود کا خیر مقدم منظر
لی۔ اسٹیشن ریل ۱۴ اپریل کو امرتسر ۵ بجے دن سے لے کر شب کے ۹ بجے تک حاضر رہا
اور خیر مقدم کیا گیا۔ بوجہ ہجوم کے پیر میں سخت چوٹ آگئی۔ جو زیر علاج ہسپتال
ہے اور بخار بھی ہو گیا۔ بہت کمزور ہو گیا بوجہ ہجوم کے ایسا ہوا ہے۔ اور لاہور میں
بھی حاضر ہوا تھا۔ ابھی تک بیمار ہوں۔ لہٰذا بذریعہ درخواست کے التماس ہے کہ
براہِ مہربانی اس ناچیز اور غریب کا بھی نام درج فرمایا جاوے۔ اور بذریعہ ڈاک
خاکسار کو مشرف فرمایا جاوے گا۔ تاکہ یادگاری رہے اور وقتاً فوقتاً یادگاری
رہے۔ جناب کا نیازمند۔ مرسلہ عبد الرحمٰن امرتسر ٹاؤن ہال عرضی نویس

امرتسر کا خط

جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم۔
میں مع اپنے چند سکاؤٹ برادران کے جو کہ گورنمنٹ
ہائی سکول۔ ایم۔ اے۔ او ہائی سکول سے تھا۔ امرتسر ریلوے سٹیشن پر
پہنچا۔ وہاں پر خلقت کا اسقدر ہجوم پایا کہ خدا کی پناہ۔ خیر ہم تمام نے خلافت
کمیٹی کے والنٹیرز کے ساتھ ملکر خوب انتظام کیا۔ جب گاڑی ریلوے اسٹیشن پر
پہنچ گئی تو میں خود گاڑی میں مہارانا صاحب کے استقبال کے واسطے اپنے تمام سکاوٹ
برادران کی طرف سے گیا۔ مہارانا صاحب بڑے خوش ہوئے۔
خاکسار۔ ایم۔ اے رؤف قادری کنگ سکاؤٹ گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔

لاہور کا خط مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب زاد عنایتہٗ۔ السلام علیکم۔ زمیندار مورخہ ۲۲ راپریل ۱۹۲۷ء میں آپ کے اعلان کے مطابق گذارش ہے کہ انجمن اسلامیہ چھاؤنی لاہور نے مہارانا ظفر اللہ خاں صاحب بہادر کی آمد کی خبر سنکر فیصلہ کیا کہ اہالیان چھاؤنی کی طرف سے مہارانا صاحب کا استقبال مغلپورہ ریلوے اسٹیشن پر کیا جائے۔ چنانچہ یہ خبر بجلی کی طرح گردو نواح کے گاؤں میں پہنچ گئی۔ ۲۴ راپریل ۱۹۲۷ء کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے رات کو مسلمانان چھاؤنی کا ایک جم غفیر انجمن ہال کے سامنے جمع ہوگیا۔ اور وہاں سے اللہ اکبر کے فلک بوس نعرے لگاتا ہوا ایک جلوس کی شکل میں مغلپورہ ریلوے سٹیشن پر پہنچ گیا وہاں مضافات کے مسلمانوں کا ایک انبوہ پہلے ہی سے مہارانا صاحب کی گاڑی کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ گاڑی پہنچنے پر مشتاقان دیدار ڈبے کے گرد جس میں مہارانا صاحب تشریف رکھتے تھے۔ جمع ہوگئے۔ دستور کے مطابق یہاں گاڑی صرف تین منٹ ٹھیرتی ہے لیکن اتنے بڑے مجمع میں گاڑی کا چلانا دشوار ہوگیا یہاں میں سٹیشن ماسٹر صاحب مسٹر ایز ڈن کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے لوگوں کی سلامتی کو مد نظر رکھتے ہوئے گارڈ کو اس وقت تک لائن کلیر نہ دیا جب تک کہ اراکین انجمن نے خود ان کو نہ کہدیا کہ اب گاڑی کو آہستہ آہستہ چلنے دیں۔

لوگوں کے اژدہام کے باعث اراکین انجمن کو بڑی مشکل سے مہارانا صاحب تک پہنچنے کا موقع ملا۔ البتہ جناب صدر صاحب جو خوش قسمتی سے اس ڈبے کے سامنے تھے سب سے پہلے اس میں داخل ہو کر مہارانا صاحب سے بغل گیر ہوئے۔ مسٹر لوٹ انسپکٹر پولیس اور شیخ محمد اعظم صاحب

سب انسپکٹر پولس بھی ریلوے اسٹیشن پہ تشریف لے آئے اُنہوں نے نہایت اچھا انتظام کیا جسکے واسطے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بابو عبد العزیز صاحب عرف گھسیٹا نے اپنے خرچ سے ریلوے اسٹیشن پر دودھ کی سبیل لگائی۔ جن حضرات نے اس استقبال میں خاص حصہ لیا ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) حاجی صدر الدین صاحب صدر انجمن اسلامیہ۔ چھاؤنی لاہور۔
(۲) میاں رحمت اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ و نائب صدر انجمن اسلامیہ چھاؤنی لاہور
(۳) شیخ محمد اکرم صاحب میونسپل کمشنر نائب صدر انجمن اسلامیہ چھاؤنی لاہور
(۴) شیخ محمد اسحاق رحمبخش منشی۔ آنریری جنرل سکرٹری صدر انجمن اسلامیہ چھاؤنی لاہور
(۵) چودہری محمد ظہور الدین صاحب ٹیکس سپرنٹنڈنٹ سکرٹری مجلس شوری انجمن اسلامیہ چھاؤنی
(۶) چودہری جمال الدین صاحب ٹھیکیدار (۷) مرزا جلال احمد صاحب۔ ایس ڈی۔ او۔ ملٹری ورکس (۸) ملک غلام سرور صاحب۔ ایس۔ ڈی۔ او۔ ملٹری ورکس۔ (۹) قاضی ثناء اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ مڈیکل سٹور (۱۰) ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب (۱۱) شیخ حبیب اللہ صاحب جنرل مرچنٹ (۱۲) مولوی محمد الدین صاحب جنرل مرچنٹ (۱۳) میاں محمد اللہ دتا صاحب بزاز (۱۴) شیخ محمد امین صاحب ولد شیخ غلام محمد صاحب

شیخ محمد امین صاحب نے استقبال کے اہتمام میں خاص دلچسپی لی اس واسطے ان کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

خاکسار محمد اسحاق آنریری جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ چھاؤنی لاہور

باغبانپورہ لاہور کا خط

السلام علیکم۔ مغلپورہ اسٹیشن پر جو کہ لاہور کے نزدیک پہلا اسٹیشن ہے اس پر میاں محمد صادق ڈاکٹر محمد فضل میاں عبد الرحمان اعجاز۔ حکیم اسمٰعیل میاں محمد عاشق حضرات نے خیر مقدم دہارانا کا کیا اور ساتھ ہی لاہور اسٹیشن تک پہونچے

راقم
ایک مسلمان

ایڈریس اور قصائد

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جاءَ نَصْرُ اللّٰہ

ادائے شکر الٰہی بیشک لسانی طاقت اور رسانی طاقت سے وراء الوراء ہے اور اس فرض کے پورا کرنے کے لئے بمصداق من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنے منعم ومحسن کے سپاس کو یار ومعاون بنایا جاتا ہے انجمن اہلحدیث کشنری میرٹھ بھی اسی مشکوٰۃ ہدایت کی روشنی میں اس صراط مستقیم پر مشکورانہ گامزن ہے اور اپنے سردار امیر جناب نواب نصراللہ خان صاحب بالقابہ کی سپاس بجالانا چاہتی ہے جو اثناء سفر لاہور میں اسٹیشن میرٹھ کو بھی اپنے قدم میمنت لزوم سے افتخار افزا ہوئے ہیں اور اس تمنا میں ہے کہ عام اہل اسلام اور خصوصاً انجمن اہل حدیث کشنری میرٹھ کو ورود مسعود سے شرف اقامت وافتخار سیادت حاصل کرنیکا موقع ملے اور شادمانی افزا ترانہ اہلاً وسہلاً کا سمع قبول تک رسائی حاصل کرکے فوز کام وانجام مرام کا باعث ہو۔ انجمن حمایت اسلام کی مسند صدارت کا جناب والا کے وجود باجود سے متبرک ومفتخر ہونا اور لطیب خاطر جناب قدس کا اس درخواست کو منظور فرمانا عام تر حمایت اسلام کے لئے مژدہ رسان ہے اور اس ان تھک قوت ایمانی اور لازوال طاقت ایقانی کا ثبوت ہے جس کی ضرورت اس پر آشوب وفتن زمانہ میں اسلام کو ہے

باثنائے سفر یہ حامی اسلام یاں آئے — خدا کا شکر ہے نواب نصر اللہ خاں آئے
وفور جذبہ اسلامی اُخوت اس سے ظاہر ہے — تمہاری دست بوسی کے لئے ہم بے گماں آئے
مبارک ہو تمہیں لاہور کا جانا مبارک ہو — مبارک ہو ہمیں گر واپسی پر آپ یاں آئے

الہی وہ مبارک دن بھی ہو قسمت میں میرٹھ کی کہ حرف مدعا دل سے نکل کر تا زبان آئے
مکرر پھر کبھی بہر ادائے شکر حاضر ہو
پسندیدہ اگر خدام کا طرز بیان آئے۔

منجانب
انجمن اہل حدیث کمشنری میرٹھ

عرضداشت
بعالیجناب معلی القاب نواب نصراللہ خانصاحب بہادر والی ریاست آمود

حضور عالی۔ ہم باشندگان شہر میرٹھ کی زندگی میں آج کا دن نہایت ہی فخر و مباہات اور مسرت و انبساط کا دن ہے کہ ہم ایسے قابل فخر رئیس کا خیر مقدم کرتے ہیں جو خادم اسلام بھی اور مخدوم قوم بھی ہے اور باوصف ایک ریاست کا والی ہونے کے سفر کی تکلیف اٹھاکر ایک قومی خدمت کے لئے لاہور قدم رنجہ فرما رہا ہے مسلمانوں کے ضعف و انحطاط کی نسبت اب کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے اور اسکو مداوا ہو سکتا ہے تو اسی طرح کہ عالیجناب جیسی مقتدر ہستیاں مسیحا نفس سے کام لیں اور ایک گرتی ہوئی جماعت کو تھامیں تنگی وقت کی وجہ سے ہم بجز ترقی دعا ر دولت و اقبال اس وقت کچھ اور عرض نہیں کر سکتے۔ مگر دعاؤں کا سلسلہ اسی جگہ ختم نہ ہو گا بلکہ ہم اوقات خاص میں اس فرض کے ادا کرنے سے انشاء اللہ قاصر نہ رہیں گے۔

(خان بہادر مولوی) سید محمد حسین شوق زیدی (حکیم) محمد ظہیر الدین (سکرٹری انجمن طبیہ میرٹھ) (خان صاحب) ولایت خان آنریری مجسٹریٹ میرٹھ (حکیم) محمود الحق آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر (مسٹر) محمد محسن زیدی بار ایٹ لا (حکیم حافظ) سید ماہر ظہیری (مولوی) سید ضیاء الاسلام عیان بی اے وکیل (حکیم) محمد ناصر الدین ظہیری (مولوی حافظ) سیع الدین رئیس محلہ مسلمانان شہر میرٹھ

سپاس نامہ

بخدمت شریف نواب نصراللہ خاں صاحب

جناب والا مسلمانان میرٹھ کے لئے یہ امر باعث مسرت وانبساط اور لائق فخر و مباہات ہے کہ آنجناب جیسی مہتم بالشان ہستی سے چند لمحات شرف زیارت وسعادت ملاقات حاصل ہوئی مگر مسلمانان میرٹھ کی سیری ان چند لمحات کی عارضی صحبت سے غیر ممکن ہے امید ہے کہ کوئی دوسرا وقت ہم باشندگان میرٹھ کے لئے تجویز فرماکر شکریہ کا موقعہ عطا فرمایا جائے۔

آج گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے جناب کی ہستی نے شمع ہدایت کا کام کردیا یقین ہے کہ اب یدخلون فی دین اللہ افواجا کے نظارے عالم میں ظہور پائیں اور ہدایت ورشد سے بھٹکے ہوئے انسان آپ کی تقلید میں عذاب الیم سے بچ کر دائمی راحت وآرام کی آغوش میں آجائیں۔ آمین ثم آمین

ہم تمام مسلمانان میرٹھ آپ ایسے مہتم بالشان مہمان ہمائی کی دعائے ترقی عمر درجات واقبال بیں تہ دل سے دست بدعا ہیں۔

منجانب اراکین جماعت تبلیغ میرٹھ

ای آمدنت باعث آبادی ما
ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ

بعالی خدمت جناب نصراللہ خان صاحب ناصر الاسلام دام اقبالہم۔ السلام علیکم آپ کی تشریف آوری سے تمام میرٹھ کو کمال مسرت حاصل ہوئی۔ اگرچہ تھوڑے سے

وقت میں سیری نہیں ہوسکتی۔ تاہم محبت کی ایک نگاہ کافی ہے۔ آئندہ ہم ممبران انجمن فلاح دارین کو امید رکھنی چاہیئے کہ حصول نیاز کے لئے کبھی کافی وقت ملیگا آپ نے جو نمایاں خدمات اسلام کی ہیں اس کا نقش ہمارے دل سے کبھی محو نہ ہوگا جسقدر ممکن ہوا اپنی رعایا کو پابند نماز و دیگر فرائض میں سختی کے ساتھ حکم دیں ہمیں دینداری کی بہت کمی ہے۔ ورنہ اجابت کو دست درازی کا موقع نصیب نہ ہوتا اور ہزارہا تو مسلم آغوش اسلام سے نکل کر نکبت میں نہ چلے جاتے۔ ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ آپ اپنی اور ہمسایہ کی اسلامی اسلامی ریاست میں پابندی شروع کے ساتھ تجارت کو فروغ دیں اور غیر مسلم سے ایک حبہ کا نہ خریدا جائے۔ اس ذریعہ سے ہم فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو ہمارے بھائی ہم سے جدا ہو گئے ہیں وہ پھر ہماری آغوش میں آجائیں گے جو حقیر ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔ اُس کو قبول فرماکر ہمارا اسلام لیجئے اور دعاسے یاد فرمائیے۔

بندہ حسن۔ محمد نذیر۔ غلام حسین۔ محمد ظہور اللہ۔ عبدالحکیم۔ فخرالدین۔ محبوب الٰہی شان احمد و دیگر ممبران انجمن فلاح دارین میرٹھ محلہ کوٹلہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء

اخوت پناہ مودت دستگاہ معظم و مکرم جناب نواب نصراللہ خانصاحب دام اقبالہم

السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ جناب کی رونق افروزی سے مسلمانان میرٹھ کو عموماً اور انجمن کو خصوصاً بے اندازہ قلبی مسرت ہوئی ہے حضور نے جو اپنے استقلال ایمانی کا ثبوت دیا وہ قابل صد تحسین اور باعث ابتہاج اسلامیان ہے۔ ذات باری سے قوی امید ہے کہ مہمات ریاست سے جو وقت بچے گا۔ ممدوح اسکو فلاح ملک و ملت کے لئے وقف فرماکر مزید شکریہ لیں گے۔ اس پُرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر چہار جانب سے اسلام و بانی اسلام پر ناگفتہ بہ حملے ہو رہے ہیں اور ہماری ہستی کو مٹانا چاہتے ہیں۔ غیر مسلم کے ساتھ تجارتی مقاطعہ کر دینا فرض ہے تجارت میں اور اپنی تجارت میں ہماری ترقی کا راز ہے

تھوک فروشی کی دوکانیں بکثرت ہوں اور کوئی دیہات محلہ اس شاعت سے خالی نہ رہے آخر میں تنگیٔ وقت کی باعث ہماری دعا لیجئے اور ارکان انجمن کو دعا سے یاد رکھئے۔

رقیمان۔ (مولوی محمود علی گرامی۔ برکت شیرخاں ادیب۔ ڈاکٹر فہیم الدین وغیرہ ارکان انجمن فلاح دارین میرٹھ محلہ کوٹلہ

اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سپاسنامہ

بحضور فیضگنجور عالیجناب معلی الالقاب نواب نصر اللہ خان صاحب بہادر والئی ریاست آمود (ملک گجرات) دام اقبالہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عالیجاھا! ہم ممبران مجلس منتظمہ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کٹرہ باگھ سنگھ امرت سر۔ حضور والا کی تشریف آوری صوبۂ پنجاب پر آپ کی خدمت میں اپنی دلی ارادت اور عقیدت کے ساتھ ہدیۂ صد تبریک وتہنیت پیش کرتے ہوئے جناب کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

عالیجاھا۔ آنحضور اور آپ کی معزز قوم کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر

ہم جسقدر مسرت و انبساط کا اظہار کریں ۔کم ہے قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ ہماری قلبی کیفیت کو حضور پر نمایاں کر سکے ۔ نیز یہ بھی ہماری طاقت سے بالاتر ہے کہ ہم اپنے دلوں کو نکال کر صفحۂ قرطاس پر حضور کے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ۔ کیونکہ وہ علیم بذات الصدور ہے ۔

عالی جاہا ۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی ۔جب ہم یہ سنتے ہیں کہ حضور نے توحید و رسالت کا اقرار کرنے کے ساتھ ہی ملت بیضاء کی خدمت کو اپنے اہم فرائض میں داخل فرمالیا ہے ۔اور صوبہ بمبئی میں تبلیغ کے مرکز کو اپنی جود وسخا کی بارش سے سیراب فرما دیا ہے ۔

عالی جاہا ! ہم خادمان قوم کو امید واثق ہے کہ اس لحاظ سے بھی حضور کی ذات ستودہ صفات لائق صد مبارکباد ہے ۔کہ آپ نے عرفان الٰہی کی اس مشعل ہدایت سے صرف اپنا چراغ ہستی ہی روشن نہیں کیا ۔ بلکہ آپ نے ۱½ لاکھ بنی نوع انسان کو کفر و الحاد کے عمیق گڑھے سے نکال کر صراط مستقیم پر ڈال دیا اور ان کو نارِ دوزخ کے عذاب الیم سے بچایا ۔

حضور کی ذات والا صفات عامۃ المسلمین کے لئے عموماً اور مسلمانان ہند کے واسطے خصوصاً باعث رحمت اور خیر و برکت ثابت ہوگی اور اس دشوار گذار میدان میں حضور کی رہنمائی ہمارے واسطے مشعلِ ہدایت کا کام دے گی ۔ مذہب کی تحقیق میں بجائے ایک دوسرے پر گندے اور ناپاک حملہ کرنے کے لوگ حضور کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو جائیں گے ۔اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے بعد حضور کی تقلید کو باعث نجات خیال کریں گے ۔

عالی جاہا ۔ آخر میں ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں جس نے اِس پرفتن زمانہ میں دجبکہ ہر طرف سے اسلام پر مخالفین کے حملے ہو رہے ہیں اور اسلام کے دشمن اس خدائی نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے پر تلے ہوئے ہیں) حضور کو اسلام سے مشرف فرما کر ہم کو یہ خوشی کا دن دکھایا الحمد اللہ۔

دعا ہے کہ اللہ جل شانہ حضور کا سایہ ہم پر تا دیر قائم رکھے اور ہم سب سے اپنے دین قیّم کی وہ خدمت لے جس میں وہ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں اسلام کا بول بالا ہو۔ اور ہمارے مخالفین کو بھی خدا اس بات کی توفیق دے کہ وہ اسلام کے امن اور سلامتی سے آراستہ قصر میں داخل ہو کر زمانہ کی آفات سے محفوظ و مصئون ہو جائیں۔ آمین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

بمقام امرت سر ریلوے اسٹیشن
مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء

ممبران مجلس منتظمہ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن
کٹرہ باگھ سنگھ ۔ امرت سر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاسنامہ بعالی خدمت فیضدرجت ہز ہائی نس نواب نصراللہ خان صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ والی آمود دام اقبالہ

حضور والا۔ ہم باشندگان مظفر نگر اپنی زندگی کے ان چند منٹوں کو نہایت بیش قیمت و قابل فخر سمجھتے ہیں جن میں ہم کو خداوند کریم کی عنایت بیکراں سے یہ موقعہ حاصل ہوا کہ ہم اپنے اس چھوٹے سے شہر کے اسٹیشن پر حاضر ہو کر آپکا دلی خیر مقدم کریں اور آپ کی اس شفقت برادرانہ و جذبۂ اسلامی کا شکریہ ادا کریں جو آپ نے ہم کو یہ موقعہ عطا فرما کر ہمارے ساتھ ظاہر فرمائی ہے

محترم سردار ملت۔ جب فتنۂ ارتداد کی مسموم ہوائیں مسلمانان ہند کے دماغون کو عموماً اور ان مسلمانون کے دماغون کو خصوصاً جن کو ہندوستان کے اصلی باشندے ہونے کا فخر حاصل ہے معطل کر رہی تہیں اور کارکنان فتنہ ارتداد نے مسلمانون کو

یہ کھلا چیلنج دیدیا تھا کہ ۷ کروڑ فرزندان اسلام کو پھر حلقہ بگوش کفر بنایا جائے گا تو وہ آپ ہی کی ذات اقدس تھی جس نے ساڑھے پانچ لاکھ اپنی برادری کے راجپوتوں کو جادہ ایمان سے متزلزل نہیں ہونے دیا۔ ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کا مبارک دن تاریخ اسلامیہ ہند میں زریں حرفوں سے لکھا جائے گا۔ جب آپ نے اپنی قوم کی کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے اُن سے یہ عہد لیا کہ وہ حلقہ بگوشان اسلام ہی رہیں گے اور آریاؤں کی کوئی روپہلی یا سنہری مصلحت ان کو دائرۂ اسلام سے نکلنے کے لئے مجبور نہیں کر سکے گی۔

معزز سردار قوم! ہمارا دل آج خوشی سے باغ باغ ہے جب ہم اپنے درمیان میں اس بڑی ہستی کو جو کبھی مہارانا ہرسنگھ کہلاتے تھے۔ نواب نصراللہ خاں جیسے مفخر قوم سے ملقب پاتے ہیں اور ہمارے دل کو وہی تقویت حاصل ہوتی ہے جو سردار دوعالم کے دل کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے حاصل ہوئی تھی۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ آپ جیسے سردار قوم کی رہبری میں نصرٌ من اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے تاریخ اسلام کے اوراق پارینہ کا سبق دوہرانے کے قابل ہو جائیں گے۔

فخر ملت! آپ کو یہ معلوم ہوکر خاص خوشی ہو گی کہ ہمارے ضلع میں مسلم راجپوتوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو الحمدللہ نہ صرف اپنے اسلامی عقیدوں میں پختہ ہے بلکہ ان میں بہت سی ایسی ہستیاں ہیں جو امارت وخدمت قومی کے لحاظ سے مسلمانوں میں درجۂ اولیں لئے ہوئے ہے۔ غالباً یہ فخر بیجا نہ ہوگا کہ ہمارے ضلع میں فتنۂ ارتداد کے سورماؤں کو یہ جرأت بھی نہ ہوسکی کہ نومسلم یا دیگر مسلمانوں میں اپنی امن سوز تحریک کا آغاز کریں۔

ظفر الملت۔ قوم نے آپ کے دوش مبارک پر آج اس سے زیادہ بار رکھدیا ہے جو ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو رکھا گیا تھا۔

آپ آل انڈیا نومسلم کانفرنس کی صدارت کرنے تشریف لے جارہے ہیں۔

ہم کو امید ہے کہ اس کانفرنس کی کامیابی میں تائیدِ غیبی آپ کی شاملِ حال ہو گی فتنۂ ارتداد کی مسموم ہوائیں اسلامی نسیم میں مبدل ہو جائیں گی۔

حضورِ انور۔ ہم ایکبار پھر آپ کی خدمتِ عالی میں آپ کی تشریف آوری پر اپنا دلی خیر مقدم پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوندِ کریم آپ جیسے سردارانِ قوم کی رہنمائی کے لئے ایک عرصہ تک قایم رکھے۔

ممبرانِ تبلیغ و حفاظت اسلام مظفرنگر

از دفتر دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء

مکرمی محترمی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دام لطفکم۔

بعد سلام مسنون عرض آنکہ کل بروز پنجشنبہ سب علماء کرام و باشندگان شہر اسٹیشن پر تشریف لائے حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب و حضرت مفتی صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اور ایک سپاسنامہ بھی نواب نصر اللہ خان صاحب کی خدمت میں بغرض پیشکشی ہمراہ لائے تھے۔ مگر ہجوم کی بے ترتیبی نے افسوس سپاسنامہ پیش کرنیکا اور ملاقات کرنیکا موقع نہ دیا۔ لہٰذا سپاسنامہ لبعینہٖ رجسٹری ارسال خدمت ہے۔ لفافہ کی شکن اس کے اسٹیشن جانے کی پورے شاہد ہیں۔

مجھے امید ہے کہ جناب معہ نواب صاحب کے دیوبند کے لئے ضرور وقت نکالیں گے۔ اور اس جانباز مسلمان رئیس کو ضرور ہم سے ملاقات کا موقع دیں گے۔ نامناسب نہ ہو تو یہ سپاسنامہ اپنے پرچے میں شایع کر دیا جائے۔ والسلام۔

خاکسار

طاہر بن احمد القاسمی کان اللہ معتمد المدیر القاسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاسنامہ

منجانب دارالعلوم دیوبند

بحضور عالی جناب مستغنی عن الالقاب نواب نصر اللہ خاں صاحب بہادر

ادام اللہ رشدہ وتوفیقہ

سلام سنت الاسلام کے بعد مخلصانہ عرض ہے ارا کین و علمائے دیوبند جناب والا کے اور جناب کے قوم کی مخلصانہ قبول اسلام کو اس وقت اسلام کا بہت بڑا اعجاز تصور کرتے ہوئے اس کرامت و سعادت عظمیٰ پر جناب کو دل سے مبارکباد و ہدیہ خلوص پیش کرتے ہیں اور آپ کے لئے معہ آپ کی حق پسند قوم کے دعا استقامت کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ واپسی میں جناب والا دیوبند کی اسلامی مذہبی مرکزی درس گاہ دارالعلوم دیوبند میں ضرور بالضرور قدم رنجہ فرماکر ہم خادمان دین کو مشرف و مکرم فرماویں گے۔

ہم ہیں آپ کے مخلص دعاگو

علمائے دارالعلوم دیوبند

مورخہ ۱۱ر شوال المکرم ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۲ر اپریل ۱۹۲۷ء

کالکا۔ ضلع انبالہ

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام فیوضہ

السلام علیکم۔ بموجب آپ کے ارشاد کہ ریل پر چلئے ایک وفد زیر سایہ

بابو غلام محمد صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کالکا مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۷ء کو انبالہ چھاؤنی پہنچا جس میں پہلوان غلام محمد ولی محمد اور محمد جعفر نے زیادہ حصہ لیا۔ وفد کے پاس چند سطور بطور اظہار عقیدت تھیں۔ ہجوم غفیر کی وجہ سے وہ کارڈ بورڈ ٹوٹ گیا اور وفد اُن سطور کو پیش نہ کرسکا۔

اظہار عقیدت

بحضور فیضگنجور عالی صفات معلے الالقاب نواب نصر اللہ خان بہادر والی ریاست آمود (گجرات) دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عالی جاہا۔ آنحضور اور آپ کی قوم کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر ہم جسقدر بھی مسرت اور انبساط کا اظہار کریں۔ کم ہے۔ ہم کو اس بات سے اور بھی زیادہ مسرت ہوئی ہے کہ حضور نے توحید و رسالت کا اقرار کرنے کے ساتھ ہی ملت بیضا کی خدمت کو اپنے اہم فرائض میں داخل فرمالیا ہے جسکا بعینہ ثبوت ۱½ لاکھ بنی نوع انسان کو کفر و الحاد کے عمیق گڈھے سے نکال کر صراط مستقیم پر ڈال دیا ہے۔

عالی جاہا۔ آخر میں ہم خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ جنے ایسے وقت میں رجبکہ اسلام پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں۔ اور خدائی نور کو پھونکوں سے بجھانے کی کوشش بڑی سعی اور جانفشانی سے جاری ہے حضور کو مشرف فرماکر ہم کو یہ خوشی کا دن نصیب فرمایا۔ الحمد للہ۔

عالی جاہا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ جل شانہ حضور کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ اور ہم سب سے دین کی وہ خدمت لے جس سے وہ اور اس کا حبیب

پاک صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔ اسلام کا بول بالا ہو۔ مخالفین حق اور باطل میں تمیز کریں۔ بیماروں کو صحت ہو۔ مقروض سبکدوش ہوں اور بے روزگاروں کو روزگار میسر ہوں۔ آمین۔

میں ہوں آپ کا غلام ناچیز
نادر بخش مومن سیالوی کا لکا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاسنامہ

بموقف گرامی قدر اعلیٰ مرتبت والاشان جناب نواب نصر اللہ خان صاحب سریر آرائی ریاست آمود ملک گجرات

ہزار ہزار حمد وثنا خالق کون ومکان کہ جس نے اپنے الطاف کریم وعنایات عمیم سے ہم مسلمانان شہر لدھیانہ اور بالخصوص اراکین انجمن اسلامیہ لدھیانہ کو جناب محترم کی بارگاہ اقدس میں نیاز مخلصانہ کے اظہار کا قابل فخر موقعہ عطا فرمایا۔

عالی جاہا۔ ہم مسلمانان شہر لدھیانہ آپ کی ان خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ پر آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ جو صوبہ بمبئی اور بالخصوص گجرات کاٹھیاوار کے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت فلاح وبہبود۔ تحفظ حقوق قومی وملی کے سلسلہ میں آپ کی ذات ستودہ صفات سے ظہور میں آ رہی ہیں۔

اور بارگاہ خداوندی سے امید ہے کہ آپ کا والہانہ جوش عمل وسعی پیہم کی ۔ برکات سے ۔ ہمارے اور ان برادران ملت کے مابین جو ہم سے سینکڑوں کوس دور ہیں ۔ اخوتِ اسلامی کا رشتہ استوار اور محکم ہو جائے گا ۔

اعلیٰ حضرت ! افسوس وقت کم اور قصہ طویل ہے ان چند لمحوں میں ہم اپنے قلبی احساسات وجذبات انبساط وسؤدت کو کما حقہ ادا کرنے سے قاصر ہیں ۔ لہذا بر از احترام سکوت پر اکتفا کرتے ہیں ۔ جو یقیناً ہنگامۂ تکلم سے زیادہ بلیغ ہے ۔

ہم بارگاہ رب العالمین میں دست بدعا ہیں کہ خدائے بزرگ و برتر آپ کو اور آپ کی بہادر قوم کے مسلمانوں کو اسلام کی اشاعت اور خدمت جیسے مقاصد عالیہ اور عزائم مبارکہ کی تکمیل میں کامیاب اور کامران کرے ۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

نیازمندان

ممبران انجمن اسلامیہ لودہیانہ
ومسلمانان شہر لودہیانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور لامع النور عالیجناب نواب نصراللہ خان صاحب بہادر والی ریاست آمود زاد ایمانکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اے آمدنت باعث آبادی ما۔

عالی جاہ۔ ہم مسلمانان امرتسر حضور کے ورود مسعود کو اپنی انتہائی خوش قسمتی اور فخر و مباہات کا باعث خیال کرتے ہیں اور اہلاً وسہلاً و مرحباً کہتے ہوئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جلسۂ نومسلمانان لاہور کی صدارت سے فراغت حاصل کرنے کے بعد واپسی پر ایک روز امرتسر سرفرازش ہونیکی زحمت گوارا فرمائیں۔ تاکہ لاہور کے مسلمانوں کی طرح امرتسر کے فرزندان اسلام بھی حضور کا جلوس نکال کر اپنی دلی ارادت وعقیدت کا عملی ثبوت پیش کرسکیں۔

محترم مہارانا صاحب۔ ہم مسلمانان امرتسر آپ کی خدمت میں اس مقصد اعظم سے متعلق اظہار خیال کے متمنی ہیں۔ جو الہام الٰہی کی غیرفانی آواز میں بالفاظ "ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر" ادا کیا گیا ہے جو ملت اسلامیہ کا طغرائے امتیاز اور غلامان آقائے دوجہان کا نشان تفوق ہے۔ تبلیغ ہی وہ شہادت کبریٰ وولایت عظمیٰ ہے جسکی اہمیت کا احساس آج ہر اس شخص کو ہو جانا چاہیے جسکا سر نیاز ہمارے مقدس باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مقام محترم کعبۃ اللہ المجید کی طرف جھکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے وجود سے اسلام و اہل اسلام کو مستفید فرمائے۔ آمین۔

بسفر رفتنت مبارکباد ۔ بسلامت روی و باز آئی

آخر میں ہم اپنے محترم بزرگ خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی کی اسلامی خدمات و تبلیغی سرگرمیوں کے باعث بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ والسلام۔

عرض گذاران مسلمانان امرتسر

نیاز آگین۔ حکیم محمد یعقوب ہاشمی سکرٹری انجمن انصار الاسلام چوک کٹڑہ سفید امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ

يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

ایڈریس مبارکباد بخدمت اقدس مہارانا نصر اللہ خاں از طرف جمعیت القریش لاہور

بتاریخ ۱۲؍ شوال المعظم

مہارانا کا جلوس

پنجاب کے ہونہار اور شہرۂ آفاق شاعر جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندہری نے یہ نظم انجمن کے جلسہ میں مہارانا کو سنائی تھی۔

پہاڑوں میں جہاں بہتی ہے آب تیز کی دھارا — مری آنکھوں نے بھی دیکھا ہے وہ پُرجوش نظارا

روانی پر بہت دریاؤں کے سیلاب دیکھے ہیں — ہزاروں بلکہ لاکھوں موجِ بیتاب دیکھے ہیں

گھٹاؤں اور ہواؤں کی جوانی میں نے دیکھی ہے — اٹک کی اور ستلج کی روانی میں نے دیکھی ہے

ہواؤں کے جنوں انگیز طوفانوں کو دیکھا ہے — سمندر کے تلاطم خیز طوفانوں کو دیکھا ہے

یہ نظارہ مگر زیرِ فلک دیکھا نہیں ہرگز — جو کل دیکھا ہے میں نے آجتک دیکھا نہیں ہرگز

پڑھا ہے میں نے اکثر قصۂ اسکندر و دارا — نظر آیا نہیں شاہوں کی فوجوں میں یہ نظارا

مسلمانوں کا مجمع تھا، کہ انسانوں کا طوفاں تھا — مسرت کا تلاطم خیز ارمانوں کا طوفاں تھا۔

جسے اسلام کہتے ہیں وہ ایماں میں نے کل دیکھا
مداز لبیت ہے جس پر وہ ساماں میں نے کل دیکھا

بہت سے بے انتہا مسرور چہرے میں نے دیکھے ہیں
خدا کے نور سے پُر نور چہرے میں نے دیکھے ہیں

اسی اعجاز کو دیکھا ہے کل میری نگاہوں نے
جھکائی جسکے آگے گردنِ تسلیم شاہوں نے

جو دیکھی ہے۔ تو کل کثرت میں وحدت میں نے دیکھی ہے
محبت میں نے دیکھی ہے اخوت میں نے دیکھی ہے

نظر آئی مجھے وہ قوم جس کی آن قائم ہے
ابھی اسلام باقی ہے ابھی ایمان قائم ہے

مسلماں لبیت ہمت ہو گئے ہیں کون کہتا ہے؟
نصیبے دشمنوں کے سو گئے ہیں کون کہتا ہے؟

بھلا وہ قوم مٹتی ہے بھلا وہ قوم مرتی ہے
جو ایسے جوش سے بھائی کا استقبال کرتی ہے

اگر اس جوش کی اک بار پھر تنظیم ہو جائے
جہاں بانی کی تاریخ کہن ترمیم ہو جائے

مبارک ہو مہاراناۓ نصر اللہ خاں تجھکو مبارک ہو
کیا مسلم نے جوش دل عیاں تجھکو مبارک ہو

محبت کی دلی چنگاریوں کو تو نے بھڑکایا
رگِ اخلاص میں آتے ہی خونِ گرم دوڑ آیا

الٰہی چاند سورج میں رہے جبتک ضیا باقی
محبت کی نگاہوں میں رہے جبتک حیا باقی

ترے محبوب کی امت نہ ہو ناکام دنیا میں
نظر آتا رہے اسدم ہی اسلام دنیا میں

یہ جوش زندگی ایثار سے معمور ہو جائے
زمانہ بارشِ انوار سے پُر نور ہو جائے

ابو الاثر حفیظ جالندھری۔ ۱۶ اپریل ۲۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ

فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

سلام علیکم طبتم

رموزِ جاء نصر اللہ عیاں شد — چو ناہر سنگھ نصر اللہ خاں شد
مہارانا بصدقِ دل مع قوم — قبول اسلام کرد و کلمہ خواں شد
چناں او باد از برکات دیں شاد — کز و حق خوش پیمبر شادماں شد

دعا گو پیرزادہ حکیم غلام قادر۔ اقربستی۔ شیخ جالندھر

قطعہ

خیر مقدم

عالیجناب معلی القاب نواب مہارانا نصر اللہ خاں صاحب بہادر

والیٔ ریاست آمود ملک گجرات

(نتیجۂ فکر سہیل)

جلوۂ اسلام سے روشن ہوا ہے یوں جہاں
کفر کی ظلمت اُڑی جاتی ہے خود بنکر دھواں

فتح و نصرت کس قدر حاصل ہوئی تبلیغ کو
کل جو ناہر سنگھ تھے ہیں آج نصر اللہ خاں

کتبہٗ عقیدتمند دلی خاکسار یعقوب علی عفی اللہ عنہٗ
مینجر نامی پریس میرٹھ
مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء یوم الخمیس ۴ شوال المکرم ۱۳۴۵ھ

غزل

از قاضی عبد العزیز بتخلص قاضی صدر بازار جھیلوی انبالہ

مبارک ہو خورشید اسلام چمکا — کہ گجرات سے ایک پیغام چمکا
مسلماں ہوا خاص راجہ وہاں کا — یوں نواب گجرات کا نام چمکا
ہوئی قوم بھی پانچ لاکھ اسکی مسلم — یہ باری تعالیٰ کا انعام چمکا
ہوا نام نصر اللہ خاں جس کا ظاہر — وہ راجہ ہمارا دلارام چمکا
یہی شرق سے غرب تک اس زمیں پر — یہی گنبد چرخ پر نام چمکا
وہ پہلے تھا ہندو ہوا اب مسلماں — یہ آغاز سے اس کا انجام چمکا
جو لکھا ہے قرآں کے اول خدا نے — وہی میم چمکا الف لام چمکا
چمکتا رہے گا یونہیں نجم دیں کا — ابھی صبح چمکا ابھی شام چمکا

لکھی خوب راجہ کی تعریف تونے
یہ قاضی ترا ورق ارقام چمکا۔

یہ وہ نظم ہے کہ جو ۱۴۔ اپریل ۱۹۲۷ء کو اسٹیشن جاتے ہوئے خوش الحان لڑکے پڑھتے ہوئے راجہ صاحب کی عزت افزائی کے لیئے ایک دو پارٹی بن کر جا و بینگے۔

۷۸۶

ہوالنّو

دنیا میں دین پیغمبر کا مقبول خاص و عام ہوا
یعنی مہارانا ناہر کا نصر اللہ خاں ہے نام ہوا
یہ خاص خدا کی رحمت ہے یا دین نبی کی برکت ہے
کہتے تھے ایشور سنگھ جسے اب وہ شیر اسلام ہوا
اللہ کی چیز ہے رحمت اسلام کی کرتے ہیں خدمت
وہ قوم بڑی ہے خوش قسمت جسکو یہ عطا انعام ہوا
جب اہل سلام علیک ہوئے پھر دو نہ رہے اک ہوئے
عقبیٰ میں بھی سارے نیک ہوئے دنیا میں بھی نیک انجام ہوا
اب منکروں سے پوچھے کوئی اسلام میں یہ برکت جو ہوئی
اب کس نے کی ہے تیغ زنی اب کونسا قتل عام ہوا
گجرات کا خطہ بھی ہے عجب بستے تھے جہاں مشرک ہی سب
پہلے یہاں آئے اہل عرب تبلیغ کا جاری کام ہوا
سر خم کیا ہر اک خود سر نے کلمہ پڑھا ہر ایک پتھر نے
پہنچا ہی دیا پیغمبر نے اللہ کا جو پیغام ہوا
کیا آپ کا نام نامی ہے کیا آپ کی ذات گرامی ہے
یہ فیض حسن نظامی ہے قائم جو قومی نظام ہوا
وہ ساگر چند ہیں عالی نسب مقبول جناب شاہ عرب
یعنی وہ محمد امین صاحب اسلامی جنکا نام ہوا
وہ مسٹر سے نومسلم شیخ عبد الرحمٰن عالم
سرکار عرب کے ہیں خادم اللہ کا یہ اکرام ہوا
وہ احمد حسین عالی ہمم و شیخ سلیم نیک شیم

دونوں ہوئے مشہورِ عالم دونوں کا جہاں میں نام ہوا
وہ قادر بخش نبی کے غلام یعنی کہ وہ منشی سندھی رام
اب کرتے ہیں تبلیغ اسلام کا دور الزام ہوا
ہے داروئے دردِ دل واللہ اے نور محمدؐ کا کلمہ
یعنی کہ ہوئے مردے زندہ بیماروں کو آرام ہوا

یہ نظم سہارنپور میں پڑھی گئی۔
آل حسان مداح حبیب الرحمٰن منشی نور محمد۔ نور۔ مخبر سہارنپور

جناب خواجہ صاحب قبلہ دام فیوضکم۔ تسلیم
جناب کے اشتہار سے ورود مسعود حضور نواب صاحب بہادر معلوم ہو کر بحالتِ تپ خاکسار نے باظہار مسرت دلی تین شعر کا قطعہ مرتب کیا اور پیش کرنے کی غرض سے سٹیشن جالندھر شہر پر حاضر ہوا۔ ضعف حال اور کثرت ہجوم سے پیش نہ کر سکا۔ اگرچہ نواب صاحب بہادر کی گاڑی سے بفاصلہ چھ سات فٹ سامنے تھا۔ ناچار قطعہ ہاتھ میں لے کر بلند کیا چنانچہ نواب صاحب ممدوح نے دیکھا بھی اور اشارہ سے مانگا بھی۔ مگر اتنے میں گاڑی چل نکلی۔ چونکہ شوق متقاضی تھا۔ بحالتِ تپ ۵ ار کو لاہور پہنچا۔ پھر بھی بحالتِ تپ کوئی خاص موقع نہ مل سکا۔ جاڑا لگ رہا تھا۔ ایک بازار میں کھڑا رہا۔ جب سواری آئی تو وہ قطعہ دور سے دکھلایا اور صاحب ممدوح نے اشارہ فرمایا میں نے پیش کر دیا۔ مجھے یاد ہے اور امید ہے کہ جناب والا کو بھی یاد آجاوے گا۔ کہ جناب نے چلتی گاڑی میں اس پر نظر تفقد ڈالی تھی اور خاکسار پر بھی نگاہ عاطفت فرمائی تھی۔ وہ تین شعر یہ تھے۔

(یہ تینوں اشعار صفحہ ۱۹۴ پر درج ہو چکے ہیں)

۱۶ ارکو مجھے تپ سے ظہر کے وقت افاقہ ہوا۔ جناب والا کی زیارت کے لیئے فرودگاہ پر (کوٹھی میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر) حاضر ہوا۔ معلوم ہوا کہ جناب والا باغ شالامار میں تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں سے بر مکان مرزا ظفر علی صاحب جج تشریف لے جائینگے۔ پھر سر میاں محمد شفیع صاحب کے ہاں ۷ بجے ڈنر ہے وہاں سے فارغ ہو کر مراجعت فرمائے دہلی ہونگے۔ ناچار قہر درویش بجان درویش۔ بے نیل و مرام واپس آگیا۔

جناب والا اگر کوئی خاک پائے صوفیاں بحکم ظنوا المومنین خیرا کسی بزرگ مدت کی نسبت حسن ظن رکھتا ہو اور اس کو استیلائے شوق سے ظاہر کردے تو امید ہے کہ اسکو اجازت دیجاوے گی۔

میں نے جناب والا کی زیارت بھی اُسی دن کی ہے اور وہ بھی شاید پورا ایک منٹ بھی نہیں۔ دل میں جو کچھ وارد ہوا ہوا۔ ایک قطعہ اشعار میں قدرے اس کا اظہار کیا ہے۔ نہ اس میں کوئی مبالغہ ہے نہ اغراق ہے۔ بنابراں امید ہے کہ نظر انداز نہ فرمائے جاوینگے۔ نذر ہیں۔ پائے ملگس پیش کش سلیماں ہے۔

اگر درویش کی نظم فیض اثر میں ناموزوں ہوں تو شرف قبولیت و اندراج کے مستحق ہیں۔ کہ مستحق کرامت گناہگارانند۔

خاکپائے درویشاں

غلام قادر۔ اثر۔ انصاری قادری جالندھر

بستی شیخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

گر مہبطِ فیضِ جامیؒ آمد	روحِ حسن نظامی آمد
در دیں متکلمے خجستہ	آمد۔ باخوش کلامی آمد
مستانہ کلامش آں کہ در وے	صد خمکدۂ خیامی آمد
خاصاں دانند خاصہ اش۔ گو	در چشم عوام عامی آمد
او مردمِ چشم اولیا ہست	زاں کہ بحجاب نظامی آمد
در دہر۔ بہ تنگ در جوابش	جانہائے ہمہ سوامی آمد
چوں او کارے ز رہنمایاں	ایں۔گہ۔گو۔ از کدامی آمد
تبلیغ بہ نغرہائے شادی ست	شدھی در وائے رامی آمد
درویش دل است زاں بہ پیشش	شاہی بخطِ غلامی آمد
بے بہرہ ز فیض اوست حاسد	محروم حرم حرامی آمد

دانش بمصورانِ فطرت

بے شبہ۔ اثر گرامی آمد

مجدد تبلیغ جناب خواجہ صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

حسب طلب مختصر حالات دربارہ خیر مقدم جناب مہارانا صاحب مدظلہٗ العالی ارسال خدمت ہین درج فرماکر مشکور فرمائین۔

معلوم ہوا کہ ۱۴ را پریل ۱۹۴۷ء کو مہارانا نصر اللہ خان صاحب (سابق نابر سنگھ) والی آسود ایکسپریس سے تشریف لا رہے ہین باوجود وقت تھوڑا ہونے کے پھر بھی شہر مین اطلاع کردی گئی سیکڑون مسلمان پروانون کی طرح اس شمع کی زیارت کے لئے دوڑ پڑے دو بجے ہی سے کثرت سے لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے مسلم سکول سرہند مین (ریاست پٹیالہ) چند گھنٹہ کی رخصت کردی گئی تاکہ اس شمع کے خیر مقدم مین شریک ہوکر فیض حاصل کرین جسکی روشنی سے ہر ایک نیک دل ہندوستانی فیض پاکر راہ سلامتی پر چلنے والا ہے باوجود اطلاع عام نہ ہونے کے پھر بھی بکثرت آدمی جمع ہو گئے ہسلم سکول سرہند کے طلبا نے معہ تمام سٹاف اساتذہ کیجانب سے نہایت سادگی اور خلوص کیساتھ پان اور الائچی پیش کرتے ہوئے خیر مقدم کیا اور سکریٹری صاحب سکول ہذا شیخ محمد صدیق پنجابل کھتری ساکنہ پائل ریاست پٹیالہ نے مبلغ پانچ (صہ) روپئہ تبلیغ کے لئے پیش کئے اور تمام لوگون نے جوش مسرت مین سرشار ہوکر نعرۂ تکبیر بلند کیا آنکھین آنسوؤن سے لبریز اور دل خوشی سے مسرور تھے۔ قبلہ جناب مہارانا صاحب اور خواجہ صاحب مدظلہٗ نے اس تھوڑے عرصہ مین سکول ہذا کی حالت تعداد طلبا، اخراجات وغیرہ کے متعلق دریافت فرماکر اخوت اسلامی کا ثبوت دیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم سکول سرہند ریاست پٹیالہ جواب دیتے رہے دوران گفتگو مین ہر دو صاحب نے سکول کی ترقی کے لئے لوگون سے دعا کی استدعا کی دعا مانگی گئی شہر کے معزز رؤسا بھی شریک زیارت تھے خصوصاً جناب قاضی محمد اکبر خان رئیس مہتمم سکول ہذا بھی تشریف لائے تھے۔ بعد ازان دوسری ٹرین سے شیخ محمد صدیق کھتری اور قاضی محمد اکبر صاحب،

سوداگر جلوس دیکھنے کے لئے لاہور تشریف لے گئے جہاں انہوں نے جلوس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

شیخ محمد صدیق کھتری سکریٹری مسلم سکول سرہند گورنمنٹ پٹیالہ

۲۲ را پریل ۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبح سعادت کا طلوع

لاہور میں مہارانا نصر اللہ خاں کا ورود مسعود

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

کاٹھیاواری نسیم آئی گل ہونسرین بدوش ⁂ رات کو پنجاب کے صحن چمن کے سامنے
سجدہ میں سر ہے مسلمانوں کا احسان پر ⁂ درگہ پروردگار ذوالمنن کے سامنے
بج رہے ہیں شادیانے جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ کے ⁂ صبح نے اسلامیوں کی انجمن کے سامنے
ہاتھ سے جاتا رہا ملوانا سرسنگہ سا ⁂ جائے کیا منہ لیکے شدھی سنگھٹن کے سامنے
ساری "جاتی" آکے نصر اللہ خاں کو دیکھ لے ⁂ آفتاب آیا ہے پردین و برن کے سامنے
پانچ لاکھ اسلام کے شیدائیوں کی گردنیں ⁂ جھک گئیں اسلاف کی رسم کہن کے سامنے
آج کے دن راجپوتوں نے کیا ہے سرخرو ⁂ ملت بیضا کو ہر کالی جبین کے سامنے
وقت آپہنچا کہ کٹ کر خوف قید و بند سے ⁂ جائیں یزدان کے پرستار اہرمن کے سامنے
وقت آپہنچا کہ ہوں تکبیر کے نعرے بلند ⁂ تنگدوں کی راہ پر دار و رسن کے سامنے
وقت آپہنچا کہ ہر دل میں ہو رعب اسلام کا ⁂ خس بدندان کفر ہو دین حسن کے سامنے
دیکھنا اُس روز "جاتی" کی پریشانی کا حال ⁂ بال جب کھولے گی شدھی سنگھٹن کے سامنے
کیا تماشہ ہے کہ نکلے گو کلی با لشتیے ⁂ بیڑیاں دلگل سے گردے پلٹن کے سامنے
چیز ہی کیا ہیں بتان سہر دوار و سومنات ⁂ غازیوں کے بازوئے خیبر شکن کے سامنے

دیدۂ خفاش باطل کا ٹھہرنا ہے محال :: آفتاب حق کی چمکیلی کرن کے سامنے
اینٹھتے تھے مالوی جی ماش کے آٹے کیطرح :: سب اکڑفون گم ہوئی پہنچے جو ان کے سامنے
گائے کی دم تھام کر تالاب پار اترے تو کیا :: لطف جب ہے ہفت قلزم ہون مدن کے سامنے
"اوم" کا جھنڈا حرم پر گاڑنا آسان نہین :: شہسوار نجد جیسے تیغ زن کے سامنے
لالہ لہکا تھا مگر جچتا کہان تک اسکا رنگ :: سرخیٔ خون شہادت کی پھبن کے سامنے
برہمن کی ہوشیاری کی لنگوٹی کھل گئی :: شیخ کے بے تہمدے دیوانہ پن کے سامنے

آملے ہم سے اگر دو چار نا ہر سنگھ اور
زمزم ابلے گا اسی گنگ و جمن کے سامنے

(زمیندار) ظفر علیخان

یعنی جہارانا ناہر کا اب نصر اللہ خان نام ہوا،

آل حسان ملاح حبیب الرحمن منشی نور محمد صاحب نور فخر سہارنپور

یعنی وہ نظم جو اسٹیشن پر جہارانا صاحب کیخدمت مین پیش کی گئی

دنیا مین دین ہمیبر کا مقبول ہر خاص و عام ہوا :: یعنی جہارانا ناہر کا اب نصر اللہ خان نام ہوا
یہ خاص خدا کی رحمت ہو کہ دین نبی کی برکت ہے :: کہتے تھے ایشور سنگھ جسے اب وہ شیر اسلام ہوا
اللہ کی جنپر ہے رحمت اسلام کی کرتے ہین خدمت :: وہ قوم بڑی ہے خوش قسمت جسکو یہ عطا انعام ہوا
جب اہل سلام علیک ہو پھر دو نہ رہی ایک ہوئے :: عقبیٰ مین بھی سب نیک ہو دنیا مین بھی نیک انجام ہوا
گجرات کا خطہ ہی عجب بستے تھے جہان مشرک سب :: پہلے یہین آئے اہل عرب تبلیغ کا جاری کام ہوا
اب منکرون سے پوچھے کوئی اسلام مین یہ کیت جو ہوئی :: اب کس نے کی ہے تیغ زنی اب کونسا قتل عام ہوا
سر خم کیا ہر اک خود سر نے کلمہ پڑھا ہر اک پتھر نے :: پہنچا ہی دیا پیغمبر نے اللہ کا جو پیغام ہوا
وہ ساگر چند ہین عالی نسب مقبول جناب شاہ عرب :: یعنی وہ محمد امین صاحب اسلامی جنکا نام ہوا
وہ مسٹر میسی نو مسلم شیخ عبدالرحمن عالم :: سرکار عرب کے ہین خادم اللہ کا یہ اکرام ہوا

وہ قادر بخش نبی کے غلام یعنی وہ مسٹر ہنڈ ہی رام ٭ اب کرتے ہیں تبلیغ اسلام اسلام سے دو بالا کام ہوا
وہ احمد حسین عالی ہمم وہ شیخ سلیم نیک شیم ٭ دونوں ہوئے مشہور عالم دونوں کا جہاں میں نام ہوا
کیا آپ کا نام نامی ہے کیا آپکی ذات گرامی ہے ٭ یہ فیض حسن نظامی ہے قائم جو قومی نظام ہوا
ہے دارد ورد دل واللہ اے نور محمد کا کلمہ!
یعنی کہ ہوئے مردے زندہ بیماروں کو آرام ہوا!

یہ نظم پہلے بھی درج ہو چکی ہے غلطی سے پھر یہاں آ گئی محبت کا ثمرہ ہے۔ حسن نظامی

مہارانا نصر اللہ خان کا ورود مسعود

لاہور میں عدیم المثال جلوس

محبت واخوت کے روح پرور نظارے

(زمیندار کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے)

مہارانا نصر اللہ خان صاحب کا ورود مسعود

اخوت اسلامی کے جانفروز نظارے

لاہور ۱۵ اپریل مہارانا نصر اللہ خان صاحب رات کے دس بجے مع الخیر ریلوے اسٹیشن لاہور پر تشریف فرما ہوئے۔ گاڑی ایک گھنٹہ کے قریب دیر سے پہونچی مگر اس کا کچھ اثر ہجوم کی تعداد پر نہیں ہوا اور لمحہ بہ لمحہ ہجوم کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ گاڑی کے پہونچنے پر دیکھا گیا کہ اسٹیشن کے اندر اور باہر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ گاڑی کی آمد پر اللہ اکبر کے مسرت خیز نعروں سے تمام فضا گونج اٹھی اور حاضرین کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ تمام ہجوم مسرت ومحبت کے ایک بحر ناپیدا کنار میں تیرتا نظر آتا تھا۔ ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ مہارانا صاحب کے قریب پہونچ کر ان کے تماشائے جمال سے باصرہ کو لذت اندوز کرے مگر حتی الوسع یہی کوشش کی گئی کہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر

کھڑے رہیں کیونکہ ہر شخص آگے بڑھنے کی جدوجہد کرتا تو اتنے بڑے ہجوم میں ضرور کوئی نہ کوئی ناخوشگوار حادثہ ہونے کا امکان تھا۔ اس لئے اس وقت اکثر حضرات کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور مہارانا صاحب موٹر میں بیٹھ کر مشتاقان جمال کی دو رویہ صفوں میں سے گذرتے ہوئے قیام گاہ کو تشریف لے گئے۔

عین اس وقت جبکہ گاڑی ریلوے اسٹیشن پر پہنچی میں نے دو تین ہندؤں کو جو پلیٹ فارم نمبر ۲ پر انٹر کلاس کے مسافر خانہ کے دروازہ کے پاس کھڑے تھے۔ یہ کہتے سنا کہ اب مہارانا (صاحب) کا یہاں سے زندہ و سلامت واپس جانا مشکل ہے۔ وہ لوگ فوراً ہجوم میں غائب ہو گئے۔ دعا ہے کہ خدا کا فضل مہارانا صاحب کے شامل حال ہو۔ ان کی تشریف آوری مسلمانان پنجاب کے لئے مبارک و مسعود ہو اور وہ بعد فراغت مع الخیر مراجعت فرمائے وطن ہوں

مسلمانان لاہور کی حب قومی لاہور ۱۵ اپریل انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس پر نو مسلم کانفرنس کی صدارت کے لئے مہارانا نصر اللہ خان کا ورود مسعود ہمیشہ یادگار رہیگا۔ مہارانا ے موصوف کے جلوس نکالنے کا ارادہ آپ کی آمد سے صرف دو یوم قبل ہوا۔ لیکن پنجاب کے زندہ دل مسلمانوں نے جو اپنے جوش دینی اور حب قومی کے لئے مشہور ہیں۔ صرف ایک رات کے عرصہ میں لاہور کو پھولوں اور رنگین جھنڈیوں سے دلہن کیطرح آراستہ کر دیا۔

شہر کی آرائش اسلامیہ کالج کے وسیع میدان سے لیکر دہلی دروازہ تک تمام بازار سرخ۔ سبز اور زرد رنگ کی جھنڈیوں سے سجا ہوا تھا۔ دفتر "زمیندار" کے نیچے دو خوبصورت دروازے بنائے گئے تھے۔ اور دفتر بھی خوب سجایا گیا تھا۔ ایک باجہ اپنے دلکش ترانوں سے اس رونق میں زندگی کی لہر دوڑا رہا تھا۔ دہلی دروازہ کے قریب بھی باجہ والوں کا ایک دستہ فوجی انداز میں نغمہ نواز تھا۔ دہلی دروازہ اور چوک پرانی کوتوالی تک متعدد دکانیں اور مکانات ریشمی ملبوسات سے آراستہ تھے۔ مکانوں کی چھتوں اور دکانوں پر خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ جلوس نکلنے سے پیشتر ہی تمام بازار ہجوم سے اٹے پڑے تھے۔ لوگوں نے اپنے کاروبار کو

بالکل ترک کر دیا تھا۔ بلکہ بعض مخصوص پیشہ وروں نے اس دن بالکل تعطیل منائی تھی۔ چنانچہ گوشت اور سبزی کی دوکانیں بند تھیں۔

کشمیری بازار اور ڈبی بازار میں عام سجاوٹ کے علاوہ اپنے معزز و محترم مہمان کے استقبال کے لئے نہایت پاکیزہ اشعار اور قطعے موٹے حروف میں لگا کر آویزاں کئے گئے تھے۔ لنگے منڈی کی رونق بھی قابل دید تھی۔ ہیرا منڈی کے تمام بازار کو سایہ دار بنایا گیا تھا۔ بھاٹی دروازہ اور انارکلی کی سجاوٹ شہر پہ فوقیت رکھتی تھی۔

جلوس کا نظارہ

اعلیٰحضرت شہزادہ نصراللہ خان کا جلوس اسلامیہ کالج سے ٹھیک آٹھ بجے روانہ ہوا۔ سب سے آگے بیٹھنے والے اپنے کمال فن کا ثبوت دے رہے تھے۔ اس کے پیچھے گتکے والے تھے۔ تیسری ٹولی میں بوائے سکاوٹ اپنی خاکی وردی میں چلے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے انجمن اتحاد المسلمین انارکلی لاہور کی جماعت تھی۔ پانچویں ٹولی میں اسلامیہ سکول شیرانوالہ کے نوجوان طالب علم تھے۔ جن کی ترکی ٹوپیاں بہت بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ چھٹی ٹولی میں اسلامیہ مڈل سکول کے طالب علم زرد پگڑیاں پہنے جا رہے تھے ساتویں ٹولی میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ کے طلبا تھے۔

آٹھویں ٹولی میں چیف کالج لاہور کے طالب علم گھوڑوں پر سوار رنگین پگڑیاں پہنے جا رہے تھے۔ ان مسلم سواروں کے آگے آگے بینڈ اپنے دلکش ترانوں سے سامع نواز تھا۔

نویں ٹولی میں چوک متی کے گتکا باز تھے۔ چوک متی والے گتکا بازوں کی وردیاں بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ اس کے بعد دسویں ٹولی تھی جس میں شہر کے کسی حصہ کے نوجوان تھے۔

گیارہویں ٹولی میں بھاٹی دروازہ کے نوجوان مسلمانوں کی جماعت تھی۔ جن کی تنظیم اور لباس جاذب توجہ تھا۔ یہ پر رونق ٹولیاں قدم قدم پر اللہ اکبر کے نعرے لگاتی تھیں اور نہایت خوش الحانی

کے ساتھ دلکش اسلامی ترانے گائی جاتی تھیں۔ جن سے سننے والوں کے دلوں میں اسلامی جوش کے طوفان امڈ آتے تھے۔ مگر ہر ترانہ اسلامی تمکنت لئے ہوئے تھا۔ کیا مجال جو کسی غیر قوم پر کوئی دل آزار چوٹ ہو۔ اقبال کا شہرۂ آفاق شعران سب ترانوں کی جان تھا۔

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

سڑک پر دونوں طرف تماشائیوں کا ہجوم کثیر تھا۔ ہر شخص ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ کہ مہارانا نصر اللہ کی زیارت سے مشرف ہو۔ مہارانا نصر اللہ خاں ایک موٹر پر سوار تھے۔ آپ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی دہلوی اور مسٹر محمد شفیع بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے شیخ عبد العزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام اور مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری بیٹھے تھے۔ مہارانا نصر اللہ خاں کی موٹر کے نظر آتے ہی اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ چہروں سے مسرت و محبت کے جذبات ٹپکتے تھے۔ اور ہاتھ پھولوں کی بارش میں مصروف تھے۔ دفتر زمیندار کے سامنے جب یہ پرشکوہ جلوس پہنچا تو عملہ زمیندار نے اتنے پھول برسائے کہ آسمان سے فصل بہار اترتی ہوئی نظر آگئی۔ موٹر کے ارد گرد دور تک لاہور چھاؤنی کے فوجی سوار تھے۔ جو موٹر کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔ موٹر کے پیچھے پیچھے کئی گاڑیاں اور موٹریں تھیں۔ جن میں سے بعض میں نومسلم بیٹھے ہوئے تھے۔

مہمان نوازی اہل لاہور نے صرف بازاروں کو ہی سجایا نہ تھا۔ بلکہ ہر بازار میں برف آب شربت۔ پھل۔ وغیرہ پیش کئے گئے۔ مہارانا کی خدمت میں عقیدت و ارادت کی نذریں گزرانی گئیں۔ ہر جگہ باجے والے آپ کے اعزاز میں سلامی دیتے تھے۔ اور گولے اور ہوائیاں چھوڑی جاتی تھیں۔ ہر ایک محلہ اور بازار والوں نے اس مہمان نوازی میں کوئی نہ کوئی جدت سوچ رکھی تھی۔

مہارانا نصر اللہ خاں بہادر مہارانا نصر اللہ خاں ایک وجیہہ اور مضبوط جسم کے آدمی ہیں۔ آپ کی عمر قریباً ۴۵ سال کی ہوگی۔ آپ کے بشرہ سے مسرت اور اطمینان قلب کے آثار ٹپکتے تھے مسلمانوں کے جوش و محبت کے جواب میں آپ دونوں ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ اللہ اکبر یہ اسلام کی شاندار تعلیم ہے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس جلوس میں مسلمانوں کے جوش و محبت کا نظارہ دیکھنا چاہیئے تھا۔

مسلمانوں کی روایتی امن پسندی مسلمانوں کی امن پسندی اور فراخ حوصلگی ضرب المثل ہے اتنے بڑے جلوس میں جبکہ اسلام اپنی فتح کا علم بلند کر رہا ہو مسلمانوں کا نہایت امن اور سکون سے گذرنا قابل داد تھا۔ جلوس میں مسلمان نوجوان جسقدر گیت گا رہے تھے۔ ان کے الفاظ اور معانی نہایت پاکیزہ تھے۔ کہیں اقبال کا ترانہ گایا جا رہا تھا تو کہیں قرآن مجید کی آیات پڑھی جاتی تھیں۔ آپ اگر اس قسم کے کسی ہندو جلوس میں شرکت کریں تو آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ ایسے موقع پر کیسے کیسے ناپاک گانے اور ذلیل نظمیں پڑھتے ہیں۔ جن میں یا تو دوسرے مذاہب کی توہین کیجاتی ہے یا بندا بہادر سیواجی اور حقیقت رائے کی شورانگیزیوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ کیا ہندو بھی مسلمانوں کے لیئے جلوس میں کوئی اس قسم کی ایک چیز بھی دکھا سکتے ہیں۔ جلوس شہر کے بازاروں سے گذر رہا ہے اور مجوزہ پروگرام کے مطابق اسلامیہ کالج کے گرونڈ میں پہنچکر نماز جمعہ ادا کریگا جس کے بعد ٹھیک ۲½ بجے بعد دوپہر مہارانا مہر سنگھ ایشور سنگھ نصر اللہ خاں والی ریاست آمود ضلع بھڑوچ کاٹھیاواڑ کی زیر صدارت انجمن کا پہلا اجلاس شروع ہوگا۔

ایک افسوسناک واقعہ مہارانا نصر اللہ خاں کا جلوس جب مستی دروازہ کے پاس سے گذر رہا تھا تو ایک ہندو نے خواجہ حسن نظامی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہی ایک فتنہ ہے۔ ایک مسلمان نے ہندو کے اس خیال کی تردید کی باتوں باتوں میں نوبت ہاتھا پائی کی پہنچی لیکن خداوند تعالیٰ کی مہربانی

مہارانا کی لاہور میں تشریف آوری

اور

مسلمانان پنجاب کی خدمت میں ایک درخواست

برادران اسلام۔ اسلام علیکم۔ عالی مرتبت مہارانا ناہر سنگھہ نصر اللہ خاں صاحب دالی آمود دام اقبالہ لاہور میں ان سطور کے آپ کے نظروں سے گزرنے سے پہلے تشریف لے آئے ہوں گے۔ جس روز سے مولائی خواجہ حسن نظامی نے ان کی آمد کی اطلاع شائع کرائی ہے اس روز سے اہل لاہور مہاراجہ بہادر کے استقبال اور جلوس کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور نہایت وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اس میں مسلمانان لاہور حسب معمول کامیاب ہوں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا نمود جلوس و استقبال کے ذریعہ سے اظہار عقیدت و محبت کافی ہے؟ میں عرض کروں گا کہ نہیں! انجمن حمایت اسلام بے نظیر اسلامی تعلیمی جماعت ہے۔ جس کا حساب و کتاب نہایت باقاعدہ اور مدون ہے۔ اس کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہر حصہ پنجاب کے معزز و صاحب دل مسلمان جمع ہوں گے۔ اغیار کی تحریک شدھی و تبلیغ عیسائیت کا نظم و نسق اسی قدر قابل تحسین و تعریف ہے۔ جس قدر کہ اپنی سعی تبلیغ غیر منظم و منتشر ہونے کی وجہ سے مستحق رنج و ملال ہے۔ آؤ ہم مہارانا صاحب سے اپنی عقیدت و الفت کا ثبوت یہ دیں کہ ایسے معزز نو مسلم کی قدم رنجہ فرمائی کی یاد میں انجمن حمایت اسلام کی نگرانی میں اسلامیہ کالج کے ساتھہ ایک شعبہ تبلیغ کہولدیں۔ جس میں مبلغ تیار ہوں۔ جس کے فارغ التحصیل ملازمتوں۔ دنیوی عزتوں اور مادی فائدوں کا تعاقب نہ کریں۔ بلکہ جو صحیح معنوں میں ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

ترجمہ:۔ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں۔ اور اچھی بات کا حکم دیں۔ اور برائی سے منع کریں۔ یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے"

کے مصداق ہو۔ کیا کارپردازان انجمن مسلمانان لاہور اور زندہ دلان پنجاب خاکسار کی اس عاجزانہ درخواست پر غور فرمائیں گے۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

لاہور۔ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء خادم ملک و ملت (سید) حبیب غفرلہ

جلسہ انجمن حمائت اسلام لاہور میں

نومسلم کانفرنس کا

خیر مقدم

منقول از اخبار اہل حدیث امرتسر مطبوعہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء

انجمن حمایت اسلام کا جلسہ سالہا سال سے ہوتا چلا آیا ہے جس میں ہر قسم کی مختلف تقریریں ہوا کرتی ہیں۔ ایک طرف کوئی مذکر و اعظ اگر دل کو ہمہ تن آخرت کی طرف جھکانے والی تقریر کرتا ہے تو معاً اس کے بعد دوسرا زندہ دل شاعر سارا وقت غزلیات میں ہنساتے ہوئے گزار دیتا ہے۔ ایک واعظ اگر دینی تعلیم کی طرف توجہ دلاتا ہے تو دوسرا ساری تقریر کا رُخ دنیاوی تعلیم پر رکھتا ہے۔ لیکن اس دفعہ انجمن مذکور کے جلسہ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک جلسہ خاص نومسلم کانفرنس کا رکھا گیا ہے جس میں خاص نومسلموں کو دعوت دی گئی ہے۔ اور اس کی صدارت کے لئے بھی ایک معزز نومسلم ہمارا نواب

نصراللہ خاں صاحب (سابق نام مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ جی) والئی ریاست آمود (گجرات) تجویز ہوئے ہیں۔

ہم اس کانفرنس اور صدر محترم کا دلی تپاک سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ تمام مسلمان اسلام کے خادم اور بمنزلہ فوج کے ہیں۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ پرانی فوج خستہ حال شکستہ بال ہونے کی وجہ سے قریب قریب ناکارہ ہوجاتی ہے۔ اور سخت ضرورت کے وقت تازہ دم فوج کام آتی ہے۔ آج مسلمانوں کو جو مذہبی جنگ درپیش ہے کچھ شک نہیں کہ اس میں پرانے پشتینی مسلمان کوفت یا تکان کی وجہ سے بے کار ثابت ہوئے ہیں شائد قدرت کو منظور ہے کہ اب نئی فوج سے کام لے۔ اس لئے ارکان انجمن کے دلوں میں نومسلم کانفرنس کا خیال پیدا کیا۔ تاکہ تازہ دم فوج آکر میدان جنگ کو فتح کرے۔

ہم اپنا مافی الضمیر کھلے لفظوں میں بتانا چاہتے ہیں کہ یہ نومسلم کانفرنس خدا کرے محض نمائشی اور تقریری جلسہ نہ ہو۔ بلکہ تمام ہندوستان میں تبلیغ واشاعت اسلام کی تنظیم کے لئے بنیادی پتھر ہو۔ اس جلسہ میں نومسلم صاحبان خصوصاً صدر محترم اپنی ساری توجہ سے ہندوستان میں تبلیغ واشاعت کا کام اپنے ہاتھ میں لے کر ہم پہلے مسلمانوں کو جن میں بھی نومسلموں کی اولاد کثرت سے ہے اپنا والنٹیر بنالیں۔ اور اس کشتی کو کھنور منجدھار سے باہر نکال لیجائیں۔ ہم پرانے خدام اسلام اپنے نومسلم بھائیوں کے جھنڈے کے تلے مثل سپاہ کے کام کرنے کو تیار ہیں۔ مگر خدا کے لئے اب یہ کام نومسلم جماعت اپنے ہاتھ میں لے۔ اور اس کام کے لئے خصوصاً پنجاب میں کوئی نظام بنائیں۔

اخیر میں ہم تھکے ماندے بوڑھے اپاہج اسلامی سپاہی نومسلم کانفرنس کے ارکان خصوصاً محترم صدر کانفرنس کا مکرر خیر مقدم عرض کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ * تم مسیحا بنو خدا کے لئے

خادم دین اللہ۔ ابوالوفا ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث۔ امرتسر

مہاراناناہرسنگھ نصراللہ خاں کا ورود مسعود

انجمن حمایت اسلام کا زبردست جلوس

دہلی۔ جالندھر۔ امرتسر اور لاہور میں استقبال

دفتر سیاست کی طرف سے تحفہ برگ سبز

لاہور۔ ۱۶؍اپریل۔ حسب اعلان سابق انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کے عالی جاہ مہارانا ناہرسنگھ نواب نصراللہ خان صاحب نومسلم رئیس والی آمود لاہور تشریف لائے ہیں۔ راستہ میں تقریباً ہر سٹیشن پر مشتاقان دیدار پروانہ وار موجود رہے۔ بعض مقامات کے حالات موصول ہوئے ہیں۔ وہ ملاحظہ ہوں۔

دہلی میں تشریف آوری مولانا خواجہ حسن نظامی نے نواب نصراللہ خاں صاحب کے متعلق اشتہار دیا تھا کہ ان کے ساڑھے پانچ لاکھ راجپوت بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں اور کہ وہ نومسلم کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لاہور جاتے ہوئے دہلی اتریں گے۔ اس لئے مسلمانوں کو ان کا استقبال سٹیشن پر جلی کرکرنا چاہیئے۔ وہ آج صبح دہلی ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے۔ گاڑی آنے سے قبل ہی خواجہ صاحب و امام صاحب جامع مسجد کے علاوہ تقریباً چار پانچ ہزار مسلمان بھی استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ نواب صاحب کے آنے پر ان کو ہار پہنائے گئے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔ پلیٹ فارم سے باہر آنے پر خواجہ حسن نظامی صاحب نے نواب صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں مسلمانوں کو ایک جا ہو جانے پر قرآن شریف پر ایمان رکھنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی تلقین کی گئی تھی۔

جالندھر اسٹیشن پر استقبال جالندھر ۱۴ اپریل۔ آج ۷ بجے حضور مہاراجہ نواب نصر اللہ خاں صاحب بہادر دام اقبالہ اسٹیشن جالندھر پر تشریف لائے۔ پیرزادہ غلام قادر صاحب اثر نے ایک قطعہ مرتب کیا ہوا پیش کرنا چاہا۔ مگر انبوہ نے ان تک پہنچنے نہ دیا۔ مگر نواب صاحب نے قطعہ دیکھ کر اشارہ کیا۔ لیکن گاڑی چل دی۔

لاہور میں ایک لاکھ کا اجتماع لاہور ۱۶ اپریل۔ حسب اعلان ۱۴-۱۵ اپریل کی شب کو مہاراجہ صاحب معہ مولائی خواجہ حسن نظامی لاہور پہنچے۔ گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ تھی مگر زیارت کے متمنی مسلمانوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ پلیٹ فارم پر ہر طبقہ و خیال کے بہترین نمائندے موجود تھے۔ متعدد جیوش رضا کاران حاضر تھیں۔ سٹیشن کے پلوں پر اور دوسرے مقامات پر تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ٹرین کی آمد پر اللہ اکبر کے نعروں سے آسمان گونج اٹھا۔ پھولوں کے ہار معزز مہمان کو پہنائے گئے۔ ایک مسلم نے ٹرین کی چھت پر چڑھ کر اوپر سے ہار ڈالا۔ سٹیشن کے باہر مسلمانوں کا بے نظیر و بے مثال اجتماع تھا۔ پچاس ہزار سے سوا لاکھ تک اس کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس وقت رات کے کوئی گیارہ بجے تھے۔ اسوقت مہاراجہ صاحب اور ان کے رفقاء نے آرام فرمایا۔ صبح سویرے موچی دروازے سے

جلوس شروع ہوا جو موچی دروازہ کے اندر سے چوک نواب صاحب کو گیا۔ اور اکبری دروازہ سے گزر کر دفتر سیاست کے پاس پہنچا۔ یہاں مولانا سید حبیب اور ان کے برادر گرامی قدر سید عنایت شاہ صاحب و دیگر علماء نے جلوس کا استقبال کیا۔ معزز مہمان اور ان کے رفقاء کی پان سپاری۔ الائچی۔ مصری اور پھل سے تواضع کی۔ اور ان کے گلے میں ہار ڈالے۔ مہاراجہ کے ساتھ سر میاں محمد شفیع صدر انجمن۔ خواجہ حسن نظامی۔ خاں صاحب عبدالعزیز اور مولانا مولوی غلام محی الدین خاں موٹر میں تشریف فرما تھے۔ مولوی محمد امین نو مسلم بیرسٹر اور خان بہادر ملک محمد حسین صدر بلدیہ اور خاں صاحب عصمت اللہ بھی موجود تھے۔ اسلامیہ اسکول کے سکاؤٹ بینڈ اور رضا کاروں کی متعدد جیوش ساتھ تھیں۔ سوار جیش کے سالار

چودہری فتح محمد صاحب ایم اے میونسپل کمشنر تھے۔ افغانوں کا جیش جمعیت خدام الحرمین کے مشہور اور سرگرم کارکن خان زماں خاں کی سرکردگی میں نمایاں تھا۔ اس جیش کا آخر میں مہارانا نے سردارِ جیش کی وساطت سے خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ جلوس دہلی دروازہ۔ کشمیری بازار۔ ڈبی بازار۔ ہیرا منڈی۔ بھاٹی دروازہ سے گزرتا ہوا انار کلی کی طرف آیا۔ اور اسلامیہ کالج میں ختم ہوا۔ جہاں نماز جمعہ ادا ہوئی۔ متعدد مقامات پر مسلمان باجہ نوازوں نے جلوس کی سلامی دی۔ بھاٹی دروازہ کا بازار بالخصوص سجا ہوا تھا۔ اور مسلمان دوکانداروں نے پھولوں اور پھولوں کی صورت میں خراج عقیدت ادا کیا۔

(یہ اسلامی اخبار سیاست کا مضمون تھا)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا اکتالیسواں اجلاس سالانہ

پچاس ہزار مسلمانوں کا اجتماع عظیم

محبت واخوت اسلامی کے جانفروز نظارے

مہارانا نصر اللہ خاں کی بصیرت افروز توضیحات

شریعت غرا کے محاسن کا اعتراف

حقانیت اسلام پر دلپذیر تقریریں

(زمیندار کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے)

نماز جمعہ۔ لاہور۔ ۱۶ اپریل۔ اسلامیہ کالج کے وسیع و عریض میدان میں شامیانوں کے

نیچے ہزارہا آدمی فریضہ جمعہ کی ادائی کے لئے جمع تھے۔ ہجوم اس قدر تھا کہ سایہ دار شامیانے کفایت نہ کر سکے اور خدائے واحد کے پرستار تپتی ہوئی دھوپ میں برابر ایک گھنٹہ تک انتظار میں بیٹھے رہے۔ اسلامیہ کالج کی سیڑھیوں اور تمام سایہ دار جگہوں کے نیچے ہجوم کثیر تھا۔ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ نماز جمعہ سے قبل حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے نماز کی ضرورت اور حقانیت پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگ جلسہ گاہ میں پہنچے۔

عامۃ الناس کا اضطراب

مہاراجا نصر اللہ خاں کی زیارت کرنے کے لئے چالیس پچاس ہزار تماشائیوں کا جم غفیر جلسہ گاہ پر ٹوٹ پڑا۔ تمام انتظام بدترین بدنظمی میں تبدیل ہو گیا۔ جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ اور ہر شخص سٹیج کے قریب پہنچنے کے لئے بے قرار تھا۔ صرف دو گھنٹہ کے عرصہ میں کم از کم پانچ دفعہ جلسہ درہم برہم ہوا۔ جلسہ گاہ کی ایک دیوار بھی گر گئی۔ اور سینکڑوں بچے ہجوم کے پاؤں تلے دب جانے سے بڑی کاوش سے بچا لئے گئے۔ اور کوئی ناگوار حادثہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ ازاں بعد سر محمد شفیع صدر انجمن حمایت اسلام نے بتحریک صدارت کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر ارشاد فرمائی۔

سر محمد شفیع کی تقریر

"بحیثیت صدر انجمن میں انجمن حمایت اسلام کے اکتالیسویں سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتا ہوں۔ میں مسلمانان پنجاب کا عموماً اور مہاراجا نصر اللہ خاں والئے ریاست آمود کا خصوصاً شکر گزار ہوں کہ انہوں نے گرما کے موسم میں اتنا طویل طویل سفر اختیار کر کے ہمارے جلسہ کو رونق بخشی۔ میں اس محترم و معزز مہمان کا سچے دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔

مہاراجا نصر اللہ خاں والئے آمود نے اس انجمن کے پہلے اجلاس کی صدارت قبول فرمائی ہے۔ آپ ایک معزز راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کے دل کو نور اسلام سے منور کر دیا ہے۔ اور جس ثابت قدمی سے آپ اور آپ

کی قوم خدا کے اس سچے دین پر قائم ہے۔ اس کے لئے ہم سب پر آپ کی تعظیم و تکریم واجب ہو جاتی ہے۔ برادرانِ وطن کی طرف سے ان مومنوں کو گمراہ کرنے کیلئے قسم قسم کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ لیکن انھیں اپنے مقصد میں کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور آپ کا ایمان ہمیشہ مستحکم رہا۔ آپ ایک قابل فرمانروا ہیں۔ اور اپنی ریاست کا انتظام نہایت قابلیت اور کمال خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔ آپ سیاسی امور میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ بمبئی کی مجلس وضع آئین و قوانین کے رکن بھی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ امید ہے کہ تمام مسلمان ایسے معزز مہمان کے خیر مقدم میں میرے ساتھ شامل ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے معزز مہارانا صاحب۔ اکتالیس سال کا عرصہ ہوا کہ چند زندہ دلان پنجاب کے دل میں وہ موج اٹھی جس کی ابتدا علی گڑھ سے ہوئی تھی۔ اور انجمن حمایت اسلام لاہور کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اس جماعت نے گھر گھر سے آٹا جمع کرکے اتنے بڑے کام کی ابتدا کی تھی جو بڑھتے بڑھتے اس درجہ پر جا پہنچا ہے۔ کہ اس سال کا بجٹ دس لاکھ روپیہ ہے۔

حکومت کی طرف سے مالی امداد دس لاکھ کا خرچ پورا کرنے کیلئے انجمن کے پاس آمدنی کے تین بڑے ذرائع ہیں۔

(۱) **حکومت کی امداد** حکومت کی طرف سے انجمن کو ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی امداد ملتی ہے جس میں سے ۶۰ ہزار روپیہ اسلامیہ کالج کیلئے اور ۴۰ ہزار انجمن کے دیگر مدارس کے لئے دیا جاتا ہے۔ مگر اس دفعہ حکومت نے ایک لاکھ بیس ہزار کی جدید امداد بھی منظور فرمائی ہے جس میں سے ۶۰ ہزار اسلامیہ کالج کیلئے۔ ۲۰ ہزار سکولوں کیلئے۔ ۲۰ ہزار زنانہ مدارس کے لئے اور ایک لاکھ انجمن کی مستقل امداد کیلئے۔ یہ تازہ امداد جدید عمارت کی تعمیر کیلئے عطا کی گئی ہے۔ (۲) **آمدنی کا دوسرا ذریعہ** کالج اور سکولوں کی فیس ہے۔ اس آمدنی کی میزان ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ (۳) **متفرق آمدنیاں** اس کی تعداد قریباً ایک لاکھ ہے۔ قریباً ۶۰ ہزار یتیم خانہ سے آمدنی ہوتی ہے۔ اس طرح سے پانچ لاکھ کے قریب یہ رقم جمع ہو جائے گی۔ اور بقایا ضروریات کیلئے ہمیں مزید پانچ لاکھ کی ضرورت ہے۔ جن کیلئے ان تین دنوں میں امید ہے کہ مسلمان دل کھول کر چندہ دیں گے۔

اب میں مہاراجا ممدوح سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اجلاس کی صدارت کو قبول فرما کر ہمیں ممنون احسان بنائیں۔" تالیوں کی گونج میں علامہ عبداللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج اور سر محمد شفیع نے بطور اعزاز دایاں اور بایاں بازو تھام کر مہارانا موصوف کو صدارت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

مہارانا نصر اللہ خاں صاحب کی تقریر

"میرے کلمہ گو مسلمان بھائیو! انجمن حمایت اسلام کی دعوت کے ذریعہ مجھے موقعہ ملا ہے کہ میں پنجاب کا سفر کروں۔ دہلی سے لے کر لاہور تک جس خلوص اور محبت سے مسلمانوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لے لیا ہے۔ اور جس قسم کی محبت دکھائی ہے اس کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کا اس کثرت سے جمع ہو جانا اسلام کی سچائی کا ثبوت ہے۔ میرے جیسے ہزار ہا رئیس ہندوستان میں اسلام کے حلقہ بگوش ہیں۔ مگر ایسے موقعوں پر ہمیشہ اسلام کی حقانیت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسلام ہر موقعہ پر اپنی صداقت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ دیگر مذاہب میں ہزارہا قسم کی بندشیں ہیں۔ مگر ہمارے اسلام میں شروع بسم اللہ ہی سے اس قسم کی تفریق اور جاتیاں مٹ جاتی ہیں۔

ہمیں کہیں کہیں یہ الفاظ سنائی دیتے ہیں کہ اسلام خطرہ میں ہے۔ اسلام کیسے خطرہ میں ہو سکتا ہے؟ اسلام نہ تم نے پیدا کیا نہ میں نے۔ اسلام خدا نے پیدا کیا۔ اور خود خدا ہی نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ ہندوستان میں اسلام کی ترقی کو روکنے کے لئے کئی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان نشر و تبلیغ اسلام کے لئے زیادہ کوشش کریں۔

مسلمانوں کی دوسری ضروریات میں تعلیم کو سب پر فوقیت ہے۔ مسلمانوں کی تعلیم سب سے اول مسجدوں میں ہوتی تھی۔ جہاں کچھ لکھنے پڑھنے کے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ لیکن یہ ابتدائی تعلیم تھی۔ آج سائنس اور ترقی کا زمانہ ہے۔ اور مسلمانوں کو زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنا پڑے گا۔ مسلمانو! تم زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلو۔ اسلام تمہیں ترقی سے نہیں روکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم حاصل کرو۔ خواہ تمہیں چین جانا پڑے! اس قسم کی تعلیم کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انجمن حمایت اسلام بھی کام کر رہی ہے۔ اس کے کام کی خوبی اور کامیابی اس سے ظاہر ہے کہ اس کا بجٹ دس لاکھ کا ہے۔ اور اسے کام کرتے ہوئے اکتالیس سال ہو چکے ہیں۔ ورنہ معمولی انجمنیں تو سو سج چڑھنے

کے ساتھ بن جاتی اور سورج غروب ہونے کے ساتھ ٹوٹ جاتی ہیں۔

مسلمانوں کا تیسرا کام تبلیغ اسلام کا کام ہے۔ جو خواجہ حسن نظامی کر رہے ہیں۔ ہندوستان سے باہر خواجہ کمال الدین صاحب نہایت مفید تبلیغی کام کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان تمام جماعتوں کو دل کھول کر امداد دیں۔ مسلمانوں کو دینی اور دنیوی دونوں تعلیموں کی ضرورت ہے۔ مسلمان بھائیو آپ کو اکثر جماعتوں سے شکائتیں بھی ہیں۔ لیکن اس جہان میں کوئی بے عیب نہیں ہے۔ اسلام کی حقیقی ترقی کا راز اُس کے اعلیٰ اخلاق ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عدیم المثال اخلاق کی وجہ سے دنیا کے تمام پیغمبروں پر فضیلت رکھتے تھے۔ پس مسلمانو! تم اپنے اخلاق کو درست کرو۔ اگر اخلاق درست ہو جائیں تو تم بہت جلد اپنے پاکیزہ مقاصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

مسلمانوں میں کوئی لیڈر نہیں

بمبئی میں طیب طاجی لیڈر رہیں۔ وہ جو کچھ اپنی جماعت کو کہدیں اس کی حرف بحرف تعمیل کی جاتی ہے۔ اسی طرح سے جناب آغا خاں کو خاص اثر و رسوخ حاصل ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے کوئی بھی ایسا لیڈر نہیں جس کے اشارہ پر وہ چل سکیں۔ انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ اس پر کوئی احتساب نہ ہو۔ نکتہ چینی تو سب جگہ ہوتی ہے اس لئے اب جمہوری طریقہ ہی سے کام لے سکتے ہیں۔ جس پر زیادہ اجتماع ہو اسی کو قبول کرو۔

آپ کے اخلاص اور محبت کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں دن رات جاگنے سے تھک کر چُور چُور ہو رہا ہوں اس لئے زیادہ تقریر کرنے سے قاصر ہوں"

مہارانا موصوف کے بعد مسٹر سلیم ایک نو مسلم انگریز (ریٹائرڈ انجینیر) جو اپنے اہل و عیال سمیت مسلمان ہو چکے ہیں انگریزی میں تقریر کرتے رہے۔ آپ کے چھوٹے سے خوبصورت بچہ کو خواجہ عظیم اللہ صاحب ایم اے پلیڈر نے گودی میں اٹھا کر کہا کہ مسٹر محمد سلیم کے بچہ کا نام صلاح الدین ہے۔ یہ تمام مسلمانوں کے چھوٹے بھائی ہیں۔

کچھ دیر تک انگریزی تقریر جاری رہی۔ لیکن اب کی دفعہ ہجوم کے ریلوں نے جلسہ کو درہم برہم کر دیا۔ اور باوجود اجلاس کے برخواست ہونیکے ہجوم برابر ٹھہرا رہا۔ آخر میں مہارانا

نصر اللہ خان منبر پر کھڑے ہو کر اجلاس کے برخاست ہونیکا اعلان کیا زاں بعد آپ موٹر میں سوار ہو کر استراحت کیلئے تشریف لے گئے۔

عالی جناب مہارانا نصر اللہ خان کا ورود مسعود

(نامہ نگار اخبار انقلاب لاہور کے قلم سے)

لاہور ۱۴ اپریل۔ مسلمانان پنجاب کا معزز و محترم مہمان لومسلم مہارانا نصر اللہ خان (نا ہر سنگھ الیشور سنگھہ) انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں شرکت کے لئے رات کی گاڑی سے تشریف فرما لاہور ہوئے۔ شام کو شہر میں یہ افواہ عام ہوگئی کہ مہارانا صاحب رات کو امرتسر میں قیام فرمائیں گے۔ اور صبح کو لاہور تشریف لائیں گے۔

اس افواہ کی وجہ سے بہت سے مسلمان اسٹیشن پر نہ پہنچ سکے۔ پھر بھی اسٹیشن پر ہر طرف مسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے۔ انسانوں کا ایک جنگل تھا جو ادھر سے اُدھر تک پھیلا ہوا تھا۔ ریلوے کے حکام نے پلیٹ فارم ٹکٹ دینے بند کر دئے۔ لیکن مضطرب طبائع کو چین کہاں۔ کسی نہ کسی طرح دو ہزار سے زیادہ مسلمان پلیٹ فارم پر پہنچ گئے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ سب سے پہلے میں مہارانا کے دیدار سے مشرف ہوں۔ جوش محبت کی وجہ سے ہر شخص وارفتہ ہو رہا تھا۔ اس وارفتگی میں ضبط و نظم قائم نہ رہ سکا۔

گاڑی پہنچی تو اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے معزز مہمان کا استقبال کیا گیا۔ خوشی اور مسرت کے اظہار میں بگل بجائے گئے۔ گاڑی کے قریب اس قدر ہجوم تھا کہ گاڑی سے اترنا مشکل ہوگیا۔ بڑی مشکل سے چند طاقتور اصحاب نے مجمع کو ہٹا کر اس محترم مہمان کو گاڑی سے اتارا۔ پل پر تل دھرنے کی جگہ نہیں رہی تھی۔ آمد و رفت بند ہو چکی تھی۔ پولیس کے "فرض شناس" افراد نے اپنی جلالی شان کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اس جم غفیر کو تو ہندوستانی رضاکار ہی قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ پولیس والے اپنی کوششوں میں ناکام رہے۔ نہ معلوم انجمن حمایت اسلام کے کارکنوں نے رضاکاران

قومی کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔

بڑی مشکل سے مہارانا صاحب باہر تشریف لاکر موٹر میں سوار ہو سکے۔ اسٹیشن کے باہر ہزار دل مسلمان اللہ اکبر کے غلغلہ انداز نعرے بلند کرتے رہے۔

اهلاً وسهلاً ومرحبا

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا

مہمان محترم مہارانا ناہرسنگھ نصر اللہ خاں بہادر

کی خدمت اقدس میں

کارپردازان روزنامۂ انقلاب کی طرف سے

هدیۂ خیر مقدم قبول ہو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلم مہارانا کی ذات کو اسلام کی فتح و نصرت کا ذریعہ بنائے اور دوسرے غیر مسلموں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب

مہمان محترم مہارانا نصر اللہ خان بہادر کا جلوس

مسلمانان لاہور کا جوش وخروش

اخوت اسلامی کے جاں فروز نظارے

(انقلاب کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے)

لاہور ۔ ۱۵ اپریل ۔ کل شام سے ایک طرف شہر کے مسلمان مہمان محترم مہارانا ہرسنگھ نصر اللہ خاں بہادر کے جلوس کی طیاریوں اور آرائش کے سامانوں میں بے انتہا مصروف تھے ۔ اور دوسری طرف سرکار دولت مدار کی پولیس کو احکام مل رہے تھے کہ جمیع شہر کا کوئی چوک اور کوئی بازار پولیس سے خالی نہ رہے ہر جگہ تھانے والوں انسپکٹروں اور کانسٹبلوں کے تقرر کے احکام نافذ ہو رہے تھے ۔ مسلمان نو مسلم مہارانا کے ورود کی خوشی میں رات بھر جاگتے رہے ۔ یہاں تک کہ ادہر ۱۵ اپریل کا آفتاب افق پر بلند ہوا اور ادہر اسلامیہ کالج میں جلوس کی طیاریاں شروع ہوگئیں ۔ جلوس مقررہ وقت سے کچھ دیر بعد اسلامیہ کالج سے روانہ ہو کر موچی دروازہ میں داخل ہوا ۔ سب سے آگے مرہٹی اور بنوٹ کھیلنے والوں کی ٹولیاں ہیں اس کے بعد انجمن حمایت اسلام کے سکولوں کے طلبہ اور اسلامیہ کالج کے نوجوان باقاعدہ قطاروں میں شامل ہیں ان کے پیچھے پیچھے چیفس کالج کے مسلمان طلبہ اپنی مخصوص رنگین پگڑیاں باندہے گھوڑوں پر سوار نہایت فخر و ناز کی شان سے آہستہ آہستہ چلے جا رہے ہیں ۔ آتشبازی کے پٹاخے چھوٹ رہے ہیں ۔ اور اللہ اکبر کے جانفروز نعرے آسمان کی خبر لا رہے ہیں ۔ عالیجناب مہارانا صاحب کی موٹر میں صاحب ممدوح کے علاوہ میاں سر محمد شفیع صدر انجمن حمایت اسلام ۔ حضرت خواجہ حسن نظامی شیخ عبد العزیز صاحب و مولوی غلام محی الدین صاحب معتمد انجمن تشریف رکھتے ہیں ۔ اس کے بعد ایک فٹن میں معزز نو مسلم شیخ محمد امین بیرسٹر ایٹ لا ۔ کپتان عیسیٰ نو مسلم سوامی شردہانند کے بھتیجے شیخ فخر الدین محمود صاحب تشریف فرما ہیں ۔ اور ان سب کے پہلوؤں میں جوانان اسلام سفید پگڑیاں باندہے گھوڑوں پر سوار نہایت شان سے چلے جا رہے ہیں ۔

شہر کی آرائش موچی دروازہ کے باہمت مسلمانوں نے آرائش میں پوری محنت اور انتہائی سلیقہ صرف کیا۔ بازار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رنگین جھنڈیوں کا ایک دریا لہریں لے رہا ہے۔ اور جابجا خیر مقدم کے فقرے۔ اشعار اور قرآن مجید کی آیات کپڑے پر لکھی ہوئی آویزاں ہیں اکبری دروازہ شاہ محمد غوث۔ اور دہلی دروازے کی آرائش بھی قابل دید ہے۔ دہلی دروازہ کے اندر چوک وزیر خاں تک اور چوک سے لے کر کشمیری بازار۔ ڈاٹرد رکس۔ ہیرا منڈی۔ بازار حکیماں۔ بھاٹی دروازہ کے مسلمانوں نے جابجا شاندار سبیلیں لگا رکھی ہیں۔ اور رنگین جھنڈیوں اور خوشنما پردوں کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ شہر بھر میں بہترین آرائش اسی حصے میں دیکھی گئی ہے اسی بھاٹی دروازے کے باہر دور تک شامیانے تان کر ساری سڑک مسقف کر دی گئی ہے۔ اور سنہری و روپہلی قطعات آویزاں کئے گئے ہیں۔ اور اس کے بعد سرکلر روڈ پر بھی جابجا سبیلیں لگی ہوئی ہیں شامیانے تنے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان نہایت ذوق شوق سے اپنے مہمان کا انتظار کر رہے ہیں۔ انار کلی بازار کا بہت بڑا حصہ نہایت حسن مذاق سے سجایا گیا ہے۔ اور دہلی مسلم ہوٹل اور کرنال شاپ کے پاس دور تک شامیانے تان دیئے گئے ہیں۔ جھنڈیوں اور قطعات کی آرائش نیلے گنبد تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور شہر بھر میں جابجا خوبصورت اور سرسبز محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد ہسپتال روڈ سے اسلامیہ کالج تک ہندوؤں کی دوکانیں اور ان کے مکانات چھوڑ کر باقی حصے مسلمانوں نے آراستہ کر رکھے ہیں۔

جلوس شان سے گزر رہا ہے جلوس ساڑھے نو بجے دہلی دروازہ میں داخل ہوا ہے۔ اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ اختتام تک کتنی مدت صرف ہوگی۔ بتحریر ہذا کے وقت جلوس کشمیری بازار میں ہے جہاں ہزارہا مسلمان مہاراناصاحب کی زیارت کے لئے ٹوٹے پڑتے ہیں چھتیں تماشائی مرد عورتوں سے پٹی پڑی ہیں اور اللہ اکبر اور مہارانا نصر اللہ خاں زندہ باد کے نعرے فضائے آسمانی میں بلند ہو کر کفر کی بنیادیں متزلزل کر رہے ہیں۔

مہارانا نصر اللہ خان کی شخصیت مہارانا نصر اللہ خاں کی عمر کوئی بیالیس پچاس برس کے درمیان معلوم ہوتی ہے۔ رنگ گندمی۔ چہرہ وجیہہ جسم چست۔ قد میانہ ہے۔ بر میں سفید انگرکھا اور سر پر نو تیار رنگ کی ریاستی انداز کی پگڑی باندھ رکھی ہے۔ لباس کی سادگی سے طبیعت کی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ مونچھوں میں کوئی کوئی بال سفید نظر آتا ہے۔ آپ متانت و سنجیدگی کے مجسمے اور دانشمندی اور عاقبت اندیشی کے پیکر معلوم ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے نعروں اور سلاموں کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دے رہے ہیں اور مسلمان ہیں کہ فرط مسرت و عقیدت سے پھولے نہیں سماتے۔ جلوس کے مزید قابل ذکر حالات آئندہ اشاعت میں لکھے جائیں گے

انجمن حمایت اسلام کا اکتالیسواں اجلاس

مہارانا نصر اللہ خاں کی تقریر دل پذیر

انجمن حمایت اسلام کا اکتالیسواں اجلاس جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد ڈھائی بجے تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ مہارانا نصر اللہ خاں بہادر اس کے صدر تھے۔ سب سے پہلے سر میاں محمد شفیع نے انجمن کی کارگزاری اور ضروریات کے متعلق ایک جامع تقریر کی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

میرے کلمہ گو مسلمان بھائی صاحبان۔ مجھے انجمن حمایت اسلام کی دعوت کے ذریعہ سے پنجاب کو دیکھنے کا موقع ملا۔ میں انجمن اور دوسرے حضرات کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ باقی مسلمان بھائیوں نے میرے ساتھ جس مہربانی اور خلوص کا اظہار کیا۔ اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ یہ اسلام کی سچائی کا ثبوت ہے۔ میں کیا چیز ہوں۔ مجھ جیسے ہزاروں رئیس گجرات (بمبئی) میں موجود ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ مجھ ناچیز پر میرے مسلمان بھائیوں نے یہ مہربانی کی۔ اور مجھے اس اعزاز کا مستحق سمجھا۔ خدا نے انسان کی فطرت کیساتھ اسلام کو پیدا کیا ہے۔ دوسرے مذاہب میں ذات پات کی پابندیاں ہیں۔ مگر ہمارے اسلام میں مساوات ہی مساوات ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام خطرہ میں ہے یہ غلط ہے۔ ہمارا مذہب خطرے میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ خدا نے خود وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو محفوظ و مستحکم رکھے گا۔

تبلیغی نظام کی ضرورت۔ افسوس ہے کہ ہم میں تبلیغ اسلام کا کوئی معقول انتظام موجود نہیں۔ اگر ہم تبلیغ اسلام کی کوشش کریں تو چند ہی سال میں ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آنے لگے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیم کا عمدہ انتظام کریں۔ پہلے ہماری مسجدوں میں بچے جاتے تھے۔ اور پیش امام انہیں عربی کتابیں رٹا دیتے تھے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ ہمیں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ بچوں کو اسلامی مسائل اچھی طرح سمجھا کر تعلیم دیں۔ ہمارے سامنے اور قومیں موجود ہیں۔ اور ان کی رفتار ترقی بھی ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ ان قوموں کی طرف دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ چلیں۔ ہمیں اسلام اس بات سے نہیں روکتا۔ کہ زمانہ کے ساتھ نہ چلو۔ ہم نے اسلام کو خواہ مخواہ تنگ بنا رکھا ہے رسول کریم

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ علم حاصل کرو خواہ چین ہی میں کیوں نہ جانا پڑے۔

انجمن حمایت اسلام

انجمن حمایت اسلام کی ضروریات اور ذمہ داریاں نہایت اہم ہیں ۱۹۲۸ء کے لئے اس کا میزانیہ دس لاکھ روپیہ ہے۔ اور واقعی اتنا بڑا خرچ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس نے ایک کالج اور بہت سے سکولوں وغیرہ کا انتظام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ امید ہے کہ تمام مسلمان اس کی امداد کریں گے۔ میں چشتی ہوں۔ اور خواجہ حسن نظامی صاحب بھی چشتی ہیں۔ یہ میرے دوست ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ یہ بہت اچھا کام ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بھی تبلیغ کا کام خوب کر رہے ہیں۔

فی الحال مسلمانوں کے لئے دینی و دنیوی تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ہم نے اس کی ضرورت کو کماحقہ پورا نہ کیا تو اور قوموں کے ساتھ جو ترقی کر رہی ہیں۔ ہمیں دوش بدوش چلنا مشکل ہو جائے گا۔ انجمن اکتالیس سال سے جو کام کر رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کس اعلیٰ پیمانے پر یہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے بیشمار لوگوں کو مسلمان بنایا۔ انہوں نے جرمنی اور انگلستان میں مسجدیں بنوائیں ہمیں بھی یہی گرمی اور جوش پیدا کرنا چاہیئے۔ دنیا میں جو کام ہوتے ہیں ان کے دو پہلو ہیں۔ ایک اچھا اور ایک برا۔ آپ کو چاہیئے کہ اچھائی لے لیں اور برائی کو چھوڑ دیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں میں دوستی اور اتفاق مفقود ہے۔ انھیں تفریق و نفاق کو خیرباد کہہ کر متحد و متفق ہو جانا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ اور دوسرے پیغمبروں نے جو کام کئے وہ آپ کو معلوم ہوں گے۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ جو کام رسولؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا ہے وہ سب سے علیحدہ اور بے نظیر ہے ہمیں اخلاق درست کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس کیساتھ سب باتیں خود بخود درست ہو جائیں گی۔ سر سید نے جب دیکھا کہ مسلمان گر رہے ہیں تو انہوں نے مسلم یونیورسٹی قایم کی جو مسلمان عمدہ کام کرے اس کی ہر طرح حوصلہ افزائی اور مدد کرو دل شکنی نہ کرو۔ دیکھئے کہ سر آغا خاں بہت بڑے لیڈر ہیں۔ وہ اپنے پیرووں کو جو حکم دیتے ہیں اس کی فوراً تعمیل ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم میں کوئی ایسا لیڈر موجود نہیں جس کی بات سب مانیں۔ ہمارے اکثر لیڈر خود پرست اور خود غرض ہیں۔ خدا ہر مسلمان کو نیک ہدایت دے۔ اور ہمارے مذہب میں اسلام کو ترقی دے

انقلاب لاہور۔ ۱۶ اپریل ۱۹۲۸ء

مہارانا نصراللہ خاں اور تبلیغ اسلام

مہارانا ناہرسنگھ نصراللہ خاں کی تشریف آوری پر مسلمانان لاہور نے جس سچے اسلامی جوش وخروش سے آپ کا استقبال کیا۔ اور جس ذوق شوق سے آپ کا جلوس نکالا وہ زندہ دلان لاہور کے شایان شان تھا۔ اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ عامۃ المسلمین تبلیغ اسلام کے مقصد مقدس سے کسقدر لگاؤ رکھتے ہیں۔ اور ایک معزز مسلمان مہارانا کی زیارت کے لیئے کتنی محنت اور کتنا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ یہ جذبہ ہزار تحسین کے قابل ہے۔ ہم مسلمانان لاہور کو اس جوش اخوت اسلامی پر مبارکباد دیتے ہیں اور خواجہ حسن نظامی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جن کی کوششوں نے "مولیٰ سلام گراسیہ" راجپوتوں میں صحیح احساس دینی پیدا کر دیا۔ اور کاٹھیاواڑ میں اسلام کی بنیادیں ہمیشہ کے لیئے مستحکم واستوار کر دیں۔

لیکن اس سلسلے میں ہم مسلمانوں سے ایک ضروری بات کہنا چاہتے ہیں گذارش یہ ہے کہ لاہور کے مسلمانوں نے ۱۵ اپریل کو اپنے مہمان محترم کے خیر مقدم پر جتنا روپیہ صرف کیا اگر وہ صرف اتنا ہی روپیہ ماہوار تبلیغ اسلام کے سرمائے میں دے دیا کریں۔ تو اس قسم کے خوشی کے موقعے جو شاذونادر آتے ہیں اکثر آنے لگیں۔ اور اسلام آئے دن اسی طرح کفر کے مقابلے میں سربلند نظر آنے لگے۔ کیا یہ ماتم کا مقام نہیں۔ کہ جب مسلمانوں سے تبلیغ اسلام کے لئے روپیہ طلب کیا جاتا ہے۔ تو وہ بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ لیکن جب کارکنان قومی کسی معزز شخص کو مسلمان بنا کر لاتے ہیں تو مسلمان اس کا جلوس نکالنے کے لیئے ہزارہا روپیہ صرف کر دیتے ہیں۔ تبلیغی انجمنوں کا یہ حال ہے کہ سرمایہ کے فقدان کی وجہ سے ان کا ٹاٹ الٹ رہا ہے۔ اور مبلغین ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے۔ کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں

دیکھتے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ۔ مولانا محی الدین احمد صاحب۔ مولانا عبداللہ صاحب اور شیخ محمد امین صاحب کی زبانی ہم نے بارہا یہ سنا ہے کہ اگر کافی سرمایہ کا انتظام ہو جائے۔ تو چند ہی سال کے اندر لاکھوں بندگان خدا حلقہ بگوش اسلام ہو سکتے ہیں۔ مولانا محی الدین احمد صاحب جنوبی ہند کے متعلق اور مولانا عبداللہ صاحب پنجاب کی نسبت نہایت حوصلہ افزا خیالات ظاہر فرماتے ہیں۔ لیکن رونا صرف روپے کا ہے۔

اگر مسلمان دل سے چاہتے ہیں کہ خدا کے دین کا جھنڈا بلند ہو اور کفار فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہوں۔ تو انہیں چاہیئے کہ وہ تبلیغی انجمنوں کی امداد نہایت فیاضانہ طریق سے کریں۔ اور اس کے بعد ان سے شاندار نتائج کی توقع رکھیں۔ (یہ اسلامی اخبار انقلاب کا مضمون تھا)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا اکتالیسواں سالانہ اجلاس

پچاس ہزار مسلمانوں کا اجتماع عظیم

محبت و اخوت کے جانفروز نظارے

حقانیت اسلام پر دلپذیر تقریریں

(زمیندار کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے)

لاہور ۷ اپریل۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ اجلاس یکشنبہ ۷ اپریل کو تین دن کے بعد ختم ہوا۔ جلسہ کی کارروائی مہاراجہ نصر اللہ خان کے زیر صدارت شروع ہوئی سب سے پہلے تلاوت قرآن کی گئی اس کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنی تقریر شروع کی :-

خواجہ حسن نظامی خواجہ حسن نظامی نے فرمایا۔ کہ لاہور کے ہندو کہہ رہے ہیں کہ کوئی مہاراجہ ہیں نہ کوئی ریاست آمود ہے۔ دہلی میں بھی

جب راناآنے والے تھے تو سوامی شردہانند کے اخبار لکھتے تھے کہ کوئی مہارانا نہیں آئے محض حسن نظامی کا پروپیگنڈا ہے۔ دہلی سے لاہور تک جسقدر حالات گذرے ہیں آپ کو معلوم ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کا خمیر ہی مبالغہ کی مٹی سے بنا ہے۔ اسی مبالغہ پرستی نے ہنود کے دل میں یہ اعتقاد پیدا کر دیا ہے کہ کرشن جی کے رتھ کے پہیے آسمان سے ٹکراتے تھے میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ دہلی سے لاہور تک کم از کم ۵ لاکھ آدمی مہارانا کو دیکھنے کو آئے۔ ہم لوگ دہلی سے سوار ہوئے تو میرٹھ، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور، انبالہ، لدہیانہ، جالندہر، امرتسر وغیرہ کے اسٹیشنوں پر ہزار ہا مسلمان مہارانا کا خیر مقدم کرنے کے لئے حاضر تھے۔ دیوبند کے اسٹیشن پر وہاں کے تمام علمائے کرام موجود تھے۔ مسلمان راجپوت بھی ہزاروں کی تعداد میں اپنے بھائی کو دیکھنے کو آتے رہے مہارانا نے ان لوگوں کے جوش اور ولولے کو دیکھا اور نہایت درجہ متاثر ہوئے بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ کوئی مہارانا نہیں۔ کوئی ریاست نہیں۔ تصوف نے ہمیں سکھایا ہے کہ کائنات میں ہر چیز وہمی ہے ذات واجب الوجود کے سوا کوئی چیز حقیقی نہیں۔ صاحبو! ممکن ہے کہ ہماری آپ کی آنکھوں نے دہوکہ کھایا ہو۔ اور فی الواقع مہارانا نہ آئے ہوں۔

مہارانا اور ملاپ جب کبھی میں لاہور آتا ہوں تو لالہ خوشحال چند ایڈیٹر "ملاپ" سے ملنے جاتا ہوں۔ وہ دلی جاتے ہیں تو مجھ سے ملاقات کرتے ہیں لیکن میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے اخبار کے نام "ملاپ" پر غور کریں ؏

برعکس نہند نام زنگی کافور

ملاپ کا یہ لکھنا کہ کوئی مہارانا پتت (ناپاک) نہیں ہوا۔ نہایت توہین آمیز اور رنجدہ ہے۔ پتت کے معنی ہیں پاک سے ناپاک ہو جانا۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ ہندو ہوتے ہوئے پاک تھے۔ اسلام قبول کر کے ناپاک ہو گئے۔

مہارانا کے اخلاق گو مہارانا صاحب اپنی عالی حوصلگی سے اس توہین کا کچھ خیال نہ کریں مگر مجھے اس لفظ کے پڑھنے سے انتہا درجہ کا رنج ہوا مہارانا چندربنسی خاندان کے چشم و چراغ اور کرشن جی کی اولاد سے ہیں۔ ایک دفعہ کسی معترض نے لوگوں سے کہا تھا کہ کرشن جی کی پرستش نہ کرو یہ تو ایک انسان

ہیں۔ کرشن جی نے معترض کو کچھ عتاب نہیں کیا۔ بلکہ مسکراتے رہے۔ ارجن تلوار کھینچ کر بڑھے۔ کہ معترض کو سزا دیں۔ مگر آپ نے روکا۔ اور فرمایا اسے کہنے دو اور مجھے سننے دو۔

مہارانا کے بدن میں بھی انہی کرشن جی کا خون ہے۔ آپ بھی انہی اخلاق کریمانہ سے متعلق ہے۔ اس لیئے مہارانا نے سب کچھ سنا اور برداشت کر گئے۔ خوشحال چند صاحب فرماتے ہیں کہ مہارانا کا نام سول لسٹ میں نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا وہی چیز مستند اور قابل وثوق ہے جو سول لسٹ میں ہو۔

عہد اکبری کے فرامین دیکھو۔ راجہ ٹوڈر مل کے خطوط میں مہارانا موجود ہے۔ اگر خوشحال چند صاحب تاریخ سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اکبر بادشاہ کی طرف سے جو خطوط مہارانا کے بزرگوں کو لکھے جاتے ہیں۔ ان میں مہارانا کا خطاب موجود ہے۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ ان کا نام سول لسٹ میں نہیں مگر انہیں توپوں کی سلامی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ ان لوگوں کی عزت کرتی ہے جن کے ساتھ بکثرت آدمی ہوں اور طاقتور ہوں۔ میں لاہور کے اخباروں میں شائع کرا چکا ہوں۔ کہ مہارانا کے آبا، سلطان محمود بیگڑہ کے عہد میں مسلمان ہوئے تھے۔ اور میں تو اس شخص کو بھی مسلم کہتا ہوں جو آج مسلمان ہوا ہو۔ نو کا لفظ محض امتیاز کے لیئے لکھا جاتا ہے۔ ورنہ وہ نو مسلم نہیں مسلم ہے۔ اور سچ پوچھیئے تو مہارانا نصر اللہ لفظ کن کے وقت ہی سے نصر اللہ ہیں۔

ہنود کی ذہنیت ہندوؤں کی ذہنیت بھی عجیب طرز پر واقع ہوئی ہے۔ ایک دفعہ یوں لکھ دیا۔ کہ حسن نظامی کے ساتھ کام کرنے والے سب شدھ ہو گئے۔ میں اس "راست بیانی" پر بہت حیرت زدہ ہوا۔ ایک دفعہ یوں لکھ مارا کہ مقبول احمد دج

میرے ساتھ کام کرتے تھے) مرتد ہو گئے۔ حالانکہ انہوں نے اسی روز ایک ایسا مہتم بالشان کام انجام دیا جس کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ گذشتہ پانچ سال سے ہندو میرے متعلق جس درجہ غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں۔ ان سے میں نتیجہ نکالتا ہوں کہ اس قوم کی تاریخ بھی ایسی ہی غلط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میں ہندو عورتوں کو اغوا کر لیتا ہوں۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ اسلام اس بات کی کبھی اجازت نہیں دیتا کہ ہم ہندو عورتوں کا اغوا کریں۔ ہاں اگر وہ بلوغت کے بعد با اختیار خود بطیب خاطر اسلام قبول کریں۔ انہیں خود اختیار ہے۔ میں حیران ہوں کہ جس بات کا کبھی میرے دل میں خیال تک نہیں گذرا۔ وہ میری طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اگر سول لسٹ میں مہارانا کا لفظ نہیں۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ سول لسٹ میں گاندھی جی کے لیئے مہاتما کا لفظ کہاں لکھا ہے۔ میں تو نواب صاحب کو مہاتما کہتا ہوں۔ کیونکہ مہاتما کے معنے بڑی روح ہے۔ جو شخص کفر چھوڑ کر مسلمان ہو جائے۔ اور وحدت کو قبول کرے۔ اس کے برابر مہاتما کون ہو سکتا ہے۔

اہل مغرب کیوں متنفر ہوں اہل مغرب ہندوستان کو اس بناء پر خصوصاً نظر حقارت سے دیکھتے ہیں کہ یہاں حیوانوں کی خاطر انسانوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اشرف المخلوقات انسان کو اس کے تخت فوقیت سے گرا کر حیوانوں سے بھی ادنیٰ درجہ پر کر دیا جاتا ہے۔ کیا وہ قوم جو حیوانوں کے لیئے انسانوں کو قتل کرے اور درپئے آزار ہو کیا وہ بھی مہذب و متمدن اقوام میں شمار ہونے کے قابل ہے؟

گائے ایک مفید جانور ہے۔ دودھ، گھی دیتی ہے۔ اگر یہی وجہ شرف ہے تو اب ولایت سے نباتات کا گھی آنے لگا ہے۔ بنولوں اور بناسپتی سے گھی نکالا جا رہا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو گائے کی فوقیت جاتی رہی۔ جب گائے کی پرستش اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ دودھ گھی دیتی ہے

تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان روغن خیز نباتات کو بھی گائے کی طرح نہ مانا جائے۔ اگر ہر چیز سول لسٹ میں ہونی چاہیئے تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ گئو ماتا کا لفظ کس سول لسٹ میں ہے۔ مگر میں اسے ماتا نہیں کہتا۔ گائے کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ہنود کو اس بات کا کیا حق ہے کہ وہ بچھڑوں کا پیٹ کاٹ کر اپنی شکم پوری کریں۔ ہنود کہتے ہیں کہ بچھڑا اپنا حق ہمیں دیتا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ وہ اپنا حق تمہیں بخش نہیں دیتا بلکہ تم اس کا حق جبراً چھینتے ہو۔ علاوہ ازیں اگر دودھ دینے کی وجہ سے گائے کو یہ شرف و امتیاز حاصل ہے تو بھینس کو اس سے بھی زیادہ پوجنا چاہیئے کہ وہ گائے سے کئی گنا دودھ گھی زیادہ دیتی ہے اقوام عالم ہندوستان کو آزادی و خودمختاری کے قابل نہیں سمجھتے کہ ان کے ہاں گائے کی پوجا ہوتی ہے۔ اور انسان حیوان کے سامنے سر جھکاتا ہے۔

آئندہ جلسے کا صدر کون ہوگا؟

حضور مہارانا نے نہ صرف اپنی قوم کو تعرارتداد میں گرنے سے بچا لیا بلکہ ان کو اسلام میں مستقیم کر کے ان میں آثار حیات پیدا کر دیئے ہندوستان میں اسوقت لیڈر کا فقدان ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ گجرات کے لیئے کسی لیڈر کی ضرورت نہیں کیونکہ رب ذوالمنن نے گجرات کے اندر ایک اعلیٰ درجہ کا لیڈر نواب نصراللہ خاں پیدا کر دیا ہے۔ مگر کہیں پنجاب کا گجرات نہ سمجھ لینا۔ وہ کاٹھیاواڑ گجرات ہے۔ انشاءاللہ آپ کے مساعی حسنہ کی بدولت لوگ جوق جوق اسلام میں داخل ہونگے، اور اذاجاء نصراللہ کا سماں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھینگے۔ ہندو کہتے ہیں کہ مہارانا کو توپوں کی سلامی نہیں ہوتی۔ مگر میں انہیں جتلا دینا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے اجلاس ۱۹۲۸ء کا صدر وہ ہوگا جس کے لیئے توپوں کی سلامی ہے

جس کا نام سول لسٹ میں بہت اونچا لکھا ہوا ہے۔ اگر کوئی پبلشر موجود ہو تو وہ سول لسٹ چھپوالے کیونکہ اسوقت بہت سی سول لسٹوں کی ضرورت ہوگی۔

(یہ اخبار زمیندار کا مضمون ہے)

اللہ اکبر

مہارانا نصر اللہ خاں کا محبت بھرا پیغام اسلامیان ہند کے نام

اپنی ریاست آمود میں پہنچ کر مہارانا نصر اللہ خاں نے ذیل کا برقی پیغام "زمیندار" کو بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے

آمود ۔ ۱۰۔ اپریل ۔ پنجاب کے اسلامی جرائد کی وساطت سے میں تمام مسلمانوں کا خصوصاً پنجاب کے ۸۰ لاکھ راجپوت مسلمانوں اور نیز اراکین انجمن "حمایت اسلام" کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس عاجز کا گرم جوشانہ محبت کے ساتھ خیر مقدم کیا میری آنکھوں میں اُن پانچ لاکھ عزیز بھائیوں کی مخلصانہ الفت کی تصویر پھر رہی ہے جو لاہور اور دہلی کے درمیان جوق درجوق مجھ سے ملنے کے لیئے تشریف لائے ۔ لاہور کے جلوس اور کانفرنس کا نظارہ جس نے اخوت اسلامی کا سچا نقشہ کھینچ کر رکھدیا میرے دل سے کبھی محو نہ ہوگا ۔ میں اُن ہندو اخبارات کا بھی رہین احسان ہوں جنہوں نے میرے خلاف طعن و تشنیع سے بھرے ہوئے مضامین لکھے ۔ مجھ پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہے اسلیئے کہ ان کے پڑھنے سے مجھپر حقیقت منکشف ہوگئی کہ مجھے محض اسلیئے ہدف مطاعن ناروا بنایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھے اسلام کی نعمت لازوال مرحمت فرمائی۔

(ٹھاکر آمود)

مہارانا کے شکریئے

مہارانا صاحب نے حسب ذیل حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے

تار بنام جناب پیش امام صاحب جامع مسجد دہلی

لاہور کے راستہ دہلی میں آپ کے استقبال کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں

(نواب) نصر اللہ خاں از آمود۔ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۴۷ء

تار بنام جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹرایٹ لا سر کلر روڈ۔ لاہور۔ (پنجاب)
آپ کی مہمان نوازی کا دلی شکریہ۔ لاہور میں آپ کے مکان پر میں بالکل اپنے گھر کے مثل رہا۔
(نواب) نصر اللہ خاں از آمود۔ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۴۷ء

تار بنام حضرت خواجہ حسن نظامی دہلی

آج صبح خیریت کے ساتھ آمود پہنچ گیا۔ یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ کسی کی محبت کا اصلی شکریہ ادا کر سکے۔ آپ نے میرے ساتھ جیسی محبت کا سلوک کیا وہ اسلام کی محبت کے تقاضہ سے تھا۔ اور درحقیقت اسلام کی خدمت تھی۔ خداوند رحیم آپ کی عمر اور صحت اور کام کے جوش میں ترقی دے۔ اور آپ اس سے زیادہ ترقی اسلام کے کام انجام دیں۔ (نواب) نصر اللہ۔ آمود۔

تار بنام پرنسپل چیفس کالج۔ لاہور (پنجاب)

آپ کے کالج کے شہزادگان نے لاہور کے استقبال اور پرجوش مبارکباد میں جو مخلصانہ حصہ لیا میں انکی قدر کرتا ہوں اور ان کا شکرگذار ہوں کہ انہوں نے اسلام کی سچی شان اور برادرانہ اخوت کا سچا ثبوت پیش کیا۔

(نواب) نصر اللہ۔ آمود۔

تار بنام خان بہادر ڈاکٹر میاں سر محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا اقبال منزل لاہور

میرے پاس کافی الفاظ نہیں ہیں کہ لاہور کے سفر میں آپ کے انتظام و اہتمام کے تحت جس طرح جوش و خروش کے ساتھ میرا استقبال کیا گیا۔ اور مجھے مبارکباد دیں پیش کی گئیں ان کا شکریہ ادا کروں۔

میں صرف قادر مطلق سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی انجمن حمایت اسلام کو اسلامی خدمات اور خدمت تبلیغ کی زیادہ توفیق دے۔

پھر میں آپ کی ذات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس بات پر کہ آپ نے جلسہ اور میرے استقبال کو کامیاب بنانے میں جو کوشش کی اور جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا اس سے میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔

(نواب) نصر اللہ خان آموڈ۔

پنجاب کے سفر میں مہارانا نصر اللہ خاں صاحب نے مختلف موقعوں پر جس قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا ان کا ذکر بھی اس کتاب میں ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مسلم ہوٹل دہلی میں ریلوے سٹیشن پر مسلم ریفرشمنٹ روم کے مالکان نے مہارانا اور تمام عمائد دہلی کو ناشتہ کی دعوت دی تھی جب مہارانا وہاں جاکر بیٹھے اور مسلم ریفرشمنٹ روم کی صفائی ستھرائی اور عمدہ آرایش اور انتظامات کی خوبی دیکھی تو فرمایا کہ مجھے مسلمانوں کا ریفرشمنٹ روم دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور خاص مسرت اس سے ہے کہ مسلمان بھی انگریزوں جیسا عمدہ اور شایستہ انتظام کر سکتے ہیں۔

بچون سے محبت راستے مین ہر جگہ مسلمان بچے بھی خیر مقدم کے لئے آتے تھے اور جو بچہ مہارانا کے قریب آجاتا تھا اسکو وہ یا تو گود مین لے لیتے تھے یا پیار کرتے تھے اور یا اس کی تعلیمی حالت پوچھتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے دل پہ بچون کا بہت اثر ہوتا ہے۔

زراعت راستہ مین پنجاب کی زمین اور زراعت کے متعلق وہ ہر شخص سے مختلف قسم کے سوالات کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو زراعت کے ساتھ خاص دلچسپی اور لگاؤ ہے۔

راجپوتون کے گوت جس جس مقام پر مہارانا سے راجپوت ملنے آتے تھے تو مہارانا زیادہ گفتگو راجپوتون کی برادری اور گوت کے متعلق کرتے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کو راجپوت قوم کے نسب کی بہت اچھی معلومات ہے۔

فقرا سے محبت اکثر مقامات پر مشائخ اور فقرا بھی ان کے استقبال کے لئے آتے تھے اور جب کوئی فقیر صورت شخص انکے سامنے آتا تھا تو وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے اور بہت ادب اور وقار کا برتاؤ کرتے تھے یقیناً انکا دل بعید فقیر دوست ہے۔

علماء کی نسبت مہارانا بار بار گفتگو کرتے تھے اور ان کو بعض علماء کی اصلاح کا بہت زیادہ خیال معلوم ہوتا تھا۔ ان کی رائے یہ معلوم ہوئی کہ تبلیغ کے کام کو فقرا سے زیادہ علماء نہین کرسکتے لیکن لدھیانہ مین مولانا حبیب الرحمن صاحب کے انتظامات کو دیکھکر مہارانا نے فرمایا کہ علماء مین بھی بعض اچھے اچھے کام کرنے والے ہین۔

آریہ اخبارات لاہور مین صبح سے شام تک مسلسل آریہ اخبارات کے نامہ نگار مہارانا سے انٹرویو کرنے آتے رہتے تھے۔ اور مہارانا ان کو جواب دیتے تھے مگر چونکہ سب کے سوالات ایک ہی قسم کے ہوتے تھے اس واسطے مہارانا نے

آریہ اخبارات کی حکمت کو سمجھ گیا تھا۔ اور ان کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک قسم کے سوالات کا بار بار جواب دینے سے بیزار ہو گئے ہین۔ مگر اس کے باوجود آخر تک انہون نے نہایت خندہ پیشانی سے ہر بات کا جواب دیا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت برداشت رکھتے ہین۔

مسلمان کا جنازہ

لاہور مین وہ اپنی ریاست کے قواعد کے بموجب گورنر صاحب پنجاب سے ملنے گئے تھے۔ جب گورنمنٹ ہاؤس سے واپس آئے تو راستہ مین ان کو کسی مسلمان کا جنازہ ملا جس کو دیکھ کر مہاراجا موٹر سے اتر آئے اور میت کو بہت دور تک کندھا دیا۔

اس کا اثر مسلمانون پر بھی بہت ہوا اور اس دن کے مقامی اخبارات مین یہ خبر شائع ہوئی اور مین بھی اس سے بہت متاثر ہوا۔ لاہور سے واپسی کے وقت مین نے اپنے تاثر کا ذکر مہاراجا سے کیا تو انھون نے جواب دیا یہ تو ہر مسلمان کا فرض ہے جب مین مسلمان ہون تو مجھے مسلمانون کے ہر دکھ سکھ مین حصہ لینا چاہیئے۔

وضعداری

جب مہاراجا حلبہ مین تھے تو انکی قیام گاہ پر ہائیکورٹ کے ایک جج ملنے آئے مہاراجا نے سنا کہ وہ جج صاحب ایک گھنٹہ انتظار کر کے چلے گئے تو انھون نے کہا اگرچہ مجھے بہت کم فرصت ہے لیکن یہ بات اچھی نہین معلوم ہوتی کہ ایک معزز مسلمان مجھ سے ملنے آئے اور مین بازدید کو نہ جاؤن چنانچہ آپ خود ان جج صاحب کے مکان پر ملنے گئے۔

سر اقبال کی عزت

آریہ اخبارات نے مہاراجا کی تقریر سے غلط نتیجہ نکالا ہے کہ مہاراجا نے اپنی اسپیچ مین ڈاکٹر سر اقبال کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ مہاراجا پنجاب آنے سے پہلے پنجاب مین صرف ڈاکٹر اقبال ہی کو جانتے تھے اور راستہ مین برابر انکی تعریف کرتے رہے اور لاہور پہونچ کر خود ڈاکٹر صاحب کے مکان پر ملنے تشریف لے گئے انہون نے اپنی اسپیچ مین مسلمانون کو توجہ دلائی تہی کہ وہ ڈاکٹر اقبال کی نظم "شکوہ" اور "جواب شکوہ" پر غور کرین مگر آریہ

اخبارات نے شرارت سے یہ شائع کر دیا کہ مہارانا نے ڈاکٹر اقبال کی برائی بیان کی۔

میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کے مکان پر مہارانا کا قیام ہوا تھا۔ دوران دن کی یکجائی کے بعد مہارانا نے میاں عبدالعزیز صاحب کو بہت اچھی طرح سمجھ لیا اور وہ ان کی بعد تعریف کرتے تھے کہ میاں عبدالعزیز بہت دور اندیش دانشمند ہیں۔ اور ان کے اندر عملی احساس بہت زیادہ ہے۔

میاں سر محمد شفیع نے مہارانا کی دعوت کی تھی اور اس میں لاہور کے بہت سے ممتاز لوگوں کو بلایا تھا۔ مہارانا نے معمولی بات چیت میں سب حاضرین کو سمجھ لیا اور ہر شخص کے متعلق جداگانہ تعریفی جملے فرمائے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان میں مردم شناسی کا کتنا زبردست مادہ ہے۔ کیونکہ انھوں نے بغیر سابقہ تجربہ کے محض سرسری ملاقات سے ہر شخص کی قابلیت اور خوبی کو سمجھ لیا۔ خصوصاً میاں سر محمد شفیع اور خان بہادر میاں عبدالعزیز جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام اور مولانا غلام محی الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام کے وہ بہت مداح تھے۔ مسٹر عبداللہ یوسف علی اور خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب کی نسبت بھی بہت اچھے الفاظ میں ذکر کرتے رہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب۔ امرتسر سے لاہور میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور جیسا کہ وہ ہمیشہ مجھ سے خوش طبعی کیا کرتے ہیں انہوں نے ہنسکر فرمایا جہاں آپ ٹھہرے ہیں یہ وہاب گڈھ ہے۔ میں نے کہا اسی واسطے تو دو بدعتی یہاں آئے ہیں کہ وہاب گڈھ تو فتح کریں۔ مہارانا صاحب اس خوش طبعی سے بہت محظوظ ہوئے اور مولانا ثناء اللہ صاحب سے دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

ایڈیٹر انقلاب مولانا عبدالمجید صاحب سالک اور مولانا شفاعت اللہ صاحب۔ مہارانا انٹرویو کرنے آئے تھے مگر اسوقت مہارانا کہیں جارہے تھے ملاقات نہ ہوسکی بعد میں مین نے ذکر کیا مہارانا نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ غیر قوم کے اخبار نویس اس کثرت سے آرہے ہین مجھے بڑی خوشی ہوتی اگر اپنی مسلمان قوم کے ایسے معزز اور لایق ایڈیٹر سے مین بات چیت کرتا۔ افسوس آپ نے مجھے اطلاع نہ دی۔ ورنہ مین اپنا کام ملتوی کر کے ان سے ملتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مہارانا اپنے قومی اخبارات کی بڑی قدر کرتے ہین

ایڈیٹر سیاست جلوس کے موقع پر مولانا سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست سے بھی ملاقات ہوئی تھی اور سیاست کے پرچے بھی مہارانا نے پڑھے تھے۔ بہت دیر تک سیاست کے کالمون کی تعریف کرتے رہے۔

ایڈیٹر زمیندار زمیندار اخبار اور اس کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان صاحب کو مہارانا پہلے سے جانتے تھے اور ان کے دل مین اس اخبار اور اسکے ایڈیٹر کی بڑی عزت ہے۔

مہارانا قومی اخبارات کی طاقت بڑہانے کو مسلمانون کی سب سے بڑی ضرورت سمجھتے ہین انہون نے بارہا فرمایا کہ مسلمانون کو ایک تو لیڈر کی ضرورت ہے اور ایک پریس کی طاقت بڑہانے کی ضرورت ہے۔

مسلم آوٹ لک انگریزی اخبار مسلم آوٹ لک سے مہارانا خوب واقف ہین اور اس کے مفید کامون کی اہمیت کو جانتے ہین۔ وہ افسوس کرتے تھے کہ پنجاب مین مسلمانون کے اور انگریزی اخبارات نہین ہین۔

ذاتی نوکر مہارانا کے ذاتی نوکر جو ان کے ہمراہ آئے تھے انہی کی برادری کے تھے۔ ایک کا نام جی باوا تھا۔ اور دوسرے کا نام

پرتاب سنگھ تھا۔

انہون نے کہا مین ہمیشہ اپنی برادری پر بھروسہ کرتا ہون اور اسی کے افراد میرے آس پاس رہتے ہین۔

ریاست آمود کی تاریخ

(۱) کتب وری ونچا سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان بدو سے راجا چند نامی ایک راجہ تھا۔ جو جونا گڈھ (کاٹھیاواڑ) کے قریب ایک گاؤن ونتھلی مین راج کرتا تھا۔ راجہ موصوف نے دُرگا بھوانی دیوی سے درازی عمر اور جنگی زور اور طاقت پیدا ہونے کی التجا کی۔ لکھا ہے دیوی نے اسکو قبول کرکے اپنے ہاتھ سے ایک انگشتری اتار کر راجہ کی انگلی مین پہنادی جس کا یہ اثر ہوا کہ راجہ مذکور کا جسم مثل شمنت (پہلوان) کے ہوگیا۔ اور اسی روز سے وہ چڈا سامہ کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

یہ راجہ یادو نسل یعنی سری کرشن جی کی اولاد مین تھا۔ اور کرشن جی ہندو قوم مین بہت بڑے اوتار مانے جاتے ہین۔

(۲) اس کے بعد اس راجہ کا جانشین راؤ رنگا ہوا جس نے بھاراشور دیو کو ہار کر جونا گڈھ فتح کرلیا اور وہان کے شکست خوردہ راجہ کی لڑکی میگھ نند سے شادی کرلی۔ جونا گڈھ کاٹھیاواڑ کی مشہور ریاست ہے جس پر آج کل بابی پٹھان حکومت کرتے ہین اور جس کی آبادی تخمیناً اسی لاکھ روپیہ سالانہ کی

اور ہندؤن کا مشہور بت خانہ سومنات اسی اسلامی ریاست جوناگڑھ کے قبضہ مین ہے۔

(۳) راؤ رنگا نے اپنی حکومت کو بہت وسعت دی اور اس کا لڑکا راؤ کھنگر گجرات کے مشہور راجہ سدہ راج سے بہت بہادری سے لڑا۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد اس کے بھائی چندر چندر را ئے کے ہان لڑکا پیدا ہوا جس کا نام را ہا کھنگر عرف گھر یا جی ہوا تاریخ سوراشٹر (کاٹھیاوار) مین را ہا کھنگر کا ذکر آیا ہے اور صفحات ۲۳۰، ۲۳۱ پر اس کا نسب نامہ بھی درج ہے۔

(۴) را ہا گھر یا جی موصوف کے کئی بیٹون مین جے سنگہ جی اور رتن سنگہ جی بھی تھے ان مین جے سنگہ جی کو تو جوناگڑھ کا تخت ملا اور را ہا گھر یا جی مذکور نے میواڑ کے لنگڑے راجہ جے چند ڈودیے یا لنگہ کو شکست دے کر اسکے ملک سے باہر نکال دیا۔ اور جوناگڈھ سے واپسی پر اپنے لڑکے رتن سنگہ جی کو ۱۲۱۷ سمت بکرمی مین میواڑ کی گدی پر بٹھایا۔

(۵) اس کی فتوحات یہین ختم نہین ہوئین بلکہ چند ہی سال مین یعنی ۱۲۲۵-۱۲۴۰ سمبت تک اسنے اپنی حکومت دیوگڈھ - چینا - ہٹنا اور ساگر تک پھیلا دی - یہ ریاستین اور مقامات اب تک موجود ہین۔ بعدہٗ میواڑ کے راجہ رتن سنگہ جی کے خاندان مین ۱۲، ۱۳ پشتون کے بعد دولا رانا کی ولادت ہوئی۔

(۶) جب علاوالدین خلجی نے اپنے زمانہ مین میواڑ پر حملہ کر کے راجہ کو نکالدیا تو چیت بدی ۱۳۲۱ سمبت دولا رانا دکن مین ہوگی پور پٹن کو چلا گیا۔ جہان اس کی شادی وہان کے راجہ بھیم سنگہ جی گوہل کی لڑکی سے ہوگئی۔

(۷) اس کے بعد یہ راجہ دریا ئے گوداوری کی جاترا سے فارغ ہو کر نربدہ دریا کے کنارے بھروچ گیا - تو وہان ایک بھیل قوم کا راجہ حکومت کرتا تھا جہان

بہووا نام ایک گاؤں میں ایک برہمن کی بہت ہی خوبصورت لڑکی تھی۔ جس پر بھیل راجہ عاشق ہو گیا تھا۔ اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور برہمن راجہ کے اس مطالبہ سے بہت پریشان تھا یکایک اسے معلوم ہوا کہ بھروچ میں آجکل ایک راجپوت راجہ آیا ہوا ہے تو وہ اس کے پاس گیا۔ اور بھیل راجہ کا قصہ سنا کر راجپوت راجہ سے مدد مانگی۔ اور برہمن کی لڑکی کو بچانے کے لئے دولا رانا ایک بہادر چھتری کی طرح بھروچ سے بہووا جا کر بھیل راجہ سے لڑا اور اس کو اس کے ساتھی ر گھنا بھیل اور ۵۸ اا بھیلوں سمیت مار کر مغلوب کر لیا اور ماگھ شدی ۲۲ ۱۳ اس بکرم میں بسنت دار کے دن بہووا میں بھی اپنی حکومت قائم کر لی۔ جو ۲۲۴ مواضعات پر مشتمل تھی بہووا گاؤں اب تک موجود ہے۔ اور آمود سے دو میل دکھن کی طرف واقع ہے

(۸) تھوڑے ہی دنوں بعد دولا رانا کے بیٹے پرتاب سنگھ جی نے پچ دیل کی طرف جا کر وہاں کے بھیل راجہ چندر بھان نامی کو قتل کر کے چیت سدی ۲۲ ۱۳ اس ب میں وہاں کی حکومت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ۱۲ سال تک سلطنت کرتا رہا۔ اس کا ایک لڑکا ہری سنگھ نامی تھا۔

(۹) ہری سنگھ مذکور نے چاروں طرف فتوحات شروع کر دیں یعنی مشرق میں ریاست اجین تک اور جنوب میں ریاست ہائے نوساری اور گندیوی کے راجاؤں کو باجگذار بنا لیا۔ ان دنوں بہانا راٹھور کی حکومت راج پپلہ میں تھی ہری سنگھ جی اس کو بھی زیر کر کے پچ دیل میں لے آئے اور پھر اس شرط پر حکومت واپس دے دی کہ وہ ہر دسہرے کو دو گھوڑے دو سنہری بازو بند۔ پانچ تلواریں پانچ ڈھالیں اور پانچ جنجل (ایک قسم کی بندوق کا نام ہے) بطور خراج دیا کرے گا۔ غرض اس طرح بہانا راٹھور فرمانبردار ہو کر اپنی حکومت پر پھر قابض ہو گیا۔

(۱۰) ہری سنگھ جی کے دیوان کا نام سوبھاگ چند جی تھا جو راجہ سے اختلافات کے باعث بیماری کا بہانہ کر کے پیرم گڈھ کے راجہ مہند جی گوہل کے دربار

مین چلا گیا۔ اور کئی سال وہان رہا لیکن کسی قصور پر کہدجی نے اس کو قید کر دیا۔ ہری سنگہ جی کو یہ اطلاع ملی تو وہ اپنے دیرینہ ملازم کو رہائی دلانے کے لئے اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) راجپوت جوانون کی فوج لے کر پرم گڈھ پر چڑھ گیا۔ اور گوبل کہنڈجی کو گرفتار کر کے بیچ ویل مین لے آیا۔ اور پہر سوہاگ چند کا تقرر اپنے ہان کر دیا۔ اور کہنڈجی کو اس وعدہ پر چھوڑ دیا کہ ہری سنگہ جی کو ایک گھوڑا۔ ۵۴ اشرفیون کی قیمت کا ایک بازوبند اور سات بھینسین اور بانات کے اتنی زین ہر دسہرے پر خراج مین دیا کرے گا۔ ہری سنگہ جی کے عروج و اقتدار کا اندازہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ۲۲۶۳ اس۔ب مین اس کے پاس ۲۷ ہاتھی تھے۔

(۱۱) بیچ ویل تعلقہ راگرہ مین واقع ہے۔ اور اگرچہ یہ وسعت رقبہ اور شہرت کے اعتبار سے اب قریب قریب معدوم سا ہو چکا ہے تاہم اس مین راجگان سلف کے محلات کے کھنڈرات پائے جاتے ہین۔ جو راج گڈھ کے نام سے مشہور ہین اور گاؤن مین دکہن کے رخ اب بھی ایک محراب دار دروازہ ہے۔ جو ہری سنگہ جی کے منہدم شدہ محل کا پتہ دیتا ہے میجر ہورنیر وہمس نے اس مقام کو ۱۸۷۵-۱۸۷۶ اس۔ب مین ملاحظہ کیا تہا اور اپنی مشہور یادداشت (ڈائری) مین اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

(۱۲) ادہر ہری سنگہ جی کے لڑکے بیچ ویل مین راج کرتے رہے ادہر ان کے بہائی راج سنگہ جی نے باوگڈھ کے پار ڈاڈ کی حکومت قائم کر کے ۴۸ گاؤن شامل کر لئے۔ اور کاٹھیا واڑ مین بود و باش اختیار کی جہان ان کی اولاد اب تک موجود ہے۔

(۴۰) بھیم سنگھ جی کے خاندان میں رنگھہ دیوجی کی پیدائش ہوئی۔ اس کے بیٹے سارنگ
جی نے ۱۳۹۲-۱۴۰۵ س ب تک حکومت کی۔ اور پھر راجکمار کلیان سنگھہ جی
اور اُن کے بیٹے دیوکرن جی ۱۴۴۴ س ب تک اور ان کے بعد گوگا دیوجی اور نَل دیوجی
حکمران رہے۔ اور پھر امر سنگھہ جی۔ سنگھہ جی۔ کھمبھاجی۔ ہری سنگھہ جی اور
جمال سنگھہ نے ۱۴۸۱ س ب تک حکومت کی۔ بعدہٗ تلوجی۔ پرتاپ سنگھہ جی
اور سُر دیوجی بتدریج تخت نشین ہوئے۔

(۴۱) سنگھہ جی نے ۱۴۹۲ س ب میں اپنی راجدھانی آمود میں بنائی۔ اور
اپنے بھائی کو ڈابھیج میں بٹھا دیا۔ جن کی اولاد ڈابھیج اور چاندرا کے ٹھاکر ہیں۔ اسجگہ
یہ بتلا دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ تاریخ مرآت احمدی کے مصنف نے آمود
کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کو مقبل آباد بھی کہا جاتا تھا۔ غرض سنگھہ جی
کے بعد بن بیرجی۔ ہری سنگھہ جی۔ کھنگرجی۔ مہی پال جی اور سارنگ جی نے
۱۵۳۱ س ب تک اور مل رانا اور ناگ رانا نے بالترتیب حکومت کی اور ناگ رانا کو محمد شاہ بیگڑہ شاہ گجرات نے
احمد آباد بلایا۔ اور دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے بعد ناگ رانا (جمعرات) کے دن
جیٹھ بدی ۱۵۴۲ س ب مطابق ۱۴۸۶ء میں مشرف باسلام ہوئے۔ اور
محمد شاہ موصوف نے نہایت لطف وکرم سے اُن کو "خان" کا خطاب عطا فرمایا۔
اور اسی وقت سے اس خاندان کے لوگ گراسیہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ آمود میں شاہ
گجرات کی طرف سے ایک صوبہ دار رہتا تھا۔ اور اس زمانہ میں محمد شاہ کا بڑا
لڑکا فیروز شاہ عرف خلیل شاہ اس صوبہ کی حکومت پر مقرر تھا۔ اس کی تصدیق
جامع مسجد آمود کے ایک کتبہ سے بھی ہوتی ہے۔ جس کو اس نے ۹۱۱ھ ہجری مطابق
۱۵۶۹ س ب میں تعمیر کیا تھا۔ نیز اس واقعہ پر کتاب مرآت سکندری سے بھی کچھ
روشنی پڑتی ہے۔ جس کے صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ خلیل شاہ مذکور رانی ہری بائی
کے بطن سے تھا۔ جو ناگ رانا کی لڑکی تھی۔ اس سے صاف طور پر اس کا پتہ لگ جاتا
ہے کہ خلیل شاہ نے مسجد کی تعمیر کے لئے آمود کو کیوں پسند کیا؟ کیونکہ یہ مقام

اُس کے نانا کا پایہ تخت تھا (غالباً ناگ راناجی نے اسلام قبول کرنے کے بعد سلطان محمود بیگڑہ سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہوگا۔ ناگ راناجی کی لڑکی شمری بائی کے بطن سے سلطان محمود کے بڑے لڑکے خلیل شاہ کا پیدا ہونا اس کی دلیل ہے۔ اسی سے ثابت ہے کہ مہارانا افر اللہ خاں کا خاندان اسقدر معز سمجھا جاتا تھا کہ گجرات کے بادشاہ سلطان محمود بیگڑہ نے راناکی لڑکی سے خود شادی کی تھی۔ حسن نظامی)

(۱۵) ناگ راناکی وفات کے بہت عرصہ کے بعد بھرل جی اور واگھہ جی ہوئے۔ واگھہ جی کو کاروار کا علاقہ ملا۔ جہاں آج بھی ان کی اولاد عزت و شان کے ساتھ موجود ہے۔ مگر بھرل جی آمود میں ہی رہے۔

(۱۶) بھرل جی کے والد کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ وہ بھیر میں اپنے ماموں کے پاس تھے۔ اور اسی زمانہ میں مرہٹوں کا زور شروع ہوا تھا۔ اور وہ گجرات پر حاوی ہوگئے تھے اس لئے واگھہ جی نے آمود کی حکمرانی کے حقوق حاصل کرنے کے لئے مرہٹہ گورنمنٹ کے سامنے جس کو پیشوا کہا جاتا تھا قدیمی اسناد کو پیش کیا۔ جس پر پیشوا کی طرف سے بھی ان کو ایک سند دیدی گئی۔ مگر اس کے بعد جب بھرل جی نے دعویٰ کیا کہ آمود کی حکومت ان کا حق ہے۔ تو مرہٹہ گورنمنٹ نے بھرل جی کو آمود کے تخت و تاج کا مستحق اور وارث قرار دیدیا۔ اور آمود کی گدی ان کو مل گئی۔ اور واگھہ جی کو صرف کاروار وغیرہ پر قناعت کرنی پڑی۔ اور وہاں انہوں نے اپنی ایک علیحدہ گدی قائم کرلی۔ یہی سبب ہے کہ کاروار کے ٹھاکروں کو اب تک باجے اور جھنڈے رکھنے کے حقوق حاصل ہیں۔

(۱۷) چونکہ ان کے جھنڈوں کا رنگ زرد ہے۔ اس لئے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ یہ گدی مرہٹہ حکومت کے ماتحت قائم کی گئی تھی۔ جس کی فوج کے نشانات اور جھنڈوں وغیرہ کا رنگ بھی زرد ہوتا تھا۔ اور اسی لئے مرہٹہ حکومت کے دوسرے ماتحت رئیس مہاراج گائیکواڑ۔ بڑودہ کے جھنڈوں کا رنگ بھی زرد چلا آتا ہے۔

(۱۸) برخلاف اس کے آمود کی حکومت نے اپنے جھنڈوں اور باجوں کے غلاف کا سیاہ رنگ قایم رکھ کر اپنی قدامت کا ثبوت دیا ہے۔ یعنی جادو خاندان جس کی گدی پر یہ قابض ہیں اور اُس کی اولاد ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اس کے جھنڈوں وغیرہ کا رنگ سیاہ تھا۔

(۱۹) غرض بھرل جی آمود ہی میں تھے۔ اور ہاموجی۔ جے سنگھ جی اور گجا جی ان کے لڑکے تھے ان میں سب سے بڑے لڑکے کو آمود کا تخت ملا۔ اور گجاجی کو آیدا[1] کے طور پر کہادی پور اور لواح کے دیہات ملے۔ جو ریاست آمود ہی کے ماتحت رہے۔ اور کہادی پور سے گجاپور کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ اور اگرچہ یہ مقام اُجڑ چکا ہے مگر ریاست آمود ہی کے علاقہ میں ہے گجاجی کی اولاد اب آمود میں رہتی ہے۔ اور جے سنگھ جی یعنی منجھلے بھائی کے پانچ لڑکے ہوئے۔ جن میں سب سے بڑے سارنگ جی آمود کی گدی کے مالک ہوئے۔ اور باقیوں کو آیدا کے طور پر تھوڑے تھوڑے علاقہ جات دیے گئے۔ ان میں سے دوسرے لڑکے جاہدرانا بے اولاد مرگئے۔ اور ان کا علاقہ پھر گدی میں شامل کر لیا گیا۔ اور منجھلے بیٹے کنہگر جی اور ان سے چھوٹے جیت سنگھ جی کی اولاد ہنوز پانچ تعلقہ و اکرہ میں موجود ہے۔ پانچویں لڑکے دلپت جی کا علاقہ یہڈ وکرو وغیرہ قریوں پر مشتمل تھا۔ ان کی اولاد اب آمود اور کارزوار میں پائی جاتی ہے۔

(۲۰) سارنگ جی کے بڑے بیٹے دولاجی کی وفات کے بعد ان کے دوسرے بیٹے ملرانا ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ س ب میں گدی پر بیٹھے۔ اور چونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے ان کے بعد ان کے بھائی جیت سنگھ جی کو گدی ملی۔

---

[1] آیدا اس جاگیر کو کہتے ہیں جو والی ریاست کے بھائی یا قرابت داروں کی گذر اوقات کے لئے دی جائے۔

جن کے ہمت سنگھ جی اور دیپ سنگھ جی دو بیٹے تھے۔ ان میں سے اول الذکر ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ اس ب میں گدی نشین ہوئے۔

ان مہارانا ہمت سنگھ جی کی علم دوستی اور قابلیت مشہور ہے۔ اور ان کے عہد حکومت میں آمود میں سنسکرت کے بہت سے قابل ودوان (عالم) موجود تھے۔ علاوہ ازیں بہت سے باکمال بڑوت بھی تھے۔ جن میں کوی رام جی (شاعر) کا نام ابتک یادگار روزگار ہے۔ انہوں نے ایک کتاب سیاست پر برج بھاشہ میں لکھی تھی۔ جو بادشاہوں۔ راجاؤں وغیرہ کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ آمود کی آبادی کا زیادہ حصہ اس وقت ونٹا میں تھا۔ مہارانا صاحب کے دربار میں گیارہ سردار بالکی نشین تھے۔ جن کے خاندانی نام راؤ جی پیکلی اور بنسی تھے۔

مہارانا موصوف نے شہر کو از سر نو آباد کرکے اس آبادی کا نام ہمت پورہ رکھا۔ اور آج کل اس کا نام ونہاجی کہا رہا ہے۔ اور ونٹا سے جنوب کی سمت میں واقع ہے۔ اسی طرح مل پورہ ہے۔ جو ان کے چچا مل رانا کے وقت میں آباد کیا گیا تھا۔ اور اب یہ نواح ونٹا علاقہ ریاست آمود میں ابری واڑ کے نام سے موسوم ہے۔

مہارانا ہمت سنگھ جی نے ۱۸۴۱ اس ب میں وفات پائی۔ اور چونکہ یہ بے اولاد مرے اس لئے ان کے بھائی دیپ سنگھ جی کے زمانہ میں بھروچ کا ایک گزشتہ نواب معجز خان معہ فوج کے آمود آیا۔ اور کما وسدار کو گرفتار کرکے لے گیا۔ جس کو پیشوا نے پرگنہ آمود پر حاکم مقرر کیا تھا۔

جبکہ نواب مذکور اپنے ہاتھی کے آگے آگے اس کو بازاروں میں بطور قیدی کے گزار رہا تھا تو اس نے مہارانا ہمت سنگھ جی کو یہ پیغام بھیجا۔ کہ میری اس توہین سے سرکار (مرہٹہ) پیشوا کی بڑی ہتک ہوئی ہے۔ جو کسی طرح برداشت کے قابل

لہ کما وسدار (حاکم پرگنہ)

نہیں۔ یہ سنکر مہارانا ہمت سنگھ جی فوراً نواب موصوف کے پاس گئے۔ اور کماوندار کی بیڑیاں کھلوا کر اس کو رہا کرا دیا۔

(۲۲) ان کے بھائی دیپ سنگھ جی نے ۱۸۸۴ س ب میں وفات پائی ان کے تین بیٹے تھے۔ جن میں سب سے بڑے مہارانا ابھے سنگھ جی عرف عظیم الدین خاں تھے۔ جو تخت کے مالک بنے۔ ان کے دو چھوٹے بھائی چتر سنگھ جی اور گلاب سنگھ جی تھے۔ جن کو ۱۸۵۰ س ب میں یعنی چتر سنگھ جی کو گنیوریہ وغیرہ اور گلاب سنگھ جی کو ناد وغیرہ پندرہ پندرہ سو روپیہ سالانہ آمدنی کے علاقہ جات اخراجات کیلئے ملے۔ چونکہ گلاب سنگھ جی بے اولاد تھے۔ اس لئے ان کا علاقہ ۱۹۲۷ س ب میں حکومت آمود میں شامل کر لیا گیا۔

(۲۳) مہارانا ابھے سنگھ جی کے عہد حکومت ۱۸۷۷ س ب مطابق ۱۸۲۱ء میں آنریبل مسٹر ماؤنٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صوبہ بمبئی کے گورنر تھے۔ دوران سفر گجرات میں جب ان کو موضع سار بھون تعلقہ آمود میں قیام کا اتفاق ہوا۔ تو مہارانا ابھے سنگھ جی نے ان سے ملاقات کی خواہش کی۔ گورنر صاحب بہادر نے ملاقات کے لئے وقت ۴ سے ۵ بجے شام تک مقرر کیا۔

مہارانا ابھے سنگھ جی کٹر اور متقی مسلمان تھے۔ کیونکہ ان کا زیادہ حصہ عمر مومن خان صوبہ دار کھمبائت کی صحبت میں گزرا تھا جو از حد خدا پرست تھے۔ اور جن کو مہارانا موصوف کی پھوپی بیاہی تھی۔ مہارانا صاحب نے اپنی زندگی کے اصول میں یہ بات داخل کر لی تھی کہ وہ سہ پہر کو چار بجے کے بعد ہمہ تن خداوند تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور دنیاوی اعزاز کی خاطر ان کو اپنے خالق کی رضامندی اور خوشنودی کو چھوڑنا گوارا نہ ہوا۔ پس بیانگی ملاقات کے خیال کو نظر انداز کر کے وہ گورنر صاحب بہادر کے پاس ٹنکاری گئے۔ جہاں انھیں پھر اہلی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ملاقات میں کامیابی نہ ہو سکی۔ آخر کار مہارانا صاحب کی قابل رشک عبادت گزاری نے مسٹر الفنسٹن

کو مسخر کر ہی لیا۔ اور وہ اُن سے بمقام سنگا گوالی میں وقت بدل کر بارہ بجے سے دو بجے تک ملاقی ہوئے۔ مہارانا ابھے سنگھ جی نے ان کو ایک گھوڑا نذر کیا۔ اور گورنر صاحب کی طرف سے ان کو اور ان کے برادران چتر سنگھ جی و گلاب سنگھ جی اور برادر زادہ جسونت سنگھ جی کو چار خلعتوں کا عطیہ ملا۔

(۲۴) اس واقعہ کے راوی بزرگوار رانا تخت سنگھ جی وزیر ریاست آمود ابھی تک بعمر ۹۰ سال زندہ موجود ہیں۔

(۲۵) مہارانا ابھے سنگھ جی نے بکرمی سمت ۱۸۸۱ میں وفات پائی اور ان کے بعد ریاست کی حکومت کے لئے وراثت کا جھگڑا پیدا ہوا۔ اور پہلے مہارانا جسونت سنگھ جی کو گدی پر بٹھایا گیا۔ مگر اس کے بعد مہارانا جیت سنگھ نے بمبئی گورنمنٹ میں اپنی وراثت کا دعویٰ کیا۔ اور گورنمنٹ بمبئی نے ان کے حقوق وراثت کو تسلیم کر لیا۔ اور اساڑھ سدی اکادشی بکرمی سمت ۱۸۸۳ میں مہارانا جیت سنگھ جی آمود کی گدی پر بیٹھ گئے۔

اور پھر مہارانا جیت سنگھ جی کے لڑکے مہارانا دیپ سنگھ جی سمت ۱۹۰۵ میں اپنے والد کی وفات کے بعد گدی نشین ہوئے۔ مگر دو سال کے بعد ہی سمت ۱۹۰۷ میں ان کا انتقال ہو گیا۔

(۲۶) مہارانا دیپ سنگھ جی کی موت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے ایک سازش کی گئی۔ مگر مہارانا چتر سنگھ جی نے اس سازش کی حقیقت گورنمنٹ بمبئی تک پہنچا دی۔

(۲۷) لیکن ابھی گورنمنٹ بمبئی پورے طور سے سازش کی تحقیقات ختم نہ کرنے پائی تھی کہ مہارانا چتر سنگھ جی کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کے بیٹے مہارانا جسونت سنگھ جی نے اس جھگڑے کے متعلق گورنمنٹ کو امداد دینی شروع کی۔

سمت ۱۹۰۷ سے سمت ۱۹۱۸ تک یہ جھگڑا زور شور سے چلتا رہا۔ اور آمود کی حکومت کا کوئی خاص وارث اور منتظم قرار نہ پا سکا۔ آخر مہارانا جسونت سنگھ

خلف مہارانا چتر سنگھ جی نے اپنے آپ کو جائز وارث ثابت کر دیا۔ اور بمبئی گورنمنٹ نے ان کو آمود کا حکمران تسلیم کر کے سرکاری سند لکھدی۔
(۲۸) یہ واقعہ سنیچر وار پھاگن سدی چھٹ بکرمی سمت ۱۹۱۴ کا ہے۔ اس کے پونے تین سال بعد بھادوں بدی سمت ۱۹۱۷ میں مہارانا جسونت سنگھ جی کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے دو لڑکے وارث چھوڑے۔ ایک فتح سنگھ جی دوسرے ابھے سنگھ جی۔ اور قاعدہ کے موافق فتح سنگھ جی آمود کے حکمران بنائے گئے۔
(۲۹) مہارانا فتح سنگھ جی کے پانچ لڑکے تھے۔ بڑے لڑکے کا نام ایشور سنگھ جی تھا۔ جو حسب قاعدہ آمود کے ولی عہد قرار پائے۔
انھیں مہارانا ایشور سنگھ جی کے بڑے صاحبزادہ ناہر سنگھ جی ہیں۔ جو آجکل نواب نصر اللہ خاں بہادر یا مہارانا نصر اللہ خاں کے نام سے مشہور ہیں۔
مہارانا نصر اللہ خاں صاحب کے دادا مہارانا فتح سنگھ جی کی زندگی میں مہارانا ایشور سنگھ یعنی مہارانا نصر اللہ خاں کے والد کا انتقال ہوگیا۔ اور پھر ایک جھگڑا پیدا ہوا۔ مگر مہارانا فتح سنگھ جی نے اپنے لائق پوتے مہارانا ناہر سنگھ جی عرف نواب نصر اللہ خاں بہادر کو اپنی زندگی ہی میں ریاست آمود کی حکومت کے اختیارات دیدئے۔ اور اپنے ہاتھ سے حکومت کا تاج سر پر رکھدیا۔ اور سمت ۱۹۵۷ میں دنیاوی معاملات سے علیحدہ ہو کر خود گوشہ نشین ہوگئے۔ اور آخر فروری ۱۹۰۹ء میں اس عالم فانی سے عالم بقا کو کوچ فرمایا۔
(۳۰) مہارانا نصر اللہ خاں صاحب اس زمانہ میں پیدا ہوئے کہ والیان ریاست کی اولاد کو تعلیم دینے کا رواج بہت کم ہوگیا تھا۔ لیکن کنور ناہر سنگھ جی یعنی مہارانا نصر اللہ خاں صاحب کی تعلیم میں شروع سے خاص توجہ کی گئی۔ اور انھوں نے علاوہ مادری زبان گجراتی کے انگریزی زبان بھی باقاعدہ حاصل کی۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے اعلیٰ انتظامات کئے گئے۔
ان کو سات سال کی عمر سے لوکل بورڈ پرائمری اسکول میں داخل کیا گیا۔ جہاں انھوں نے دیسی تعلیم مکمل کر کے انگریزی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی۔ وہ ہمیشہ اپنے اسکول

کے ساتھیوں میں تعلیمی اعتبار سے ممتاز رہتے تھے۔ انکی تربیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ محلوں ہی میں ان کو مذہبی و اخلاقی تعلیم و تربیت دی گئی اور وہیں انہوں نے قرآن مجید پڑھا۔ اور اردو ادب لطیف کا بھی مطالعہ کیا۔

اس کے بعد آمود میں کوئی ہائی اسکول نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی تعلیم کا سلسلہ تقریباً ۸ ماہ تک ملتوی رہا۔ اس عرصہ میں ۱۶ سال کی عمر میں پھاگن بدی ۷ کو ۱۹۴۹ س ب کو انکی شادی ٹھاکر بھرت سنگھ جی والی ریاست نہپاد تعلقہ انند ضلع کھیڑے کی راجکماری سے کر دی گئی لیکن چونکہ وہ نظرتاً تحصیل علوم و فنون کے شوقین ہیں ترقی تعلیم کی غرض سے بھروچ جانے پر مصر رہے۔ آخر ان کو ان کے منشا کے مطابق بھروچ اسکول میں داخل کر دیا گیا جہاں انہوں نے انگریزی علم بہت اچھی طرح حاصل کیا۔ مگر تعلیم و مطالعہ میں زیادہ محنت کرنے سے ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہو گئی۔

اس لئے فوراً بمبئی کے مشہور ڈاکٹر ملکو نوجی صاحب سے مشورہ کیا گیا۔ اور انہوں نے رائے دی کہ بصارت بہت ہی کمزور ہو گئی ہے۔ اس لئے تعلیمی سلسلہ کا ترک کر دینا لازم ہے۔

لہٰذا مجبوراً سرکاری درس گاہ کی تعلیم ختم کر دی گئی مگر مہارانا کو چونکہ تعلیمی ترقی کا شوق بہت زیادہ تھا۔ اس لئے خانگی طور پر محلات کے اندر پرائیویٹ تعلیم کے انتظامات کئے گئے۔ چنانچہ ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بڑودہ راؤ بہادر ہرگوونداس ددارکا داس صاحب کنٹا والا کی سفارش اور راؤ بہادر رنتو بھائی نند شنکر صاحب مہتا ایم اے۔ ایل ایل بی نائب و قائم مقام دیوان ریاست بڑودہ کی تجویز سے مسٹر نند لکھہ رام ہری رتن رام ناگر سورتی کو اتالیقی کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور تین سال تعلیم ہوتی رہی جس سے ہر قسم کی معلومات میں خوب ترقی ہو گئی جس کے اثرات آپ کی خانہ داری کی زندگی اور پبلک لائف سے روشن و درخشاں ہیں۔ اس کے بعد آپ کی توجہ فرائض حکومت و امور انتظامی کی جانب منعطف ہوئی۔ جو آپ نے سنہ ۱۸۹۶ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک اپنے دادا کی زیر نگرانی پوری طرح سیکھہ لئے تھے۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء میں

سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء کے قحط کا دور ہوا اور اس کے بعد ہی دوسرے سال چوہوں کی وبا کے سبب زراعت کو بہت نقصانات ہوئے جس سے ریاست کی مالی حالت بہت خراب ہوگئی۔ مگر آپ نے اس خرابی کو نہایت خوبی سے سنبھال لیا۔ اور خزانہ کی حالت درست ہوگئی۔ غرض آپ نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے پہلے ہی سال سے کفایت شعاری پر عمل درآمد شروع کر دیا اور سنہ ۱۹۰۳ء سے سنہ ۱۹۰۹ء تک ریاست کی مالی ترقی اور فلاح و بہبود کی تدابیر کی جستجو میں ہمہ تن مصروف رہے اسوقت ریاست کے ذمہ واجب الادا قرض ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ تھا اور لگان واجب الوصول کی تعداد ایک لاکھ اٹھہتر ہزار ایک سو بانوے روپئے تھی مگر آپ نے بڑی محنت اور جزرسی سے ریاست کو قرضہ سے سبکدوش کر دیا اور تقریباً اسی ہزار روپے کاشتکاروں کی بہتری اور کاشت کے کاموں میں خرچ کیا۔ آنریبل سردار ناہر سنگھ جی ایشور سنگھ جی کو عام باشندوں کے معاملات میں ہمیشہ سے دلچسپی ہے اور اس لیئے میونسپل کمیٹی۔ لوکل بورڈ اور ضلع کمیٹی میں جن کے وہ ممبر بھی ہیں ہمیشہ پیش پیش کام کرتے ہیں۔ آپ کی رعایا اور برادری زیادہ تر کاشتکار ہے۔ اس لیئے آپ کو کاشتکار طبقہ کی ترقی اور حمایت حقوق سے خاص لگاؤ ہے۔ اور آپنے حکومت کے محکمہ میں کاشتکاروں کی ترقی کے کام کرنے شروع کیئے اور وقتاً فوقتاً افسران گورنمنٹ کو کاشتکاروں کے حقوق کی طرف متوجہ کرتے رہے۔

آنریبل مہارانا ناہر سنگھ جی ایشور سنگھ جی اگر ایک طرف تعلقہ داران و سرداران گجرات سے زمینداروں اور کاشتکاروں کے حقوق پر لڑے تو دوسری طرف آپ نے گورنمنٹ بمبئی کے ہاں ۱۲ ؍اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء کو ایک میموریل پیش کرکے گجرات کے تعلقہ داروں اور سرداروں کے حقوق بھی تسلیم کرالیئے اور پھر مارلے منٹو کانسٹیٹیوشنل ریفارم اسکیم کے لیئے گورنمنٹ کو جس کارکن کمیٹی کی ضرورت تھی وہ آپ نے انہیں تعلقہ داروں اور سرداروں

میں سے بتا کر گورنمنٹ کی مدد کی۔ اب نئی اصلاحات کی رو سے گجراتی سرداروں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا ایک نمائندہ صوبہ بمبئی کی قانون ساز کونسل میں بھیج سکتے ہیں۔ چنانچہ تمام سرداروں نے مل کر مہارانا صاحب موصوف ہی کو اپنا قائم مقام منتخب کیا اور آنریبل مہارانا ناہر سنگھ جی صرف ۳۲ سال کی عمر میں با وجود سخت مقابلہ کے صوبہ بمبئی کی اضافہ شدہ قانون ساز کونسل کے ممبر ہوگئے اور کونسل کو آپ نے بھروچ جمبوسر ریلوے اسکیم پر توجہ دلائی جو مدت سے گورنمنٹ کے ہاں پڑی ہوئی تھی اور آخر اسکو وزیر ہند کے ہاں سے منظور کرا کے منگا لیا۔

مہارانا صاحب کے ایک لڑکے کنور جسونت سنگھ جی اور چار لڑکیاں اور ایک بھائی جیت سنگھ جی ہیں۔ ہم نے کنور جسونت سنگھ کا نام جلال الدین رکھا ہے۔ اور ان کو آجکل علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم دلا رہے ہیں۔

مہارانا موصوف نے شمالی ہند کا سفر بھی کیا ہے جس کے دوروں میں آپ مشہور زراعتی نمائش دیکھنے کے لیے آٹھ روز تک الہ آباد میں قیام پذیر رہے وہاں آپ نے جو کچھ دیکھا اس سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر سینٹیفک (عالمانہ) طریقوں سے کام کیا جائے جن کو آپ نے نمائش میں ملاحظہ فرمایا تھا تو ریاست کی زراعت میں خوب ترقی ہو سکتی ہے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر آپ نے اپنے ایک اہلکار مسٹر ہری لال نانا بھائی کو معہ ۵ کاشتکاروں کے نئے طریقے سیکھنے اور نو ایجاد اوزار خریدنے کے لیے بھیجا۔

مہارانا کو اپنی رعایا اور اپنی برادری اور اپنی مسلمان قوم کی تعلیمی ترقی کا بہت شوق ہے اور وہ اس کا رات دن کام کرتے رہتے ہیں۔ ان کو علم موسیقی کا بھی شوق ہے اور ستار بہت عمدہ بجاتے ہیں۔

ان کا قد درمیانہ ہے۔ جسم خوب مضبوط ہے۔ گفتگو بہت برجستہ اور شائستہ ہوتی ہے۔ وہ بہت دور اندیش ہیں آئندہ زمانہ کا قبل از وقت

انتظام کرتے ہیں۔ ان میں سیاسی مدبری اعلیٰ درجہ کی ہے جس کا تمام ملک گجرات میں اعتراف کیا جاتا ہے۔ اور یہ انہی کی مدبری اور دور اندیشی تھی کہ انہوں نے اپنی برادری کے لاکھوں آدمیوں کو آریہ مرتد ہونے سے بچالیا اور دو لاکھ روپے سالانہ جمع کرکے انکی اسلامی تعلیم و تربیت کے انتظامات شروع کردیئے۔

وہ بہت رحم دل اور فقیر دوست رئیس ہیں۔ چشتیہ خاندان میں ان کی بیعت ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہیٰ رح سے ان کو بہت عقیدت ہے

وہ بڑے مردم شناس ہیں آدمی کی صورت دیکھتے ہیں اس کے اندرونی ارادوں کو سمجھ جاتے ہیں۔ ان میں صبر و ضبط کا مادہ بہت ہے۔ سفر پنجاب کے موقع پر جب آریہ اخبارات نے ان کی ہتک عزت کے مضامین شائع کیے تو انہوں نے ہلکے سے تبسم سے اسکو ٹال دیا۔

ان کو راجپوت قوم سے ایک طرح کا عشق ہے۔ سفر پنجاب میں جب راجپوت سردار ان سے ملنے آتے تھے تو وہ بے تابانہ کھڑے ہوکر اور بھائی بھائی کہہ کر گلے لگا لیتے تھے۔ ان کو تمام ہندوستان کے ہندو مسلمان راجپوتوں کی ترقی کا خیال ہے۔ خاصکر مسلمان راجپوتوں کی اصلاح و ترقی کا تو ان کو رات دن فکر رہتا ہے۔ جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ پنجاب میں اسّی لاکھ مسلمان راجپوت رہتے ہیں۔ تو وہ خوشی سے اچھل پڑے اور ان کو اس بات سے بڑی مسرت ہوئی کہ وہ اپنے بھائیوں کے وطن میں آئے ہیں۔

روزنامچہ کا خلاصہ

اگرچہ چشم دید حالات کے عنوان سے مہاراناکے خیر مقدم کی نسبت مین نے ایک مفصل مضمون اس کتاب مین لکھدیا ہے تاہم بعض باتین اس مضمون مین باقی رہ گئین ہین۔اس واسطے رسالہ درویش سے اپنے روزنامچہ کا خلاصہ بھی اس کتاب مین درج کرتا ہون - یہ روزنامچہ رسالہ درویش مین ہمیشہ شائع ہوتا ہے جس مین میرے رات دن کے تمام حالات درج ہوتے ہین - اسس روزنامچہ سے صرف مہاراناکی نسبت اقتباسات کرلیےگئے ہین باقی غیر متعلق حالات کو ترک کردیا گیا ہے -

حسن نظامی

۶ شوال ۱۳۴۵ھ ہفتہ ۹ اپریل ۱۹۲۷ء دن - آج بھی صبح سے شام کے پانچ بجے تک لگاتار کام کیا -

آج احمد آباد سے تار آگیا کہ شادی بدھ کو ہے اور مین جمعرات کو مہارانا آمود کے ہمراہ لاہور جانا چاہتا ہون - اس لئے سفر احمد آباد ملتوی کردیا - آج اور کل تمام دن اخبار منادی کی تیاری اور خطوط کے جوابات اور مہارانا آمود کے خیر مقدم کے انتظامات مین مصروف رہا - مہارانا صاحب کے لئے دہلی سے لاہور تک ہر مقام پر خیر مقدم کا بندوبست کیا ہے - آٹھ ہزار اشتہار ہر شہر کے علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے ہین - خطوط علیحدہ لکھے ہین تاکہ نومسلم راجپوت بکثرت جمع ہون اور مہارانا سے ملین -

۷ شوال ۱۳۴۵ھ اتوار ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء صبح بھیا کے ہان کھانا کھا کر

واحدی صاحب کے ہان آیا مسلمان مہارانا کی نسبت دہلی کے جو پوسٹر تیار ہوئے ہین ان کو خطوط کے ذریعہ بھجوایا چسپان کرنے کا بندوبست کیا

۸ شوال ۱۳۴۵ھ پیر ۱۱ اپریل ۱۹۲۷ء ایک بجے تک کام کرکے دہلی گیا۔ مہارانا کی آمد کے انتظامات کئے۔ عصر کے بعد درگاہ مین واپس آیا۔
آریہ اخبارات مہارانا کی آمد سے سراسیمہ ہین اور لکھہ رہے ہین کہ کوئی مہارانا مسلمان نہین ہوئے

۹ شوال ۱۳۴۵ھ منگل ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء آج منادی روانہ کرنے کی تیاریان ہو رہی ہین کل روانہ ہوگا۔ مہارانا کے خیر مقدم کی تیاریون کی ہر مقام سے خبرین آرہی ہین۔ دہلی مین بھی استقبال کا بہت جوش ہے میرزا محبوب بیگ صاحب مالک محبوب المطابع نے پچیس روپئہ اس خرچ کے لئے دئے۔

۱۰ شوال ۱۳۴۵ھ چہارشنبہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۷ء مہارانا کی آمد ہے کل لاہور جانا ہے۔ آج لگاتار کام کررہا ہون۔ دہلی جاکر انتظامات کرنے ہین۔
پرسون ریلوے اسٹیشن کے افسرون کو پلیٹ فارم معاف کرنے کے متعلق خط لکھا تھا۔ آج خلاف امید جواب آیا ٹیلیفون مین اعلےٰ افسرون سے گفتگو کی ان مین سے بھی کوئی راضی نہ ہوا۔ آخر ۲ بجے خود ریل پر گیا تب بھی کامیابی نہ ہوئی۔ بابو جوتی سروپ صاحب نے غیر معمولی ہمدردی دتائید کی وہ قدیمی مخلص اور مہربان ہین۔ ایسے لوگون کا میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے مسلمان قوم تو احسان اور اخلاص کی غلام بن جاتی ہے۔
دہلی مین شمبھوناتھ چوپڑہ نے ایک پوسٹر چسپان کرایا ہے کہ مسلمان مہارانا کوئی شخص نہین ہے نہ آسود کوئی ریاست ہے حسن نظامی نے جھوٹ موٹ

اعلان کر دیا ہے۔ اخبار تیج نے بھی ایک صفحہ کا لیڈر میرے اور رہارانا صاحب کے خلاف شائع کیا ہے۔ ہندوستان ٹائمز نے بھی مغالطے ڈالے ہین۔ پنجاب کے آریہ اخبارات بھی سرگرمی سے رہارانا کی اور میری مخالفت کر رہے ہین۔ میرزا حیرت نے بھی میرے اعلان کی تردید مین کچھ لکھا ہے۔ دہلی کے مسلمان حیران ہین کس کو سچا جانین۔ مگر جو حقیقت ہے کل وہ سامنے آجائے گی۔

واحدی صاحب کے ہان کھانا کھایا۔ تمام احباب جمع ہوئے۔ صبح کے لئے انتظامات کئے۔ ٹیا محل کے محمد اسمٰعیل صاحب اور فراشخانہ کے مولانا حفیظ الدین صاحب اور پیشوا کے ایڈیٹر بقائی صاحب اور نغرالی اور حجابی صاحب اور مرزا محبوب صاحب وغیرہ احباب مستعدی سے کام کر رہے ہین۔

مغرب کے بعد ڈاکٹر محمد عمر صاحب تشریف لائے۔ ڈاکٹر بانو نے دو زرین ہار رہارانا کے لئے تیار کئے ہین۔ امام صاحب جامع مسجد بھی تیاریان کر رہے ہین اور دوسرے مسلمانون کو صبح ریل پر جانے کی ترغیب دلا رہے ہین۔

رات کے ۱۲ بجے تک انتظامات مین مصروف رہا۔ پھر واحدی صاحب کے ہان سو گیا۔ ۵ بجے بیدار ہوا۔ اور سب کے ساتھ ریل پر گیا۔ وہان جا کر دیکھا کہ ہزارہا مسلمان پہلے سے موجود ہین۔ ہر ایک کے ہاتھ مین زرد چنبیلی کے کنٹھے ہین۔ حاجی عبدالغفار صاحب کے عزیز محمد انوار صاحب اپنی والنٹیر کور اور شاندار جھنڈا لئے ہوئے موجود ہین۔

۱۱ شوال سنہ ۱۳۴۵ھ پنجشنبہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء دن ساڑھے چھ بجے رہارانا کی ٹرین آئی۔ رہارانا فرسٹ کلاس مین تھے۔ مین اور امام صاحب جامع مسجد اور حاجی عبدالغفار صاحب اور ایڈیٹر صاحب مبلغ گاڑی کے اندر جا کر لے پھر رہارانا کو باہر لائے تکبیرون کے نعرے بلند ہوئے ہار پہنائے گئے اسٹیشن کے اندر پانچ ہزار کے قریب مسلمان جمع تھے۔

میرے دفتر کے سب آدمی اور آدرہ کے بابو اللہ بخش نظامی و محمد اسرائیل نظامی پچھلی رات سے ریل پر آ گئے تھے۔ پلیٹ فارم پر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے پانچ ہزار مسلمان باہر کھڑے تھے اس لئے مہارانا کو نے کر اسٹیشن کے باہر آیا اور ایک بلند مقام پر کھڑا کر کے ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے نذرین ہار مہارانا کو پہنائے اور مہارانا کا چھپا ہوا پیغام سب مسلمانون کو سنایا۔ اس کے بعد امام صاحب جامع مسجد نے مہارانا کے لئے نہایت موثر الفاظ مین دعا مانگی خواجہ بانو اور حور بانو اور ڈاکٹر بانو اور بچے بھی مہارانا کو دیکھنے ریل پر آئے تھے انہون نے موٹر مین سے یہ سیر دیکھی۔

یہان سے فارغ ہو کر ریلوے مسلم ہوٹل مین آئے جہان مسلم ہوٹل کے مالک صاحب نے مہارانا اور سب ممتاز مسلمانون کے ناشتہ کے لئے مکلف سامان تیار کیا تھا۔ ناشتہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے مہارانا کو کرسی پر کھڑا کیا گیا تاکہ دور کے آئے ہوئے ہزارہا مسلمان بھی ان کو دیکھ لین۔ اس کے بعد مہارانا ٹرین مین تشریف لائے اور جوق جوق مسلمان ملنے آتے رہے۔ پولیس کا بہت اچھا انتظام تھا۔ یورپین پولیس بھی موجود تھی۔ مولانا عبداللہ صاحب سیفی نے مہارانا کو قرآن مجید سنایا مہارانا نے پانی کا گلاس منگا کر مجھے پلایا۔ اس کے بعد میرا چھوٹا پانی سب کے سامنے خود پیا۔ مسلمان جوق جوق ملنے آ رہے تھے۔ دو گھنٹہ مین دس ہزار مسلمانون نے ملاقات کی سوا آٹھ بجے گاڑی روانہ ہوئی تکبیرون کے نعرے دو گھنٹہ تک گونجتے رہے۔

دہلی سے روانہ ہو کر غازی آباد پر گاڑی ٹھیری وہان بھی غازی آباد کے اور اطراف کے دیہات کے مسلمان کئی ہزار کی تعداد مین جمع تھے۔ بینڈ بج رہا تھا یا نبی سلام علیک کا ترانہ بجا رہا تھا۔ پھولون کے ہار اور پان اور میوہ پیش کیا گیا اس کے بعد غازی آباد سے میرٹھ تک گاڑی نہین ٹھیری مگر درمیانی اسٹیشنون پر مسلمان قطارین بنائے ہوئے کھڑے ملتے تھے مین نے مہارانا کا پیغام گاڑی سے باہر پھینکدیا۔ اس پیغام کی ۱۶ ہزار کا بیان چھپوا کر ساتھ لے چلا ہون۔

میرٹھ شہر کے اسٹیشن پر ٹرین پہونچی تو ایک میل سے آدمیون کا ہجوم نظر

آنے لگا سب پلیٹ فارم بھرے ہوئے تھے۔ بیس ہزار آدمیون کا مجمع تھا۔ میرٹھ کے نامی مسلمانون کی طرف سے ایڈریس اور قصیدے پیش ہوئے کئی ہار پھولون کے اور ریشمی اور سات آٹھ خوان مٹھائی کے اور میوہ کے مسلمانون نے ساتھ کئے۔

یہان سے ٹرین میرٹھ چھاونی پہونچی اس جگہہ بھی بیس ہزار کے قریب مسلمان جمع تھے لال کرتی اور صدر بازار کے سب بڑے بڑے رئیس بھی آئے تھے۔

خان بہادر بھیا بشیر الدین صاحب رئیس لال کرتی اور سردھنہ کے رئیس اور خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب اور خان بہادر شیخ وحید الدین صاحب کے صاحبزادے بھیا رفیع الدین صاحب وغیرہ تمام عمائد موجود تھے۔ یہان بھی سیکڑون ہار پھولون کے اور متعدد ٹوکرے پھلون اور مٹھائی کے مہارانا کو دئے گئے۔ بہت بشیر الدین صاحب کے ہان سے تکلف کھانا بھی آیا تھا۔ محمد الہی صاحب نے ٹھنڈے پانی کی صراحی ایک خوبصورت پتیلی اور چوبی کٹگر مین رکھہ کر نذر کی۔ بھیا رفیع الدین صاحب مظفر نگر تک ساتھ رہے حاجی حفیظ الدین صاحب کے لڑکے غلام نظام الدین باوجود کم سنی کے کنٹھے لئے ہوئے موجود تھے۔ میرٹھ شہر اور میرٹھ چھاونی کا اسلامی جوش دہلی سے بہت بڑھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

یہان سے روانہ ہوکر گاڑی منصور پور پر ٹھیری وہان بھی مسلمان جمع تھے ایک بوڑھی عورت کسی گاؤن سے مہارانا کو دیکھنے آئی تھی مگر ہجوم کی وجہ سے آگے نہ آسکتی تھی مہارانا نے سب آدمیون کو ہٹا کر اس کا سلام لیا اور خود اس کو سلام کیا اس کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔ چھوٹے بچون اور عورتون کے ساتھ مہارانا بڑی مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے۔

اس کے بعد ٹرین مظفر نگر پہونچی وہان بھی پندرہ ہزار مسلمان جمع تھے اور ٹرین کے دونون طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ میوہ اور پھول یہان بھی بہت سے مسلمان لائے تھے۔

میرٹھ مین ایک صاحب نے میوہ کا پارسل چلتی گاڑی مین پھینکا جو میرے بازو پر لگا

مین نے کہا یہ بہت ہی مزیدار پھل ہے جس کو میرے بازو نے کہا یا۔
مظفر نگر کے بعد دیوبند کے مقام پر عظیم الشان مجمع مسلمانون کا موجود تہا۔ تمام علماء اور مدرسہ کے طلبا بھی آئے تھے۔ اس کے بعد سہارنپور پر تو آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا تیس چالیس ہزار آدمی جمع تھے۔
دیوبند سے سہارنپور کی انجمن اصلاح المسلمین کے والنٹیر حافظ عبد الغفار صاحب کے ہمراہ استقبال کے لئے آئے تھے جو سہارنپور تک ساتھ رہے سہارنپور کے رؤسا بھی آئے تھے یہان بھی بکثرت میوہ اور پھول اور مٹھائی اور قصائد پیش کئے گئے اس کے بعد انبالہ چھاونی پر تیس چالیس ہزار مسلمانون نے استقبال کیا ہر ایک اسٹیشن پر بینڈ باجے جھنڈے اور نعت نات ملتے ہین اور تکبیرون کے نعرون سے اسٹیشن گونج جاتے ہین۔ انبالہ شہر پر بھی دس بارہ ہزار مسلمان مجمع تھے۔ انجمن تبلیغ الاسلام کے ارکین اور سب نومسلمان آئے تھے اس کے بعد جگادہری راجپورہ اور سرہند پر بھی ہزار ہا مسلمان خیر مقدم کے لئے موجود ملے۔ راجپورہ پر پٹیالہ کے مسلمان بھی آئے تھے۔ اور ہر بڑے اسٹیشن پر اطراف کے اور قصبات کے بڑے بڑے مسلمان جمع ہو جاتے تھے۔ لدھیانہ پر مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر خلافت کمیٹی اور ڈاکٹر محمد شریف صاحب متقی اور انجمن اخوان الصفا وغیرہ ارکین اسلام نے اسٹیشن کے باہر ایک شاندار اسٹیج بنایا تھا جہان ہمارا ناکو اتار کر لے گئے اور ان کو اڈریس دیا گیا اور پھولون کی ایک چادر اڑھائی گئی۔ ایک نفیس کپڑے پر پھول سئے گئے تھے۔ یہان فضل محمد نظامی وغیرہ بھائی بھی ملے۔ بیس پچیس ہزار مسلمانون کا مجمع تہا سہارنپور پر محمد صادق نظامی بانی اور شہودی نظامی مٹھائی لے کر آئے تھے۔ جالندھر چھاونی پر تیس ہزار مسلمان جمع تھے۔ تمام ہوشیارپور اور جالندھر کے قصبات کے راجپوت آگئے تھے۔ میرے بیس سال کے دوست فدائی صاحب بھی آئے تھے۔ یہی حال جالندھر شہر کا تہا۔ وہان بھی بیس پچیس ہزار آدمی تھے۔ دودا ہا اسٹیشن پر مولوی عبد القادر صاحب عرشی بھی آئے تھے۔ اور تمام چھوٹے

اسٹیشنون پر مسلمانون کے ہجوم ملتے تھے

رات - آٹھ بجے کے بعد گاڑی امرتسر پہونچی ایک میل سے آدمیون کا ہجوم شروع ہوا - پچاس ہزار آدمی اسٹیشن کے اندر اور چارون طرف جمع تھے اور معلوم ہوا کہ پچاس ہزار کے قریب مسلمان باہر رہ گئے اندر آنے کی جگہ نہ ملی شہر کے تمام رئیس موجود تھے لوگ ٹرین کی چھتون پر چڑھ گئے - شیشے توڑ کر اندر گھس آئے - بہت سے زخمی ہوئے - ہر مقام پر عجیب وغریب اسلامی جوش پایا جاتا تھا - ۹½ بجے لاہور چھاونی پر گاڑی پہونچی وہان بھی مین پچیس ہزار آدمی جمع تھے دس بجے کے بعد ٹرین لاہور پہونچی - آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا - اندر اور باہر ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع تھے - ہر چند انتظام کیا گیا - لیکن ٹرین سے اترنا دشوار ہوگیا - بہزار دقت مجھکو اور مہارانا کو اتارا گیا - مہارانا مجھے گود مین لئے ہوئے تھے جب ریل کے پل پر چڑھے تو ایسا معلوم ہوا کہ پل صراط پر جا رہے ہین چند منٹ تک سانس نہ آسکا - ہجوم نے مجھکو تو بالکل ادہ موا کر دیا - ریل کے پل کی درمیانی چوبی اور آہنی دیوار ٹوٹ کر پاش پاش ہوگئی - آخر آدمیون کے سیلاب مین مہارانا مجھکو لئے ہوئے غوطے کہاتے کہاتے موٹر تک پہونچے اور موٹر پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ سامنے کے سب عظیم الشان میدان آدمیون سے بھرے ہوئے تھے - سوائے آدمیون کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی - اس ہجوم سے موٹر کا نکالنا دشوار ہوگیا اور موٹر ڈیڑھ دو گھنٹہ کی کشمکش کے بعد بہزار دقت قیام گاہ تک پہونچی - میان عبد العزیز صاحب بیرسٹر کے مکان پر قیام ہوا - کھانا کھایا عشا پڑھی ڈیڑھ بجے سوگیا مستری حبیب خان نظامی اور محمد شفیع صاحب سوداگر دہلوی میرے ساتھ آئے ہین -

مہارانا کے دل پر آج کے خیر مقدم کا بڑا اثر ہے - آج وہ تمام دن سلام کرتے کرتے تھک کر چور ہو گئے ہون گے - ان کو ٹرین کے دونون طرف جانا آنا اور سلام کرنے پڑتے تھے اور جوش مین بھرے ہوئے ہجوم سے مصافحہ بھی کرنے پڑتے تھے - ایسا جوش اور ایسی بے تابانہ محبت مین نے تمام عمر کبھی مسلمانون

میں نہیں دیکھی۔

۱۲ شوال ۱۳۴۵ھ جمعہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء دن ۷ بجے بیدار ہو کر قضا نماز پڑھی۔ اس کے بعد ناشتہ کیا ۸ بجے جلوس کے لئے مہارانا کے ساتھ روانہ ہوا موٹر میں دائیں طرف مہارانا ہیں بیچ میں میں ہوں میری برابر میاں سر محمد شفیع ہیں سامنے پیر صاحب ہیں جو بہروچ سے مہارانا کے ساتھ آئے ہیں اور بہروچ کے جاگیردار اور مجسٹریٹ اور نامور پیر زادہ ہیں ان کے برابر انجمن حمایت الاسلام کے سکریٹری صاحب ہیں۔

مسلمانوں نے جھنڈیوں اور کپڑوں اور ریشمی چادروں اور دروازوں اور نقری ورق چپکا کر پھلوں اور شامیانوں سے بازار آراستہ کئے ہیں۔ آگے آگے مسلمانوں کی جماعتیں نظمیں پڑھ رہی ہیں۔ گولے چھوٹ رہے ہیں۔ کابلی پٹھان تیس چالیس جمع ہو کر رقص کرتے جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ بار بار پھولوں سے موٹر بھر جاتی ہے تو ہار اور گنٹھے مسلمانوں کو تقسیم کر کے موٹر کو خالی کیا جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر اتنے پھول آتے ہیں کہ سواریاں سینے تک پھولوں میں چھپ جاتی ہیں ۱۱ بجے جلوس روانہ ہوا اور ایک بجے کے بعد جلسہ گاہ میں پہونچا کم سے کم دو لاکھ آدمی جلوس میں شریک ہوئے۔ لاہور کے بڈھے بڈھے آدمیوں نے کہا کہ ہم نے کبھی اتنا بڑا اور ایسا شاندار جلوس نہیں دیکھا تھا۔

جمعہ کی نماز انجمن کے خیموں میں میں نے پڑھائی۔ پانچ چھ ہزار آدمی جمع تھے خطبہ اردو میں پڑھا۔

نماز کے بعد مکان پر جا کر کھانا کھایا اس کے بعد مہارانا کے ساتھ جلسہ میں آیا میاں سر محمد شفیع کی تقریر ہوئی۔ ان کے بعد مہارانا تقریر کے لئے کھڑے ہوئے دو چار جملے بولنے پائے تھے کہ ہجوم ایک دم آگے کو بڑھا جلسہ گاہ

کی دیواریں ٹوٹ گئیں اور جلسہ میں ایک عام ابتری پھیل گئی مجبوراً جلسہ ملتوی کرکے
مہارانا جلسہ سے باہر آ گئے۔

میں بیگم سر محمد شفیع کو دیکھنے گیا اور مہارانا گورنر پنجاب سے ملنے گئے راستہ میں
مہارانا کو کسی مسلمان کی میت ملی اس کو دیکھ کر مہارانا موٹر سے اترے اور دور
تک جنازہ کو کندھا دیا اس کا مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔

آج مہارانا اپنے وطن کو واپس جانا چاہتے تھے اور میں بھی دہلی جانا چاہتا تھا۔
مگر اراکین انجمن نے اصرار کرکے روک لیا۔

رات دس گیارہ بجے تک جوق جوق ملنے والے آتے رہے۔ اس کے بعد
سو گیا نیند بہت اچھی آئی۔

۱۳ شوال ۱۳۴۵ھ شنبہ ۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء دن ۹ بجے

تک ملاقات کرنے والے آتے رہے اس کے بعد ناشتہ کرکے مہارانا کے ساتھ جلسہ میں گیا
آج مہارانا کی تقریر بہت اطمینان سے سنی گئی۔ حفیظ صاحب کی نظم اور خواجہ
دل محمد صاحب ایم اے کی نظم اہل جلسہ نے بہت پسند کی میں نے بھی آدھ گھنٹہ تقریر
کی۔ پھر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا لکچر ہوا اس کے بعد اسلامیہ کالج
کو دیکھ کر مکان پر واپس آیا۔ معلوم ہوا مرزا ظفر علی صاحب جج ہائیکورٹ اور
ذکاء الدین صاحب سشن جج ملنے آئے تھے اور ایک گھنٹہ انتظار میں بیٹھے رہے
پانچ بجے تک ملاقاتی آتے رہے۔ کل سے برابر اخباروں کے نمائندے سوالات کرنے
آ رہے ہیں۔ ۵ بجے مرزا ظفر علی صاحب اور ذکاء الدین صاحب سے ملنے مہارانا
کے ساتھ گیا وہاں سے ڈاکٹر سر اقبال کے ہاں آیا۔ پھر قیام گاہ پر آیا۔ سید ڈھے
شاہ صاحب سول جج امرتسر اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہ
حضرات بھی ملنے آئے تھے۔

رات۔ مغرب کے بعد میاں سر محمد شفیع کے ہاں دعوت میں گئے انہوں نے

مہاراناکے اعزازمین نامور روٗسائے لاہور کو بھی مدعو کیا تھا۔ کھانا کھا کر ریل پر آئے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کے صاحبزادے میاں عبدالمجید اور کھانجے میاں محمد سمیع نے بہت آرام سے سوار کرایا۔ اور بھی بہت سے مسلمان ریل تک آئے تھے۔ مگر زیادہ ہجوم نہ تھا۔ پولیس کا بہت معقول انتظام تھا۔ ½ ۹ بجے گاڑی روانہ ہوئی۔ ۱۱ بجے تک مہارانا اور پیر صاحب سے باتین کرتا رہا۔ پھر سو گیا۔ بھٹنڈہ پر آنکھہ کھل گئی اور ایک گھنٹہ تک نیند نہ آئی۔

۱۴ شوال سنہ ۱۳۴۵ھ یکشنبہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء دن بجائے سات بجے

کے گاڑی پونے نو بجے دہلی پہونچی۔ میرے بچے اور ابن عربی اور خواجہ بانو کے والد دہلی اسٹیشن پر موجود تھے۔ مہارانا دہلی سے بھرتپور چلے گئے اور مین بچون کے ساتھ واحدی صاحب کے ہان آیا۔ اور دو گھنٹہ ٹھیر کر تبلیغی چھپائی اور شادی کا کام کیا۔

آریہ اخبارات مین میری اور مہارانا کی نہایت سخت مخالفت ہو رہی ہے وہ سب ایک زبان ہو کر لکھہ رہے ہین کہ مہارانا نئے مسلمان نہین ہین۔ بلکہ پرانے مسلمان ہین۔ مجھے ان اخبارون کی شرارت پر غصہ نہین آتا ہنسی آتی ہے۔

آج ایک صاحب نے پوچھا کہ ابتو مولانا احمد سعید صاحب سے آپ کا ملاپ ہو گیا ہے وہ بھی مہارانا کے استقبال کے لئے دہلی اسٹیشن پر گئے تھے یا نہین؟ مین نے کہا مولٰنا کے ملازم سے معلوم ہوا تھا کہ ان کو تانگہ وقت پر نہین ملا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سوائے لدھیانہ کے جہان مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر خلافت کمیٹی نے نہایت مخلصانہ حصہ اس خیر مقدم مین لیا۔ باقی ہر جگہہ خلافت کمیٹی اس خیر مقدم سے علیحدہ رہی۔ اگر گاندھی جی سفر کرتے تو خلافت کمیٹی ضرور ان کا خیر مقدم کرتی مہارانا کے استقبال سے اسے کیا تعلق کیونکہ اب مہارانا ہندو نہین ہین پھر خلافت کمیٹی ان کے استقبال مین کیونکر حصہ لیتی۔ ایک دوست نے ازراہ خوش طبعی کہا۔ کم از کم پنجاب کے مسلمانون نے مہارانا کا خیر مقدم کر کے اور آپکے

ایک معمولی اشتہاری بلاوے سے نو دس لاکھ کی تعداد مین جمع ہو کر یہ ثابت کر دیا
کہ یقیناً مسٹر محمد علی نے آپ کی خواجگی ختم کر دی ہے اور آپ کے تبلیغی رسوخ
کا دھڑ توڑ دیا ہے۔ مین نے کہا یہ جو کچھ کامیابی ہوئی اس کو میرے رسوخ سے
کچھ تعلق نہ تھا۔ بلکہ مہارانا صاحب کی کشش مسلمانون کو کھینچ لائی تھی ورنہ مجھ
جیسے بیشمار آدمی جوتیان چٹخاتے اور ڈھیلے پیجامہ کے پائچے ہلاتے بازارون مین
پڑے پھرتے ہین۔

۱۵ شوال ۱۳۴۵ھ دوشنبہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۷ء

مسلمان مہارانا پر حملہ کے عنوان سے ایک بڑا پوسٹر کثیر تعداد مین چھپوا کر آج تمام پنجاب کے شہرون
مین بھیجدیا گیا۔

۱۶ شوال ۱۳۴۵ھ سہ شنبہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۷ء

مسلمان مہارانا کے سلسلہ مین آریہ اخبارات کی شورش حد سے بڑھتی جاتی ہے۔ ہر روزانہ اخبار مین خوفناک
عنوانون سے میرے خلاف ہندون کو بھڑکایا جاتا ہے۔ اور جھوٹی جھوٹی باتین میری نسبت
مشہور کی جاتی ہین۔ آج یہ شائع ہوا ہے کہ حسن نظامی اور مہارانا ریل مین بے
ٹکٹ سفر کرنے کے سبب پکڑے گئے۔ اس خبر کو ہر آریہ اخبار نے بہت موٹے موٹے
حروف کی سرخیون سے شائع کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ بالکل جھوٹ ہے نہ مین نے
بے ٹکٹ سفر کیا نہ مہارانا صاحب نے۔ ان کے پاس بہرائچ سے لاہور تک
فرسٹ کلاس واپسی کا ٹکٹ تھا اور میرے پاس بھی دہلی سے لاہور تک فرسٹ
کلاس واپسی کا ٹکٹ تھا۔ البتہ مہارانا کے ملازم تھرڈ مین تھے اور مصاحب سکنڈ
مین تھے۔ جب وہ مہارانا کو فرسٹ کلاس مین کھانا کھلانے آئے تو استقبال کے
ہجوم کے سبب فرسٹ کلاس سے تھرڈ کلاس مین واپس جانے کی جگہ ان کو نہ ملی
اس لئے دو تین اسٹیشن تک مجبوراً فرسٹ کلاس مین رکے رہے ایک سکھ

ٹکٹ چیکر نے لدھیانہ پر مہارانا سے نوکرون کا فرسٹ کلاس چارج کر لیا۔ مین اس وقت غسل خانہ مین وضو کر رہا تھا۔ مہارانا نے بلا تامل روپے دے دئے مین ہوتا تو ہرگز نہ دیتا۔ یہ سکھ چیکر غالباً آریہ خیالات رکھتا ہے۔ اس نے خود آریہ اخبارات کے پاس جا کر یہ اطلاع شائع کرائی ہے اور آریہ اخبارات نے توہین آمیز طریقہ سے اس خبر کو شائع کیا کہ مہارانا اور حسن نظامی بے ٹکٹ سفر کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ مین ان اخبارات کا قانونی انتظام کرنے کی فکر مین ہون۔

۱۷ شوال ۱۳۴۵ھ چہارشنبہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۷ء

نو بجے درویش خانہ مین گیا مجمع بہت تھا۔ تمام درویش خانہ بھر گیا۔ آدھ گھنٹہ تک مسلمان مہارانا کی نسبت مین نے ایک تقریر کی۔

۱۹ شوال ۱۳۴۵ھ جمعہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۲۷ء

دو بجے دہلی گیا۔ ۶ بجے تک واحدی صاحب کے ہان بیٹھکر تحریری کام کیا۔ مسٹر محمد علی نے مسلمان مہارانا کے سلسلہ مین ایک بہت سخت مضمون میرے خلاف شائع کیا ہے جس مین آریہ اخبارات کی کھلم کھلا تائید کی ہے مضمون کی عبارت نہایت دل آزار اور ناشائستہ ہے واحدی صاحب کے ہان بعض پرجوش احباب بھی موجود تھے انہون نے اصرار کیا کہ اس کا دندان شکن جواب لکھنا چاہئے۔ مین نے کہا مسٹر محمد علی کے دانت ہی کہان ہین جو دندان شکن جواب دیا جائے۔ اس واسطے صبر مناسب ہے ان کی تحریر سے بیشک آریہ اخبارات کے ہاتھ مین میری اور اسلام کی مخالفت کرنے کا ہتھیار آجائیگا لیکن مین ان سے جھگڑا بڑھا کر مسلمانون کی قوت کو پراگندہ کرنا نہین چاہتا قدرت خود ہی ان سے انتقام لے رہی ہے اور وہ مجبور ہو گئے ہین۔ اور انہون نے اعلان کر دیا ہے کہ اب وہ مسجد کے کونے مین بیٹھکر بچون کو پڑھایا کرین گے اور پچاس روپئے ماہوار کی نوکری کر لین گے۔ اور ان کی عورتین سلائی کے ذریعہ بسر اوقات کرین گی

یہ اس شخص کا انجام ہے جس نے ایک کروڑ روپیہ مسلمانوں سے چندہ لے کر شاہانہ زندگی بسر کی۔ اور آج دشمنان اسلام کی دوستی کے سبب اس کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اپنی عورتوں سے سلائی کی مزدوری کرانی چاہتا ہے اللہ تعالے کے انتقام سے ہر شخص کو ڈرنا چاہیئے۔ انہوں نے دعوے کیا تھا کہ میں حسن نظامی اور اس کی تبلیغ کو ملیا میٹ کر دونگا۔ اللہ تعالے کو یہ غرور کی بات پسند نہ آئی اور بڑے بول کا سر نیچا سب نے دیکھ لیا۔ ایک صاحب نے کہا مسٹر محمد علی کا یہ اعلان کہ وہ مفلس اور محتاج ہو گئے ہیں بالکل غلط ہے وہ اس اعلان کے ذریعہ لوگوں سے چندہ لینا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان کے پاس کثیر دولت موجود ہے اور اب تک مخفی روپیہ ان کے پاس آ رہا ہے۔ میں نے کہا غیب کا علم اللہ کو ہے۔ میں نہیں جانتا اصلیت کیا ہے۔

بقائی صاحب نے کہا میں نے رسالہ پیشوا کے تازہ نمبر میں حساب شائع کر دیا ہے کہ مسٹر محمد علی کو اخبار ہمدرد میں معقول بچت ہوتی ہے اور ان کا یہ لکھنا کہ ہمدرد میں ان کو خسارہ ہو رہا ہے بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

کل سے انشاء اللہ کتاب مسلمان مہارانا کی لکھائی شروع ہو جائیگی۔ تصویریں بن رہی ہیں دو سو صفحہ کی کتاب ہو گی صدہا فرمائشیں آ رہی ہیں۔ پانچ عکسی تصویریں بھی ہونگی حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ فی کتاب عہ ر لاگت آئیگی۔ مگر ۸؍ قیمت مقرر کی گئی ہے تاکہ ہر مسلمان تک یہ کتاب پہونچ جائے۔ یہ کتاب تبلیغی احساس کے لئے بہت مفید ثابت ہو گی۔

اخبارات کی مخالفت زور شور سے ہو رہی ہے۔ اسلامی اخبارات اس مخالفانہ جوش کے مقابلہ میں ایک حد تک خاموش نظر آتے ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان اخبار مجھکو ہندوؤں کے سامنے اکیلا چھوڑ دینا پسند کرتے ہیں بلکہ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اسلامی اخبارات میں شائستگی اور معقولیت زیادہ ہے اور وہ نامعقول اخباروں کے منہ لگنا خلاف شان سمجھتے ہیں

بہرحال میں ان سب مخالف اخباروں سے مرعوب نہیں ہو سکتا اور ہر ایک حملہ کا جواب دینے کی بفضل خدا طاقت رکھتا ہوں۔ ان کی یورش بے فائدہ ہے۔ بنی فاطمہ ڈرا نہیں کرتے۔

متفرقات

اگرچہ افسوس تمام کتاب میں کوئی موزوں ترتیب مضامین کی نہیں ہے۔ کیونکہ جلدی کے سبب اس کا خیال مشکل تھا۔

لیکن گذشتہ مضامین مندرجہ کتاب ہذا کے بعد جو مضامین دستیاب ہوئے۔ ان کو متفرقات کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس عنوان کے تحت میں بھی بعض ایسی چیزیں ہیں جن کو شروع میں درج کرنا مناسب تھا۔

بہرحال مقصد تو محض یہ ہے کہ یہ مضامین ایک مجموعہ میں آجائیں۔ موزوں ترتیب آئندہ اشاعت کے وقت ہوجائے گی۔ انشاءاللہ۔

غازی آباد

حسن نظامی

جناب قبلہ مخدومی خواجہ صاحب السلام علیکم

جو خیر مقدم اسٹیشن غازی آباد پر کیا گیا۔ وہ تمام مسلمانان قصبہ غازی آباد کی جانب سے تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جس میں مسلمانوں کی کل آبادی ۳ ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ تمام شہر کی آبادی صرف بارہ ہزار ہے باوجود اس قلت تعداد کے بھی غریب مسلمانوں کا کافی ہجوم پوری رونق اور اسلامی جوش کیساتھ جناب کی پیشوائی میں اسٹیشن غازی آباد پر حاضر تھا۔ جن کے دلی جوش و مسرت کا اندازہ جناب نے خود ملاحظہ فرمایا ہے۔

وہ اصحاب جنہوں نے کہ خاص طور پر اس موقع عظیم الشان پر خدمات انجام دیں حسب ذیل ہیں۔

اللہ مہر صاحب بیوپاری۔ ننھے میاں بہشتی۔ حفیظ اللہ صاحب بیوپاری۔ قاضی حسن رضا بیگ صاحب قاضی شہر۔ حافظ منظور علی صاحب قریشی۔ ڈاکٹر محمد صادق علی صاحب سیونسپل کمشنر۔ منشی سراج احمد خان صاحب میونسپل کمشنر حکیم عبدالغنی صاحب۔ مولانا خورشید علی صاحب وکیل۔ عبدالرحمان خان صاحب

ملازم سنگر مشین کمپنی

نیازمند ڈاکٹر محمد صادق علی

شمبھوناتھ چوپڑہ کی جہالت

جنابِ من

السلام علیکم۔ چند روز ہوئے خواجہ حسن نظامی صاحب نے مہارانا ناہر سنگھ اشیور سنگھ صاحب والئی ریاست آمود کے متعلق جو ایک پوسٹر شایع فرمایا تھا اس سے ہندوستانی پریس میں ایک عجیب طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا ہے خواجہ صاحب کے پوسٹر سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ مہارانا صاحب حال ہی میں دولت اسلام سے مالا مال ہوئے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ لیکن بعد میں خواجہ صاحب نے ایک تفصیلی مضمون لکھ کر اپنی پوزیشن صاف فرمادی۔

۱۶ اپریل کے "پرتاب" میں برعکس نہند نام زنگی کافور۔ سوراجیہ سبھا کے سکرٹری شمبھوناتھ چوپڑہ نے خواجہ صاحب پر ڈھونگ رچانے کا "الزام عاید کرتے ہوئے ایک تردید شایع کرائی ہے۔ جس میں انہوں نے خواجہ صاحب کو چیلنج دیا ہے کہ آمود دنیا کے پردے پر کوئی ریاست نہیں میں اول اور آخر ایک قوم پرست ہوں۔ مجھے مذہبی معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں اور میں بڑی حد تک خواجہ حسن نظامی صاحب کے تبلیغی پروگرام کا مخالف ہوں۔ مجھے قطعاً ضرورت نہ تھی کہ مہارانا ناہر سنگھ صاحب کے متعلق کچھ لکھتا۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ شمبھوناتھ چوپڑہ وہی شخص ہے جسنے غلامی حکومت کے ٹھرنے سے بھک کر، اپنس شرح مبادلہ کی حمایت میں شرمناک پروپگنڈا کیا اور اپنے کروروں برادران وطن کا گلا کند چھری سے کاٹنا چاہا۔ اور آج وہی شمبھوناتھ چوپڑہ پھر غلط بیانیوں سے کام لے کر پبلک کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس کی کذب بیانیوں کا

پر دہ فاش کروں ۔

چوپڑہ مہاراج کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کا علم دنیا کے واسطے معیار علم نہیں ہوسکتا۔ مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ کے نام کا مہارانا دنیا کے پردے پر موجود ہے۔ اور ریاست آمود سے صرف خواجہ صاحب ہی واقف نہیں بلکہ تمام پڑھے لکھے ہندوستانی واقف ہیں۔ آمود گجرات میں ریزیڈنٹ بڑودہ کے ماتحت بڑودہ کے قریب ایک قدیم اسلامی ریاست ہے جسکے موجودہ حکمران مہارانا ناہر سنگھ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیمات بڑودہ کی زیر نگرانی ان کی تعلیم ہوئی اور ۱۶ برس کی عمر میں ان کی شادی ٹھاکر بھرت سنگھ یا بھی رئیس بھناد تعلقہ آنند ضلع کیرا کی بیٹی سے ہوئی

مہارانا ناہر سنگھ صاحب ۱۹۱۰ء میں اپنے دادا مہاراجہ فتح سنگھ صاحب کے دستبردار ہونے پر مسند نشین ریاست ہوئے ان کے والد مہاراجکمار ایشور سنگھ اپنے باپ کی زندگی ہی میں وفات پاچکے تھے۔ چونکہ مسٹر چوپڑہ کا دائرہ معلومات صرف سرکاری پروپگنڈے تک محدود ہے اس لئے میں ان کو یاد دلاتا ہوں کہ مہارانا ناہر سنگھ وہی حکمران ہیں جنہوں نے ۱۹۱۱ء کے مشہور قحط گجرات کے زمانہ میں اٹھارہ پنس شرح مبادلہ کی حمایت نہیں کی تھی بلکہ اپنے غریب کاشتکاروں کو ۸۰ (اسی) ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا تھا۔

مہارانا صاحب کے جدامجد ناگ رانا ۱۴۸۶ء میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ اس وقت سے یہ خاندان اب تک راسخ الاعتقاد مسلمان ہے۔ اور موجودہ فرماں روا کی مذہب پرستی مسلمہ ہے۔

مسٹر چوپڑہ کو یہ علم ہوتا کہ ریفارم سکیم کیا چیز ہے اور اس کا نفاذ کب ہوا۔ تو میں ان کو بتاتا کہ مہارانا ناہر سنگھ ایشور سنگھ وہ شخص ہیں جو پہلے بمبئی لیجسلیٹو کونسل میں رئیسان گجرات کی جانب سے پہلے قائم مقام نامزد نہیں بلکہ مقابلہ کے بعد منتخب ہوئے تھے۔ اگر مسٹر چوپڑہ غلام سبھا کا ڈھونگ رچا کر چندہ جمع کر سکتے ہوں تو میں ان کو

مشورہ دونگا کہ وہ امپیریل پبلشنگ کمپنی لاہور کی مشہور اور قیمتی انگریزی کتاب (بشرطیکہ وہ انگریزی پڑھ سکتے ہوں) امپیریل کارونیشن دربار (باتصویر) منگالیں ان کو ریاست امور کے متعلق مفصل حالات مل جائیں گے۔ چند آنوں کی مصدقہ کتاب سے کچھ کام نہیں چل سکتا اگر کسی والئی ریاست کے وجود و عدم کا انحصار اسی کتاب کے اندراج پر ہے تو میں کہسکتا ہوں کہ ہز ہائی نس مہاراجہ دھیراج دربھنگہ کے نام کا کوئی حکمران دنیا کے پردے پر موجود نہیں اور ریاست دربھنگہ سے صرف مشرح پڑھ واقف ہیں والسلام۔

سردار علی صابری سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی

سپاسنامہ

بخدمت شریف نواب نصر اللہ خاں صاحب

جناب والا! مسلمانان میرٹھ کے لئے یہ امر باعث مسرت و انبساط اور لائق فخر و مباہات ہے کہ آنجناب جیسی مہتم بالشان ہستی سے چند لمحات شرف زیارت و سعادات ملازمت حاصل ہوئی - مگر مسلمانان میرٹھ کی سیری ان چند لمحات کی عارضی صحبت سے غیر ممکن ہے۔ امید ہے کہ کوئی دوسرا وقت ہم باشندگان میرٹھ کے لئے تجویز فرما کر شکریہ کا موقعہ عطا فرمایا جائے

آج گمگشتگان راہ ہدایت کے لئے جناب کی ہستی نے شمع ہدایت کا کام کر دیا یقین ہے کہ اب یدخلون فی دین اللہ افواجا کے نظارے عالم میں ظہور پائیں اور ہدایت و رشد سے بھٹکے ہوئے انسان آپکی تقلید میں عذاب الیم سے بچکر دائمی راحت و آرام کے آغوش میں آجائیں آمین ثم آمین ہم تمام مسلمانان میرٹھ آپ ایسے مہتم بالشان مہمان بہائی کی دعا ترقی عمر و درجات و اقبال میں تہ دل سے دست بدعا ہیں

منجانب اراکین جماعت تبلیغ میرٹھ

ای آمدنت باعث آبادی ما
ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما

خطبۂ امتنان

بعالیخدمت حضرۃ السلطان نصیر الاسلام و المسلمین نواب محمد نصر اللہ خان صاحب ادام اللہ مجدہ بالالقاب والاقبال سریر آرای مملکت عالیہ ریاست آمود (گجرات) خلدہا اللہ وابقاہا

حامدًا و مصلیًا

اما بعد۔ ملی۔ عربی۔ اسلامی شہیر آفاق درسگاہ مظاہر علوم سہارنپور کے عناصر خدام۔ طلبا۔ فارغ التحصیل علما۔ مدرسین۔ ملازمین۔ سرپرستان اور کل وابستگان دامن مظاہر علوم۔ فرط حمیت اسلامی میں صمیم قلب سے حضور کی جلوہ افروزی اسٹیشن سہارنپور پر سراپا اخلاص ارمغان ممنونیت پیش کرنے کا افتخار حاصل کرتے ہیں گر قبول افتد زہے قسمت۔ مدرسہ مظاہر علوم کی دلی تمنا ہے کہ حضور عالی جاہ اس درسگاہ کو قدوم میمنت لزوم سے سرفرازی کی عزت بخشیں اس لئے خدام مدرسہ کو جرأت کرنی پڑتی ہے کہ وہ شوق نواز بادشاہ اسلام کی مبارک بارگاہ میں بصد ادب یہ درخواست پیش کریں کہ حضور والا واپسی لاہور پر جلوہ افزائے فضائی مظاہر علوم سہارنپور ہو کر ان کے مخلصانہ جذبات اسلامیہ کی عزت افزائی فرمائیں۔ بشاہاں چہ عجب ار بنوازند گدارا۔

عالیجاہ! "مظاہر علوم" وہ دینی وروحانی درسگاہ ہے جس کی سنگ بنیاد کو عالم اسلام
کے علمی وروحانی نامور بزرگون حضرۃ فخر المحدثین مولانا مولوی احمد علی صاحب محدث
سہارن پور۔ حضرت مولانا سعادت علی صاحب فقیہ۔ وحضرت مولانا قاضی محمد
فضل الرحمان صاحب قاضی بلدہ وغیرہ وغیرہ کے مقدس ہاتون نصب ہونے
کا شرف حاصل ہے اور جو مدت العمر حضرت قطب عالم مولانا مولوی رشید احمد صاحب
گنگوہی کی خصوصی وامتیازی توجہات کی مورد انعطاف رہی اور جسکو تاحیات
حضرت شیخ الہند مولانا مولوی محمود الحسن صاحب وحضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائپوری
(قدس اللہ اسرارہم) کی آغوش تربیت نصیب رہی اور جو فی الحال حضرت
حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی۔ جناب مولانا سر رحیم بخش
صاحب پنشنر پریزیڈنٹ ریاست بہاولپور اور اپنے سرچشمہ حیات علمی اور روحانی
حضرت اقدس مولانا الحاج المولوی خلیل احمد صاحب ادام اللہ ظلالہم وفیوضہم
کی توجہات کی سرپرستی سے مفتخر ہے۔

یہ سرچشمہ علوم دینیہ قریب ستر سال سے علوم اسلامیہ اور فیوض روحانیہ
کی سبیل میں مصروف ہے۔ کارکنان وسرپرستان کے اخلاص کا ثمرہ ہے
کہ اس کے روز افزوں روبترقی فیوض ہر سال ہندوستان۔ پنجاب
بنگال۔ کابل۔ بخارا۔ چین۔ شام۔ عراق۔ عرب۔ عجم۔ حتی کہ مدینہ
منورہ ومکہ معظمہ (زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً) کے فیض کا ذریعہ تمام عالم کو
سیراب کرتے رہتے ہیں اور ہر سال مذکورہ مقامات کے چارسو یا پانچسو طالب علم
اس درس گاہ میں مصروف استفادہ رہتے ہیں۔ یہ درس گاہ اپنی
خدمات کو چھ شعبون پر تقسیم کئے ہوئے ہے۔

(۱) تعلیم عربی جو ادنیٰ اوسط۔ اعلیٰ تین حصون پر منقسم ہے (۲) تدریس قرآن
مجید حفظ وناظرہ اور تجوید قرأت (۳) فارسی وریاضی واردو (۴) افتاء
(۵) تعلیم وتقریر ومضمون نگاری ومناظرہ وغیرہ (۶) تالیف وتصنیف

مدرسہ میں کوئی تعلیمی فیس نہیں لی جاتی بلکہ غیر مستطیع طلباء کی قیام گاہ لباس۔ سرما وگرما۔ خوراک معمولی دماہواری خرچ۔ اور کتابوں کا از خود انتظام کرتا ہے اور مستطیع طلباء کے لئے بھی کتابوں اور قیام گاہ کا انتظام مدرسہ کے ذمہ ہے۔ معززین افراد قوم نے معائنہ کے بعد جو تنقیدی نوٹ مدرسہ کی کتاب المعائنہ۔ انسپکشن بک میں تحریر فرمائے ہیں۔ وہ مع اصول وآئین مدرسہ اور سالانہ حسابات طرز تعلیم۔ نتیجہ امتحان۔ طلباء کی مفصل مطبوعہ رپورٹ ملاحظہ کے لئے پیش ہے جنکے ملاحظہ سے ضمیر منیر والا پر روشن ہوجاوے گا کہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کس خلوص کے ساتھ مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور کسقدر پر اخلاص بادیانت عناصر پر مشتمل ہے تاکہ اس کی مخلصانہ اور جذبات اسلامی کی مرقع درخواست نزول اجلال شرف قبولیت کی مستحق ہو۔

عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مَنْ يَّهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ لَهٗ
فَلَا هَادِيَ لَهٗ

بحضور فیض آثار صاحب جاہ وحشم جناب نواب نصراللہ خان صاحب بہادر والی ریاست آمود ملک گجرات

قطعہ

اے آنکہ تو سربرخطِ اسلام نہادی در دائرہ دولت حق گام نہادی
اسم تو اگر شیر بود خوب بود خوب چوں برسرالحاد تو اقدام نہادی
بودستی فقط شیر کنوں شیر خدائی آتش عجباً برسراوہام نہادی
نصرت زخدا باد بہ تو در ہمہ کارت چون نصرتِ اللہ بجا نام نہادی
قائلؔ زخدا می طلبد بہر تو ہر دم ہر شے کہ تو منظور زانعام نہادی

اسمائے ممبران آل پاورفل سوسائٹی انبالہ چھاؤنی

خلیل الرحمان خان پریزیڈنٹ۔ آفتاب حسین وائس پریزیڈنٹ

محمد فاروق سکرٹری عبدالغفور جائنٹ سکرٹری۔ محمد اظہار حسین، امیر احمد خان

عبدالصمد۔ منظور احمد۔ عبدالشکور خیر۔ محمود الحسن۔ عبدالقیوم۔ محمد صالحین۔ عبدالمجید

عبید اللہ خان

میرٹھ کا خط

(از جناب خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب سابق ممبر اسمبلی رئیس میرٹھ صدر)

مخدومی مکرمی جناب خواجہ صاحب - السلام علیکم - امید ہے کہ آپ مع مہارانا صاحب بہادر بخیریت اور راحت وسرور داخل لاہور ہوں گے - برخوردار حافظ جمیل الدین سلمہٗ جس نے اس ہی سال ماہ مبارک میں محراب اول سنائی ہے - بڑا شوق ظاہر کیا تھا کہ میں ریل پر چلوں گا - اور شرف ملاقات حاصل کروں گا - مگر خدا کی قدرت کئی روز سے شدید بخار میں مبتلا ہے - ۱۰۵ اور ۱۰۶ کے درمیان ٹمپریچر رہتا ہے - رات ذرا ہوش تھا تو کہا کہ کون تاریخ ہے" - "۱۴ اپریل کب ہوگی" "مجھے ضرور ریل پر لے چلئے گا" مگر اس کی حالت اس قابل کہاں تھی کہ میں لے چلتا - اس لئے اس سے پوشیدہ رکھکر گیا تھا اور دل چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ چلوں - اور شاملی گاؤں سے واپس ہو جاؤں - مگر برخوردار مذکور کی علالت کی وجہ سے ایسا کرنا گویا اس کے مرض کو بڑھانا تھا - اور اطلاع ہونے پر اس پر بہت اثر ہوتا - اس لئے نہ چل سکا - اور شرف ملاقات بھی ایسا روا روی ہوا کہ جس کا قلق باقی ہے - امر واقعی یہ ہے کہ مہارانا صاحب بہادر بڑے وسیع الاخلاق اور کریم النفس معلوم ہوتے ہیں - ان کے لائق ہم لوگ ان کا خیر مقدم کرنے سے قاصر رہے - یہ دوسرا افسوس ہے - اگر خدا نے بچہ پر فضل فرمایا اور آپ کی واپسی پر اس کی حالت درست ہوئی تو انشاء اللہ دہلی آکر مل لوں گا - یا میرٹھ سے ساتھ چلوں گا - بشرطیکہ اس راستہ سے واپسی ہوئی - ورنہ جب مشیت ایزدی ہوگی - افسوس ہے کہ راستہ کے لئے ناشتہ وغیرہ بھی پورے طور پر نہ پہنچ سکا - ایک ٹوکری تو چلتی ریل میں داخل کمپارٹمنٹ کی گئی - دو ٹوکریاں یہاں رہ گئیں - جو یہاں والوں کی تقدیر میں لکھی جا چکی تھیں - مجمع کی کثرت نے میری ہڈیوں کو چور کر دیا ہے - مجھے کبھی ایسی کشمکش میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملا تھا - مگر خدا کا شکر

ہے کہ میں محروم نہیں رہا۔ حضور مہارانا بہادر کی خدمت میں میرا مودبانہ سلام مسنون اور شوق ملاقات عرض کردیجئے۔ اگر زندگی ہے تو پھر ملیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

(وجیہہ الدین عفی عنہ)

محققانہ خط

مخدومی و مکرمی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب۔ سلام علیکم۔

مہارانا صاحب آمود کے لاہور تشریف لانے کے بعد اکثر آریہ اخبارات میں بہت شور مچایا جارہا ہے۔ اور اگرچہ مضامین کو طوالت تو بہت کچھہ دی گئی ہے مگر ماحصل محض اس قدر ہے

(الف) کہ حسن نظامی صاحب دیگر سر برآوردہ مسلمان اشخاص نے دیدہ و دانستہ پبلک کو دہوکہ دینے کے لئے یہ شائع کیا ہے کہ مہارانا صاحب اب ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں اور نیز ساڑہے پانچ لاکہہ اشخاص اور اُن کے ہمراہ مشرف باسلام ہوئے ہیں۔

(ب) یہ کہ چونکہ مہارانا صاحب موصوف کوئی نے مسلمان نہیں ہیں بلکہ ان کا خاندان کئی صدی سے مسلمان چلا آرہا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو نومسلم کہنا ہی ناجائز ہے۔

پس جبکہ کسی حقیقت پر بالعمد پردہ ڈالا جارہا ہو یا ایک حقیقت کو کسی غیر صورت میں پیش کیا جاکر عام پبلک کو خاصکر مسلمانوں کو ان کے لیڈروں سے بدظن کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہو ضروری ہوجاتا ہے کہ مدافعت مناسب اختیار کی جائے۔ لہذا کترین بذریعہ عریضہ ہذا عرض کرنا چاہتا ہے کہ شق (الف) کو جو آریہ ایڈیٹر صاحبان نے اختیار کیا ہے وہ محض بلا دلیل ہے۔ اور افترائے محض ہے۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے اس قسم کا اعلان کبھی بھی شائع نہیں کیا کہ مہارانا صاحب کو ہندو سے نومسلم بنایا گیا ہے۔ اور ساڑہے پانچ لاکہہ ہندو ان کے ہمراہ مسلمان ہوئے ہیں۔ اس کے برخلاف جلسہ لاہور سے قبل جس قدر بھی منادی شائع ہوئے ہیں اُن میں حسب ذیل اعلان ہے۔

مسلمان مہارانا نے (نہ کہ ہندو مہارانا نے) اسلام کا جھنڈا بلند کر دیا

ملک گجرات کے (نہ کہ صرف ریاست آمود کے) ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کو آریہ سماج کی بڑودہ شدھی سبھا کے ذریعہ جو مرتد کرنے کی (یعنی مسلمان سے ہندو بنانے کی) کوشش کئی سال سے ہو رہی تھی۔ اور جس میں بڑی بڑی ہندو ریاستیں بیشمار روپیہ خرچ کر رہی تھیں وہ قلعہ ٹوٹ گیا۔ اور ایک بہادر شیر اسلام راجپوت نے (نہ کہ بہادر شیر ہندو راجپوت نے) اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لیکر ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کو بچا لیا (نہ کہ ہندو سے مسلمان بنا لیا۔ بلکہ جن مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی ان کو بدستور اسلام پر قائم رکھا۔) اور مہارانا ناہر سنگھ جی ایشور سنگھ جی جن کا اسلامی نام نصر اللہ خاں جی ہے والئی ریاست آمود ضلع بھڑوچ اپنی قوم کی اصلاح و ترقی کے لئے (نہ کہ ابتدائً ہندو سے مسلمان بنانے کے لئے) کمر باندھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔

(دیکھو اخبار منادی دہلی مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۶ء)

(نوٹ) مذکورہ بالا مضمون منادی کو نقل کرتے ہوئے جو الفاظ اندر بریکٹ دئے گئے ہیں وہ منادی کے نہیں ہیں بلکہ خاکسار راقم الحروف نے مطلب کو واضح کرنے کے لئے خود ایزاد کئے ہیں۔) پس مضمون بالا سے صاف صاف واضح ہے کہ آریہ اخبارات میں جو مسلمان لیڈروں پر خاص کر خواجہ صاحب موصوف پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ انھوں نے عمداً جھوٹ شائع کیا ہے کہ مہارانا اور ساڑھے پانچ لاکھ اشخاص کو ہندو سے مسلمان بنایا گیا ہے سفید جھوٹ ہے۔ جس سے محض یہی مقصود ہے کہ پبلک میں بدظنی پھیلائی جائے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے مذکورہ بالا اعلان میں بلا کسی پیچیدگی کے صرف یہ بتلایا ہے کہ بڑودہ آریہ سماج مرتد کرنے کی یعنی مسلمان سے ہندو بنانے کی کوشش کر رہی تھی سو آخر ایک مسلمان مہارانا کی کوشش ان کے مقابلے میں کامیاب ہوئی اور آریہ سماج کی تدابیر ناکام رہ کر مسلمان بدستور اسلام پر قائم رہ گئے۔

اب رہی شق (ب) کہ چونکہ مہارانا صاحب نومسلم نہیں ہیں بلکہ وہ اور ان کا خاندان کئی صدی سے مسلمان ہے۔ لہٰذا ان کو نومسلم بتلانا ناجائز ہے۔ اگرچہ ان کو نومسلم کسی جگہ بھی خواجہ صاحب نے نہیں لکھا۔ پھر بھی ہم بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر مہارانا کی نسبت ایسا لکھہ دیا بھی جاتا تب بھی آریہ اخبارات کی یہ توجیہہ ناقابل پذیرائی تھی۔ کیونکہ مہارانا صاحب نے اپنے دوران گفتگو میں خود فرمایا ہے کہ صحیح معنوں میں وہ ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ گویا کہ اس سے پہلے برائے نام مسلمان تھے۔ پس ایسے برائے نام مسلمانوں کو ہندوانی رسوم وطریق عمل کو چھوڑ کر صحیح معنوں میں پابند اسلام ہوجانے پر نومسلم کا خطاب ملنا بوجوہات ذیل بالکل اسلامی اور فطرتی اصول کے مطابق ہے۔

(اول) اس وجہ سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بالعموم جس قدر انبیاء آئے ہیں وہ ایسی ہی قوموں میں آتے رہے۔ جن میں پہلے بھی نبی گزر چکے تھے۔ یعنی جب کوئی قوم اپنے سابقہ نبی کی تعلیم سے غافل یا گمراہ ہوگئی تو خدائے تعالیٰ نے دوسرا نبی یا اوتار مامور فرمایا۔ اور اس نبی نے اپنے سے پہلے نبی کی تعلیم کو زندہ کرکے ازسر نو لوگوں کو مومنین میں داخل کیا۔ اور ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں جن کو بلا اختلاف نومسلم کے نام سے پکارا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ ان کے آباؤ اجداد پہلے اس تعلیم پر کاربند رہ چکے ہوں۔ چنانچہ مثال کے طور پر جب عرب بلکہ دنیا کے اکثر حصہ پر جہالت۔ کفر و شرک بت پرستی وغیرہ کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اور تورات وانجیل وغیرہ کتب سابقہ کی تعلیم غلط ملط ہوچکی تھی تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور انبیاء سابقہ کی تعلیم کو تازہ فرماکر لوگوں کو دوبارہ اہل ایمان میں داخل فرمایا۔ اور سب نومسلم شمار ہوئے۔ حالانکہ ان کے آباؤاجداد کو بھی تعلیم پہلے سے کسی نہ کسی نبی موسیٰؑ یا عیسےٰؑ وغیرہ کی معرفت مل چکی تھی۔ اور وہ آپؐ کے وقت میں بھی اہل کتاب ہی کہلاتے تھے۔ اور حالانکہ قرآن مجید نے کتب سابقہ تورات انجیل وغیرہ کو منجانب اللہ مانا ہے۔ لیکن پھر بھی کسی نے اعتراض نہ کیا کہ جب ہم ان کتابوں کو مانتے ہیں جن کی تصدیق خود قرآن مجید کرتا ہے تو کیوں ہم کو نومسلم بنایا جارہا ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اگرچہ وہ کتابیں واقعی الہامی ہیں لیکن

ان میں زمانہ کی دست برد۔ شریر اشخاص کی شرارت۔ تمدن انسانی کے نقص وغیرہ وغیرہ وجوہات سے مضامین میں غلط ملط واقع ہو گیا تھا۔ اور بہت سی ایسی باتیں پیدا ہو چکی تھیں جو خلاف احکام الہٰی تھیں۔ لہٰذا کتب سابقہ کے اصل مضامین قرآن مجید کی صورت میں ازسرنو نازل ہوئے۔ اور جو لوگ اس کے پیرو ہوئے وہ نومسلم کہلائے غرضیکہ اسلام کا تو یہ معمولی دستور ہے کہ اگر کوئی شخص راہ راست سے بھٹک کر ازسرنو پابند اسلام ہو تو وہ بھی نومسلم کہلاتا ہے۔

قرآن مجید کے پارہ ولو اننا کو رکوع ۱۲ سے لیکر آخر پارہ تک ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کا بیان و اظہار کس عجیب پیرایہ میں فرمایا ہے۔ رکوع ۱۲ میں تو تمہیداً یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام زمین و آسمان و مافیہا کا خالق و مالک و منتظم و احد ہے۔ اور تمام کائنات اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کے بعد انسان کی توجہ کو اس طرف مایل کیا ہے کہ جو ایسی زبردست۔ قادر مطلق و مدبر ذات ہے۔ وہی قابل پرستش ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اے لوگو تم اسباب کو سمجھتے ہوئے دوسرے کی (ماسوا اللہ) عبادت نہ کرو۔ زمین میں کفر و شرک (فساد فی المذہب) کو رواج نہ دو۔ اور ہمارے احکام پر مضبوطی سے قائم رہو۔ اس کے بعد اشارتاً یہ بتلایا ہے کہ انسان کے لئے ہماری رحمت محض اسی قدر محدود نہیں ہے کہ محض ایک ہی دفعہ ہم تم کو اپنے احکام و ہدایات کی تعلیم دے کر پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیام دنیا تک خاموش ہو جائیں۔ (خواہ وہ ہماری تعلیم زمانہ کی دست برد۔ شریر اشخاص کی شرارت۔ یا انسانی تمدن کے نقص۔ سیاہی۔ کاغذ۔ مطبع وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے غلط ملط ہو جائے۔ یا محض زبانی یادداشت پر ہونے کی وجہ سے کم و بیش ہو جائے یا بالکل ہی مفقود ہو جائے) نہیں نہیں ہمارا قاعدہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر کبھی مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر ہماری تعلیم و ہدایت پر دنیا کا عمل جاری نہ رہے۔ اور بلحاظ ترک عمل کے وہ تعلیم بالکل مردہ ہو جائے تو ہم اپنے احکام و ہدایات پھر کسی نہ کسی نبی پیغمبر۔ یا اوتار کی معرفت ازسرنو جاری کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ جب کبھی زمین قلت باران

یا خشک سالی کی وجہ سے نباتات و روئیدگی سے محروم ہو کر مثل مردہ ہو جاتی ہے تو ہمارے ابر رحمت اٹھتے اور برس برس کر زمین کو از سر نو تازہ و سرسبز بنا دیتے ہیں۔ ایسی ہی کیفیت ہمارے احکام و ہدایات کی ہے۔ جو کہ روحانی زندگی کے لئے مثل پانی کے تازہ و شاداب کرنے والے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جب انسان ہمارے احکام سے غافل یا بیراہ ہو کر روحانی نشو و نما سے محروم ہو جاتا ہے تو ہماری رحمت تعلیم کی بارش ہوا کرتی ہے۔ اور پھر اسی بات کو زیادہ تر واضح کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ نے اس جگہ آخر پارہ تک متعدد مثالیں دے کر سمجھایا ہے کہ جب انسان احکام شرعیہ سے غافل ہو کر شرک و کفر و دیگر بدعات میں پڑ گیا تو حضرت نوح علیہ السلام ہماری تعلیم و ہدایات لے کر آئے۔ اور لوگوں کو از سر نو روحانی زندگی بخشی۔ اور پھر اس کے بعد جب جب انسان احکامات الٰہی سے غافل و لاپرواہ یا بیراہ ہو کر احکام شرعیہ کا پابند نہ رہا تو پے در پے حضرت ہود علیہ السلام صالحؑ۔ حضرت لوطؑ۔ حضرت شعیب۔ حضرت موسیٰ علیہم السلام و غیرہ وغیرہ مبعوث ہوتے رہے۔ اور اس بنیادی تعلیم۔ یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ وغیرہ (یعنی اے قوم شرک و کفر کو چھوڑ کر اللہ ہی کی عبادت کرو۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی قابل پرستش ہی نہیں ہے) کے ساتھ ساتھ دیگر موجودہ عادات قبیحہ کی اصلاح کے احکام سنا سنا کر از سر نو نو مسلمین کی جماعت طیار کرتے رہے۔ پس اس لحاظ سے بھی جبکہ مہارانا صاحب موصوف جملہ رسومات کفر و شرک کو قطعاً چھوڑنے کا تہیہ کر کے یکسوئی و راسخ الاعتقادی سے اسلام پر ثابت و قائم ہوتے ہیں (اور وہ بھی ایسی حالت کے بعد کہ اول تو پہلے سے ہی وہ بقول خود صحیح معنوں میں مسلمان نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ سماجی تحریکوں نے ایمان میں اس قدر لغزش پیدا کر دی تھی کہ اگر توفیق خداوندی شامل حال نہ ہوتی تو بلا شک کلیتہً مرتد ہو چکے تھے) تو ایسی حالت میں اب اگر ان کو نو مسلم کہدیا جاتا یا کہدیا جائے تو ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں ہے۔ بشرطیکہ دل میں یہ بدنیتی نہ ہو کہ بات کا بتنگڑ بنا کر خواجہ صاحب کو مطعون کیا جائے اور اپنے سر سے خفت کا بار اُتارا جائے۔

ہم نے ایک جگہ اوپر لکھا ہے کہ حضرت ہود۔ صالح ولوط وغیرہ علیہم السلام.....
.... نومسلین کی جماعت تیار کرتے رہے۔ تو شاید یہاں پر بعض اشخاص
کو یہ شبہ گزرے کہ ان انبیاء کے وقت میں اسلام ہی کہاں تھا۔ جو وہ لوگ مسلم
کہلاتے۔ اسلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے جاری ہوا ہے تو
یہاں یہ ذکر کر دینا بھی خالی از منفعت نہیں کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اسلام محض
آنحضرت صلعم کے وقت سے ہے۔ کیونکہ قرآن مجید واحادیث صحیحہ کی تعلیم کے مطابق
ہم مسلمانوں کا ایمان و عقیدہ ہے کہ ابتدار آفرینش سے دنیا میں دراصل خداوندی
مذہب محض اسلام ہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام دین اسلام پر ہی پیدا ہوئے اور
جسقدر بھی سچے نبی۔ پیغمبر یا اوتار گزرے ہیں وہ سب یہی تعلیم لے کر آئے ہیں کہ محض
اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو۔ اس کے سوا کسی اور کو معبود (یعنی قابل پرستش و
پوجا۔ قابل نذر گزرانی۔ قابل حاجت روائی) نہ مانو۔ سچے انبیا یا اوتاروں کی قدر
و منزلت کرو اور ان کو منجانب اللہ ہدایت یافتہ ہونے پر یقین کرکے ان کے قدم
بقدم عمل کر صراط مستقیم پر قائم ہو جاؤ۔ کیونکہ انبیار مخلوق کے لئے عملی نمونہ بھی ہوتے ہیں
اور اسبات کو دلنشین کر لو کہ جو کام بھلا یا برا تم یہاں کر رہے ہو اس کا اجر ملتا ہے۔
اور خدا نے دنیا میں بھی جزا یا سزا دینے کے علاوہ ایک اور بھی وقت حساب کتاب کے
لئے مقرر کیا ہوا جس کو یوم قیامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کا بھی کامل یقین رکھو
کہ وہ وقت ضرور آنے والا ہے اور خدائے تعالیٰ کی قدرت و جبروت کو پیش نظر رکھتے
ہوئے اعمال صالحہ (جن کی تفصیل کتب الہامی میں موجود ہے) کے پابند بنو۔ اور
احکام الہٰی کے خلاف عمل نہ کرو۔ پس جس مذہب میں خواہ اس مذہب کا نام اختلاف
زبان کی وجہ سے کچھ ہی ہو مذکورہ بالا اوصاف موجود ہیں۔ قرآن مجید بڑی فراخدلی
و وسعت نظری سے بلا کسی تعصب کے اس مذہب کو اسلام کا خطاب عطا فرماتا
ہے اور پکار پکار کر فرماتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی
خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کا ایسا ہی رابستہ تو اسلام خواہ ایسا مذہب عرب میں کسی

بنی کی معرفت اشاعت پائے یا ہندوستان وامریکہ وغیرہ میں کسی نبی یا اوتار کی معرفت پھیلے۔ (یہ ہے وسعت دائرۂ اسلام کی) غرضکہ قرآن مجید نے تو صاف صاف فیصلہ فرمادیا ہے کہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنی جو لوگ (نبوت محمدیہ پر) ایمان لائے ہیں یا یہودی ہیں یا نصاریٰ یا صابئی ہیں (غرضکہ) جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لایا (یعنی محض اسکو ہی قابل عبادت مانتا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک فی الذات والصفات نہیں جانتا اور یہ باور کرتے ہوئے کہ ہمیں نے ایک روز اپنے خالق ومالک کے روبرو اعمال کی جزا وسزا کے لئے پیش ہونا ہے) یوم آخرت کے ہونے پر بھی ایمان دالیقان رکھتا ہے (اور اس خوف سے بھی) اعمال صالحہ کا پابند ہے۔ پس ایسے لوگوں کا اجر خدائے تعالیٰ کے ہاں یہ ہے کہ (یوم آخرت کی سختی کا) نہ تو اُن پر خوف ہوگا اور نہ کسی قسم کا ان کو غم وحزن ہونے پائے گا۔ پس ایک صحیح العقل خالی از تعصب متلاشی حق شخص کو مذکورہ بالا آیات قرآنی کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد قطعاً گنجائش نہیں رہتی کہ وہ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے سے انکار کرسکے۔ قرآن مجید نے انبیاء کی آمد کو کبھی محض عرب تک محدود نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف صاف ارشاد ہے۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جس میں ہمارے پیغامبر نہ پہنچے ہوں۔ پس اس آیت کو پچھلی آیت کے ساتھ ملانے سے صاف واضح ہوگیا کہ دنیا میں مختلف اوقات میں مختلف انبیا کی معرفت اسلام کی ہی تعلیم دی جاتی رہی ہے۔ خواہ وہ تعلیم بصورت قرآن مجید ہو یا تورات وانجیل کی صورت میں اور یا بصورت وید وغیرہ۔ اور عام اس سے کہ یہ تعلیم عرب میں جاری ہو یا ہندوستان، یورپ وغیرہ میں اور وہ تعلیم دینے والے خواہ حضرت عیسیٰ وموسیٰ علیہ السلام ہوں یا محمد صلعم ہوں یا رام کرشن وغیرہ ہوں غرضیکہ قرآن مجید

نے ایک عالمی اور صلح کل مذہب دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے جس
کا نام اسلام ہے۔ خواہ وہ ممالک مختلفہ میں کسی نام سے موسوم ہو۔ مگر جس
مذہب میں مذکورہ بالا اوصاف موجود ہیں وہ بحیثیت قدر اوصاف جزواً یا
کلاً اسلام ہے۔ ہاں یہ واضح ہو کہ ہمارے آریہ بھائی جو خدا کو ایک فی الذات
والصفات تو مان چکے ہیں۔ اور بت پرستی ترک کر چکے ہیں۔ اس لحاظ
سے وہ شارع اسلام کے قریب خیال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ استاد
کامل سے فیضان تعلیم ابھی تک حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے وہ ابھی تک یہ
مراحل طے نہیں کر سکے۔ کہ یوم آخرت۔ اور وقتاً فوقتاً ضرورت آمد انبیا
یا اوتار کو سمجھ سکیں۔ اور جس روز انہوں نے اس امر کو سمجھ لیا کہ خدا جو اپنی
مخلوق اور زمانہ کے رد و بدل سے واقف ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا (یعنی
انصاف مقتضی نہیں) کہ محض ایک دفعہ وید نازل کر کے ہمیشہ کے لئے ہدایت
کا دروازہ بند کر کے خاموش بیٹھ جائے (خواہ ابتدا آفرینش میں تعلیم بالکل
معدوم ہونے کی وجہ سے دیوانگی وغیرہ اور ان کے ہمعصر جملہ ان پڑھ ہونے
کی وجہ سے۔ کاغذ سیاہی یا مطبع وغیرہ کی عدم موجودگی سے یا بام مارگیوں
وغیرہ کی شرارت سے وید کے اندر کچھ ہی رد و بدل ہو جائے) نیز جب انہوں
نے آخرت کو مان لیا اور آخر کار یہ سب کچھ ماننا پڑیگا تو وہ اس روز مسلم
ہی ہوں گے۔ خواہ وہ آریہ کہلائیں یا پارسی۔ کیونکہ اصول مذہب
تو وہی چیزیں ہیں جن کو ہم قرآن مجید کی رو سے اصول اسلام بتلاتے
ہیں۔ باقی یہ سب جانتے ہیں۔ مثلاً سچ اور دیانتداری اچھی شے ہے۔ اور
اور جھوٹ و فریب بری شے۔

اسلام اور انبیاء کی پوزیشن کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید
نے خود اپنی نسبت بلا کسی تعصب و جانبداری کے صاف فرما دیا ہے۔ انہ
لفی الصحف الاولیٰ۔ انہ لفی زبر الاولین۔ یعنی قرآن مجید کی تعلیم

کوئی نئی تعلیم نہیں.............بلکہ یہی اصولی تعلیم اس سے پہلی کتب الہامیہ میں نازل ہوتی رہی ہے۔ اور اب چونکہ وہ پچھلی کتابیں زمانہ کی دست برد انسانی غفلت و شرارت و نقص تمدن انسانی کی وجہ سے خلط ملط یا گم اور ناقص ہو گئی ہیں۔ لہٰذا خدائے تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے بمعرفت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس تعلیم کو خالصاً اور بصورت مجموعہ واحد قرآن مجید کے نام سے موسوم فرما کر از سرنو نازل فرما دیا ہے۔ اور اس کی وہی مثال ہے جو کہ قرآن مجید نے اوپر بتلائی ہے کہ جب زمین قلت باراں و خشک سالی کی وجہ سے اپنی نباتات سے محروم ہو کر مثل مردہ ہو جاتی ہے تو ابر رحمت برس کر از سرنو سبزی پیدا ہو جاتی ہے۔ غرضکہ قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق نہ اسلام کوئی نیا مذہب ہے جو محض حضرت محمد صلعم کے وقت سے شروع ہو نہ قرآن مجید کوئی نئی یا اجنبی کتاب ہے اور نہ ہی انبیا یا اوتاروں کا پیدا ہونا محض عرب یا ہندوستان کیلئے مخصوص ہے بلکہ جہاں بھی اس کی مخلوق موجود ہے وہاں ہی اس کی رحمت بھی سایہ کئے ہوئے ہے۔ جب انسان راہ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے یا اس پر کاربند نہیں رہتا تو اس کی رحمت جوش زن ہوتی ہے۔ اور چاہتی ہے کہ اپنی ہدایت کا دروازہ کھولدے۔ اور جو شخص اس رحمت الٰہی سے فیضیاب ہو کر دوبارہ راہ راست (اسلام) پر آجاتا ہے۔ وہ بلا شبہ نو مسلم کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ پس اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اگر خواجہ صاحب نے مہارانا صاحب کو نو مسلم لکھدیا ہوتا تب بھی قابل اعتراض نہ تھا۔ اور خاص کر اس صورت میں جبکہ مہارانا صاحب کو خود اعتراف ہے کہ وہ صحیح معنوں میں ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو مسلمان ہوئے ہیں۔ اور اپنے لئے نو مسلم کا خطاب بھی پسند فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانفرنس نو مسلمین کے اجرا میں سب سے آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں تاریخ کا تقید (یعنی ۸ مارچ ۱۹۲۶ء) صحیح معنوں میں مسلمان ہونے کے لئے

بذاتِ خود قابلِ غور شے ہے۔

(دوم) دوسری وجہ آریہ اخبارات کی توجیہہ ناقابل پذیرائی ہونے کی یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے ہاں حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص جب تک غیر مسلمین کے رسم ورواج پر عامل ہے وہ غیر مسلم ہے۔ اور جب اسلام کی راہ پر آجائے اسی وقت سے مسلم۔ اور اگر کسی آریہ بھائی کو اس اسلامی اصول سے انکار ہے تو کیا مہربانی فرما کر اور ہٹ دہرمی سے دور رہ کر وہ عملاً اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص برائے نام آریہ ہو کر اپنا نام بھی اسلامی رکھے۔ طریق مذہب اسلام سے ملتا جلتا رکھے گوشت چرند و پرند گائے وغیرہ استعمال کرتا ہو تو کیا آریہ سماج بصورت موجودہ مذکورہ اسکو آریہ شمار کر سکتی ہے۔ اور اگر اس کا جواب حقیقت سے انحراف کرتے ہوئے اثبات میں ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ ان برائے نام مسلمانوں کو جو سر پر چوٹا بھی رکھتے ہیں اور اپنی تعلیم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے مندروں میں جاکر شو اور مہا دیو کے گھنٹے بھی بجاتے ہیں اور دیگر رسومات ہندوانی کے پابند ہیں ان کے شدھ کئے جانے کا شور بڑے فخر سے مچایا جاتا ہے کہ ہم نے اتنے مسلمانوں کو شدھ کر لیا۔ پس جس طریق سے ایسے اشخاص کو جن کا طریق عمل ہندوانی ہے ہندو بنا لینا آریوں کے نزدیک قابل فخر ہے۔ اسی اصول کے مطابق ان اشخاص کو جن کا طریق عمل ہندوانی ہے مسلمان بنا لینا بطریق اولیٰ قابل فخر ہے اور جس طریق سے مذکورہ بالا ہندوانی طریق والوں کو برائے نام تغیر کے بعد شدھ کے نام سے پکارنا جائز ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایسے ہندوانی طریق سے اسلام کے اندر آنے والوں کو جن کے حالات میں اس قدر تغیر عظیم واقع ہو چکا ہے کہ کسی ترغیب یا ترہیب کے بغیر محض اسلام کی حقیقت و صداقت پر فدا ہو کر جبکہ سابقہ ہندوانی طریق عمل کو خیرباد کہہ دیا ہے

کیوں نومسلم کے نام سے نہ پکارا جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارا ثنا صاحب کے اسلام میں اور آپ کے برائے نام شدھ کردہ اشخاص کی شدھی میں عمل و قول کی نسبت ہے۔ یعنی مسلمان تو ایسے اشخاص کو نومسلم خیال کرتے ہیں جوکہ پہلے برائے نام (قولاً) مسلمان تھے۔ لیکن عملاً ہندو۔ اور آپ ایسے اشخاص کو شدھ شمار کر لیتے ہیں۔ جو درحقیقت عملاً پہلے سے ہندو ہی تھے۔ اور برائے نام (قولاً) مسلمان۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

کاش آپ سمجھ سکیں کہ قول وزن دار شے ہے یا عمل! بس تمام حقیقت سے آشنا ہوتے ہوئے آریہ صاحبان نے جو اخبارات کے صفحے کے صفحے ناحق سیاہ کئے ہیں وہ محض اسی غرض کے لئے کہ خواجہ صاحب کی نسبت یہ مشہور کیا جائے کہ انہوں نے بالعمد پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے یہ مشہور کیا ہے کہ ایک جنم کے ہندو مہارانا نے معہ ساڑھے پانچ لاکھ اشخاص اسلام قبول کیا ہے۔ اور اس طرح سے خواجہ صاحب کی نیکنامی کو ضائع کرکے پبلک میں بدظنی پھیلائی جائے۔ لیکن یاد رہے کہ مکاری اور افترا کبھی سرسبز نہیں ہوتے۔

رہی یہ بات کہ عوام الناس میں ایک بات کا غلط طور پر یا حُسنِ ظن کی بنا پر خواہ مخواہ مشتہر ہوجانا اس کا جواب وہ یا ذمہ وار خواجہ صاحب موصوف کو ہرگز ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب کہ ان کا اعلان بالکل صاف ہے۔ جو ہم نے اس عریضہ کے شروع میں حرف بحروف درج کردیا ہے۔

حکیم عبدالعزیز خاں۔ تراوڑی ضلع کرنال

جب ساگبارہ کے راجہ مسلمان ہوئے

تو آریہ سماج نے بھیل قوم کو بھڑکا کر ایک جلسہ راجہ صاحب ساگبارہ کے خلاف کرایا۔ جس میں سو یا سوا سو بھیل جمع ہوئے تھے اور اس جلسہ کی تجویز نمبر ۳ میں یہ پاس کیا کہ ساگبارہ کے راجہ کو مسلمان ہو جانے کے سبب ریاست سے محروم کر دیا جائے۔

اس وقت علاوہ مہارانا نصر اللہ خاں کی حمایت کے انکلیشور ملک گجرات کے مسلمانوں نے بھی ایک جلسہ کیا تھا۔ جس کی مفصل کارروائی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مہارانا کی حمایت اور انکلیشور کے جلسہ کی حمایت کے سبب راجہ ساگبارہ ریاست سے محروم نہیں ہوئے۔

(حسن نظامی)

تجویز نمبر ۱۔ جو عام جلسہ مسلمانان انکلیشور واقعہ جامع مسجد بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء بہ تحریک جناب غلام حسین موسیٰ بھائی و تائید جناب مولانا عبد اللہ صاحب بالاتفاق رائے منظور ہوئی۔

کہ یہ جلسہ راجہ صاحب **ساگبارہ** کو ان کے مسلمان ہو جانے اور معتین افراد خاندان کے داخل اسلام ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ قادر مطلق ان کو استقامت اور راہ ہدایت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان پر خدائے برتر کی حسب دلخواہ برکتیں نازل ہوں۔

تجویز نمبر ۲ - یہ عام جلسہ مسلمانان انگلیشور واقعہ جامع مسجد بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء میں بتحریک جناب میر یوسف علی - غلام علی صاحب انعامدار و بتائید جناب مسٹر حسین خاں صاحب شجاعت خاں صاحب اتفاق عام سے جناب مہاراجہ صاحب راج پیپلا سے استدعا کرتا ہے کہ اس تجویز ۳ کو جو انگلیشور میں بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء سوسوا سو بھیلوں نے منظور کی تھی اس کو قطعی بے اثر سمجھیں - جس کو راجہ صاحب ساگبارہ کے قبول اسلام کے سبب منتظم گجرات پراونشل بھیل سبھا نے راجہ ساگبارہ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے پاس کیا تھا - کہ راجہ صاحب کو گدی سے اتار دیا جائے -

---

تجویز نمبر ۳ یہ عام جلسہ مسلمانان انگلیشور واقعہ جامع مسجد بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء میں بتحریک جناب صدر و بتائید محرک تجویز ۲ بالاتفاق رائے منظور کرتا ہے کہ منتظم گجرات بھیل پراونشل سبھا نے بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء کو سوا سو بھیلوں کو جمع کرکے ایک معمولی جلسہ انگلیشور میں کیا تھا - اور حسب ذیل تجویز ۳ کو اس غرض سے منظور کیا تھا کہ راجہ صاحب ساگبارہ کو محض ان کے قبول اسلام کی بنا پر مہاراجہ صاحب راج پیپلا پر اثر ڈال کر نقصان پہنچایا جائے اور ان سے تاج و تخت کے حقوق چھین لئے جائیں بھیل سبھا نے کہا تھا کہ

ساگبارہ کا تخت بھیل وساوا کا ہے - اس تخت پر وہی راجہ قابض رہ سکتا ہے جو ہندو مذہب کا پیرو ہو - سابقہ وساوا کے بڑے بیٹے نے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا ہے اس لئے ان کا حق تخت نشینی ساقط ہو گیا پس یہ جلسہ عاجزی کے ساتھ مہاراجہ صاحب راج پیپلا کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ اس معاملہ کی

تحقیقات کریں۔ اور تخت کسی دوسرے وساوا
خاندان کے شخص کے سپرد کر دیں۔ جو ہندو مذہب
رکھتا ہو"

اس لئے یہ جلسہ سبھل سبھا کے ریزولیوشن کی تردید کرتا ہے۔ اور
ہز اکسیلنسی گورنر صاحب بہادر بمبئی سے عاجزانہ التجا کرتا ہے کہ وہ ساگبارہ
کے راجہ صاحب کے حقوق وراثت کی حفاظت کریں۔ تاکہ راجہ ساگبارہ اس
تجویز کے سبب خطرہ میں نہ پڑجائیں۔

تجویز نمبر ۴۔ یہ عام جلسہ مسلمانان انکلیشور واقعہ جامع مسجد بتاریخ
۴ ستمبر ۱۹۲۶ء میں بتحریک جناب عبدالقادر صاحب قانون گو و بتائید جناب
حاجی شیخ حسن شیخ رسول صاحب بہروچی و جناب محی الدین غلام احمد صاحب بالاتفاق
رائے منظور ہوئی۔

کہ گجرات میں عموماً اور اس تعلقہ میں خصوصاً ہندو مسلمانوں کے
تعلقات دوستانہ ہیں۔ اس لئے یہ جلسہ اپنے ہندو بھائیوں سے اپیل کرتا
ہے کہ وہ موجودہ تعلقات کو عمدگی سے برقرار رکھنے بلکہ اس سے بھی زیادہ
مستحکم بنانے کی کوشش کریں۔ اور ان لوگوں کی خودغرضانہ بکار باتوں کو
نہ سنیں جو دونوں قوموں کے روادارانہ تعلقات خراب کرنا چاہتے ہیں۔

(صدر جلسہ کے دستخط)

لالہ لاجپت رائے کی گھبراہٹ

ناظرین کو معلوم ہے کہ لالہ لاجپت رائے نے
ایک انگریزی اخبار "پیپل" اور ایک اردو
اخبار "بندے ماترم" جاری کر رکھا ہے مسلمان
مہاراجا کی آمد پنجاب کے متعلق یوں تو سب

آریہ اخبارات نے بہت غل مچایا۔ اور بہت سخت مضامین لکھے۔ جن کے اقتباسات اس کتاب کے شروع میں ناظرین نے پڑھے ہوں گے۔ مگر لالہ لاجپت رائے کے اخبار روزانہ بندے ماترم کو سب سے زیادہ پریشانی اور گھبراہٹ مہارانا نصراللہ خاں صاحب کے پنجاب میں آنے سے ہوئی۔ اور وہ آج تک روزانہ مہارانا کے خلاف مضامین شایع کر رہا ہے۔

ٹائیفائد بخار زہریلا بخار ٹائیفائد کہلاتا ہے۔ اور اس کی میعاد ۲۱ دن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ مگر بندے ماترم کو مہارانا کی آمد کا ایسا ٹائیفائد ہوا ہے کہ ۲۱ دن گزر جانے کے بعد بھی حرارت کم نہیں ہوئی۔ حالانکہ لالہ جی پنجابی مسلمانوں کی بیداری کا حال دیکھکر جو مہارانا کی آمد سے پیدا ہوئی ہے۔ یورپ کو بھاگ گئے۔ ہرچند پنجاب کے ہندوؤں نے ان کو روکا کہ یہ موقعہ پنجاب کو اکیلا چھوڑ کر یورپ جانے کا نہیں ہے۔ مگر لالہ لاجپت رائے کے اوسان گم تھے حواس باختہ تھے۔ اس واسطے انہوں نے ایک منٹ کا توقف بھی نہ کیا۔ اور راولپنڈی نام کے جہاز میں سوار ہو کر ولایت چلے گئے۔ اب ان کے اخبار "بندے ماترم" کی یہ حالت ہے کہ سوتے سوتے بہکتا ہے۔ ڈرتا ہے۔ اور اس کو خواب میں بھی حسن نظامی اور مسلمان مہارانا کی صورتیں نظر آتی ہیں۔

بندے ماترم کی شرارت بخار کے ہذیان میں بھی "بندے ماترم" شرارت سے باز نہیں آیا۔ اس نے ڈاکٹر سر محمد اقبال اور مولانا محمد علی امیر جماعت قادیان اور مولانا عصمت اللہ واعظ جماعت قادیان اور ڈاکٹر یعقوب صاحب قادیانی وغیرہ مسلمانوں سے مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کے خلاف سوالات کئے۔ مقصد ان سوالات کا یہ تھا کہ مولانا ظفر علی خاں نے مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کے مخالفانہ مضمون کے جواب میں دو تین مضمون لکھے تھے۔ اخبار بندے ماترم کو مولینا ظفر علی خاں صاحب کے یہ مضامین بہت ناگوار ہوئے۔

اور اس نے مذکورہ مسلمانوں سے شرارت آمیز مغالطہ دے کر سوالات کئے مگر
ان مسلمانوں نے ایسے دندان شکن جواب دئے کہ ہندے ماترم ششدر رہ گیا
صرف ڈاکٹر یعقوب قادیانی ہندے ماترم کا شکار ہو گئے اور انہوں نے اس کی
تائید میں کچھہ لکھدیا۔ باقی کسی نے بھی مولانا ظفر علی خان کی مخالفت نہ کی اور
ہندے ماترم کو مایوس ہونا پڑا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے تو یہاں تک کہدیا
کہ میں بھی نومسلم ہوں۔ کیونکہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کشمیری برہمن ہیں۔
ان کے بھی بزرگ مسلمان ہوئے تھے۔

ہندے ماترم کو سب سے زیادہ توقع مولانا سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر اخبار
سیاست سے تھی کہ وہ مولانا ظفر علی خان صاحب کے خلاف ہندے ماترم کے
حسب منشا بہت سخت جواب لکھدیں گے۔ مولانا سید حبیب شاہ ہندے ماترم کی
شرارتوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ہندے ماترم کے جوابات
کے ساتھ ہی چار مئی کے روزانہ اخبار سیاست میں کئی مضمون مہارانا نصر اللہ
خان صاحب کی حمایت اور ہندے ماترم کی مخالفت میں لکھدئیے۔ جس سے ہندے ماترم
کے دانت کھٹے ہو گئے۔ سیاست کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے

۴ مئی کا سیاست

اسلامی اخبار سیاست لاہور نے ۴ مئی ۱۹۲۰ء
کے پرچے میں جو کچھہ ہندے ماترم کے خلاف لکھا
اس کا خلاصہ یہ ہے۔

مہارانا نصر اللہ خان کی آمد کا قضیہ

انجمن حمایت اسلام لاہور
کے سالانہ اجلاس کے
ساتھ نومسلم کانفرنس بھی ہوئی تھی جس کے صدر مہارانا ناہر سنگھ نصر اللہ خان
صاحب والی اگر مود تھے۔ ان کی تشریف آوری پر مسلمانوں نے ان کو نومسلم
سمجھ کر اظہار مسرت کیا۔ ہندو اخبارات چراغپا ہوئے کہ ان کے آباؤ اجداد کئی
سو سال ہوئے مسلمان ہوئے تھے ان کو نومسلم کیوں کہتے ہو۔ انہوں نے

خواجہ حسن نظامی پر اعتراض کی بوچھار کردی۔ خواجہ صاحب کے پرانے مہربان اور سچ پوچھئے تو ہر مسلم کارکن کے مہربان حاجی محمد علی صاحب نے ہندوؤں کا ساتھ دیا اور خواجہ صاحب کو جھٹلایا۔ اس پر خواجہ صاحب کے ایک نادان دوست نے ایسے کلمات لکھے جن سے اسلام کی تعلیم پر حرف آتا تھا۔ اگلے دن کی بات ہے کہ دفتر سیاست میں معزز معاصر سنڈے ٹائمز کا ایک نمائندہ آیا اور اس نے مجھ سے اچانک یہ سوالات پوچھے۔

(۱) کیا یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کی کسی سیاسی یا اخلاقی یا مذہبی ناز یبا حرکت پر اعتراض کرے خواہ معترض کتنا ہی حق بجانب اور راستی پر ہو۔ لیکن ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مسلمان ناحق پر بھی ہو تو وہ مسلمان کی رعایت کرے۔

(۲) کیا دروغ مصلحت آمیز شرعاً جائز ہے؟ میں نے جواب میں کہا۔ کہ

(۱) نہیں بلکہ قرآن شریف میں صاف حکم آیا ہے کہ کوئی تم سے سخت برائی بھی کرے تو بھی اس کی برائی کی وجہ سے تم انصاف کا راستہ نہ چھوڑو۔ بلکہ تم انصاف کرو۔ اس لئے کہ انصاف پرہیزگاری کے قریب ترین ہے۔ دوسری جگہ نہایت واضح حکم آیا ہے کہ خواہ تمہیں کیسے ہی قریب ترین رشتہ دار کے خلاف شہادت کیوں نہ دینی پڑے۔ تم سچ کو ہاتھ سے نہ دو۔ اسلام کسی حالت میں بھی حق و صداقت سے انحراف کی اجازت نہیں دیتا۔

(۲) میں شرع کے متعلق کوئی بات کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن جہاں تک میں اسلام کو سمجھا ہوں۔ اسلام ہرگز دروغ مصلحت آمیز کی اجازت نہیں دیتا۔

کیا ہمارا نانا پرانے مسلمان ہیں

اس کے بعد مجھے زمیندار کا پرچہ دکھایا گیا۔ میں نے صاف کہدیا کہ میں ظفر علی اور محمد علی کی جنگ زرگری کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ مجھے علم

تھا کہ میرے جوابات پرائیویٹ نہیں ہیں اور کہ یہ بندے ماترم میں ضرور شایع ہوں گے۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ جو سوالات بندے ماترم میں شایع ہوئے ہیں ان میں سے پہلے ہی سوال میں ظفر علی خان اور محمد علی کا جھگڑا موجود ہے۔ مجھ سے یہ سوال ہرگز اس طرح نہیں کیا گیا۔ جس طرح سوال پوچھے گئے میں نے ان کو پورا درج کر دیا ہے۔ لیکن ان سوالات کے بعد میں نے از خود ایک بات معزز بندے ماترم کے موقر نامہ نگار سے کہی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اسکو ضرور درج کریں۔ مگر افسوس ہے کہ اسکو بھی نہیں شایع کیا گیا۔ لہذا میں مجبور ہوں کہ سیاست کے ذریعہ سے اس نکتہ کو واضح کر دوں میں نے کہا تھا کہ یہ صحیح ہے کہ مہارانا نصر اللہ خان کے آبا و اجداد کئی سو سال ہوئے مسلمان ہوئے تھے۔ مگر ان کے بعض عقائد کے اعمال و افعال اور ان کے رسم و رواج مشرکین کے سے تھے اور اکثر باتیں ایسی تھیں جو ان کو نا مسلمان ٹھہراتی تھیں۔ ان کی موجودگی میں ان کو مسلمان کہنا اسلام کا مضحکہ اڑانا ہے۔ مردم شماری کے کاغذات میں تو وہ لوگ خدا کے وجود رسالت کی ضرورت اور قرآن پاک کے منزل من اللہ ہونے سے انکاری ہیں خود کو مسلمان لکھواتے ہیں لیکن ایسا کرنے سے وہ مسلمان نہیں ہو جاتے۔ مہارانا صاحب مردم شماری کے کاغذات میں مسلمان تھے اسلام کی نظر و ثبات میں نہ تھے۔

ہم نے خوشی کیوں منائی

کوئی چھ ماہ کی بات ہے کہ مہارانا صاحب اور ان کی قوم نے ارتداد شرک کے حلقہ سے باہر قدم رکھا۔ اس سے قبل ان کا نام بھی اسلامی نام نہ تھا جس روز انہوں نے کفر و شرک سے توبہ کی وہ اس روز مسلمان ہوئے اور شرع ان کو نو مسلم ہی قرار دیتی ہے کسی گڈریا کی بھیڑوں میں اضافہ ہو تو وہ خوش ہوتا ہے لیکن کھوئی بھیڑ کی واپسی اس کے لئے کہیں زیادہ مسرت کا باعث ہوتی ہے۔ ہر انسان لڑکا پیدا ہونے کی خوشی مناتا ہے۔ اگر کسی کے بیس لڑکے ہوں تو وہ اکیسویں

کی پیدائش سے اور ان سب کے تندرست و توانا رہنے سے خوش ہوگا لیکن اگر ایک لڑکا گم ہوجائے یا از خود بھاگ جائے اور وہ واپس آئے تو اس کی آمد کی اس باپ کو یقیناً بہت ہی زیادہ خوشی ہوگی جس سے مولود کی پیدائش یا بیس بچوں کی عافیت کی مسرت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہم مسلمان ہر غیر مسلم کے مسلمان ہونے سے خوش ہوتے ہیں اور ہوں گے لیکن جب ایک مسلمان جادۂ اسلام سے دانستہ یا غلطی سے منحرف ہو تو اس کی واپسی ہمارے لئے کہیں زیادہ مسرت و انبساط کا باعث ہوتی ہے اور ہونی چاہئے اور یہ ہی وجہ ہے کہ مہاراناں کی آمد پر مسلمانان پنجاب نے اسقدر مسرت کا اظہار کیا۔ امید ہے کہ یہ جواب ہمارے ہندو معاصرین کی تشفی کر دے گا۔ اور وہ آئندہ اس ناگوار بحث کو بند کر دیں گے (حبیب)

مولانا ظفر علی خاں کا جواب

ہندو ماترم نے جس شرارت اور دغا شعاری سے مسلمان لیڈروں کو دھوکا دیکر سوالات کئے تھے ان کی حقیقت اوپر کے مضمون میں مولانا سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست نے اچھی طرح ظاہر کر دی ہے مگر اب سکے بعد حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب کا منہ توڑ جواب بھی پڑھ جانا چاہئے جو ۳ مئی ۱۹۲۷ء کے زمیندار میں شایع ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔

حق کیا ہے؟

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا ۔ وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

ٹھاکر الیسر سنگھ ناہر سنگھ والی آسود کی نسبت اعلان ہوا کہ وہ ناہر سنگھ سے یکایک نصراللہ
خان ہوگئے اور ان کے ساتھ بہت سے راجپوت بھی جن کی شخصیت کے ماتھے پر کافرانہ ناموں
کے کلنک کا ٹیکا لگا ہوا تھا شدھی بازوں کے دم میں نہ آئے ملکہ موسنانہ نام رکھکر ظاہر اور
باطن کو ایک کرنیوالے ہوگئے خواجہ حسن نظامی نے اسپر انہیں مصلحتاً نومسلم کہدیا اسپر شدھی کے حلقوں
میں ہٹیس پڑ گئی اور جب نصراللہ خان انجمن حمایت اسلام کی نومسلم کانفرنس کی صدارت کیلئے
رونق افروز لاہور ہوئے تو انکے جلوس کی اسلامی شان و شوکت دیکھکر سنگھٹی ہندوؤں خصوصاً
آریہ سماجیوں کے سر پر ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی۔ نصراللہ خان کو انہوں نے گالیاں دے کر
اپنے اسلام دشمن دل کا بخار نکالا۔ اور خواجہ حسن نظامی کے سر پر جو پنجاب میں ان کے آنیکا باعث ہوئے
تھے۔ انہوں نے مغلظات کا جھاڑ باندہ دیا جسکے لئے ہر دوار اور سومنات سے نت نئے کانٹوں کے
کے گٹھے بندھے چلے آتے ہیں

شدھی زدہ سنگھٹنیوں سے تو بجز اس کے اور توقع ہی کیا ہوسکتی تھی لیکن محمد علی صاحب مدیر ہمدرد کا
رویہ نہایت الم ناک تھا جنہوں نے اپنا ایک غضب آلود افتتاحیہ اس دعوی کی نذر فرمایا کہ حسن نظامی
جھوٹا ہے جسنے ناہر سنگھ جیسے پشتینی مسلمان کو نومسلم قرار دینے سے اسلام کو ہندوؤں کی نظر میں
ذلیل کردیا۔ بندے ماترم جیسے ہندو اخبارات کے لئے جو محمد علی صاحب کو ایک ایک سانس میں سو سو
صلواتیں سناتے ہیں، اور ان صلواتوں کے جواب میں اپنے تلخ نوا حریف سے "باجی" کا خطاب
پاچکے ہیں، یہ موقع خداداد تھا کیونکہ ان کا عمل ہمیشہ سے اس اصول پر چلا آیا ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ
اور کڑوا کڑوا تھو" محمد علی صاحب کے افتتاحیہ کو انہوں نے دہرم شاستر کا سب سے زیادہ مقدس منتر
سمجھا اور پہلے سے بھی زیادہ جوش وخروش کیساتھ حسن نظامی کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئے اور شور مچا مچا
کر کہنے لگے کہ دیکھو خود مسلمانوں کے لیڈر نے اس جھوٹے لپاٹئے کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ ایک کلمہ گو
بھائی کے ہاتھوں دوسرے کلمہ گو بھائی کا دشمنان دین کی تضحیک و تسفیہ کے حوالے ہونا ایسا منظر نہ
تھا جسے دیکھکر جگر خون نہ ہو جاتا راقم الحروف نے پے بہ پے دو مقالوں میں محمد علی صاحب کی اس روش
پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور ایک مقام پر یہ فقرہ لکھکر اپنے الم زدہ دل کی کیفیات کا نقشہ
کھینچدیا "بخدائے لایزال اگر کسی ہندو کسی عیسائی۔ کسی بھی نامسلمان کی طرف سے ایسا

پر کوئی حملہ ہو۔ خواہ وہ کیسا ہی حق بجانب کیوں نہ ہو تو المومن للمومن کالبنیان
یشد بعضہ بعضاً کے ارشاد اقدس کے آگے سر جھکا کر سب سے پہلا شخص جو آپ پر اپنی جان
قربان کرنیکو حاضر ہوگا وہ "غدار" اور زر پرست اور مسلمانوں کے دماغوں میں زہر
پھیلانیوالے "زمیندار" کا خادم ظفر علی خان ہوگا۔

کتابت کی فروگذاشت سے "حق" کے وا دین درج ہونے سے رہ گئے یہ فروگذاشت ایک نئے فتنہ
کی تمہید بن گئی اور معاصر بندے ماترم کو راقم کے خلاف اپنا دیرینہ بغض نکالنے کا ایک نیا حربہ ہاتھ آگیا
ہمارے اس معاصر کو اسلام کی حرمت کا خیال یہانتک بے چین کئے ہوئے ہے اور اس کی ازلی و ستری شہرت
پر حرف آنیکا تصور بھی اسکے لئے اسدرجہ تکلیف دہ ہے کہ فقرہ زیر نظر کے مطالعہ کے بعد اس پر خواب و خور
حرام ہوگیا اور اس نے پہلے تو ۳۰ اپریل کا ایک طویل لذیذ افتتاحیہ اس بحث کے لئے وقف کر دیا کہ اگر مسلمانوں
نے زمیندار کی تلقین پر عمل کیا۔ تو کیا نتیجہ ہوگا اسکے بعد وہ بے بجوڑ والی ولایتی ملی لیکر ڈاکٹر اقبال، مرزا
یعقوب بیگ، مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ، مولوی عصمت اللہ احمدی، شیخ محمد امین رسالگر چند اور خدا جانے
کس کس کے پاس فتویٰ لینے کیلئے پہنچا کہ ظفر علی خان کے اس قول کے باب میں آپ حضرات کا کیا فیصلہ ہے۔ ان مفتیان
دین متین کو چاہئے تو یہ تھا کہ بندے ماترم صاحب کو سیدھا راقم کے پاس بھیجدیتے۔ جو اگر ان کی تشفی نہ کر سکتا تو اپنی
غلطی کا اعتراف کر لیتا یا وہ خود راقم سے جواب طلب کرتے کہ تم نے جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ
ظفر علیخان کو کیسا ہی جاہل کیوں نہ ہو اسلام سے اتنا نابلد نہیں ہو سکتا کہ اس کی اصولی حقیقتوں کو بھی نہ سمجھ سکے
لیکن ان کے افتا کی عاجلانہ بے تابی کو دونوں میں سے ایک بات کی بھی توفیق میسر نہ ہوئی اور بندے ماترم
کو ان کے جوابات کی نوعیت سے پنجم مئی کی اشاعت میں ایک پورے زہر افشان صفحہ پر راقم کو ہدف مطاعن
بنانیکا موقع ہاتھ آگیا جسکی چند جلی سرخیاں ملاحظہ ہوں۔

اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خواہ وہ کتنا ہی ناراستی پر ہو حمایت کرے
مولانا ظفر علی خان نے جو عقیدہ ظاہر کیا ہے وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔
اسلام میں دروغ مصلحت آمیز جائز نہیں
مولانا ظفر علی خان صاحب کے پیش کردہ عقیدے کے مطابق چند سر کردہ مسلمانوں کی رائیں۔

افسوس کہ راقم کے فقرہ میں لفظ "حق" پر کتابت میں واوین ثبت ہونے سے رہ گئے ورنہ ان تمام احمدی اور غیر احمدی بزرگوں کو جن میں سے بعض کے اسما گرامی اوپر گنائے گئے ہیں "بندے ماترم" کے لئے اتنا کی گائے کا دودھ بلو نیکی سعی جو تحصیل حاصل کا حکم رکھتی ہے نہ کرنی پڑتی۔ اگرچہ واوین کے ہونے پر بھی یہ تعریض نا آشنا بزرگ شاید راقم کا مطلب نہ سمجھ سکتے۔ پچھلے دنوں راقم نے نغکاہات میں جسٹس سر شادی لعل کو بلہجۂ تعریض ان الفاظ میں یاد کیا تھا۔

ہمارے فضیلت مآب اور معدلت انتساب چیف جسٹس سر شادی لعل کا یہ عقیدہ بالکل صحیح ہے کہ عدالت عالیہ پنجاب کی ججی کے لئے اس صوبہ کے نالائق مسلمانوں میں سے ایک بھی اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا علامہ اقبال اور شیخ عبد القادر وغیرہما سب کے سب فن قانون سے یکسر نا آشنا فیصلہ نویسی کی استعداد سے مطلقاً بے بہرہ اور دادرسی کے سلیقہ سے بالکل کورے واقع ہوئے ہیں چودھری شہاب الدین کو قسمت سے مجلس وضع قوانین کی صدارت مل گئی ورنہ اگر ججی کے لئے ان کا نام پیش ہوتا تو وہ بھی نا اہلوں کی اسی زمرہ میں داخل کر دئے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی گوناگوں نالائقیوں اور بوقلمون تمیز بافتگیوں کی تلافی کیلئے جسٹس شادی لعل کی مردم شناس نگاہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی مردم خیز سرزمین پر اٹھ کر کبھی اپنا گوشہ التفات کسی عبد الرؤف پر ڈالتی ہے اور کبھی کسی آغا حیدر پر

ارباب نظر خود انصاف فرما سکتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال اور شیخ عبد القادر اور چودھری شہاب الدین کی شان میں اس سے بہتر مدحیہ قصیدہ شاید ظہیر فاریابی بھی نہ لکھ سکتا تھا۔ لیکن اس مدح خوانی کا صلہ شیخ عبد القادر صاحب نے ایک موقع پر راقم کو اس شکوہ سے دیا کہ لوگ ان ادبی لطافتوں کو کیا جانیں وہ تو یہی سمجھیں گے کہ اقبال اور عبد القادر اور شہاب الدین واقع میں نالائق ہیں۔

جب ادبی ذوق کی یہ حالت ہو تو ہم کو ان حضرات سے جنکی فتوی نگاری نے بندے ماترم سے راقم پر یہ چوٹ کرائی کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کے خلاف تعلیم دیتا ہے یہ امید کب ہو سکتی تھی کہ وہ لفظ "حق" کو فی محلہ داخل کر سکینگے اور سمجھ لینگے کہ راقم کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا

کہ اگر کوئی نا مسلمان محمد علی پر کوئی ایسا حملہ کریگا جسکو وہ سراسر حق بجانب سمجھتا ہو تو باوجود ان اختلافات کے جو ہم دونوں کے درمیان ہیں راقم محمد علی کو اپنا دینی بھائی سمجھکر حملہ آور کا جان نثارانہ مقابلہ کرنا اپنا اسلامی فرض سمجھیگا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے حق کیا ہے؟ اس کی تصریح کے لئے اشاعت آئندہ کا انتظار فرمائیے۔ (ظفر علی خاں)

اخبار مدینہ کی اسلام پرستی

اخبار مدینہ کا ایڈیٹر مسٹر محمد علی کا شاگرد ہے جب مسٹر محمد علی نے مجھ حسن نظامی کے خلاف نہایت سخت مضامین لکھے تھے اسوقت مسٹر محمد علی کا یہ شاگرد یا مدینہ کا ایڈیٹر مسٹر محمد علی کی حمایت اور میری مخالفت میں بہت کچھ ہرزہ سرائی کرتا تھا مگر مسلمان مہارانا کے معاملہ میں خاموش رہا۔ بلکہ دبی زبان سے مہارانا کے خیر مقدم میں شروع میں اس نے تائید بھی کی مگر جب اپنے معلم الملکوت فرعون بے سامان نام کے محمد علی کو مہارانا کی مخالفت کرتے ہوئے دیکھا تو اسنے بھی ایک مذاقیہ مضمون حسن نظامی کے "خلاف اپنے پرچہ میں" شایع کردیا جس سے مسلمانان ہند کو اس اخبار کے ایڈیٹر کی اسلام پرستی کا حال اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ یہ اخبار نام کے لحاظ سے تو نہایت مقدس ہے مگر کام اس منافق کے سے کرتا ہے جسکا نام عبداللہ ابن ابی تھا اور جو مدینہ شریف میں رہتا تھا اور جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری عمر مخالفت کی محض دکھاوے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا اور جسکے واسطے قرآن شریف میں نازل ہوا تھا کہ اس کی نجات نہ ہوگی اور جسنے ایکدفعہ یہ کہا تھا کہ عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکالدیگا یعنی اُسنے اپنے آپکو عزت والا کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذاللہ "ذلیل" کے "لفظ سے مخاطب کیا۔

یہی حال مدینہ کے موجودہ ایڈیٹر کا ہے کہ وہ کلال ابن کلال محمد علی رامپوری کی حمایت میں اسقدر اندھا ہو گیا ہے کہ اسکو اسلام کے اور مسلمانوں کے نفع نقصان کی بھی کچھ پروا نہیں ہے اور اُسنے جو مخالفت اس موقع پر ظاہر کی درحقیقت وہ اسلام کی اور مسلمانوں کی مخالفت ہے اور وہ عنقریب دیکھ لیگا کہ پروردگار عالم کی غیبی گرفت اس شرارت کی کافی سزا اس کو دے گی۔

بندے ماترم کے کارٹون - لالہ لاجپت رائے کا اخبار بندے ماترم محض مخالفانہ مضامین ہی نہین لکھتا بلکہ شروع سے آجتک تصاویر اور کارٹون بھی میرے اور مہاراجا کے خلاف مسلسل شائع کررہا ہے - چنانچہ ایک کارٹون اس نے ایسا بنایا ہے کہ ایک طرف مسٹر محمد علی کھڑے ہین اور ایک طرف حسن نظامی کھڑا ہے - محمد علی صاحب نے ایک مٹکا توڑ ڈالا - اور وہ کہہ رہے ہین - کہ مین نے حسن نظامی سے ہماری مہاراجا کا بھانڈا پھوڑ دیا -

مین اس کارٹون کا یہ جواب دیتا ہون کہ لاجپت رائے کے بندے ماترم کا بھانڈہ پھوٹ گیا - کیونکہ لاجپت رائے ہمیشہ مسلمانون کو یہ دھوکا دیتے رہتے تھے کہ وہ کسی قوم سے تعصب نہین رکھتے اور ان کو صرف ہندوستان کی بہتری اور بھلائی مدنظر ہے -

ان کے اخبار بندے ماترم کی ان تحریرون نے ان کی بے تعصبی کا بھانڈا پھوڑ دیا - اور معلوم ہوگیا کہ لالہ جی محض مکاری سے محب وطن اور بے تعصب بنتے ہین ورنہ وہ اور ان کا اخبار دونون اعلے درجہ کے دشمن اسلام ہین -

دوسرا کارٹون - بھروپئے لاجپت رائے کے اخبار بندے ماترم نے ایک اور کارٹون شائع کیا ہے کہ حسن نظامی مداری اور بھان متی کا تماشہ دکھا رہا ہے اور اس نے شعبدے کے طور پر ایک ٹوکرے مین سے مسلمان مہاراجا کو نکال کر دکھایا ہے

یہ کارٹون حسن نظامی پر صادق نہین آتا بلکہ لاجپت رائے بہروپئے پر صادق آتا ہے - جو کبھی ہندو بنتا ہے کبھی آریہ بنتا ہے - کبھی آریہ سماج سے علیحدگی کا اعلان کرتا ہے - کبھی گاندھی کے ترک موالات اور نان کواپریشن مین شریک ہوکر مسلمانون کا اتحادی نظر آتا ہے - اور کبھی مظفرپور اور کلکتہ اور بمبئی اور کانپور مین مسلمانون کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے اور ہندون کو صلاح

دنیاہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمانون کو ملیا میٹ کر دین اور کبھی ولایت مین جاکر انگریزون کے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔ اور کبھی ٹرکی مین جاکر ترک مسلمانون کا مہمان بنتاہے اور ان کے دسترخوان پر شریک ہوتا ہے۔ اور کبھی ہندوستان مین آکر گوشت خوری کی مخالفت کرتاہے اور گائے کی حمایت مین آنسو بہاتا ہے اور کبھی سری رامچندر جی اور سری کرشن جی کو برا کہتا اور برا لکھتا ہے اور کبھی ہندؤن کو نصیحت کرتاہے کہ وہ اپنی قدامت اور پرانے مذہب پر قائم رہین۔

غرض یہ کہ شعبدہ گر ہے تو لاجپت رائے ہے مداری ہے تو لاجپت رائے ہے بازیگر ہے تو لاجپت رائے ہے۔ بہروپیہ ہے تو لاجپت رائے ہے اور بندے ماترم کا یہ کارٹون حسن نظامی پر صادق نہین آتا۔ بلکہ بندے ماترم کے ان داتا لاجپت رائے پر صادق آتا ہے۔ بندے ماترم کو چاہیئے کہ یہ کارٹون اپنے بہروپئے لاجپت رائے کے نام یورپ کے پتہ پر بھیجدے اور لکھدے کہ اس کارٹون پر حسن نظامی کا نام غلطی سے لکھدیا گیا ہے ورنہ اس کے اصل مصداق تو آنجناب معلے القاب ہین۔

گرو گھنٹال — شام لال کپور ہفتہ وار گروگھنٹال کے مالک نے مہارانا کے خلاف اپنے باطنی خبث کا ثبوت دینے مین کوئی کمی نہین رکھی وہ اب تک ہر پرچہ مین اسلام کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بزرگان دین کو اور مسلمان بادشاہون کو نہایت سخت اور شرمناک الفاظ سے مخاطب کر رہا ہے۔ اور میری نسبت اور مہارانا صاحب کی نسبت تو اس کے غیظ وغضب کی یہ حالت ہے جیسے کسی نے اس کو ہاتھ پاؤن باندھکر گرم ریت پر ڈال دیا ہو اور وہ تڑپ تڑپ کر گالیان بک رہا ہو مین اس کے جواب مین بزبان عربی صرف یہی کہہ سکتا ہون۔ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (مرجاؤ اے کافرو اپنے ہی غصہ مین)

دوسری شرارت - گوروگھنٹال نے اسلامی اخبار خادر کے اقتباسات شائع کئے ہین اور یہ لکھا ہے کہ اسلامی اخبار خادر نے بھی حسن نظامی کی مخالفت کی اور مہارانا کے خلاف مضمون شائع کیا۔ مگر گوروگھنٹال جھوٹا ہے۔ بے ایمان ہے۔ خادر نے مخالفت ہرگز نہین کی۔ اس کا مقصد تحریر اصلاح و ترقی ہے۔ میری اور مہارانا کی مخالفت ہرگز نہین ہے۔

قادیانی اخبار "الفضل" مسٹر محمد علی کو شرم آنی چاہیئے کہ انہون نے تو مہارانا کے سلسلہ مین ہندو اخبارون کا ساتھ دیا لیکن وہ جماعت جو مسٹر محمد علی کی طرح حنفی اعتقاد نہین رکھتی بلکہ اپنے خاص عقائد کے سبب جمہور مسلمانون مین بہت بدنام ہے یعنی قادیانی جماعت اس کے مشہور اخبار "الفضل" نے مہارانا کی نسبت جو کچھ لکھا اس کو یہان اس لئے درج کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان غور کرین کہ مسٹر محمد علی کی یہ بے موقع مخالفت کیسی شرمناک تھی۔

اگرچہ مین قادیانی عقیدہ کا نہین ہون نہ کسی قسم کا میلان میرے دل مین قادیانی جماعت کی طرف ہے لیکن مین اس بات کو تسلیم کرتا ہون کہ قادیانی جماعت اسلام کے حریفون کے مقابلہ مین بہت موثر اور پر زور کام کر رہی ہے۔ اور اس جماعت کے اخبار الفضل نے جو کچھ مہارانا کی نسبت اور میری نسبت لکھا ہے اس سے اس جماعت کی [illegible] اور محبت اسلام ظاہر ہوتی ہے۔ قادیانی اخبار الفضل کا مضمون یہ ہے۔

مہارانا نصر اللہ خان اور خواجہ حسن نظامی صاحب

اگرچہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے اعلانون سے جو انہون نے علاقہ گجرات دکاٹھیاواڑ کے ایک مہارانا کے متعلق شائع کئے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ مہارانا مع اپنی قوم کے کئی لاکھ آدمیون کے خود مسلمان

ہوئے حالانکہ ساڑھے چار سو سال ہوئے ان کے آباؤ اجداد نے اسلام قبول کیا تھا اور اس سے جلد جوش میں آنے اور بلا محنت کامیاب ہو جانے کے خواہشمند مسلمانوں نے خوشی منانے کا ایک موقعہ پایا جس کے وہ قطعاً حقدار نہ تھے لیکن اس بنا پر خواجہ صاحب کی ان کوششوں کی تخفیف کرنا جو انھوں نے مہارانا صاحب اور ان کی قوم کو اسلام پر قائم رکھنے کے متعلق کیں مناسب نہیں۔ گو مہارانا صاحب معہ اپنی قوم کے اب مسلمان نہیں ہوئے لیکن جن حالات میں سے گذرتے ہوئے انہوں نے اپنے تعلق کو مسلمانوں کے ساتھ استوار کرنا شروع کیا ہے وہ ان کے از سر نو مسلمان ہونے سے کم نہیں۔ بلاشبہ ان کے آباؤ اجداد نے اسلام قبول کیا تھا لیکن اب تو وہ نام کے مسلمان بھی نہ رہ گئے تھے۔ تمام ہندوانہ رسوم ان میں رائج تھیں۔ نام تک ہندوانہ تھے اور اس پر ستم یہ کہ شدھی والے اپنی پوری طاقت اور قوت سے ان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ اگر وقت پر ان کی خبر نہ لی جاتی تو ان کی بھی وہی حالت ہوتی جو ملکانوں کی بہت بڑی تعداد کی ہوئی ہے۔ بس مہارانا صاحب کے متعلق خواجہ حسن نظامی صاحب کی کوششیں قابل داد ہیں اور مہارانا صاحب کا دور دراز کا سفر طے کر کے انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں شریک ہونا اور اسلام سے اپنی محبت اور الفت کا اظہار کرنا خوشی کی بات ہے۔

اس وقت اگر ایسی قوموں کو جو اسلام سے ناواقفیت اور ہندوانہ رسم و رواج میں جکڑی ہونے کی وجہ سے ارتداد کے گڑھے پر کھڑی ہیں مرتد کرنے والوں کے چنگل سے بچا لیا جائے تو یہ بھی کوئی کم خدمت نہیں جس کے لئے کوشش کرنا تمام سربرآوردہ لیڈروں کا فرض ہے۔

(الفضل)

سوراجیہ ایک شخص مسمی ہوناتھ چوپڑہ نامی ایک ہفتہ وار اخبار سوراجیہ شائع کرتا ہے یہ اخبار اگرچہ نہایت ردی ہے اور اس کی نہ

ہندؤون مین وقعت ہے نہ مسلمانون مین اسے کوئی جانتا ہے نہ اس کی کچھ بڑی اشاعت ہے نہ اس کو اچھی عبارت لکھنی آتی ہے نہ اخبار سوراجیہ کا کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ لیکن یہ شخص ریاستون کو اور ہندون کو دہوکا دینے کے لئے طرح طرح کی شرارتین اسلام کے اور مسلمانون کے خلاف کرتا رہتا ہے۔ مہارانا کے سلسلہ مین اس شخص نے شروع سے آخر تک ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا پوسٹر بھی شائع کئے اخبار مین مضمون بھی لکھے کارٹون بھی بناتے اور کوئی بات باقی ہین کی باقی نہ رکھی لیکن اپنی ساری برادری کی طرح یہ اخبار بھی ذلیل وخوار اور ناکام ہوا۔

یکم مئی کے پرچہ مین اس نے ایک کارٹون بنایا ہے جس مین مہارانا کو ذبح بناکر اونکی تکمیل حسن نظامی کے ہاتھ مین دی ہے اور حسن نظامی کو تبلیغی سار بان لکھا ہے اوپر اس تصویر کے ایک نہایت مہمل شعر ہے جو یہ ہے۔

فتح قرآن کو ہوسکتی نہین ہے دید سے لڑکر
گذر خواجہ کی ہوجائیگی لیکن چند آنون مین

اور کارٹون کے نیچے یہ شعر ہے۔

زبان اردو بھی کیا کوئی زبان ہے سب زبانونمین
اس ہی باعث سے ہی مجہول ہے سارے زمانون مین

(مہار) (آنا) (نکیل) (زر)

پڑھا جاسے مہارانا جو ناممکن ہے عرب کے ساربانونمین

شمبھوناتھ چوپڑہ یہ کارٹون بناکر اور فرضی مہارانا کا اف نہ قیمت - رکا اعلان کرکے اور مذکورہ دو شعر لکھکر خوشی سے پھولا نہ سماتا ہوگا اس نے خیال کیا ہوگا کہ مین نے اپنی مصوری اور اپنی شاعری کا کمال دکھایا۔ لیکن جب تعلیم یافتہ لوگ اس تصویر کو اور ان اشعار کو پڑھین گے تو انھین چوپڑہ صاحب کی حالت پر ہنسی بھی آئے گی اور غصہ بھی آئے گا۔

بیچارہ چوپڑہ تمام ہندو اور آریہ اخبارات مین معتوب اور مردود

سمجھا جاتا ہے اور سب اس کو سرکاری جاسوس سمجھتے ہین۔لیکن وہ بعض ریاستون کو اپنی فرضی شان کا یقین دلا کر کچھ کما لیتا ہے اور اس وجہ سے اس کی گذر اوقات ہو جاتی ہے لیکن اس کا رٹون مین اس کا یہ لکھنا کہ قرآن مجید کو وید سے لڑنے مین فتح نہین ہوگی ایسا ہی انمیل اور بے جوڑ ہے جیسے گوشت کے شوربے مین کھوری ڈبو کر کھانا ۔قرآن مجید کو وید سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہین ہے قرآن مجید ایک آفتاب ہے جس کے طلوع ہوتے ہی سب ستارون کی روشنی چھپ گئی ۔ اور چھپ جائے گی ۔

شمبھوناتھ چوبڑہ نے لفظ "مہا" اور لفظ "رانا" کو الگ کر کے اپنی انشا پردازی کا بہت بڑا ثبوت دیا ہے ایسے شخص کو برٹش میوزیم مین بطور ایک یادگار اور عجیب جانور کے رکھنا چاہئے وہ اتنا نہ سمجھا کہ لفظ مہارانا کی ہنسی اڑانے سے تمام راجپوت ریاستین اس سے ناراض ہو جائینگی اور اس کو روٹی ملنی مشکل ہو جائے گی۔ اودے پور کے مہارانا اور دوسری ہندو ریاستون کے مہارانا جب یہ معلوم کرین گے کہ شمبھوناتھ چوبڑہ نے ہم سب کو ایک آنہ والی اونٹ کی مہار لکھا ہے ۔اور لفظ مہارانا کی توہین کی ہے تو ایسے شخص کا اخبار ریاستون مین ممنوع کر دینا چاہئے ۔ بہرحال شمبھوناتھ کی خوش نصیبی ہے کہ اس معزز کتاب مین اس کا اور اس کے اخبار کا ذکر بھی آ گیا اور غالباً یہی اس کا منشا تھا۔

اخبار حق لکھنؤ۔ لکھنؤ سے ایک ہفتہ وار اخبار "حق" نامی نکلتا ہے۔ اس اخبار کو میری ذات سے اختلاف تھا۔ اور جب مسٹر محمد علی نے میری مخالفت کی تو یہ بھی مسٹر محمد علی کی حمایت مین سینہ سپر رہا تھا۔

لیکن مہاراناکی آمد اور مخالف اسلام اخبارات کے غل شور کو دیکھ کر انہوں نے ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں ایک نوٹ شائع کیا ہے جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

چونکہ اس نوٹ میں میری ذاتی تعریف زیادہ ہے اس واسطے میں اس کو اس کتاب میں درج کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن محض اس خیال سے کہ یہ اخبار چونکہ گذشتہ زمانہ میں میری شدید مخالفت کر چکا ہے اس واسطے اس کا یہ مضمون ذاتی تعریف کا مضمون نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اس مضمون سے اخبار مذکور کی حق پسندی اور تبلیغی محبت ظاہر ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ مہارانا صاحب کی آمد سے جو تبلیغی احساس مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے اس کی اصلی گہرائی کو لکھنؤ کے اخبار حق نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ اور وہ مسٹر محمد علی کی حمایت میں بھی اسی واسطے کھڑا ہوا تھا کہ اس کے دل میں اسلام کی محبت تھی اور محمد علی صاحب کی تحریروں کے اثر سے اس کی یہ رائے ہوگئی تھی کہ حسن نظامی نے واقعی اسلام کے خلاف کام کیا۔ اور اب جبکہ اخبار مذکور کو اصلیت کا علم ہوگیا تو اس نے ہٹ دھرمی اور سخن پروری کا خیال نہ کیا بلکہ دلیری اور آزادی سے امر حق کی تائید بھی کردی۔ وہ مضمون یہ ہے۔

تبلیغ اور خواجہ حسن نظامی صاحب

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مذہب اسلام کی تبلیغ کے

سلسلہ مین جو مسلسل کوشش اور زبردست جد و جہد کر رہے ہین اوس پر وہ مسلمانان ہند کے دلی شکریہ کے مستحق ہین مسلمانون کی موجودہ پراگندہ اجزاے قومی کی شیرازہ بندی اور مذہبی ونگہشن کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کے لئے ضرورت ہے کہ مسلمان علمار ولیڈران اپنے امکانی وسائل اور اپنی امکانی قوت کے ساتھ اس طرف متوجہ ہو جائین اور اسی ایک کام مین جسے حضرت خواجہ صاحب نے تن تنہا اپنے کندہون پر لے لیا ہے اونکا ہاتھ بٹانے کی کوشش کرین۔ اس مین شک نہین کہ خواجہ صاحب جس قابلیت دیا مردی، ہمت و جوانمردی و اخلاص و بے غرضی کے ساتھ اس اہم فریضہ مذہبی کی انجام دہی مین مصروف ہین اور اپنی ان تھک کوششون و مخلصانہ مساعی سے انہون نے گذشتہ دو سال کے اندر ہندوستان مین مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک مسلمانون مین زندگی کی جو لہر دوڑادی ہے ... اس سے ان کی غیر معمولی قابلیت تنظیمی کا ایک زبردست مظاہرہ ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ۷ کرڑوڑ مسلمانون کی تنظیم اور اس وسیع براعظم مین مذہب اسلام کی تبلیغ کا کام ایسا نہین ہے کہ کسی ایک شخص کے کرنے کا ہو۔ اور پھر ایسی حالت مین کہ جب برادران وطن کے بہترین دماغ اس کے اثرات کو توڑنے اور دور کرنے مین اپنے کل امکانی وسائل کے ساتھ مصروف ہین مسلمانون کو ان کے خواب غفلت ونکبت سے چونکانے اور ان کو دین مبین پر قائم رکھنے کی اگر کوئی صورت ہے تو یہی کہ تمام دوسرے کامون کو چھوڑ کر مسلمان لیڈران کی پوری جماعت پوری قوت کے ساتھ اس اہم اور ضروری کام کی انجام دہی مین مصروف ہو جائے۔ . . (از اخبار حق)

اخبار حقیقت لکھنؤ مسلمانوں کا روزانہ اخبار ہے تبلیغی معاملات میں شروع سے آجتک برابر حصہ لیتا رہتا ہے۔ مہارانا کی آمد کے وقت سے لیکر آجتک اس اخبار نے روزانہ ہر مضمون اور اطلاع اور خبر کو جس کا تعلق مہارانا سے تھا اپنے اخبار میں شائع کیا اور مخالفوں کو جوابات بھی دیئے۔

دوسرے اخبارات ایسے ہی تمام اسلامی اخبارات نے مہارانا کی آمد کے حالات اُن کا بیان اور اُن کی تقریریں اور اُنکے خیر مقدم اور جلوس کی کیفیت اپنے پرچوں میں شائع کی خصوصاً پنجاب اور سرحد کے اخبار۔وں میں اس کا بہت چرچا ہوا اور ان اخبارات میں اب تک یہ مضامین شائع ہو رہے ہیں۔

پارس لاہور سے پارس نامی ایک ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا ہے۔اس کے اڈیٹر کرم چند ہیں۔جو ہندو بھی ہیں اور آریہ بھی ہیں اور قوم پرست بھی ہیں اور اس تثلیث کے باوجود کمال یہ ہے کہ وہ نہ ہندو ہیں نہ آریہ ہیں نہ قوم پرست ہیں۔

یہ اخبار بہت قابلیت سے مرتب کیا جاتا ہے۔اس کے مضامین میں لٹریری خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔اور میں اس کو پنجاب کے ہفتہ وار اخباروں میں خاص دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔مہارانا کی آ۔۔کے سلسلہ میں اس اخبار نے بھی اپنی آریہ برادری اور ہندو برادری کا ساتھ دیا مگر ایسے طریقہ سے کہ پڑھنے والوں کو یہ شبہ ہو کہ کرم چند صاحب بڑے ہی حق پسند منصف مزاج اور بے لوث رائے دینے والے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کوئی کمی میری اور مہارانا کی مخالفت میں باقی نہیں رکھی۔فرق صرف طرزِ ادا کا ہے۔گویا شام لال کپور اور شمبھو ناتھ جو پڑھ بازار میں ننگے ہو کر ناچے، ملاپ اور پرتاپ نے کوٹھے پر چڑھکر بازار والوں کے اینٹیں ماریں، بندے ماترم اور تیج نے کوٹھے پر بیٹھے بیٹھے منھ چڑایا اور انگوٹھے دکھائے مگر پارس نے ایک نیا ڈھنگ اختیار کیا وہ بہت تمیز اور

بہت شائستگی کے ساتھ الفاظ کا عمدہ لباس پہنکر میرے اور مہارانا کے سامنے آئے اور نہایت خلق و محبت سے اجازت چاہی کہ نیاز مند حقیر بے تقصیر آپ دونوں کو رسوا اور بدنام کرنا چاہتا ہے۔ آپ دونوں کو دغاباز اور مکار اور جھوٹا اور فرضی اور بناوٹی ثابت کرنے کے لیئے حاضر خدمت ہوا ہے۔ امید ہے کہ آپ دونوں حضرات بخوشی اس کی اجازت دینگے کہ میں آپ کو کوسوں اور میں آپ کو ادب سے اور مہذب طریقہ سے وہی گالیاں دوں جو میرے بھائیوں نے آپ دونوں کو دی ہیں۔

چنانچہ اس کتاب کے ناظرین نے پارس کے مضمون کو اس کتاب کے شروع میں پڑھا ہوگا۔ اس مقام پر میں نے کوئی نوٹ "پارس" کے مضمون پر نہیں لکھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ پارس کے ایڈیٹر صاحب نے جس حکمت سے یہ مضمون لکھا ہے اس حکمت کا جواب یہ ہے کہ میں بغیر نوٹ کے اُن کے مضمون کو شائع کروں۔ اور اس کے بعد آخر میں اس پر نوٹ لکھوں تاکہ پارس کے ایڈیٹر کو معلوم ہو کہ اگر وہ انسانی ذہن اور دماغ کی افتاد کو سمجھکر لکھنا جانتا ہے تو اُس کے جواب دینے والے بھی اس حکمت کو سمجھتے ہیں اور وہ روٹی کو ٹھنڈا کر کے کھانا جانتے ہیں۔

پارس کی بیتابی

مگر پارس کے ایڈیٹر صاحب مستقل مزاج نہیں معلوم ہوتے جو رویہ شروع میں انہوں نے اختیار کیا تھا وہ آخر میں قائم نہیں رہا۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں اُن کے دل کی پوشیدہ حالت جبراً باہر آگئی۔ انہوں نے اس حالت کو روکا ہوگا سمجھایا ہوگا۔ اُس کے سامنے دست بستہ التجائیں کی ہونگی کہ ٹھہر جا نیک بخت! باہر نہ جا۔ میری آبروریزی نہ کر میں پہلے حسن نظامی کی نسبت تعریفی انداز سے لکھ چکا ہوں تو گھر سے باہر آجائیگی تو میری اُس تعریف کی قلعی کھل جائیگی مگر وہ حالت نہ مانی اور باہر آگئی اور لالہ کرم چند جی کو پارس کے پہلے صفحہ پر مولانا ظفر علی خاں صاحب کی ہجو لکھنی پڑی اور پھر دوسرے صفحہ پر ایک زور لیڈر لکھنا پڑا جس میں گورو گھنٹال کی زبان استعمال ہوئی اور مولانا ظفر علی خاں کی اس واسطے ہجو کی گئی کہ انہوں نے حسن نظامی اور مہارانا کی

حمایت کی تھی۔

مگر لالہ کرم چند صاحب کو اپنی قابلیت کے اظہار کی اتنی جلدی ضرورت نہ تھی اگر وہ چند روز اصلیت کو اور چھپائے رکھتے تو مسلمانوں میں اُن کی دھاک قائم رہتی۔

گجرات کے جلسے

جب سے مہاراجا پنجاب کے سفر سے واپس ہو کر اپنے وطن میں تشریف لے گئے ہیں برابر خبریں آرہی ہیں کہ گجرات اور مہاراجا کی قوم میں پنجاب کے خیر مقدم کا بڑا اچھا اثر ہوا اور گجرات کے اکثر شہروں میں مہاراجا کی عزت و توقیر پر جلسوں کے ذریعہ خوشی کا اظہار ہو رہا ہے۔

مہاراجا کی برادری کے راجپوتوں نے بھی اہل پنجاب کی شکر گزاری میں جلسے کیئے ہیں اور اس کی روئداد میں میرے پاس آرہی ہیں۔ میں جانتا تھا کہ مہاراجا صاحب کا پنجاب میں تشریف لانا ایک طرف تو پنجاب کے مسلمانوں کو خصوصاً پنجاب کے اسی لاکھ مسلمان راجپوتوں کو بیدار کردے گا اور دوسری طرف گجرات اور صوبہ بمبئی اور کاٹھیاواڑ کے باشندوں پر بھی خصوصاً مہاراجا کی راجپوت برادری پر بھی اس کا بڑا اثر ہوگا اور اسلام کا رشتۂ اخوت مہاراجا کی راجپوت قوم کو عملاً نظر آجائیگا اور اس سے ان راجپوتوں کے دل میں اسلام کا اثر مستحکم و مضبوط ہو جائیگا۔

آمود کا جلسہ

چنانچہ ۱۹ را اپریل ۱۹۲۸ء کو ریاست آمود میں راجپوتوں کا ایک شاندار جلسہ ہوا جس کے صدر راجا جیت سنگھ جی ایشور سنگھ جی تھے۔ اُس جلسہ میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

(۱) ہم سب راجپوت اُن سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے مہاراجا ٹھاکر صاحب کو انجمن حمایت اسلام کے اکتالیسویں سالانہ جلسہ کا صدر منتخب کر کے ہماری ساری قوم کی عزت بڑھائی۔

(۲) یہ جلسہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب اور جناب پیش امام صاحب جامع مسجد

دہلی اور ان تمام مسلمان بھائیوں کا جنہوں نے دہلی اسٹیشن سے لے کر لاہور اسٹیشن تک ہمارے مہارانا ٹھاکر صاحب کا استقبال کیا اور سپاسنامے اور ایڈریس پیش کئے اور تقریباً ۵ لاکھ بندگان خدا ہمارے ٹھاکر صاحب سے ملنے اور ان کے استقبال کے لئے جمع ہوئے ہم سب راجپوت ان سب مذکورہ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں (۳) ۱۵ اپریل کو ہمارے ٹھاکر صاحب کا لاہور میں جلوس نکالا گیا جس میں ۲ لاکھ مسلمان بھائی شریک ہوئے اور جسکے انتظام کے لئے برٹش سرکار نامدار کے سوار اور پولیس کے افسر اور مسلمان رضاکار اور حبیبیہ کالج پنجاب کے رئیس زادے پنجاب کے اسی لاکھ راجپوت مسلمان بھائیوں کے نمائندے شریک تھے ہم ان سب کے شکر گذار ہیں خاصکر برٹش گورنمنٹ کے فوجی سواروں اور پولیس کے اہلکاروں اور مسلم رضاکاروں اور حبیبیہ کالج کے رئیس زادوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس جلوس کا عمدہ انتظام کیا۔ اور ہمارے مہارانا ٹھاکر صاحب کی عزت بڑھائی اور ان کی حفاظت کی۔

(۴) ہم سب راجپوت جناب خان بہادر میاں سر محمد شفیع کے سی اس۔ آئی سی آئی ای بیرسٹرایٹ لا۔ و صدر انجمن حمایت اسلام لاہور کے شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے اپنے اعلیٰ اثر ورسوخ اور انتظامی قابلیت سے لاکھوں آدمیوں کے اس جلسہ اور جلوس کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ اور ہمارے مہارانا ٹھاکر صاحب کی مہمانداری میں انہوں نے اور انکے رفیق کار خان بہادر میاں عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور اور مولانا غلام محی الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے اور میاں عبد العزیز صاحب بیرسٹرایٹ لانے جن کے مکان پر ہمارے مہارانا ٹھاکر صاحب ٹھہرے تھے پوری طرح اسلامی اخوت اور مسافرنوازی کا حق ادا کیا۔ ہماری قوم کبھی اس واقعہ کو فراموش نہ کرے گی۔

(دستخط) جیت سنگھ جی ایشور سنگھ جی رانا صدر

(دستخط) جی باوا۔ دادا باد ارانا

ریاست ساگبارہ کے راجہ کا مسلمان ہونا

ناظرین نے ابھی پڑھا ہوگا کہ کئی جگہ راجہ صاحب ساگبارہ کے قبول اسلام کا ذکر آیا ہے۔ مہارانا نصر اللہ خان صاحب کی ایک تصویر بھی اس کتاب میں ملے گی جس میں مہارانا نصر اللہ خاں صاحب کے برابر ریاست ساگبارہ کے نومسلم راجہ صاحب کھڑے ہیں اور انکلیشور کی مینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کے رزولیوشن بھی ناظرین نے اوپر پڑھے ہونگے جو راجہ صاحب ساگبارہ کی حمایت میں پاس ہوئے تھے لیکن ناظرین کو پوری طرح ان گذشتہ مضامین سے ان نومسلم راجہ صاحب کا حال معلوم نہیں ہوگا اسواسطے میں گجراتی اخبار دین احمدآباد کا ایک مضمون گجراتی سے اردو ترجمہ کراکر یہان درج کرتا ہوں یہ مضمون اسوقت شایع ہوا تھا جب راجہ صاحب ساگبارہ نے اسلام قبول کیا تھا۔

ساگبارہ صوبہ بمبئی میں ایک مشہور ریاست ہے یہ ریاست راج پیپلا نامی ایک دوسری ہندو ریاست کے ماتحت ہے جب ریاست ساگبارہ کے راجہ صاحب نے اسلام قبول کیا اور مسجد میں جاکر اس کا اعلان بھی کردیا اور اپنا نام عبدالرحمن بھی رکھ لیا تو گجرات کے تمام آریہ سماجیوں میں کہرام مچ گیا اور ہر جگہ کے آریہ سماجی اس والی ریاست کے مسلمان ہوجانے سے ماتم کرنے لگے اور آریہ سماجیون نے مل کر باہم مشورہ کیا کہ ساگبارہ کے راجہ صاحب کو نقصان پہونچانا چاہئے اور اسلام قبول کرنے کی سزا دینی چاہئے۔

چونکہ ساگبارہ ریاست میں بھیل آباد ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ساگبارہ کے راجہ صاحب بھی بھیل قوم سے ہیں اسواسطے آریہ سماجیوں نے بھیل قوم کو راجہ صاحب کے خلاف بھڑکایا اور سوسوا سو بھیلوں نے جمع ہوکر ایک جلسہ کیا۔ بھیل بیچارے تو جنگل کے رہنے والے ہیں وہ جلسہ کو کیا سمجھیں یون کہنا چاہئے کہ آریہ سماجیون نے جلسہ کیا اور بھیلوں کی طرف سے راج پیپلا کے راجہ صاحب کو

جو اس زمانہ میں یورپ گئے ہوئے تھے تار بھیجا کہ راجہ صاحب ساگبارہ کو گدی سے اتار دیا جائے اور گورنر صاحب بمبئی کو بھی تار دلوا دیا۔

جب یہ ہلچل مسلمانوں کو معلوم ہوئی تو سب سے پہلے مہارانا نصراللہ خان صاحب نے اپنی قوم اور سب مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ کرکے راجہ صاحب ساگبارہ کی حمایت میں رزولیوشن پاس کئے اور ان کو راجہ صاحب راج پیپلا اور بمبئی گورنمنٹ کے پاس بھیجا۔ اس جلسہ کی تصویر بھی اس کتاب میں موجود ہے اور بھی بہت سے جلسے مسلمانوں کے صوبۂ بمبئی میں ہوئے جن میں سے ایک جلسۂ انکلیشور کی روئداد اس کتاب میں ہی اوپر درج کی گئی ہے

ان جلسوں کا بڑا اثر ہوا اور آریہ سماجیوں کو شکست ہوئی اور ساگبارہ کے نومسلم راجہ صاحب قبول اسلام کے سبب گدی سے محروم نہ ہوسکے۔

مزید معلومات اور واقفیت کے لئے اخبار دین کا مضمون بھی پڑھنا چاہیئے جو آگے درج کیا جاتا ہے یہ راجہ صاحب لشتینی ہندو تھے۔ مہارانا نصراللہ خاں کی طرح ان کے اجداد میں کوئی شخص بھی مسلمان نہیں ہوا تھا اور یہ خود اپنی رضا و رغبت سے ایک مسلمان درویش کی تلقین کے سبب مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کا نام عبدالرحمن خاں رکھا گیا ہے اخبار دین کا مضمون یہ ہے۔

ریاست ساگ بارہ کے راجہ کا مسلمان ہونا

سنہ ۱۹۲۶ء میں ناپاکانفرنس کے بعد ریاست ساگ بارہ کے حکمراں اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے تھے ان کے حالات اخبار دین احمد آباد میں حسب ذیل شائع ہوئے تھے (حسن نظامی)

گجرات میں راج پیپلا نامی ریاست کے ماتحت وساوا نامی ہندو قوم کی ساگ بارا نامی ریاست ہے جس کی سالانہ آمدنی قریباً ۷۰ ہزار روپیہ ہے اسکے رئیس راجہ فتح سنگھ جی کے انتقال کے بعد ولی محمد جناب کرن سنگھ جی صاحب نے

اپنے اہل و عیال اور ملازمین کل تیس نفر کے ساتھ اسلام قبول کرلیا اور
اپنا نام عبد الرحمٰن رکھا آپ نہایت صالح اور نیک طبیعت نوجوان ہیں چونکہ
ساگ بارا ریاست راج پیپلا ریاست کی ماتحت ہے اس لئے گدی نشینی مہاراجہ راج
پیپلا کے ہاتھ سے ہوا کرتی ہے۔ مرحوم راجہ فتح سنگھ جی کے انتقال کے وقت مہاراجہ
پیپلا ولایت میں تھے اس لئے راجہ کرن سنگھ جی کی گدی نشینی میں تاخیر ہوئی
اس موقعہ کو غنیمت جان کر بڑودہ آریہ سماج نے بہت زور لگایا اور پہلے تو
راجہ کرن سنگھ جی کو مرتد کرنے کی کوشش کی لیکن جب کامیابی نہ ہوئی تو پھر
مہاراجہ راج پیپلا کو مجبور کرنا چاہا کہ وہ کرن سنگھ جی کو ریاست سے محروم کرکے ان کے
قریبی رشتہ دار کو گدی نشین کردیں لیکن اسمیں بھی وہ ناکامیاب ہے اور راجہ کرن سنگھ جی اپنی
آبائی ریاست کے مالک تسلیم کرلئے گئے اسپر آریہ سماج نے بہت کچھ غلط فہمیاں پھیلائیں لیکن کامیابی نہ ہوئی
اب نواب عبد الرحمٰن خان صاحب والی ریاست ساگ بارہ نہایت پختہ
مسلمان ہیں اور آپ کا خاندان اسلام پر شیدا ہے اللہ مزید استقامت دے
مسلمانان گجرات کا خیال ہے کہ ان نومسلم راجہ صاحب کو مسلمانان ہند کی
طرف سے نواب کا خطاب دیا جائے

(از گجراتی اخبار دین احمد آباد)

کئی راجہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں

اسی سلسلہ میں ناظرین کتاب ہذا کو اطلاع دیجاتی
ہے کہ ہندوستان کے کئی مشہور اور نامور راجہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ مگر
ان کو آریہ سماج کی مذکورہ شرارتوں اور شورشوں کا اندیشہ ہے۔ اس واسطے
ان کو قبول اسلام میں تامل ہو رہا ہے۔ اسلام کو تو وہ قبول کرچکے ہیں۔ یوں کہئے
کہ اظہار اسلام سے احتیاط کر رہے ہیں۔

لودہیانہ کا خط

لودہیانہ کی مختلف انجمنوں کے خیر مقدم کا تذکرہ
اوپر ہو چکا ہے اب انجمن شیوع نعمانی لدہیانہ

کا خط درج کیا جاتا ہے جو یہ ہے۔
ہمدرد و بہی خواہ اسلام عالی جناب خواجہ صاحب دام برکاتہ۔ السلام علیکم۔
عالی جناب نواب نصر اللہ خان صاحب بہادر دام فیوضکم کے سفر لاہور کے دوران میں لدھیانہ سے گذرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پر انجمن ہذا کے حملہ اراکین جناب منشی رحیم بخش صاحب سوداگر پریزیڈنٹ۔ جناب مولوی محمد عبد الغنی صاحب بی اے۔ بی ٹی۔ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدراس) سینیر وائس پریزیڈنٹ۔ جناب ڈاکٹر امیر الدین صاحب (پنشنر) جونیر وائس پریزیڈنٹ۔ حاجی میاں بوٹا صاحب خوجے ٹھیکیدار کارخانہ سیابل لاسباب خزانچی۔ نیازمند محمد حفیظ سکرٹری نے حملہ ممبران انجمن کی معیت میں جناب نواب صاحب بہادر ممدوح الشان کے استقبال میں حصہ لیا تھا اور انجمن ہذا کے والنیٹرز ز نینگ منیز الیسوسی ایشن شیوخ (نعمانی) نے انتظام ہجوم و جلبہ کی خدمات انجام دی تھیں جس حسن و خوبی کے ساتھ تقریباً دس ہزار نفوس سے اس مجمع کا انتظام جماعت نوجوانان انجمن نے کیا تھا۔ اسے آپ بچشم خود ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

نیازمند محمد حفیظ

سکرٹری انجمن شیوخ النعمانی) لودھیانہ۔ پنجاب

میرٹھ عبد الشکور صاحب ٹھیکہ دار ملٹری گراس فارم میرٹھ ہمارا کے ساتھ میرٹھ شہر سے سوار ہوئے تھے اور کئی اسٹیشن ساتھ رہے انہوں نے میرٹھ شہر پر خیر مقدم کے اہتمام میں خوب کام کیا تھا۔

نصیر واچ کمپنی کی گھڑی میرٹھ سے حافظ عبد الرزاق صاحب مالک نصیر واچ کمپنی نے ایک خوبصورت ٹائم پیس ہمارا نا کی خدمت میں نذر بھیجا ہے۔ یہ کمپنی تبلیغ سے خاص تعلق رکھتی ہے اور ایک خاص ٹائم پیس کی فروخت پر اسنے مہر تبلیغ کے واسطے مقرر کر رکھے ہیں۔

لاہور قریشی بک ایجنسی لاہور کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ کشمیری بازار لاہور میں مہارانا صاحب کے جلوس کے موقعہ پر یہ شعر بورڈ پر لگایا گیا تھا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

جلوس کی تصویریں لاہور میں جلوس کے بہت فوٹو لیئے گئے تھے جن میں سے چند فوٹو اخبار زمیندار کی معرفت مجھکو وصول بھی ہوئے ہیں۔ مگر کتاب کی ضخامت بہت بڑھ گئی ہے اور پانچ عکسی تصاویر کی وجہ سے خرچ بھی بڑھ گیا ہے اس واسطے جلوس کی تصویریں اور دیگر تمام قطعات اور تفصیلات جو لاہور کے جلوس کے متعلق میں نے مہیا کی تھیں ان کو مجبوراً ملتوی کیا جاتا ہے۔

سپاسنامہ بحضور عالیجناب نواب نصر اللہ خان صاحب منتخبہ صدر اجلاس چہل و یکم سالانہ انجمن حمایت اسلام لاہور

پیش کردہ اراکین انجمن اسلامیہ انبالہ چھاؤنی

اس سے قبل کہ جناب کے متعلق ہم کچھ عرض کریں ہم آپکا کچھ قیمتی وقت صرف کرنا چاہتے ہیں اور اس گستاخی کی معافی مانگتے ہیں۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم خدام انجمن اسلامیہ کی خدمات کا پورا تبصرہ کریں اور ان پر کما حقہ روشنی ڈالیں مگر یہ ضرور عرض کریں گے کہ ہمارے مقاصد کا پتہ منسلکہ کاپی قواعد و ضوابط و مقاصد سے چلے گا۔

مسلمانان صدر انبالہ اپنی اس خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتے جو حضور عالی کی تشریف آوری سے ان کو ہوئی۔ یہ سپاسنامہ اگرچہ حضور والا کی منزلت اور

جناب عالی کے رتبہ سے بہت کم تر و ناکمل چیز ہے تاہم ہم درخواست کرتے ہیں کہ آپ اسکو یہاں کی مسلم جماعت کے خلوص و محبت کا تحفہ تصور فرمائیں گے۔

ہم آپ کو مشرف با سلام ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں اور ہماری دلی تمنا ہے کہ آپ اپنے حلقہ اور مرتبہ کے دوسرے صاحبان کو بھی قبول اسلام کی ترغیب دلائیں گے۔ اور مدارس و انجمنوں کے ذریعہ حق کی اشاعت میں پوری پوری سعی فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ ہی جیسے مقتدر اور بلند مرتبہ لوگ کام کر کے اسلام کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اس کے مستقبل کے لئے کچھ بہتری کی صورتیں پیدا کر سکتے ہیں۔

ہم حضور والا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب و آپکے دیگر ہمراہیان کے لئے کامیابی مقاصد کی دعا کرتے ہیں۔

اراکین انجمن اسلامیہ (رجسٹرڈ) پی سی بازار انبالہ صدر

لاہور کے جلوس کی کیفیت

میں اس "مسلم والنٹیر کور لاہور" کا کپتان ہوں جو کہ مہارانا صاحب کی موٹر کے آگے تھے۔ میری کور نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب میں بفضل خدا مشہور ہے۔ ہمیشہ ایسے ہی فرائض ادا کرتی ہے گذشتہ سالانہ اجلاس میں بھی سکرٹری صاحب انجمن حمایت اسلام نے خاص طور پر ہماری کور کا ذکر خیر اور شکریہ ادا کیا تھا اور جلوس کی کامیابی بہ نسبت گذشتہ سال کے اس دفعہ بھی اسی کور کی خدمات کو ہی گردانا۔ ہمارا ڈریس کالا کوٹ اور ترکی ٹوپی ہے۔ اور نام مسلم والنٹیر کور بھاٹی دروازہ لاہور

مہارانا کے جلوس کے وقت بازاروں میں قطعات حسب ذیل تھے۔

(۱) موچی دروازہ — خوش آمدید

(۲) اندرون دہلی دروازہ —

نوازش دل ماکن کہ دل نواز توئی
بساز کار غریباں کہ کارساز توئی
اے آمدنت باعث آبادی ما

۳۔ اندرون سفید دروازہ	کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں (اقبال)
۴۔ چوک پرانی کوتوالی	خیر مقدم منجانب دین محمد کاتب
۵۔ کشمیری بازار	ہمارا نانصر اللہ خاں زندہ باش
(۶) ٹرکش ہاؤس	ہر طرف نظر کو دوڑا کے تھکا یا ہم نے کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے
(۷) امپیریل ہاؤس	یہ شہادت گاہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

(۸) اندرون بھاٹی دروازہ تقریباً ۲۰ عدد سبیلیں شربت اور لسی کی لگائی گئی تھیں اور اخبارات کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ جتنی رونق بھاٹی دروازہ پر تھی اور ہوتی ہے کسی جگہ نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی کیونکہ ۹۸ فی صدی آبادی خالص مسلمانوں کی ہے اور یہ حضرت مولانا غلام مرشد صاحب کی ہی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔

بھاٹی دروازہ کے قطعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
(۲) اسلام کا ہم سکہ دنیا پہ بٹھا دیں گے	تبلیغ کی دنیا میں اک دھوم مچا دیں گے
(۳) اسلام کے شیدائیوں کو مت چھیڑنا تم ورنہ	تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے۔
(۴) مسلم کو حقیقت میں کمزور نہ تم سمجھو	یہ مٹتے مٹاتے بھی دنیا کو مٹا دیں گے
(۵) پی جام شہادت کا میدان میں نکل مسلم	جنت میں صدا اس کا محبوب خدا دیں گے
(۶) باطل سے دبنے والے اے مالوی نہیں ہم	سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا
(۷) اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے	اتنا ہی یہ ابھریگا جتنا کہ دبا دیں گے

(۸) ہمارا نانصر اللہ خان والی ریاست آسود اسلام مبارک ہو

(۹) باب نصر اللہ خاں۔

مفصلہ ذیل اشعار کورس میں پڑھے جاتے تھے۔

یارب رہے سلامت نصراللہ خاں ہمارا   وہ مہرباں ہمارا وہ مہمان ہمارا

اسلام کے فدائی آئے ہمارے گھر میں

ہے آج حد سے بڑھ کر دل شادمان ہمارا

نصراللہ خاں ہمارے موٹر میں آرہے ہیں   اہل لاہور مل کر خوشیاں منا رہے ہیں

تابعدار محمد امین ٹھیکیدار بھاٹی دروازہ شیش محل ۔ لاہور

کمیشن مسلم والنٹیر کور بھاٹی دروازہ لاہور

ابھی پڑھا ہوگا کہ مہارانا نصراللہ خاں صاحب کی آمد لاہور کی نسبت میرے اور مہارانا کے خلاف اخبارات نے کیسے کیسے ہتک آمیز اور دل آزار اور جلے بھنے مضامین لکھتے ہیں۔ حالانکہ تمام مشہور اور بڑے بڑے آریہ اخبارات میں سے صرف چند مضامین اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ورنہ اس سے بہت زیادہ اردو کے ہندی کے انگریزی کے آریہ اخبارات میں اشتعال انگیز اور ناشائستہ مضامین میرے اور مہارانا کے خلاف شایع ہوئے ہیں اگر میں تمام چھوٹے بڑے اخباروں کے مضامین اس کتاب میں جمع کر دیتا تو غالباً یہ کتاب دو ہزار صفحہ سے بھی بڑھ جاتی۔

میری قوم کے نیکدل اور شائستہ خصلت تعلیم یافتہ بھائی تعجب

تعجب کرینگے۔ کہ میں نے اس کتاب میں حریفون کے وہ سب مضامین کیون درج کردئے جو آریہ اخبارات نے محض اس غرض سے لکھے اور اور شایع کئے تھے کہ مسلمانون کو دھوکا دیا جائے اور ان کو یہ یقین دلایا جائے کہ حسن نظامی نے تم سے فریب کیا اور ایک لشٹیتی مسلمان کو نومسلم کی شکل میں پیش کرکے لاکھوں آدمیوں کو گھرون سے نکال کر ریلوے اسٹیشن پر جمع ہونے کی تکلیف دی اور ہزارہا روپے فضول خرچ کرا دئے۔

بیشک اگر مسلمان بھائی اس پر تعجب کریں تو ان کا تعجب حق بجانب ہوگا کہ میں ان مضامین کو اس کتاب میں درج کرکے آریہ خیالات کی خود ہی اشاعت کررہا ہوں اور ان مضامین کو ان مسلمانوں تک پہونچا رہا ہوں جن میں سے ہزاروں نے مذکورہ آریہ اخبارات کی کبھی شکل بھی نہ دیکھی ہوگی اور اگر میں اس کتاب میں ان اخبارات کے مضامین ایک جگہ جمع نہ کردیتا تو ان مسلمانون کو کانون کان خبر بھی نہ ہوتی کہ آریہ اخبارات اور مسٹر محمد علی اور مرزا حیرت کس قسم کی مخالفت مہارانا کے سلسلہ میں حسن نظامی کی کر رہے ہیں۔

میں اس چیز کو بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ غیر تعلیمیافتہ اور کم سمجھ کے مسلمان اس قسم کے مضامین کے پڑھنے سے جو آریہ اخبارات سے نقل کرکے میں نے کتاب میں جمع کردئے ہیں۔ غلط فہمی میں مبتلا ہوجائیں گے اور ان پر ان مضامین کے پڑھنے سے میرے خلاف اثر ہوگا۔

مگر ان سب باتون کے محسوس کرلینے کے باوجود پھر بھی میں نے کسی بات کی احتیاط نہ کی اور آریہ اخبارات کے خاص خاص اور نہایت سخت مضامین کو اس کتاب میں درج کردیا۔

اس کی کئی وجہ ہیں اور میں ان وجوہات کو ہر مسلمان کے سامنے آزادی اور صفائی سے پیش کردینا چاہتا ہوں کہ میں نے آریہ اخبارات

کے مضامین کو اس کتاب میں کیوں درج کیا۔

بھائیو! پہلی وجہ تو یہ ہے کہ میں پنجاب کے مسلمانوں کو خاص کر پنجاب کے مسلمان راجپوتوں کو بیدار کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں نے مہارانا صاحب کو لاہور کے جلسہ میں لانے کی اسی واسطے کوشش کی تھی کہ مہارانا کی آمد کے ذریعہ پنجاب کے مسلمان راجپوتوں اور دوسرے غافل مسلمانوں میں بیداری اور احساس پیدا ہو۔ مہارانا کے بلانے میں مجھے بڑی بڑی دشواریاں پیش آئیں۔ کیونکہ مہارانا کے گھر میں مستورات علیل تھیں اور وہ خود بھی آنے کا وعدہ کرنے کے بعد یکایک بیمار ہو گئے تھے مگر میں نے انکو باوجود خانگی علالتوں اور مجبوریوں کے تقاضے کر کے اور اصرار کر کے پنجاب میں بلایا اور مہارانا صاحب نے از راہ محبت میرے اصرار کو قبول کر لیا۔

میں دیکھ رہا تھا کہ پنجاب میں سوائے ان مسلمانوں کے جو اخبار پڑھتے ہیں اور سوائے ان مسلمانوں کے جو اسلامی جلسوں میں جانے کے عادی ہیں باقی سب کے سب مسلمان آریہ سماج کی نہایت گہری اور نہایت خطرناک تحریکوں سے قطعی غافل اور بے خبر ہیں۔ کیونکہ ان میں بڑا حصہ زمینداروں کا ہے جو رات دن اپنی زمینوں کی آبادی اور نہروں کے پانی اور بھینسوں کے دودھ اور لسی میں مصروف رہتے ہیں اور اگر کبھی شہروں میں آتے ہیں تو صرف مقدمہ بازی کیلئے آتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ آریہ وکیلوں کی جیبوں میں ڈال جاتے جس سے وہ آریہ وکیل اپنی جماعت کو مضبوط کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پنجاب میں کمزور اور پامال کرنیکی تحریکیں قائم کرتے ہیں

اگرچہ بظاہر اس کا امکان نہیں معلوم ہوتا کہ پنجاب میں رہنے والے اسی لاکھ مسلمان راجپوت اشدہی کی وبا سے متاثر ہو جائیں گے جیسا کہ دوسرے صوبوں کے راجپوتوں پر اشدہی کا زہریلا اثر

بڑ چکا ہے اور پڑ رہا ہے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ پنجاب کے مسلمان راجپوت باوجود عام جہالت اور طرح طرح کی اخلاقی خرابیوں کے اسلام یلن اور عقائد اسلام میں نہایت پکے اور مضبوط ہیں۔ لیکن میں جب انسانی خطرت اور بشری طبیعت کے فلسفہ پر نظر کرتا تھا تو مجھے پنجاب کے مسلمان راجپوت بھی اشدھی کی وبا سے محفوظ رہتے نظر نہیں آتے تھے اور میں ڈرتا تھا کہ جس طرح مسلمانوں کی عام غفلت کے سبب ملکانے راجپوتوں میں اشدھی کی وبا پھیل گئی۔ اسی طرح اگر پنجاب بھی غافل رہا تو رفتہ رفتہ یہاں بھی اشدھی کا زہر سرایت کر جائے گا۔ کیونکہ پنجاب ہی وہ صوبہ ہے جو آریہ سماج کی ریڑھ کی ہڈی بنا ہوا ہے۔ پنجاب کے آریہ اخبارات اور پنجاب کے آریہ لیڈر اور پنجاب کا روپیہ تمام ہندوستان کے اشدھی کے کھیت کو پانی دے رہا ہے۔ تو جو صوبہ باہر کے صوبوں کو گرما سکتا ہے۔ کیا اس سے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ جب وہ اپنے اندر کے علاقوں میں کام کرنے پر متوجہ ہوگا۔ تو غافل مسلمان اس کے اثر سے محفوظ رہ جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ مجھے پورا اندیشہ تھا اور مجھے پورا اندیشہ ہے کہ تمام ہندوستان کو سب سے زیادہ پنجاب کی حفاظت ضروری ہے کیونکہ پنجاب ہر نئی تحریک کو جلدی قبول کر لیتا ہے اگرچہ مرکزی تبلیغی انجمن بھی پنجاب میں ہے اور انجمن دعوت تبلیغ بھی پنجاب میں ہے اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام بھی پنجاب میں ہے اور جماعت قادیان بھی پنجاب میں ہے اور تحریک تنظیم بھی پنجاب میں ہے اور جماعت اہل حدیث بھی پنجاب میں ہے اور یہ سب ہی مسلمانوں کے تحفظ اور بچاؤ کی سمجھ رکھتے ہیں۔ اور کام بھی کر رہے ہیں۔ مگر ان سب کے موجود ہونے کے باوجود آریہ سماجی منصوبے کی گہرائیوں کا پورا واقف کار ہونے کے سبب میں ان سب

مذکورہ جماعتوں کو پنجاب میں مسلمانوں کے اصلی بچاؤ کے لئے کافی نہیں سمجھتا۔ اس واسطے میں نے پورے غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ پنجاب کو مضبوط کرنے اور پنجاب میں تحفظ کا احساس بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور اس کی بنیاد ایک ایسی چیز سے پڑسکتی ہے جو پنجاب کے لڑاکا لیڈروں اور لڑاکا اخباروں میں اور لڑاکا جماعتوں کے آپس میں مشترک حیثیت رکھتی ہو اور اس چیز کے لئے سب فرقہ اور سب اخبار اور سب لیڈر ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہوں اور جو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ امیر اور غریب اور ہر سمجھ اور عقل کے مسلمانوں کو ایک مرکز اور ایک خیال پر جمع کرسکتی ہو۔

اس غور کے بعد میرے دل میں یہ ہی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوئی کہ میں مہارانا نابرسنگھ نصر اللہ خان صاحب کو پنجاب میں آنے کی تکلیف دوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور جیسا میں چاہتا تھا۔ اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی دی۔

میں اس کامیابی کو اپنی کامیابی اس واسطے کہتا ہوں کہ میں نے ایک مقصد مقرر کرکے مہارانا کو بلایا تھا اور اس میں پوری کامیابی ہوئی۔ لیکن درحقیقت یہ میری ذاتی کامیابی نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانان پنجاب کی آئندہ کامیابی کی ایک بنیاد ہے اگر اس بنیاد پر پنجاب کی زندہ دل جماعتوں نے کوئی قومی عمارت کھڑی کردی تو یقیناً وہ عمارت ایک قلعہ ہو گی۔ اور وہ عمارت ایک چھاؤنی ہو گی۔ . . . . اور وہ عمارت کسمریٹ

کا ایک گودام ہوگا اور وہ عمارت کرپ کے توپ سازی کا کارخانہ بھی ہوگا اور وہ عمارت ایک مسجد بھی ہوگی اور وہ عمارت ایک خانقاہ بھی ہوگی اور وہ عمارت مہدی مسیح علما اور شیوخ علما کی تجلیات اجتماعی کا مرکز بھی ہوگی اور وہ عمارت سب فرقوں اور سب جماعتوں اور سب تحریکوں کا ایک مشترکہ دیوان عام بھی ہوگی اور دیوان خاص بھی ہوگی۔

اتنا لکھنے کے بعد جسکو اگر پنجاب کے اخبار نویس اور پنجاب کے لیڈر اور پنجاب کے علماء و مشائخ ذرا گہری نظر سے دیکھینگے تو وہ آسانی سے سمجھ جائینگے کہ مین نے کیا لکھا۔ اور مین اس تحریر کے ذریعہ کتنی دور کی بات پنجاب کے ذہن مین ڈالنی چاہتا ہون۔

اب پنجاب اور اس کے مسلمان باشندے اور دوسرے صوبونکے مسلمان آسانی سے سمجھ لین گے کہ مین نے خود ہی اسلام کے حریفون یعنی آریہ اخبارات کے مضامین کو اس کتاب مین کیون درج کیا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ایک کثیر تعداد مین چھاپی گئی ہے اور مسلمانون کی ایک کثیر تعداد اس کے انتظار مین بیٹھی ہے۔ کہ جونہی یہ کتاب شائع ہو اسی وقت سب مسلمان اپنے سب کام کاج چھوڑ کر ٹوٹ پڑین اور اس کو اول سے آخر تک غور سے پڑھین۔ کیونکہ حالت یہ ہے کہ ہر روز کئی سو درخواستین اس کتاب کی خریداری کی آجاتی ہین اور مین نے صرف پانچہزار چھپوانے کا انتظام کیا ہے اگرچہ مجھے پہلے سے علم ہو تا کہ پنجاب کا احساس آریہ اخبارات سے اور بعض مسلمان اخبارات کی دھوان دھار مخالفت کے باوجود اتنا قوی رہیگا کہ اس کثرت سے مسلمان اس کتاب کی خواہش کرین گے تو مین پچاس ہزار چھپواتا لیکن مین زیادہ خرچ نہین کرسکتا تھا چونکہ اسکی قیمت بہر مقرر کردی گئی تھی اور کم قیمت رکھنے کی وجہ سے دو ہزار روپیہ سے زیادہ کا نقصان برداشت کرنا تھا۔ اس واسطے زیادہ تعداد نہ چھپوا سکا۔ کہ دو ہزار روپیہ سے زیادہ نقصان اٹھانے کی مجھ مین طاقت نہ تھی۔

بہرحال اب بھی یہ پانچہزار کی تعداد لاکھون مسلمانون تک اپنا اثر پھیلادیگی

لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ مہاراناکی آمد سے تین چار دن پہلے خواجہ حسن نظامی نے پنجاب کے تمام مشہور اور کثیر الاشاعت روزانہ اخبارات مین مہارانا کی نسبت یہ شائع کرادیا تھا کہ مہارانا کے بزرگ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین مسلمان ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ جتنے اشتہارات دہلی سے لاہور تک مختلف شہرون مین حسن نظامی نے تقسیم اور چسپان کرائے ان سب کا عنوان مسلمان مہارانا تھا۔ نو مسلم مہارانا نہ تھا۔

مگر ان سب باتون کے علاوہ سب سے بڑی دلیل حسن نظامی کی بریت کی یہ ہے کہ خود مہارانا نے لاہور مین آریہ اخبارات کے سوالات کے جواب مین صفائی سے کہدیا کہ درحقیقت مین اور میری قوم اصلی معنون مین ۸ مارچ ۱۹۲۷ء کو مسلمان ہوئے۔ جبکہ ہم شدھی کے حملۂ عظیم سے بچکر اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے۔ اور ہم نے تمام مشرکانہ اور ہندوانہ مراسم اور عادات کو خیرباد کہا اور ہمیشہ کے لئے سچا اور پکا مسلمان رہنے کا عہد کیا۔

ان دلائل کے ذہن نشین ہوتے ہی آریہ اخبارات کے مضامین سے جو شبہ اور جو بدگمانی ان کے دل مین پیدا ہوئی ہوگی وہ سب یکلخت دور ہو جائے گی اور اس کے بعد وہ ان دو مسلمان اخبار نویسون پر افسوس کرین گے جنہون نے آریہ اخبارات کا ساتھ دیا اور حسن نظامی کو دہوکہ باز اور چالباز لکھا اور یہ شائع کیا کہ حسن نظامی نے مسلمانون کو ہندؤن کے سامنے ذلیل کر دیا۔

وہ ان دو مسلمان اخبارات کے اس فقرہ پر غور کرین گے۔ اور ان کو معلوم ہو جائے گا اور وہ فوراً کہہ دین گے کہ مہارانا کے بلانے اور مہارانا کے آنے مین کوئی بات ایسی نہین ہوئی کہ مسلمان ہندؤن کی نگاہ مین ذلیل ہوتے اگر مسلمانون نے یہ سمجھکر مہارانا کا خیر مقدم کیا کہ وہ تازہ مسلمان ہین تب بھی کوئی ذلت کی بات نہین ہے اور اگر انہون نے یہ سمجھکر خیر مقدم کیا کہ وہ ایک برس پہلے کے مسلمان ہین تب بھی کوئی ذلت کی بات نہین ہوئی اور اگر انہون نے یہ سمجھکر

یہ سمجھ کر خیر مقدم کیا کہ وہ چار سو برس پہلے کے مسلمان ہین تب بھی کوئی ذلت کی بات نہین ہے۔ کیونکہ انہون نے خیر مقدم اس واسطے نہین کیا کہ مہارانا ابھی کفر کا لباس اتار کر آئے ہین۔ بلکہ اس واسطے ان کے استقبال کے لئے جمع ہوئے کہ وہ ان کے مسلمان بھائی ہین اور ایک والئے ریاست ہین اور انکی انجمن حمایت اسلام کی صدارت کے لئے جا رہے ہین۔ تو ایک ذی عزت اور ممتاز درجہ کے مسلمان کے استقبال مین کونسی ذلت پوشیدہ تھی اور ہندؤن کی نگاہون مین یہ بات کیونکر ذلیل ہو گئی۔ اگر پنجاب کے مسلمان مہارانا کا خیر مقدم نہ کرتے تب البتہ ہندؤن اور دوسری غیر مسلم قومون کی نگاہ مین پنجاب کے مسلمانون کی ذلت ہوتی کہ انھون نے اپنے ایک معزز مہمان کی مدارات نہ کی۔

یقیناً ان دونو مسلمان اخبارونکی اس تحریر مین کوئی ذاتی عناد ہے اور ذاتی کاوش ہے اور انہون نے محض آریہ اخبارات کو خوش کرنے کے لئے یہ مخالفانہ مضامین شائع کئے ہین۔

اس کے بعد مسلمانون کے دل پوری طرح مطمئن ہوجائینگے اور آریہ اخبارات کے مضامین جو حد درجہ ہتک آمیز اور اشتعال انگیز ہین وہ پھر دوبارہ پڑھینگے اور ان کی آنکھین کھل جائین گی کہ ہم پنجابی مسلمان بڑی غفلت مین ہین اور ہم پر کیسی بے باکی اور کیسی دلیری اور کیسی بے شرمی کے ساتھ حملے ہو رہے ہین۔ اور اب ہمکو ضرور اپنی اندرونی کمزوریون کو دور کر دینا چاہیئے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب ہر غفلت سے ہوشیار ہوجائین۔ اور سوچین کہ ہم کتنے سیاسی اور اقتصادی اور مذہبی خطرون مین مبتلا ہین اور پنجاب مین باوجود ۵۶ فیصدی تعداد رکھنے کے ۱۰ کروڑ کا قرضہ کم تعداد کی قوم کو ہمین دینا ہے۔ ہماری زمینین لارڈ کرزن نے انتقال اراضیات کا قانون پاس کرکے حریفون سے محفوظ کردین۔ مگر ہماری زمینون کا دبا ہوا سونا ہماری جیب مین نہین رہنا اس کو بھی یہی ۴۴ فیصدی

تعداد اے وکالت کی فیس اور دوسرے حیلوں سے چھین لیتے ہین اور ہمارا
کوئی گھر خالی نہین ہے جو ۴۴ فیصدی تعداد رکھنے والی قوم کو سود نہ دیتا ہو۔ ہم بڑی
محنت سے کماتے ہین مگر بڑی آسانی سے اپنی کمائی دوسرون کی جیب مین ڈال
دیتے ہین۔ ہمارے بچے بھوکے رہ جاتے ہین ہماری عورتون کے زیور ہاتھون اور
گلون سے اتر جاتے ہین۔ ہمارے مکان ہم سے چھن جاتے ہین ہماری دودھ دینے والی
گائین اور بھینسین اور ہمارے دہوپ اور بارش سے بچانے والے مکانات نیلام
ہو جاتے ہین یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم کیا کر رہے ہین؟ اور ہمارا انجام کیا ہونے
والا ہے؟ کہین انہین راستون سے ہمارے ایمان اور ہمارے اسلام پر حملہ
کرنے والے اندر نہ آجائین اور ایسا نہ ہو کہ جب وہ اندر آئین تو ہم اپنی قرضداری
اور مفلسی اور بیکاری کے دباؤ مین اندر گھسنے والون کو روک نہ سکین اور وہ
خود مختارانہ شان سے ہمارے ایمانون پر قبضہ کرلین۔

ان کو یہ بھی خیال ہوگا کہ میان سر فضل حسین کی بھی یہ اخبارات ایسی ہی
مخالفت کیا کرتے ہین انہون نے تو ہمکو حسن نظامی کی طرح کوئی دہوکا اور کوئی
فریب نہین دیا وہ تو صرف اتنا ہی کہتے ہین کہ پنجاب کے مسلمان ۵۶ فیصدی
تعداد رکھتے ہین مگر سرکاری نوکریان آدہی بھی مسلمانون کے پاس نہین ہین
مسلمان بھی جسم رکھتے ہین جان رکھتے ہین بال بچے رکھتے ہین مسلمانون کو بھی روٹی
درکار ہے مسلمانون کو بھی کپڑے کی ضرورت ہے مسلمانون کو بھی خدا نے
زندہ رہنے کے لئے پیدا کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو روٹی اور کپڑے اور
زندگی کی ضروریات سے صرف اس لئے محروم رکھا جائے کہ سرکاری عہدہ
رُکے ہوئے ہین۔ اور وہان دوسری قوم کے آدمی بھرے ہوئے ہین اگر دوسری
قوم کے آدمیون کو زندگی زیادہ پیاری ہے تو مسلمانون کو بھی زندگی کچھ دوبھر
نہین ہو گئی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک ہی قوم باوجود قلیل تعداد ہونے کے زندگی
کی سب چیزین اپنے ہی قبضہ مین رکھے اور دوسرے انسان محض مسلمان

ہونے کی وجہ سے لوازمات زندگی سے محروم کر دئے جائین۔ بس یہی قصور میان سر فضل حسین کا ہے جس کی وجہ سے ان کو اتنی گالیان دی گئین ہین کہ اگر ان سب گالیون کو جمع کیا جائے تو پانچ دریا پنجاب مین اور جاری ہو جائین۔ اور پھر بیچ آب کو وہ آب کہنا پڑے کیونکہ وہ گالیان کدالون سے زیادہ نوکدار ہوتی ہین اور وہ مسلمانون کے دلون کو اس طرح کھود ڈالتی ہین جس طرح دریا زمینون کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے۔

اگر بہاولپور اور سکھر کے نہر بنانے والون کو آریہ اخبارات کی نوکدار گالیون کا علم ہو جاتا تو وہ انہین کے ذریعہ نہرین کھدواتے اور لاکھون کروڑون روپیہ مزدورون مین خرچ نہ کرتے۔

ایک میان سر فضل حسین ہی نہین پنجاب کا کوئی مسلمان لیڈر بھی ان آریہ اخبارات کے حملون سے محفوظ نہین ہے اور محفوظ نہین رہا۔ بس مسلمانون کی خیر خواہی کا خیال آنے کی دیر ہے چاہے زبان سے نکلے یا نہ نکلے ایک دم گالیون کے تیر برسنے لگتے ہین۔

قصہ مختصر یہ کتاب اور اس کے مضامین پنجاب کے مسلمانون کو خصوصاً راجپوت مسلمانون کو جگانے اور غفلت سے ہوشیار کرنے کی ایک بنیاد ہے تعمیر کا زمانہ اس کے بعد آنے والا ہے اور وہ انشاءاللہ تعالے مہاراجہ رانا ناہر سنگھ نصر اللہ خانصاحب اور پنجاب کے اسی لاکھ مسلمان راجپوتون کے ہاتھون سے ہوگی۔ اور دنیا دیکھ لے گی کہ جس طرح ظہور امام مہدی علیہ السلام کے وقت خلاف عقل طریقون سے تمام مسلمانان عالم ایک مرکز پر جمع ہو جائین گے اور جس طرح ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء و ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء کو دہلی سے لاہور تک مسلمانان پنجاب محض ایک معمولی سے اشتہار پر لاکھون کی تعداد مین پلک جھپکاتے جمع ہو گئے نادر فلسفیانہ عقل والون کو حیرت زدہ کر دیا۔ اسی طرح وہ تعمیر بھی تمام ہندوستان کو حیرت زدہ کر دے گی جو مسلمانان پنجاب کی زندگی

کا تمام ملک مین ایک نمونہ اور عمل کی شاہ راہ ہوگی ۔ آمین انشاء اللہ

کتاب ختم

اب یہ کتاب ختم کی جاتی ہے آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا دوسرا اڈیشن موزون ترتیب کے ساتھ شائع کیا جائے گا ۔ اور غیر متعلق اخبارات کے مضامین وغیرہ خارج کردئے جائین گے ۔ صرف مہاراناکے حالات باقی رہینگے تاکہ کتاب کی ضخامت کم ہوجائے اور کم رقم مین یہ کتاب فروخت ہوسکے ۔

یہ کتاب پانچ ہزار چھپی ہے مگر درخواستین دس ہزار کے قریب آچکی ہین ۔ زیادہ تعداد تاجران کتب منگاتے ہین مگر افسوس ہے کہ تاجران کتب کی بڑی فرمائشون کی تعمیل نہین ہوسکتی صرف ان لوگون کے نام کتابین پہلے بھیجی جادین گی جنہون نے پیشگی قیمت بھیجدی ہے اس کے بعد دوسرے خریدارون اور تاجرون کو کتابین دی جائین گی مگر ان کی مطلوبہ تعداد کے موافق نہین بلکہ جس نے ایک ہزار یکمشت منگائی ہین ان کو صرف سو روانہ ہونگی ۔

میری تقریر — اس کتاب مین میری تقریر اخبار زمیندار سے نقل کی گئی ہے ۔ مگر مین سمجھتا ہون کہ وہ ادھوری ہے مکمل تقریر منادی اخبار مین شائع ہوئی تھی مگر اس کو بھی گنجائش کی کمی کے سبب یہان درج نہین کیا گیا ۔ کیونکہ ہزارہا ناظرین منادی مین اس کو پڑھ چکے ہین ۔

حاصل مقصد — اس کتاب کی اشاعت کا حاصل مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے آٹھ لاکھ مسلمان راجپوتون مین اسلامی احساس ترقی کرے اور ان مین اسلامی استحکام پیدا ہو اور وہ سب اسلامی مرکز پر جمع ہوجائین ۔ اور یہی میرا اور مہارانا نصر اللہ خان صاحب کا اصل مقصد ہے ۔

حسن نظامی ۔ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۷ء

ضروری ضمیمہ

کتاب ختم ہو گئی۔ آخری کاپیاں بھی چھاپے خانہ میں چلی گئیں اس وقت امانت کے خطوط میں چند اور اطلاعات مہارانا کے متعلق نظر پڑیں۔ مگر ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور کتاب کی ضخامت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب زیادہ طوالت مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے مجبوراً ان خطوط میں سے زیادہ ضروری اور اہم خطوط کا خلاصہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اور اس کو بطور ضمیمہ کے کتاب کے آخر میں لگایا جاتا ہے۔ (حسن نظامی)

برہما میں مہارانا کا چرچہ آریہ اخبارات میں تار شائع ہوئے تھے کہ حسن نظامی کا فریب برہما تک پہنچ گیا۔ اس وقت تک برہما سے میرے پاس کوئی اطلاع نہیں آئی تھی۔ اور میں نہیں سمجھا تھا کہ ان تاروں کا کیا مطلب ہے۔ اکیس اپریل ۱۹۲۶ء کو برہما کی نظامیہ جماعت کے ناظم کشفی شاہ صاحب نظامی کا ایک خط آیا جس کے آخر میں صرف تین سطریں لکھی تھیں کہ "یہاں بھی مہارانا نصر اللہ خاں صاحب کے حالات انگریزی اخبار میں دئے گئے ہیں جس سے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا ہے۔ مہارانا کی تقریر زائد مقدار میں جلدی بھیج دیجئے۔" اس کے بعد ۲۴ اپریل ۱۹۲۶ء کا لکھا ہوا کشفی شاہ صاحب کا مفصل خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مہارانا نصر اللہ خاں صاحب اور ان کے ساتھ ۱/۲ ۱ لاکھ راجپوتوں کے مسلمان ہونے کی خبر برہما کے واسطے بالکل نئی تھی۔ اس واسطے ہم نے اس خبر کو انگریزی اخبار ڈیلی نیوز میں دیا جو ۲۰ اپریل کے پرچہ میں شائع ہو گئی۔ دوسرے دن ہم نے مہارانا کے پورے حالات اخبار مذکور کو دئے مگر وہ شائع نہ ہوئے۔ پھر ۲۲ اپریل ۱۹۲۶ء رنگون کے تمام اخبار وں ڈیلی نیوز۔ رنگون گزٹ۔ اکسپیچ گزٹ رنگون میل۔ رنگون ٹائمز وغیرہ نے لاہور سے آیا ہوا ایسوسی ایٹڈ پریس کا تار شائع کیا۔ کہ مہارانا اور ان کی قوم کے مسلمان ہونے کی خبر بالکل غلط ہے۔ اور اس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے۔ نا ہر سنگھ ایک معمولی سردار ہے اور اس نے اپنا نام نصر اللہ خاں رکھ لیا ہے۔ وہ دو روز لاہور میں رہا اور وہاں بہت بڑا جلسہ ہوا۔ اس خبر کی اشاعت سے برہما میں خیالات میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ پہلی خبر کو ٹھیک سمجھتا تھا اور ایک گروہ دوسری خبر کو لیکن ہم نے جو مہارانا کے مفصل حالات ڈیلی نیوز کو دئے تھے

اور اس نے شائع نہ کئے تھے۔ اب اس نے وہ حالات شائع کردئے۔ اور مسلمانوں کو جب صحیح حقیقت معلوم ہوگئی تو چاروں طرف خوشی کی لہریں نظر آنے لگیں۔ اسی روز مسلم آوٹ لک کا مفصل مضمون آگیا اور ہم نے مسلم آوٹ لک کے مضمون کی ایک ہزار کاپیاں فوراً چھپوا کر مسلمانوں کے مرکزی مقامات میں تقسیم کردیں جس کے پڑھتے ہی تمام مسلمانان برہما میں ایک عجیب و غریب خوشی کی زندگی پیدا ہوگئی۔ اور تمام برہما میں مہارانا کے چرچے ہونے لگے۔

مسلم آوٹ لک کا مضمون اس مضمون میں زیادہ تر وہی واقعات اور حالات ہیں جو اردو کے پرچوں میں شائع ہوئے تھے۔ اور جن کا ایک حصہ اس کتاب میں درج ہوگیا ہے لیکن بعض چیزیں مسلم آوٹ لک کے مضمون میں نئی بھی ہیں اس واسطے اخبار مذکور کا ترجمہ بھی اس ضمیمہ میں شائع کیا جاتا ہے جو یہ ہے۔

خلاصہ مضمون مسلم آوٹ لک لاہور مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۷ء

جس کی نقل برہما میں علیحدہ چھپوا کر شائع ہوئی۔

مسلم آوٹ لک مہارانا کے شاندار جلوس کی کیفیت جو ان کے لاہور پہنچنے پر نکالا گیا ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:—

ٹرین جس میں مہارانا صاحب والی آمود (نومسلم حکمران) آنے والے تھے اُن کے پہنچنے کا ٹھیک وقت پونے دس بجے شب کا تھا لیکن لوگوں کے گروہ سر شام ہی سے جوق جوق اسٹیشن پر آنے شروع ہوگئے تھے قریب ۸½ بجے اسٹیشن کے بیرونی حصہ میں تعداد مجمع بقدر بڑھ گئی تھی کہ اسٹیشن آنے جانے والی گاڑیوں تانگوں اور موٹروں کے لئے کوئی راستہ نکلنے یا داخل ہونے کا نہ رہا۔ بہت سے لوگ جو پہلے سے پہنچ گئے تھے پلیٹ فارم ٹکٹ خرید لئے اور اندر داخل ہوگئے لیکن نو بجے یہ بالکل غیر ممکن ہوگیا کہ کسی کو بھی عموماً تمام اسٹیشن پر اور خصوصاً پلیٹ فارم نمبر ۴ اور ۵ پر قدم رکھنے کی جگہ ملتی۔ یہاں تک کہ پلوں پر بھی اس قدر بھیڑ ہوگئی کہ گذرنے والوں کو راستہ ملنا محال ہوگیا۔ نو بجے کے بعد دیگرے دو بینڈ آئے اور بینڈ کے ساتھ والے مسلمان اس ترتیب سے چل رہے تھے گویا اسلامی نوجوں کی صفیں

ناچ کر رہی ہیں۔

گاڑی دیر میں پہنچی چونکہ ہجوم کی کثرت بڑھتی گئی اس لئے بے ترتیبی شروع ہو گئی مسلمانوں کے اس اجتماع کو کوئی طاقت قابو میں نہ لا سکتی تھی کیونکہ وہ جوش اور سچائی کے ساتھ اپنے ایک دور دراز گجرات کاٹھیاواڑ سے آنے والے مسلمان بھائی کے خیر مقدم کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مشعلوں کی قطاریں منتشر ہو گئیں اور لوگ جو انکو لئے ہوئے تھے کشمکش کے سبب ترتیب سے کھڑے نہ رہ سکے۔ سکاؤٹوں کی ایک پارٹی جو جلوس کی شرکت کے لئے آئی تھی اسٹیشن تک نہ پہنچ سکی۔ اور لنڈا بازار کے سرے پر ٹھہرنا پڑا۔ گاڑی کے بدیر پہنچنے کی وجہ سے ہی انتشار زیادہ ہوا۔ جو لوگ مہارانا کے موٹر سے راستہ کو صاف رکھنے کے لئے متعین تھے۔ دو متوازی قطاریں بنائے کھڑے تھے لیکن جب گاڑی پہنچنے کا ٹھیک وقت ہوا تو لوگوں نے قطاریں توڑ دیں اور جوش سے تکبیر کے نعرے بلند کرنے اور خوشی سے تالیاں بجانی شروع کیں جو مہارانا کی آمد سے اُنکے دلوں میں پیدا ہو رہی تھی۔ گاڑی تقریباً پون گھنٹہ دیر میں آئی لیکن ابھی یہ ٹھہری نہ تھی کہ مسلمان اس گاڑی کی طرف جھپٹے۔ جس میں اُن کے معزز مہمان تھے۔ پھول کثرت سے برسائے گئے اور بہت سے پرجوش مسلمانوں نے ان سے مصافحہ کرنے یا اگر یہ نہ ہو سکے تو محض انکو چھو دینے کی کوشش کی۔ چونکہ مجمع کو پیچھے ہٹانا کسی کے قابو کی بات نہ تھی۔ اس لئے مہارانا کو اسی ہجوم میں اُترنا پڑا۔ البتہ رضاکاروں نے عقب میں اس غرض سے حلقہ باندھ لیا کہ پیچھے کے اُن لوگوں کو دھکا دینے سے روکیں جو مہارانا کو دیکھنے کے لئے آگے آنا چاہتے تھے۔ غرض مہارانا صاحب اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب بمشکل تمام موٹر تک جو اسٹیشن کے دروازہ پر اُنکے انتظار میں کھڑی تھی پہنچے۔ موٹر اگرچہ بہت بڑی تھی مگر بالکل بھر گئی اور فوراً ہی قیامگاہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کے پیچھے اور بھی گاڑیاں تھیں۔ سکھ و دیگر غیر مسلم حضرات اور مسلمان جو اس جلوس میں شریک تھے سب کے سب ایک زبان جلوس کی بد انتظامی کے شاکی تھے اور طبقہ اعلیٰ کے مسلمانوں کو اُنکے تساہل اور انتظامی ناقابلیت پر الزام

دے رہی تھے اور کہتے تھے کہ مسلمانان لاہور نے تو اس جلوس کو نہایت ہی اعلیٰ شان پر پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر مسلمان لیڈروں کی انتظامی قابلیت کی کمی کی وجہ سے صورت میسر نہ آسکی۔ بینڈ باجوں کو خاموشی ہی بحسرت واپس لیجانا پڑا۔ سکاوٹوں کو بغیر اپنے کمالات دکہائے منتشر ہونے کا حکم مل گیا۔ اور ہزارہا ہاروں کو جو مہارانا صاحب کے لئے تیار کئے گئے تھے اُن تک پہنچنا ہی نصیب نہ ہوا۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلی سے یہاں تک مہارانا صاحب کے ساتھ آئے ہیں

جلوس جمعہ کی صبح کو تمام لاہور میں چہل پہل نظر آتی تھی اور مسلمانوں کے ہجوم سڑکوں پر مثل عید کے روز کے نظر آرہے تھے۔ سواروں اور پیدلوں کے اس قسم کے نظارے علاوہ دیسی ریاستوں کے شاذونادر ہی کبھی کبھی ہوا کرتے ہیں۔ ایک طرف حنفیہ کالج کے طلبا اپنی سبز پگڑیاں اور کالی کالی اچکنیں پہنے ہوئے خوبصورت گہوڑوں پر سوار بہت ہی دلچسپ منظر پیش کر رہے تھے۔ دوسری طرف قومی سواروں کا ایک دوسرا دستہ سفید وردیاں پہنے ہوئے اعلیٰ شان ظاہر کر رہا تھا۔ جب جلوس موچی دروازہ پر پہنچا اور ایک قطار میں ترتیب دیا گیا تو ان سواروں کا ایک دستہ مہارانا کی موٹر کے آگے اور ایک پیچھے ہوگیا۔ اور موٹروں میں لاہور کے مشہور مسلمان اور نومسلم حضرات مثلاً مسٹر عبدالرحمٰن صاحب جو پہلے عیسائی تھے اور مسٹر فخردین صاحب جو سوامی شردہانند کے چچازاد بہائی ہیں اور مسٹر امین صاحب بیرسٹر (سابق لالہ ساگر چند) وغیرہ حضرات تہے۔

سڑکوں پر باوجود بے حد ہجوم کے تماشائیوں کی قطاریں بنی ہوئی تہیں اور کوئی بات بھی بے ترتیبی کی نہ تھی جلوس جوں جوں آگے بڑہتا جاتا تھا دکانیں اور مکانات تماشائیوں سے بہرے ہوئے ملتے تہے۔ اکثر لوگوں کے پاس جھنڈے تھے جن پر آیات قرآن و احادیث اور بزرگوں کی نصیحتیں لکھی تھیں اور تمام سڑکوں پر پھریرے لہرا رہے تھے جن پر خوش آمدید اور مبارک باد دین لکھ کر سجائی گئی تھیں۔ جلوس اکبری دروازہ سے گذر کر شاہ محمد غوث ہوتا ہوا بھی بھنڈہ بازار تک نہ پہونچا تھا کہ ہمارے نامہ نگار صاحب چلے آئے۔ مہارانا

صاحب - کو بے انتہا ہار پہنائے گئے اور بے انتہا پھولوں کی ابر باریش کی گئی اور ایک یا دو مرتبہ ان کو کھڑے ہو کر مجمع کے لوگوں کی زیادتی کے سبب سلام کرنے پڑے - جن کا جواب ان پر پھول برسا کر دیا گیا -

میاں سر محمد شفیع مہارانا کے بائیں طرف اور حضرت خواجہ حسن نظامی دائیں طرف اور مولوی غلام محی الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور مہارانا صاحب کے سامنے بیٹھے تھے - جلوس کی شان وشوکت - دھوم - دھام - کے متعلق اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ لاہور میں ۱۰۰ سال قبل سے لیکر اتنک اسقدر شان کا کوئی جلوس اور کوئی میلہ نہیں ہوا اور نہ کبھی لاہور کو ایسا سجایا گیا - نہ ایسے سوار - پیدل - سکاوٹ اور بینڈ نکلے -

بعد کی اطلاع - جبکہ اخبار پریس کو جا رہا ہے ہمیں یہ اطلاع اور موصول ہوئی کہ کل تعداد جو جلوس میں شریک ہوئی تقریباً ۲½ لاکھ تک پہنچتی تھی - اور اکثر حصہ دیہاتی آبادی پر مشتمل تھا - یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ انتظام آمد ورفت اور طریق جلوس اتنا اچھا رہا کہ امن وامان کے ساتھ ہر کام ہوگیا - مہارانا صاحب اور حضرت خواجہ صاحب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کی کوٹھی پر مقیم ہیں مفصل حالات آئیندہ شائع ہونگے -

---

صوبہ سرحد - مہارانا کے جلوس لاہور میں سرحدی شہروں کے بہت سے مسلمان آگئے تھے - اور ایک بہت بڑا سرحدی مسلمانوں کا گروہ مہارانا کی گاڑی کے آگے ایک مجذوبانہ انداز سے رقص کرتا ہوا چل رہا تھا جو سرحدیوں کا قومی دستور ہے - مگر ان لوگوں کے علاوہ بھی میرے پاس ابھی حال میں ریاست سوات اور ریاست دیر اور ریاست چترال اور چند آزاد قبائل سرحدی کے ہاں سے اطلاعات آئی ہیں کہ وہاں بھی مہارانا کی تشریف آوری کا خوب چرچا تھا - اور وہ افغانستان مسلمان مسرور نظر آتے تھے -

افغانستان میں اثر - تازہ ڈاک میں جو خطوط کابل اور قندھار سے آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خبر کابل اور قندھار و ہرات میں پہنچی - تو وہاں اس خبر نے ایک عجیب

اثر پیدا کیا۔ اعلیٰ سرداروں اور حکومت کے افسروں میں بھی اس کے چرچے ہوئے۔

عراق عرب بصرہ اور بغداد اور کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کے تازہ خطوط سے معلوم ہوا کہ وہاں بھی یہ خبر عام طور سے پہنچی مگر عربوں میں کچھ زیادہ احساس خوشی کا نہیں پایا گیا۔ البتہ جو ہندوستانی عراق میں رہتے ہیں وہ بہت شادکام نظر آتے تھے۔

ایران میں اثر۔ ایران کے وہ مقامات جن کی سرحد عراق و ہندوستان سے ملی ہوئی ہے وہاں بھی مہاراناکی خبر نے مسلمانوں میں ایک اسلامی حرکت اور جوش پیدا کر دیا۔ تازہ ڈاک سے یہ حالات معلوم ہوئے۔ مصر کی کوئی خبر نہیں آئی۔

اسلامی اخوت ان سب حالات و اطلاعات سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کا رشتۂ اخوت کتنا وسیع اور کس قدر مستحکم ہے اور مسلمانوں میں مذہبی محبت کتنی گہری ہے۔ جو حریف اس احساس کو مٹانا چاہتے ہیں خواہ وہ آریہ ہوں یا سیاسی مسلمان جیسا کہ مسٹر محمد علی آجتک اس احساس کو مٹانیکی کوشش کر رہے ہیں اور مہارانا کے خلاف مسلسل مضامین لکھ رہے ہیں کبھی کامیاب نہیں ہونگے اور اسلام برابر ترقی کرتا رہیگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

ریلوے ملازم کا تعصب بمبئی سے لاہور تک مہارانا کے خیر مقدم کی جیسی دھوم دھام ہوئی اس سے آریہ ملازمین ریل کو بہت صدمہ ہو رہا تھا۔ اور وہ ہر مقام پر مسلمانوں کو تکلیف دینے اور ستانے کے کام کر رہے تھے۔ چنانچہ راجپورہ پر ایک آریہ خیال سکھ ٹی ٹی آئی مہارانا کی گاڑی میں آیا۔ اور اس نے مہارانا کے نوکروں سے فرسٹ کا کرایہ چارج کر لیا۔ جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

اس شریر نے لاہور کے آریہ اخبارات میں میری اور مہارانا کی توہین کے لئے اور بدنام کرنے کے لئے خود آریہ اخبارات کے دفتروں میں جا کر جو غلط مضامین شائع کرلئے اس کا نتیجہ عنقریب ظاہر ہو جائیگا جبکہ اس سے قانونی باز پرس ہوگی۔ مگر ایک نئی شرارت کا ذکر اس ضمیمہ میں بھی کیا جاتا ہے۔ جو یہ ہے کہ

ایک بچہ پر ظلم ایک نو عمر لڑکا صغیر حسن نامی جو خلیفہ غلام حیدر صاحب وکیل کا فرزند ہے۔ مہارانا کے درجہ میں آیا تاکہ گلاب پاش اور ناشتہ کے برتن واپس لے جائے جو مسلمانوں کی طرف سے مہارانا کی خدمت میں پیش ہوا تھا مگر ہجوم نے سب راستے روک رکھے تھے۔ لڑکے نے باہر جانے کی ہرچند کوشش کی۔ لیکن وہ برتن لیکر باہر نہ نکل سکا۔ اور گاڑی روانہ ہو گئی۔

لڑکے کو باہر جانے کیلئے مضطرب دیکھکر میں نے تسلی دی اور کہا اگلے اسٹیشن پر اتر جانا۔

مگر آریہ خیال سکھ ٹی ٹی آئی نے درجہ کے اندر آکر اس سے ٹکٹ طلب کیا۔ لڑکے نے کہا میرے پاس پلیٹ فارم ہے۔ اور اپنے رک جانے کی حقیقت بیان کی۔ مگر ٹی ٹی آئی نے

مہارانا کی موجودگی میں بہت نامناسب لہجہ سے بات چیت کی۔ اور لڑکے کو اگلے اسٹیشن پر پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور معلوم ہوا ہے کہ لڑکے کو بہت تکلیف دی گئی اور دفعہ ، الہ کے ماتحت لڑکے پر مقدمہ قائم کر دیا گیا جو ابتک چل رہا ہے اور ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء کو مجھے اس مقدمہ میں شہادت کے لئے بلایا گیا ہے۔ ریلوے ملازمین کی یہ شرارتیں ریلوے محکمہ کی بدنامی کا باعث ہیں اور ضرورت ہے کہ مسلمان قوم ان شرارتوں کا قانونی سدباب کرے تاکہ آئندہ مسلمانوں کے ساتھ محض اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں کوئی شرارت نہ کی جائے۔ صغیر حسن کا مقدمہ ختم ہونے کے بعد مذکورہ حالات کی پوری قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ اور شرارت پسند لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ مسلمان قوم مردہ نہیں

سہارنپور

گیارہ بجے اسٹیشن پر پہونچا ہزاروں آدمی پہلے سے موجود تھے اور چاروں طرف سے مسلمان جوق جوق آ رہے تھے شہر سے جلوس نظمیں پڑھتا ہوا ریل پر پہونچا۔ ۱۲ بجے اسٹیشن سہارنپور مسلمانوں سے پر ہو چکا تھا۔ پورب سے پچھم تک سلسلہ دور تک آدمیوں کا ہو گیا تھا۔ سہارنپور کے قصبات دیہات کے ہزاروں آدمی مہارانا صاحب کو دیکھنے کے لئے آئے تھے عام آدمیوں کے علاوہ مقصود علی خان صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس اعظم سہارنپور۔ قاضی شہر شیخ ظفر احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس سہارنپور۔ مولوی فضل الرحمٰن آنریری مجسٹریٹ رئیس سہارنپور قاری عبدالخالق صاحب پیش امام مسجد جامع سہارنپور۔ محمد عسکری صاحب رئیس سہارنپور...... خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔ انجمن اصلاح المسلمین کے صدر سکریٹری و رضا کار انتظام میں مصروف تھے۔ اور ڈپٹی کلکٹر رحمٰن بخش قادری صاحب قائم مقام کلکٹر صاحب بہادر سہارنپور کا حسن انتظام قابل تعریف تھا۔ قادری صاحب نے اپنے ہاتھ سے مہارانا نواب نصر اللہ خاں والی آمود ملک گجرات و حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے اور عام پبلک نے پھول برسائے اسلامیہ ہائی سکول سہارنپور کے ہیڈ ماسٹر و دوسرے ماسٹران معہ طالب علم کے اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے اور ہندو بھائی بھی مہارانا کو دیکھنے کے لئے آئے تھے مبصرین کا اندازہ ہے کہ تقریباً پچیس ۲۵ ہزار آدمیوں کا مجمع اسٹیشن سہارنپور پر مہارانا صاحب کے استقبال کے لئے حاضر ہوا تھا بینڈ باجہ بج رہا تھا اور نظمیں پڑھی جا رہی تھیں۔ لوکاٹ ہل وغیرہ لوکرہ کے لوکرہ

مہاراناصاحب کی خدمت میں پیش کئے جارہے تھے پھولوں کے گجروں سے مہاراناصاحب کی گاڑی بھری ہوئی اور پھول برسائے گئے چار نگ کے بھی چھوڑے گئے عجب سماں تھا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

محمد صادق نظامی سہارنپور

حزب الانصار امرتسر بخدمت شریف جناب خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم جب وقت نواب نصر اللہ خاں صاحب دہلی سے لاہور تشریف لے جارہے تھے تو اسوقت ہم مندرجہ ذیل اصحاب انجمن حزب الانصار کوچہ ککے زئیان کے ساتھ اسٹیشن پر نواب صاحب کے استقبال کے لئے گئے اس انجمن کو قائم ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور خداوند کریم کے فضل و کرم سے اس انجمن نے بہت سے دینی و دنیاوی کام اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے ایک مدرسہ کھولا ہوا ہے جس میں کوچہ کے تمام چھوٹے بچوں کو قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے اور ساتھ ہی دیگر کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ مسجدمیں ہر روز صبح کی نماز سے فراغت پاکر درس ہوتا ہے۔ جس میں تقریباً کوچہ کے بڑے بڑے آدمی شامل ہوتے ہیں رسومات قبیحہ کے انسداد کے لئے ازحد کوشش کی جارہی ہے۔ انجمن کے ممبروں کے نام لکھے جاتے ہیں جو کہ امرتسر اسٹیشن پر استقبال کے لئے گئے تھے۔ بابو محمد طفیل صاحب مبلغ انجمن حزب الانصار۔ محمد یوسف پریذیڈنٹ۔ ایم محمد ایوب خاں جنرل سکرٹری صوفی نذیر حسین صاحب پروپرائٹر امی اینڈ کمپنی۔ بابو محمد شریف صاحب کلارک نہر۔ مسٹر علی احمد صاحب مکینکل انجنیر۔ بابو بشیر احمد صاحب پروپرائٹر امی اینڈ کمپنی۔ مولوی محمد افضل صاحب اختر منیجر امی اینڈ کمپنی۔ بابو منظور الحسن صاحب متعلم۔ حفیظ الرحمٰن صاحب متعلم۔ بشیر احمد خلف منشی برکت علی صاحب۔ سید منظور حسین شاہ صاحب۔ ماسٹر محمد رمضان صاحب خیاط۔ بابو محمد اکبر صاحب امیدوار سینیٹری انسپکٹر۔ بابو نصیر احمد صاحب متعلم۔ شیخ فتح نصیب صاحب ہیڈ کانسٹبل۔ چوہدری محمد اشرف صاحب پیر محمد امین صاحب۔ بابو احمد حسن صاحب کمپوزیٹر۔ بابو اللہ رکھا صاحب۔ بابو محمد لطیف صاحب صدیقی۔ معراج الدین صاحب کرل۔ بابو محمد افضل صاحب سلمہ اینڈ گوڈ مرچنٹ امرتسر۔ شیخ نذیر احمد صاحب سلمہ اینڈ گوڈ مرچنٹ۔ حافظ محمد شریف صاحب سوداگر چشمہ عینک۔ مسٹر مقبول حسین صاحب خوشنویس محمد افضل صاحب خلف منشی مولا بخش صاحب کشتہ۔ مسٹر ناصر جنگ صاحب۔ محمد سعید صاحب خلف خواجہ غلام محی الدین صاحب وکیل۔ مسٹر گلزار احمد صاحب متعلم۔ مسٹر محمد طفیل صاحب متعلم۔ مسٹر بی ڈی بچہ۔ مسٹر اے ڈی مجلا۔ شیخ غلام محمد صاحب حاتم۔ شیخ فتح نصیب صاحب نومسلم۔ محمد شریف صاحب ملازم امی اینڈ کمپنی۔ شیخ غلام رسول صاحب ٹریز۔ مسٹر محمد عالم صاحب آزاد لائبریری انجمن ہذا۔ مسٹر محمد اشرف صاحب بابا۔ مسٹر محمد اشرف صاحب لاہوریا۔ حاجی احمد شاہ صاحب امام مسجد۔ ان کے علاوہ بہت سے اصحاب شامل ہوئے تھے۔

ایم محمد ایوب خاں جنرل سکرٹری انجمن حزب الانصار کوچہ ککے زئیان دروازہ رام باغ امرتسر

ساخت سید بشیر الدین نظامی دہلوی آرٹسٹ ۔ برائے نذر مہارانا صاحب
مہارانا نصر اللہ
۱۳۵۱ھ
MAHARANA NASRULLAH KHAN BAHADUR.
MAHARANA NASRULLAH KHAN BAHADUR.
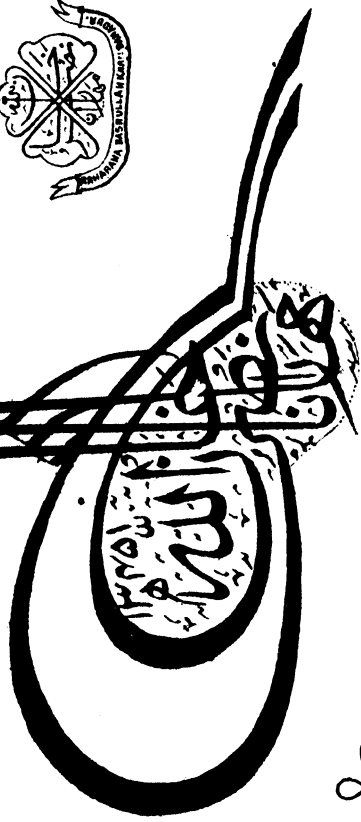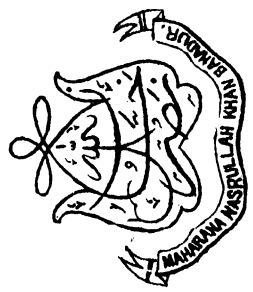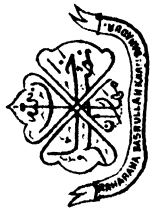
ISLAMIA WATCHES
اصلی اور پہلے فیشن کی چینی کے ڈائل والی اسلامیہ لیور واچ
یہ وہ متبرک گھڑی ہے جس کی تلاش میں مدت سے زمانہ سرگرداں تھا اور جس کی قیمت نوابوں اور
رئیسوں نے پانچ پانچ سو روپیہ ادا کی ہے لہٰذا ہم نے بڑی بھاری رقم خرچ کر کے عام صاحبان
کی خاطر یہ تحفہ بے بہا مہیا کیا ہے۔ گھڑی کی گھڑی اور تعویذ کا تعویذ گویا اس میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں
جو صوفیائے کرام کا معمول ہوتا ہے مثلاً بسم اللہ شریف۔ کلمہ شریف۔ درود شریف۔ آیۃ کریمہ۔ اسمائے
باری تعالیٰ و پنجتن پاک صحابہ کرام۔ پیران پیر دو ہزارہ نعت شریف شان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
غرض
یہ کل گھڑی کے سامنے اور پشت پر نہایت خوشخط (بذریعہ ڈائی) لکھے ہیں جن پر کئی سو روپیہ
خرچ آیا ہے اور اندر کی طرف بہت اعلیٰ درجہ کے رنگین نقشے دو عدد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
لگے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک ایسی اعلےٰ درجہ کی لیور گھڑی ہے جو تیس برس سے لوگوں کے پاس بڑی
عمدہ طرح سے چل رہی ہے چال اس کی عمدہ ہے۔ پرزے بہت مضبوط جن پر آٹھ عدد قیمتی جواہرات اس
خوبی سے فٹ کئے گئے ہیں کہ تیس برس تک گھڑی کے چلنے میں فرق نہ ہوگا۔ ڈائل اصلی چینی کا انیمل کیا
ہوا ہے سیکنڈ کی سوئی موجود اور نقشہ مندرجہ بالا کے مطابق ہے پشت کا نقشہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سامنے
درج ہے۔ گارنٹی دس سال قیمت اول درجہ بارہ ۱۲ روپے۔ دوم درجہ دس ۱۰ روپے۔ خرچہ بذمہ خریدار۔
فائدہ اٹھانے کا طریقہ
اکٹھی تین گھڑی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ چھ گھڑی
کے خریدار کو ایک گھڑی زاید انعام ملے گی۔ فائدہ اٹھاؤ
ملنے کا پتہ ہائی کلاس واچ کمپنی نمبر ۱۲۵ ڈبی بازار لاہور

آریہ سماج کے عقائد کو باطل کرنے کی کتابیں

ویدانت نمبر ۱ - بولیوں کا بدل جانا۔ سنسکرت زبان کی ابتدا۔ ویدوں کی تصنیف۔ وید برہم بادشاہ نے بنائے تھے۔ اور برہم خدا کی طرف منسوب ہو گئے ہوئے ہیں۔ ویدوں کو بنے چار ہزار سال کا عرصہ ہوا ہے۔ قیمت ۲ر

ویدانت نمبر ۲ - وید پنجاب میں بنے تھے۔ قانون گو ؤں کی قوم نے بنائے تھے۔ قیمت ۲ر

ویدانت نمبر ۳ - مذاہب عالم کی تعلیم۔ خدائے تعالیٰ کی ہستی۔ اعمال کی جزا یا سزا۔ اور روز قیامت کے ہونے کے ثبوت۔ قیمت ۲ر

ویدانت نمبر ۴ - ہندوؤں کی کم سمجھی۔ اور ویدک دہرم کا خاتمہ۔ قیمت ۲ر

ویدانت نمبر ۵ - وید قدیمی عالموں کی باتیں ہیں جن میں غلطیاں بھی درج ہیں کہ عورت کے گھر دس ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۲ر

۶ - انجیلوں سے حضرت مسیح کی بجائے شمعون بیگاری کے صلیب دیا جانیکی شہادت۔ قیمت ۶ر بزبان انگریزی ۸ر

۷ - حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان۔ قدیمی عیسائیوں کی کتابوں سے۔ قیمت ار

قیام زمین و گردش سورج حصہ اول۔ جسمیں زمین کی روزانہ گردش کے خلاف ۷۱ ثبوت درج ہیں قیمت ۳ر بزبان انگریزی ۸ر حصہ دوم جس میں زمین کی روزانہ اور سالانہ گردش میں ایک قسم کا اختلاف ثابت کرکے کیپلر۔ نیوٹن اور گلیلو کے تمام قوانین غلط ثابت کئے گئے ہیں قیمت ۴ر بزبان انگریزی ۵ر حصہ سوم۔ زمین۔ جس میں علم نجوم کی ابتدائی تواریخ بیان کرکے ۴۳ مختلف شکلوں اور ۴۰ دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ سورج کی گول گردشوں سے کس طرح زمین پر بڑے اور چھوٹے دن رات اور موسم نا قعہ ہو رہے ہیں۔ قیمت دو روپے۔ حصہ چہارم قیام زمین و گردش سورج کے متعلق ویدوں۔ انجیلوں اور قرآن مجید کی شہادتیں۔ قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ۔ **عبدالواحد حاجی۔ کوچہ پیر شیرازی۔ چوک متی۔ لوہاری دروازہ لاہور**

۷۸۶

هفته وار

تبلیغی اخبار

منادی دہلی

پڑھا کیجئے

جس میں خواجہ حسن نظامی کے تبلیغی حالات شائع ہوتے ہیں

سالانہ قیمت دو روپیہ (عہ)

مینیجر اخبار "منادی" دہلی